# تذکرة الشعراء

از

## دولتشاہ سمرقندی

بہ تصحیح و تمہید

از

جناب شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے گورداسپوری

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

سنہ ۱۹۳۹ء

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور نے عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



# تمہید

اِس ایڈیشن کے لئے میں نے تذکرہ دولت شاہ مطبوعہ بمبئی اور ولایتی ایڈیشن مصححہ براؤن صاحب کا مُطالعہ کیا ہے ۔ بمبئی ایڈیشن کو ولایتی ایڈیشن کے مُطابق درست کیا گیا ہے اِس ایڈیشن کا متن بمبئی ایڈیشن کے مُطابق ہے مقابلہ کے بعد جہاں کہیں تاریخی اختلاف یا شعر وغیرہ کی خواندگی میں فرق پایا ۔ میں نے ولایتی ایڈیشن کو ترجیح دی ہے ۔

تذکرہ دولت شاہ کو میں نے زیادہ تر تاریخی نقطۂ نگاہ سے دیکھا ہے ۔ ولایتی اور بمبئی ایڈیشنوں کے دیباچہ میں کچھ فرق ہے ۔ یعنی ولایتی ایڈیشن میں سلطان حسین شاہ الغازی کی شان میں مدحیہ اشعار زیادہ ہیں ۔ دُوسرے مشاہیر کے القاب ولایتی ایڈیشن میں کچھ زیادہ طویل ہیں تیسرے دولت شاہ نے دیباچہ میں کئی صفحے عربی شاعری ومشاہیر پر بھی لکھے ہیں میں نے ان باتوں کے زیادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی ۔ کیونکہ میرے خیال میں ان سے متن پر چنداں اثر نہیں پڑتا ۔

خود متن میں خاص قسم کا اختلاف ضرور ہے ۔ مثلاً شاعر کے حالات کے بعد جب مُصنف اس کے اشعار نقل کرتا ہے ۔ تو اس وقت دونوں ایڈیشنوں میں اختلاف ہے مثلاً ولایتی ایڈیشن میں ایسے مقامات پر میفرماید یا وله وغیرہ لکھا ہے ۔ اور اس ایڈیشن میں بمبئی ایڈیشن کے مُطابق میگوید ہے ۔ لیکن یہ ایسا اختلاف ہے جو بآسانی نظر انداز کیا جا سکتا ہے ۔

واقعات اور تاریخوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میں نے مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی ہے :-

لٹریری ہسٹری آف پرشیا — مُصنفہ پروفیسر براؤن — حصہ دوم وسوم
شعر العجم — " علامہ شبلی نعمانی — حصہ اول دوم وسوم
چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی — تعلیقات ولایتی ایڈیشن علامہ محمد بن عبد الوہاب قزوینی

جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی۔ ۱۸۹۹ء

مقدمہ دولت شاہ۔ ولایتی ایڈیشن۔ پروفیسر براؤن

اس کتاب میں جو ترکی اشعار درج ہیں اُن کے غلط یا صحیح ہونے کی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس زبان میں مجھے دسترس نہیں۔ دُوسرے میرا یہ خیال ہے کہ ہندوستانی قارئین کو شاید ان سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ زبان موجودہ ترکی زبان سے مختلف ہے۔ اگرچہ متن کو درست کرنے کی بہت کوشش کی گئی ہے لیکن پھر بھی بعض مقامات پر خاص نوعیت کی غلطیاں رہ گئی ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ بمبئی ایڈیشن کا کاتب ایرانی ہے۔ اور ایرانی لوگ ک اور گ۔ ج اور چ کی کتابت میں فرق نہیں کرتے بعض جگہ زائد نقطے لگا دیتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکا میں نے ان کو قرأت کے مطابق بنا دیا ہے۔ لیکن بعض مقامات پر اگر ایسا نہ ہو تو بھی قارئین کے لئے کوئی دِقّت نہیں کیونکہ یہ باتیں عام فہم سے کچھ بہت بالا نہیں ہیں۔

محمد اقبال صادق

# تذکرۃ الشعرا

## دولت شاہ سمرقندی

**حالات زندگی** | دولت شاہ کے حالات زندگی کے لئے دو ہی معتبر ماخذ ہیں۔

(۱) دولت شاہ نے خود اسی تذکرہ میں کہیں کہیں اپنی بابت کچھ نوٹ کر دیئے ہیں۔

(۲) مجالس النفائس۔ دیباچہ و مجلس ششم چونکہ اس کا مصنف امیر علی شیر نوائی دولت شاہ کا ہمعصر اور مُربّی تھا اس لئے اس کے دیئے ہوئے حالات مستند قرار دیئے جا سکتے ہیں اور چونکہ یہ کتاب ترکی زبان میں ہے۔ اور ہماری رسائی سے باہر ہے۔ اس لئے اس مجلس ششم دربارۂ دولت شاہ کے انگریزی ترجمے کے پروفیسر براؤن کے ممنون ہیں۔

امیر دولت شاہ اسفرائن کے ایک شریف خاندان سے تھا۔ اس کا باپ علاء الدولہ بختی

شاہ الغازی شاہرخ سلطان ۸۰۷ھ سے ۸۵۰ھ (جو امیر تیمور کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا) مشہور درباریوں میں سے تھا۔ اس کا چچا فیروز شاہ بیگ اس کے مشاہیر میں سے تھا اس کا بھائی امیر رضی الدین علی جوانمرد عالم اور محتاط تھا لیکن ہر قابل دربار سے تعلق رکھتا تھا۔ فارسی اور ترکی دونوں زبانوں کا شاعر تھا۔

دولت شاہ ایک قابل منکسر المزاج اور ہونہار نوجوان تھا۔ اس نے اپنے آباؤ اجداد کی شان و شوکت اور حکومت کے طریق کو خیر باد کہا معمولی سپاہی کی آبائی پرقناعت کر کے گوشۂ عافیت اختیار کیا اور کسب علوم و فنون میں پوری کوشش کی تقریباً پچاس سال کی عمر میں تذکرۃ الشعرا لکھنا شروع کیا۔ اور اپنے مربی سلطان حسین غازی کے نام پر معنون کیا۔

دولت شاہ سلطان الغازی کے ہمرکاب چکون سرائے کی لڑائی میں شامل ہوا۔ جو دولت شاہ کے مہارج اور سلطان محمود کے درمیان واقع ہوئی۔

امیر علی شیر نوائی مجالس النفائس کی مجلس ششم میں رقمطراز ہے: تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ مجھے امیر دولت شاہ کی وفات کی خبر ملی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو خدا تعالیٰ اسے جوار رحمت میں جگہ دے۔

کتاب تذکرۃ الشعرا ۸۹۲ھ مطابق ۱۴۸۶ء میں ختم ہوئی۔

مرأۃ الصفا کے مصنف نے دولت شاہ کا سن وفات ۹۰۰ھ لکھا ہے۔ یہ مصنف دولت شاہ کا ہمعصر تھا۔

**دولت شاہ کے زمانہ کے عام حالات** | دولت شاہ ناقدری زمانہ کا بہت شاکی ہے اپنے زمانہ کی بابت لکھتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں علم کی کوئی قدر نہیں شعرا کو بہت قلیل صلے ملتے ہیں۔ رذیل اور چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں۔ خود اسے باوجود علمی قابلیت خاندانی شرافت اور وسیع تعلقات کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ ایک مقام پر وہ اس زمانہ کے علمائے دین پر الزام دیتا ہے کہ وہ ابن الوقت اور طامع ہیں مشکور کرنے کے لئے اخلاقی جرأت سے کام نہیں لیتے۔ دوسرے موقع پر اپنے بار قرض کا ذکر کرتا ہے۔ اور محصل کی سختی سے نالاں ہے۔ اپنی ناداری کی بابت جو کچھ وہ لکھتا ہے۔ اس کی ذمہ دار ممکن ہے اس کی گوشہ نشینی اور منکسر المزاجی ہو جس کی طرف نوائی نے مجالس النفائس کی چھٹی مجلس میں اشارہ کیا ہے۔ اور اغلب ہے کہ اسی وجہ سے باقی زمانہ کی شکایت کر دی ہو ورنہ مشکل ہے کہ سلطان حسین کی بادشاہت اور امیر علی شیر نوائی کی وزارت ہو اور

علماء کی بے قدری۔

**دولت شاہ کے مواخذ** | تذکرۃ الشعراء میں مصنف نے جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے اُنکی فہرست یہ ہے

(۱) آثار الباقیہ (عربی) البیرونی ۱۰۴۸ء ایک دفعہ حوالہ دیا ہے

(۲) احیاء العلوم ″ الغزالی ۱۱۱۱ء ۱ ″ ″

(۳) اخبار الطوال ″ دینوری ۸۹۵ء ۱ ″ ″

(۴) جغرافیہ ″ الاصطخری ۹۴۰ء ۱ ″ ″

(۵) تاج الشیوخ (فارسی) حاجی خلیفہ اس کا صرف نام لکھتا ہے مصنف سن وغیرہ معلوم نہیں) ۱ ″ ″

(۶) تاریخ مستظہاری یا مستظہار الاخبار قاضی احمد دامغانی (حاجی خلیفہ کچھ نہیں) ۲ ″ ″

(۷) تاریخ آل ابو طاہر خاتونی سلجوق۔ تاریخ سلاجقہ۔ تاریخ سلجوق × × × ۱

(۸) تاریخ بناکتی ابو سلیمان داؤد بناکتی ۱۳۱۷ء ۵ ″ ″

(۹) تاریخ بیہقی × ۱۰۶۰ء ایک دفعہ حوالہ دیا ہے

(۱۰) تاریخ رشیدی یا جامع التواریخ رشید الدین فضل اللہ ۱۳۲۰ء ۲ ″ ″

(۱۱) تاریخ طبری مترجمہ بلعمی (ترجمہ) ۹۶۳ء ۱ ″ ″

(۱۲) مطلع السعدین و مجمع البحرین کمال الدین عبد الرزاق ۱۴۸۲ء ۱ ″ ″

(۱۳) تاریخ گزیدہ حمد اللہ مستوفی قزوینی ۱۳۳۰ء ۵ ″ ″

(۱۴) تذکرۃ الاولیا فرید الدین عطار (قتل فی ۱۲۳۰ء) ۲ ″ ″

(۱۵) ترجمان البلاغۃ فرخی (حاجی خلیفہ صرف نام جانتا ہے) ۲ ″ ″

(۱۶) تاریخ ملک شاہی × × ۱ ″ ″

(۱۷) جواہر الاسرار آذری × ۸ ″ ″

(۱۸) جہان کشائے جوینی علاء الدین عطا ملک جوینی ۱۲۶۰ء ۵ ″ ″

(۱۹) چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی تقریباً ۱۱۶۰ء ۳ ″ ″

(۲۰) حدائق السحر رشید الدین وطواط × ۶ ″ ″

(۲۱) تاریخ حمزہ اصفہانی ۹۶۰ء ۱ ″ ″

| کتاب | مصنف | سنہ | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| (۲۲) ذخیرۂ خوارزم شاہی | زین الدین ابو ابراہیم اسمٰعیل الجرجانی | سنہ ۱۱۱۰-۱۱۳۶ء | ۱ | ″ | ″ |
| (۲۳) روضۃ الازہار | میر اخوانہ | سنہ ۱۴۵۷ء | ۱ | ″ | ″ |
| (۲۴) سیاست نامہ یا سیر الملوک | نظام الملک | (قتل فی سنہ ۱۰۹۲ء) | ۱ | ″ | ″ |
| (۲۵) شرف النبی | + | + | ۱ | ″ | ″ |
| (۲۶) صور الاقالیم | ابو سلیمان ذکریا کوفی | + | ۵ | ″ | ″ |
| (۲۷) طبقات ناصری | جرجانی | سنہ ۱۲۶۰ء | ۳ | ″ | ″ |
| (۲۸) ظفر نامہ | شرف الدین علی یزدی | سنہ ۱۴۲۵ء | ۴ | ″ | ″ |
| (۲۹) قابوس نامہ | کیکاؤس بن سکندر بن قابوس بن وشمگیر | سنہ ۱۰۸۲-۳ء | ۱ | ″ | ″ |
| (۳۰) کتاب آداب العرب والفرس (در ذکر شعرائے عرب کہ دریں کتاب موجود نیست) | ابو علی احمد محمد بن مسکویہ | سنہ ۱۰۳۰ء | ۱ | ″ | ″ |
| (۳۱) کتاب الممالک و المسالک | علی ابن عیسیٰ کمال | + | ۲ | ″ | ″ |
| (۳۲) مناقب الشعرا | ابو طاہر خاتونی (بقول حاجی خلیفہ بفارسی نوشتہ بود) گیارہویں صدی کے اخیر میں | | ۲ | ″ | ″ |
| (۳۳) نزہت القلوب | حمد اللہ مستوفی قزوینی | + | ۱ | ″ | ″ |
| (۳۴) نصیحت نامہ (وصایا - یا نصائح منسوب بہ نظام الملک برائے پسرش فخر الملک - ایں کتاب دراصل در صدی پانزدھم عیسوی نوشتہ شدہ و فسانۂ نظام الملک و حسن صباح و عمر خیام دراں مندرج است) | نظام الملک | + | ۱ | ″ | ″ |
| (۳۵) نظام التواریخ | البیضاوی | + | ۳ | ″ | ″ |
| (۳۶) نفحات الانس | جامی | سنہ ۱۴۷۶ء | ۲ | ″ | ″ |
| (۳۷) نگارستان | معین الدین جوینی | + | ۴ | ″ | ″ |

دولت شاہ اپنے خیال میں پہلا آدمی تھا جس نے کہ شعرا کے حالات لکھے ہیں۔ حالانکہ ان مندرجہ بالا کتابوں کے حوالے دیتا ہے جو ایں مناقب الشعرا بھی شامل ہے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے لباب الالباب

عوفی کو نہیں دیکھا۔ کیونکہ وہ اس کا کہیں ذکر نہیں کرتا۔

"تذکرۃ الشعرا فارسی تاریخ ادب پر فارسی زبان میں بہترین کتب میں ہے یہ ایک مقدمہ سات طبقات اور ایک تتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں فارسی شعر کی مختصر سی تاریخ لکھی ہے۔ ہر ایک طبقہ میں تقریباً بیس شعرا اور اُن کے مربی بادشاہوں کے حالات درج ہیں۔ تتمہ میں مؤلف نے سلطان حسین بن غازی اور کچھ ہمعصروں کے حالات دیئے ہیں۔ شاعر کے حالات کے بعد اُس کے کلام کا انتخاب درج ہے جو مؤلف کے مذاق کی داد دیتا ہے۔ تذکرۃ الشعرا کو چیدہ اشعار کے مجموعہ کی وجہ سے ایک نفیس بیاض کہا جا سکتا ہے جس میں تقریباً ۱۵۰ شعرا کے منتخب کلام کا انتخاب موجود ہے جو مؤلف کی قابلیت اور ذہانت پر دال ہے۔ اس کے مندرجہ اشعار میں سے بعض نایاب ہیں۔ اور بعض علیحدہ کبھی نہیں چھپے۔ اشعار کے علاوہ عام تاریخی حالات بھی موجود ہیں۔ جو اس زمانہ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ بہت سی پُر لطف حکایتیں دی ہیں۔ کتاب بحیثیت مجموعی فارسی زبان کے طالب علم کے لئے دلچسپ اور مفید ہے۔ اس کی زبان شیریں اور لطیف ہے۔ انوار سہیلی (جو مؤلف کے ہمعصر ملا حسین واعظ کاشفی کی تصنیفات سے ہے) کی طرح ثقیل بلاغت وغیرہ سے پاک ہے۔

تذکرۃ الشعرا کا ساتواں طبقہ اور تتمہ تاریخی نقطۂ نگاہ سے دلچسپ ہے۔ دولت شاہ کی معلومات اس طبقہ کی بابت بڑی حد تک مستند قرار دی جا سکتی ہیں کیونکہ ان دونوں حصوں میں اُن لوگوں کے حالات درج ہیں جو مؤلف کے ہمعصر تھے۔ باقی کتاب کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعات لکھتے وقت مؤلف نے احتیاط سے کام نہیں لیا۔ ضعیف یا معتبر روایت جیسی ملی لکھ دی۔ خود اسے پرکھا نہیں۔ اسی وجہ سے کتاب میں بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ جن کی وجہ سے بڑے بڑے فاضل مثل ریو اور علامہ شبلی ٹھوکر کھا گئے ہیں جس قدر واقعات کی تاریخیں ہم پہنچ سکیں مؤلف نے جمع کیں چنانچہ ایک نظم میں ہیں اور باقی عربی لفظوں میں۔ تاریخ لکھنے کا یہ بہت محفوظ ذریعہ ہے۔ کیونکہ ہندسوں کے بدل جانے کا اندیشہ دور ہو جاتا ہے۔ اور ایسا اندیشہ مشرقی پرانی کتابوں کی نسبت عام ہو سکتا ہے۔ دولت شاہ کے اس فاضلانہ تاریخیں لکھنے کی نسبت کم از کم یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ مؤلف نے جو لکھی ہونگی وہ تقریباً ویسی ہی ہم تک پہنچ سکی ہیں۔

تاریخی لغزشیں:- تذکرۃ الشعرا میں تاریخی لغزشیں بہت ہیں لیکن جو مشاہیر سے تعلق رکھتی ہیں اُن کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

دولت شاہ نے رودکی کا نام وغیرہ نہیں لکھا فقط اس کی کنیت ابو الحسن لکھی ہے لیکن علامہ محمد بن عبد الوہاب قزوینی نے تعلیقات چہار مقالہ میں اس کا نام اور وجہ تخلص یوں لکھی ہے "ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الرودکی منسوب بہ رودک۔ ناحیہ ایست بسمرقند و در آن ناحیہ قریہ ایست کہ او را بج میگویند و ہذہ القریہ قطب رودک وہی علی فرسخین من سمرقند" قریہ قطب رودک سمرقند سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ اور رودکی اس قریہ کی طرف منسوب ہے۔ علامہ قزوینی کا قول قابل ترجیح ہے اور تازہ تحقیقات پر مبنی ہے۔ علامہ موصوف نے رودکی کا سن وفات ۳۲۹ھ لکھا ہے۔

دولت شاہ نے رودکی کا قصیدہ "بوئے جوئے مولیاں آید ہمے" کے چند اشعار لکھنے کے بعد اپنی رائے ظاہر کی ہے (کہ یہ اشعار صنائع و بدائع اور متانت سے عاری ہیں) اور اگر ایسے اشعار اس کے زمانہ میں کسی بادشاہ کے دربار میں پڑھے جاتے تو سب لوگ ان کی خوبی کا انکار کرتے لیکن دولت شاہ کی رائے اس معاملہ میں مستند نہیں ممکن ہے کہ زمانہ کے گذرنے سے مذاق بدل گیا ہو اور رودکی کے اشعار کی قدر نہ کر سکتے ہوں حقیقت یہ ہے کہ آدم الشعرا استاد رودکی نے یہ قصیدہ بہت خوب لکھا ہے امیر معزی نے باوجود شیریں کلام شاعر ہونے کے اس کا جو جواب لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معزی ایسا کرنے میں کس طرح ناکام رہا ہے مقابلہ سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

رودکی بوئے جوئے مولیاں آید ہمے یاد یار مہرباں آید ہمے
امیر معزی رستم از مازندران آید ہمے زین ملک از اصفہاں آید ہمے

دولت شاہ نے غضائری کا نام اور سن وفات نہیں دیا۔ اس کا نام ابو زید محمد بن علی غضائری الرازی ہے اس کی وفات ۴۲۶ھ میں ہوئی۔ تذکرۃ الشعرا میں منوچہری کا نام نہیں دیا گیا۔ تعلیقات چہار مقالہ میں یوں درج ہے ابو النجم احمد بن قوص الدامغانی کا رہنے والا تھا ۴۳۲ھ تک زندہ رہا۔

بندار رازی۔ دولت شاہ نے اس کا سن وفات نہیں دیا۔ البتہ مجد الدولہ کا سن وفات ۴۲۰ھ لکھا ہے صاحب مجمع الفصحا نے بندار کا سن وفات ۴۰۱ھ لکھا ہے نیز وہ کہتا ہے کہ مجد الدولہ بھی اسی سال قتل ہوا۔ اس بنا پر یا تو بندار کا سن وفات ۴۰۱ھ غلط لکھا ہے ممکن ہے ۴۲۱ھ ہو یا مجد الدولہ کی وفات کے متعلق مجمع الفصحا میں یہ اطلاع غلط ہے۔

دولت شاہ نے استاد عنصری کی تاریخ وفات ۴۳۱ھ مقرر کی ہے نئی تحقیقات کی رو سے اس کی وفات کی تاریخ ۱۰۳۹ء اور ۱۰۵۰ء کے درمیان مقرر کی گئی ہے۔

مسعود بن سلمان کی بابت دولت شاہ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے اس کی ولادت کا سن صحیح اقوال کے مطابق

۴۳۸ھ یا ۴۴۲ھ ہے۔ اور سنِ وفات ۵۱۵ھ ہے۔ اس کا خاندان ہمدان سے تعلق رکھتا ہے لیکن مسعود ہندوستان میں آیا۔ لاہور اس کے اہل و عیال کا مسکن تھا چنانچہ حبسیات میں لاہور کا مسعود نے ذکر کیا ہے۔

فردوسی۔ دولت شاہ نے فردوسی کا نام حسن بن اسحاق بن شرف شاہ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشین لٹریچر جلد دوم میں اس کا نام ابوالقاسم حسن بن علی طوسی لکھا ہے۔ دولت شاہ نے فردوسی، عنصری، عسجدی اور فرخی کی ملاقات کی جو حکایت لکھی ہے اسکے متعلق چہار مقالہ اور لباب الالباب جو پرانے اور مستند تذکرے ہیں خاموش ہیں اس لئے یہ حکایت قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ اسدی طوسی کے ذکر میں دولت شاہ نے لکھا ہے کہ اسدی نے شاہنامہ کے آخری چار ہزار اشعار فردوسی کی فرمائش پر ایک رات اور ایک دن میں کہے۔ اور فردوسی کو جو کہ بستر مرگ پر تھا سنائے۔ یہ حکایت بے بنیاد ہے کیونکہ ایک رات اور ایک دن میں تا نماز دیگر چار ہزار اشعار لکھنا خلاف قیاس ہے۔
پھر دولت شاہ نے لکھا ہے کہ اسدی فردوسی کا اُستاد ہے۔ یہ بھی قرینِ صحت نہیں۔

دولت شاہ نے فردوسی کا سن وفات ۴۱۱ھ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے بڑی تحقیق کے بعد ۴۱۶ھ مطابق ۱۰۲۵-۲۶ء مقرر کیا ہے یہ قول دولت شاہ کے قول پر فوقیت رکھتا ہے۔ امیر معزی کی تاریخ وفات کی نسبت دولت شاہ خاموش ہے۔ صحیح ترین اقوال سے امیر معزی کا سن وفات ۵۴۲ھ ہے جو غلطی سے سلطان سنجر کے تیر سے مارا گیا تھا۔

دولت شاہ نے امیر معزی کے حالات کے ساتھ نظام الملک کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور چار شعر دیئے ہیں جن کو نظام الملک کی طرف منسوب کیا ہے تیسرے شعر میں نظام الملک کی عمر اور مقام وفات کا ذکر ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ دراصل یہ چاروں شعر برہانی والد معزی نے وفات کے وقت لکھے تھے تیسرا شعر چوں شد...... الخ مصنوعی ہے۔ اصل یوں ہے:- آمد چہل و شش ز قضا مدت عمر من + در خدمت درگاہ تو صد سال ہمیں وهم +
یہ قول نظامی عروضی سمرقندی کا ہے اور دولت شاہ کے قول پر مقدم ہے کیونکہ عروضی نے بالمشافہ امیر معزی سے سنا ہے۔

دولت شاہ نے نظام الملک کا سن وفات ۴۸۲ھ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے ۴۸۵ھ مطابق ۱۰۹۲ء لکھا ہے

تذکرۃ الشعراء میں امامی ہروی کا سن نہیں دیا گیا۔ اس کا سن وفات ۶۶۷ھ مطابق ۱۲۶۸-۹ء ہے۔

مجد الدین ہمگر کا سن وفات ۶۷۸ھ مطابق ۱۲۷۹ عیسوی ہے۔ دولت شاہ اس کے متعلق خاموش ہے۔

عراقی کا سن وفات دولت شاہ نے ۷۰۹ھ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے لکھا ہے کہ عراقی نے ۸ ذیقعدہ ۶۸۸ھ مطابق ۱۲۸۹ء کو وفات پائی۔ یہ قول معتبر ہے۔

محمد اقبال صائی ایم۔ اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحمیدی کہ شاہباز بلند پرواز اندیشہ بساحت فضای کبریائے آن طیران نتواند نمود و تحمیدی کہ سیمرغ قلہ قاف عقول انسانی بذروۂ عزت و عظمت آن بال نتواند کشود حضرت با رفعت واجب الوجود یرا سزاوارست جل شانہ و عظم کبریانہ کہ از خواص آبا ہفت گانہ علوی و آثار امہات چہارگانہ سفلی موالید سہ گانہ را بحیز وجود موجود ساخت و ہر یک را از افراد کائنات بر حسب استعداد و قابلیات بہ تجلی و ترقی لائق مرتب و ممتاز گردانید۔ شعر

فقی کل شیٔ لہ آیۃ   ”مادل علی انہ واحد“

و از بہر وفطرت نوع انسان را از جملہ اجناس موجودات و تمامت مکونات بتعدیل مزاج مشرف و ممتاز فرمودہ تاج کرامت و تشریف ہدایت ولقد کرمنا بنی آدم وحملناہم فی البر والبحر ورزقناہم من الطیبات وفضلناہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا بر تارک میمون و فرق ہمایون ایشان نہادہ رقبۂ زمین و زمان و نبات و حیوان را در ربقۂ تسخیر این جنس خطیر درآوردہ قوت ناطقہ را کہ مفتاح کنوز حقایق و گنجور رموز دقایق است در جیب یا ترجیب آن جماعت مودع ساخت۔ شعر

قدرت اوست کہ پروردہ بشیرین کاری   طوطی ناطقہ را در شکرستان مقال
حکمت اوست کہ پروانہ دین داد بہ عقل   تا نہد شمع ہدایت بشبستان ضلال

لاجرم جمیع انسان عظیم الشان شکرانۂ نعمت بلیغ و موہبت بدیع را در شاہراہ بیان معانی کنہ جلالش پہویند و بنطق کلام لا احصی ثناء علیک تفسیر تنزیہ و تقدیس ذات بیہمتالش میگویند و علی الدوام بحبل المتین کرمش تمسک می جویند۔ بیت

شکر کرام فضل بجا آورد کسی   حیران بماند ہر کہ درین اقتکار کرد
تب علینا فاننا بشر   ما عرفناک حق معرفتک

وآلاف تحیتہ ورضوان واصناف محمدت وغفران از دل وجان روشن رویان ایمان نثار روضۂ منور ومرقد معطر محرم راز واسرار زسر ما اوحی ومسند نشین وفی فتدلی شیرین کلام وما ینطق عن الہوی حامل بار کرامت ان ہو الا وحی یوحی دُرّہ التاج سروران ممالک اصطفی ابو القاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم باد۔ کما قال اللہ تعالیٰ انّ اللہ وملائکتہ یصلّون علی النبیّ یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلّموا تسلیما فصیحی کہ مسیح از عہد عزت بجا ماند او زبان میکشاد وبلیغی کہ عزیز مصر خلافت در بلاغتش تقدیم میداد۔ بیت

یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ۔۔۔ کتب خانۂ ہفت ملت بشست

صلے اللہ علیہ وآلہ التابعین لام باحسان الی یوم الدین۔

# دربیان فضیلت فصاحت بلاغت وتفضیل اصحاب این صنعت

بر رای منیر وخاطر خطیر ارباب فضل عزت واصحاب علم وحکمت ظاہر وواضح است کہ حق سبحانہ وتعالیٰ از مکمن عالم غیب واز گنجینۂ مخزن لاریب مجموعۂ ہجو وجود انسان بعد وظہور نیاوردہ ودر حدایق حقایق ودکریۂ دقایق بجان فزائی ودل کشائی وشیرین زبانی چون نطق انفاس ناطقہ نطق آدمی طوطی جان از جملہ مرغان اولے اجنحہ بہ نبات حسن نہ پروردہ۔ بیت

نخستین فطرت پسین شمار ۔۔۔ توئی خویشتن را ببازی مدار

اعلیٰ علیین مراتب انسانی علم وحکمت است کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ازان عبارت است واسفل السافلین آدمی جہل وحماقت است ثم رددناہ اسفل السافلین بان اشارت است پس از فحوای کلام کریم متقرر شد واز حضیض حقارت مہالک باوج مراتب ملائک جز باوصاف انسانی ومعرفت یزدانی نتوان رسید۔ بیت

تو زآدم خلیفۂ بہ گہر ۔۔۔ قوت خویش را بفعل آور

نطق وفصاحت انسانی را کلید ابواب معانی نہادہ اند بلکہ طلسم کنوز دقایق را بدین مفتاح کشادہ اند آدمی بقوت نطق وتمیز از حیوان ممتاز است وگرنہ در وجود با جمیع خلایق انباز است زبان بہایم دوداب بزندان ظلمت وحجاب محبوس است وگرنہ ہمہ اشیای تر وشان محسوس است عارف رومی قدس سرہ درین باب می فرماید۔

حس حیوانی ندارد اعتبار　　ای اخی درکوی قصابان گذار
فربهی حیوان کند از خورد و نوش　　می شود انسان قوی از راه گوش

دریغ نباشد که چنین طوطی از شکرستان فصاحت و مقال محروم ماند و تاسف نشاید که مثل این بلبلی از گلستان آمال معدوم گردد عالم ارواح که شفاف و صافی است فیض آن ارباب فصاحت را وافی و کافی ست۔ بلیت

درپس آئینه طوطی صفتم داشته اند　　انچه استاد ازل گفت بگو میگویم

صاحب ملی را از انجا که مقام و حال اوست لاشک شاهد عدل قال و مقال اوست پس برین تقدیر سیاحان وادی حقیقت و سباحان بحار طریقت نه بر عبث در بادیه جان گداز حکمت و معرفت و در بحار خون خوار اندیشه و خلوت سیاحت و سباحت کرده اند بلکه از خار مغیلان این بادیه گلی چیده اند از غواصی این بحر تناهی بدر روانه رسیده اند۔ بلیت

ز آتش فکرت چو پریشان شوند　　با ملک از جمله خویشان شوند

مسود این سواد نورانی و مصور این صورت پر معانی اقل عباد الله الغنی دولت شاه بن علاء الدوله بختی شاه غازی سمرقندی ختم الله له بالحسنی بر رای جهان آرای ارباب دین و دولت و اصحاب فضل و فطنت معروض میگرداند که من بنده روزگار شباب ایام فضل و اکتساب جهالت و بطالت بسر بردم و دو سه روزه زندگانی که سرمایه سعادت جاودانی است بما لایعنی تلف کردم چون از روی محاسبت و مراقبت بر روزنامه حیات نظر نمودم دیدم که کاروان عمر گران مایه در بیته گمراهی پنجاه مرحله قطع نموده و از دیوان حکمت عنوان حضرت قدوة المحققین قبلة العارفین نور الملة والدین مولانا عبد الرحمن جامی ادام الله تعالی برکات انفاسه الشریفه این رباعی را مناسب حال و برحسب حال خود یافتم۔ رباعیه

تا ده بودم بسی زبون افتاده　　تا بیست و سی زره برون افتاده
در چهل و غمی داده چهل سال بباد　　در پنجه پنجهم کنون افتاده

با خود اندیشه کردم که از دفتر دین و دانش که فهرست مجموعهٔ کمالات است حرفی نخوانده و از جاه و مراتب آبا و اجداد بی بهره مانده۔ این چنین عمر تلف شده را چه عوض و این سودای بی سود را چه غرض۔ بعد ما که زخم شمشیر تشویر خوردم و ساعتی بندامت سر فرو بردم دیدم که در دولت گذشته تدبیری

نیست در مهلت روزگار حالت تاخیری نه بیتی از مخلصهای شیخ آذری ره با خلاص یادم آمد

بیت آذری عمر بباز یچه و غفلت بگذشت   آنچه باقیست مشو غافل و فرصت دریاب

مصرع کی عمر رفته کس بدو یدن گرفته است

آخر مصلحت آن دانستم که پیش از آنکه پای مرکب حیات در سنگلاخ اجل مجروح شود مصرع

دست بکاری زنم که غصه سرآید

علم را پایهٔ بلند و مایهٔ ارجمند یافتم اما دیدم که مشاهدهٔ آن عروس جز بمجاهدهٔ روزگار صبا نقش نبندد که العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر. اگرچه طفل راهم اما قرین پنجاهم و شاهراه سلوک بحقیقت اگرچه طریقه واصلان و وظیفه کاملان است. بیت

تا جان نکنی خون نخوری پنجه سال   از قال ترا ره ننمایند بحال

من گمراه که بعد از تضییع و اتلاف پنجاه بقالی نرسیده باشم بحال رسیدن محال باشد

قصه و غصه ملازمت درگاه سلاطین را چه گویم اگرچه این طریق شعار و دثار آبا و اجداد این مستمند است اما نفس را در مراسم آن خدمت ناموذب دیدم بضرورت پای از کریاس منیع درکشیدم. بیت

تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف   مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

عاقبت سودا و فکر این زیان بود دماغ ضعیف مرا در ربود. قوت متخیله بدین رباعی ترنم می نمود.

رباعی در دهر مرا نه جاه و مالی حاصل   نه علم و کمال و وجد و حالی حاصل

مردان در مردان زده انا از چه مراست   چون نامردان خواب و خیالی حاصل

آخر از حسرت و پشیمانی و اندوه و پریشانی بزاویه ادبار و سجاده گشتم و بگوشه تنهایی معتکف نشستم از دوالات ملالت بر خاطرم مستولی شد. شعر

ناتف غیب این ندا در داد

بیت حاصل منشین ورقی میخراش   ورنتوانی قلمی می تراش

چون کنوز معانی ظهور نمود دانستم که قلم اژدهای آن گنج بود با قلم دو زبان یکدل شده گفتم ای مفتاح کنوز دانش بتو مشورت می کنم که بسعی بنان من و بدندان تو کدام رقم است قلم بصدای صریر

باسن تقریر کرد۔ بیت

که هر چیز کان گفتنی گفته اند    بر و بوم و دانش همه سفته اند

علمای دین داد آثار و اخبار داده اند و ابواب قصص انبیا بر رخ خلق کشاده اند شیخ عطار که مرقد او اندریاحین انوار معطر باد در تذکرهٔ اولیا ید بیضا نموده و مورخان دانا در تواریخ و مقامات سلاطین توانا مجلدها پرداخته اند و کتابها ساخته و هم چنین در معرفت بلاد و مصلحت عباد و آنچه بایستنی ایست فضلا درآن کار جهد نموده اند و یادگاری گذاشته اند۔ بیت

انچه مجهول مانده در عالم    ذکر تاریخ و قصهٔ شعراست

جهته آنکه علما باوجود کمال و فضل بدین افسانهٔ محقر قلم رنجه نکرده و همت فرو نیاورده و دیگرانرا اوقات مساعدت نکرده بلکه بضاعت آن نداشته اند القصه تاریخ و تذکره و حالات این طائفه را هیچ آفریده از فضلا ضبط ننموده اگر رقمی بر وجه ثواب درین ابواب نموده آید حقا که بر وجه صلاح خواهد بود این شکسته چون از خازن گنجینه معنی این رموز اصغا نموده دانستم که این صید از قید صیادان این صناعت جسته و این در بروی ارباب طلب بسته است انآنچه شکسته بسته در مدت العمر دیده و از ان خوشه که از خرمن کرام چیده بودم از تواریخ معتبره و از دواوین استادان ماضی و اشعار متقدمین و متاخرین از رسائل متفرقه و کتب سیر غیره ذلک تاریخ و مقامات و حالات شعرائے بزرگ که ذکر دواوین اشعار ایشان در اقالیم مشهور و مذکور است جمع نمودم از ظهار اسلام الی یومنا هذا و بتقریب شمه از تواریخ سلاطین بزرگ که شعرائے نامدار بروزگار آن طایفه بوده اند درین تذکره بقلم آوردم و از منشآت اکابر و لطائف اعاظم و تحقیق معرفت بلدان آنچه توانستم بقدر الوسع والامکان درین تذکره بایراد رسانیدم چون این عروس حقایق از جملهٔ غیب روئے نمود تامل نمودم که در حمایت شبستان کرم کدام صاحب دل تواند بود و قدر این مخدرهٔ عصمت که دامن طهارت آن آلودهٔ خبث و خباثت نیست۔ کدام معصوم خواهد دانست و این درّ معانی قابل گوش کدام اهل هوش است عقل دانا ملهم ساخت۔ ع

قدر زر زرگر شناسد قدر جوهر جوهری

از رموز ملهم دولت یقینم شد که این خدمت جز صدر رفیع کرمی را شایسته نیست که امور فضل بدولت او منتظم و بنائے جهل از هیبت و جلالت او منهدم است۔

# ذکر محامد صاحب دولتی که این خدمت بتقاضای احسان اوست

اعنی امیر الکبیر الاعظم ناصب رایات العدالت والنصفة والکرم امیر الامرا والحکام والی ولایت الایام ناظم دواوین الملوک والخواقین اعدل من حبل المار والطین نظام الممالک ملجا الضعفا من ورطات المهالک ذی المفاخر والمآثر راسخ کمالات الاوایل والاواخر موسس بنیان المکارم مجدد مراسم الاکابر والاعاظم معین العلما مربی الفضلا مقوی الفقرا و افضل الامرا العظام ولی النعم والایادی الجسام ناقد فنون العلم بمعیار الطبع السلیم عارف المعارف بمیزان ذهن المستقیم. بیت

بحق مالک رقاب کاف و شمشیر　　نظام الملة والدین علی شیر

زین الله سرایر الوجود بعزه وافاض علی المسلمین سحاب معدلته وجوده بزرگی که ممدوح اکابر آفاق است و مظهری که مجموع مکارم اخلاق ذات ملک صفاتش عنصر کرم و مروت و همت کیمیا خاصیتش عین شفقت و رأفت ارباب فضل را سده منیعش مقر معین و اصحاب علت فاقه را دار الشفا کرمش مقری مبین عمارت گل اگرچه ظاهر شعار اوست اما بحقیقت عمارت دل نیز پیشه و کار اوست ایزد سبحانه و تعالی در این هر دو طریق ثابت قدم و راسخ دم دارا دکه شیوه اول سبب معموری بلاد و شفقت بر عباد است و طریق ثانی اصل اخلاص و محفل رشاد معمار سعی جمیلش ویرانی ملک را معمور ساخت و ساقی کرمش مخموران ستم را مسرور گردانید. لمؤلفه

در زمانش چون ز ویرانی نمی بیند اثر　　جغد از این وسواس و سودا میکند نوحه گری

پاکبازی بجلوه ابکار معانی قناعت نموده عیسی صفت از الایش طبیعت مجرد بوده خیرات حسان یادگار اوست والباقیات الصالحات مونس روزگار او انا آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الآثار

رعیت پناها دلت شاد باد　　بسعیت مسلمانی آباد باد
خدایت همه چیز شایسته داد　　جوانمردی و دانش و دین داد
ز فضلت خراسان فرخنده بوم　　شرف برد بر خاک یونان و روم
ترا فضل رحمت و بخشش طریق　　همین کن که توفیق بادت رفیق
ترا از جهان نام نیک است و بس　　بجز نام نیکو نماند ز کس
ترا خیر و احسان و نیکی و نام　　بماناد تا جاودان والسلام

رجا واثق بلکہ یقین صادق ہست کہ تحفہ حقیر این فقیر کہ بتحقیق بردن شبہ بدکان جوہریست
عرض نور سہا در جنب مشتری در نظر قبول خداوندے مردود نہ گردد۔ بیت

پای ملخے نزد سلیمان بردن عیب است ولیکن ہنر است از وری

بیان آئین این کتاب و تعیین طبقات واسم وابواب آن خواہم آوردن مقامات وحالات شعرا امر
متعذر است چہ از روزگار قدیم این طریق بین الناس متداول بودہ واز ہمہ تغییر لغات کہ بمرور دہور
واعوام از حالے بحالے وامرے بامرے مبدل میگردد واسامی اکثر این جماعت در ستر خفاست و اما از آنہا
کہ اسامی سامی ایشان و تواریخ ورسایل مذکور ہست وذکر ایشان درمیان مردم مشہور جمعی را اختیار نمودم
کہ جملہ فاضل و درین علم ماہر بودہ آند و بنزد سلاطین مقبول ومحترم واین کتاب را بر طریق طبقات افلاک بر ہفت
طبقہ قسمت نمودیم کہ در ہر طبقہ ذکر بیست فاضل تخمیناً مسطور باشد و خاتمہ برین طبقات افزودیم وذکر حالات
فضلا و شعرا کہ امروز جہان بذات شریفشان آراستہ ہست مقرر نمودیم امید کہ فضلا چون برین جرأت
صاحب وقوف شوند ذیل عفو واصلاح برہفوات این کمینہ بوشند ودر تقبیح نکوشند۔ بیت

مگر عذر م بزرگان در پذیرند بزرگان خوردہ بر خوردان نگیرند
وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ ولکن عین السخط تبدی المساویا
کہ در بحر لولو صدف نیز ہست درخت بلند است در باغ و پست
قبا گر حریر است وگر پرنیان بناچار حشوش بود در میان

# طبقۂ اوّل ودرین طبقہ ذکر بیست فاضل است

| | | |
|---|---|---|
| اُستاد رودکی | اُستاد غضایری رازی | اُستاد اسدی طوسی |
| منوچہری شصت کلہ | پندار رازی | اُستاد عنصری |
| عسجدی بخاری | مسعود سعد سلیمان | فردوسی طوسی |
| فرخی | امیر معزی | نظامی عروضی سمرقندی |
| حکیم ناصر خسرو | عمعق بخاری | قطران بن منصور اجلی |
| فصیحی جرجانی | فرخاری | ابو العلا گنجوی |

ملک عماد زوزنی — استاد ابوالفرج

## طبقۂ ثانی نیز ذکر بیست فاضل است

حکیم ارزقی — عبدالواسع جبلی — ابوالمفاخر رازی
افضل الدین خاقانی — اوحدالدین انوری — رشیدالدین وطواط
ادیب صابر — عثمان مختاری — حکیم سنائی غزنوی
حکیم سوزنی سمرقندی — فلکی شیروانی — سید حسن غزنوی
فرید کاتب — سیفی نیشاپوری — حکیم روحانی سمرقندی
ظهیرالدین فاریابی — مجیرالدین بیلقانی — جوہری زرگر
اثیرالدین اخسیکتی — سیف الدین اسفرنگی

## طبقۂ ثالث درین طبقہ ذکر شانزدہ فاضل است

شیخ نظامی گنجوی — سید ذوالفقار شروانی — شاہفور اشہری نیشاپوری
جمال الدین محمد عبدالرزاق — کمال الدین اسماعیل اصفہانی — شرف الدین شفروہ اصفہانی
رفیع الدین لبنانی — سعید ہروی — قاضی شمس الدین طبسی
امامی ہروی — فرید احول — اثیرالدین ادمانی
رکن الدین قبائی — مجدالدین ہمکر — پوربھائی جامی
عبدالقادر نائینی

## طبقۂ رابع درین طبقہ ذکر بیست فاضل است

شیخ فریدالدین عطار — مولانا جلال الدین رومی — شیخ سعدی شیرازی
شیخ اوحدالدین مراغہ — شیخ فخرالدین عراقی — خواجہ ہمام تبریزی
بادر جا جرمی — شیخ پورحسن اسفرائنی — امیر سید حسینی

| | | |
|---|---|---|
| ابن نصوح فارسی | فخر بناکتی | جلال الدین جعفر فراہانی |
| محمد بن حسام الدین | حکیم نزاری قہستانی | سراج الدین قمری |
| رکن صاین | امیر خسرو دہلوی | خواجہ حسن دہلوی |
| خواجو کرمانی | میر میران امیر کرمانی | |

## طبقہ خامس

| | | |
|---|---|---|
| خواجہ عماد فقیہ کرمانی | خواجہ سلمان ساوجی | مولانا مظفر ہروی |
| مولانا حسن متکلم کاشی | ناصر بخاری | امیر یمین الدین محمود طغرائی فریومدی |
| ابن یمین فریومدی | عبید زاکانی | سید جلال عضد یزدی |
| مولانا حسن کاشی | جلال طبیب شیرازی | خواجہ حافظ شیرازی |
| شرف الدین کرمانی | شیخ کجج تبریزی | مولانا لطف اللہ نیشاپوری |
| شیخ کمال الدین خجندی | خواجہ عبد الملک سمرقندی | |

## طبقہ سادس

| | | |
|---|---|---|
| امیر سید نعمت اللہ ولی بساطی سمرقندی | مولانا معین جوینی | امیر سید قاسم انوار |
| خواجہ عصمت اللہ بخاری | ابواسحق شیرازی | مولانا برندق سمرقندی |
| خواجہ رستم خوریانی | مولانا بدر شیروانی | مولانا شرف الدین علی یزدی |
| مولانا علی استرآبادی | مولانا کاتبی ترشیزی | مولانا علی شہاب ترشیزی |
| شیخ آذری اسفرائنی | مولانا سیمی نیشاپوری | مولانا یحیی سیبک نیشاپوری |
| مولانا غیاث الدین شیرازی | مولانا بدخشی | مولانا خیالی بخاری |
| بابا سودائی ابیوردی | طالب جاجرمی | امیر شاہی سبزواری |

## طبقۂ سابع

مولانا حسن سلیمی
مولانا جنونی
امیر یمین الدین نزلابادی
خواجہ منصور قرابوغہ
حافظ حلوائی
طاہر بخاری
محمود برسہ

مولانا محمد بن حسام
مولانا یوسف امیری
درویش قاسم تونی
مولانا طوسی
مولانا طوطی ترشیزی
مولانا ولی قلندر

مولانا عارفی ہروی
خواجہ اوحدی مستوفی سبزواری
مولانا صاحب بلخی
سید شرف الدین ضیائی سبزواری
قنبری نیشاپوری
امیرزادہ یادگار بیگ

## خاتمہ

در ذکر اکابر و افاضل کہ الیوم جمال روزگار بزیور فضل و کمال ایشان آراستہ است مد اللہ تعالی ظلال فضایلهم و ابّد دولتهم و درین محل ذکر شش تن از فضلا و امرا ثبت میشود و اللہ اعلم مقادهم۔

نور الملة و الدین مولانا عبد الرحمن جامی
امیر شیخ احمد سہیلی
خواجہ عبد اللہ مروارید

امیر کبیر امیر نظام الحق و الدین علی شیر
خواجہ افضل الدین محمود وزیر
مولانا خواجہ آصفی

# طبقهٔ اوّل

حوادث آباد عالم مقامیست منقلب که بهر حادثه بنوعے بگردد و قرنے و قومے و زمانے و لغتے و زبانے پدید آید۔ بیت

شاہدِ دہر فریبندہ عروسیست ولے      نیست معلوم که کاوس کیش دارا بود

طوفانات و حادثات و انقلاب و قتل عام ہمه باعث آنست که تبدیل احوال شود و علماء و فضلاء بزبان فارسی قبل از اسلام شعر نیافته اند و ذکر اسامی شعرا را نیافته اند اما در افواه افتاده که اول کسیکه شعر گفت بزبان فارسی بہرام گور بود و سبب آن بود که او را محبوبه بود که وے را دل آرام چنگی میگفته اند و آن منظورهٔ ظریفه و نکته دان و راست طبع و موزون حرکات بوده چنانکه این بیت شامل حال وی است

اے زسر تا پا چو چشم خویش عین مردمی      مینواند بود چندین حسن در یک آدمی

و بہرام بدو عاشق بود و آن کنیزک را دائم بتماشائے شکارگاه برده و دوست کامے و عشرت بهم کردے روزے بہرام بحضور دل آرام در بیشه بشیرے در آویخت و آن شیر را دو گوش گرفته برہم بست و از غایت تفاخر بر زبان بہرام گذشت که منم آن پیل دمان و منم آن شیر یله و ہر سخنے که از بہرام واقع شدی دل آرام مناسب آن جوابے گفتے بہرام گفت جواب این سخن داری دل آرام مناسب این بگفت نام بہرام ترا و پدرت بوجبله پادشاه را طرز آن کلام بمذاق موافق افتاد بحکما این سخن را عرض کرد در نظم قانونے پیدا کردند فاما از یک بیت زیاده نگفتندے ابو طاہر خاتونی گفته که بعهد عضد الدوله دیلمی ہنوز قصر شیرین که بنواحے خانقین است بالکل ویران نشده بود و در کتابه آن قصر نوشته یافتند که بدستور فارسی قدیم است این است

ہزیرا بکیہان انوشه بزے      جهانرا بدیدار توشه بزے

پس برین تقدیر اگرچه پیش از اسلام شعر فارسی نیز میگفتند اما چون ملک اکاسرهٔ عجم بدست عرب افتاد و آن قوم مبارک بدین اسلام و ظاہر کردن شریعت میکوشیدند و راه رسم عجم را میپوشیدند میشاید که منع شعر نیز کرده باشند و یا از جهت قرات شعر مجهول شده باشد و در زمان بنی امیه و خلفائے بنی عباس که خود حکام این دیار عرب بوده اند شعر و انشا را مشغله بزبان عرب بوده و خواجه نظام الملک در سیر الملوک

حکایت کنند کہ از زمان خلفائے راشدین تا بوقت سلطان محمود غزنوی قانون و دفاتر و امثلہ و مناشیر از درگاہ سلاطین بعربی مینوشتہ اند و بفارسی از درگاہ سلاطین امثلہ نوشتن عیب بود چون وقت وزارت عبد الملک ابو نصر کندری رسید کہ او وزیر الب ارسلان بن چقر بیگ سلجوقی بود از کم بضاعتے خود فرمود تا آن قاعدہ را برطرف ساختند و امثلہ را از دواوین سلاطین بفارسی نوشتند و نیز حکایت کنند کہ امیر عبد اللہ بن طاہر کہ بروزگار خلفائے عباسی امیر خراسان بود روزے در نیشاپور نشستہ بود شخصے کتابے آورد و بہ تحفہ پیش او نہاد و پرسید کہ این چہ کتاب ست گفت این قصہ وامق و عذرا ست و خوب حکایتے است کہ حکما بنام شاہ انوشیروان جمع کردہ اند امیر عبد اللہ فرمود کہ ما مردم قرآن خوانیم و بغیر از قرآن و شریعت پیغمبر ما را ازین نوع کتاب در کار نیست و این کتاب تالیف مغانست و پیش ما مردود است و فرمود تا آن کتاب را در آب انداختند و حکم کرد کہ در قلمرو سر جا از تصانیف مقال عجم کتابے باشد جملہ را بسوزند ازین جہت تا روز آل سامان اشعار عجم را ندیدہ اند اگر احیانا نیز شعرے گفتہ باشند مدون نکردہ اند حکایت کنند کہ یعقوب بن لیث صفار کہ در دیار عجم اول کسیکہ بر خلفائے بنی عباس خروج کرد او بود پسرے داشت کوچک دلبند او را دوست میداشتے روز عیدے آن کودک با کودکان دیگر جوز میباخت امیر بسر کوئے رسید و بتماشائے فرزند ساعتے بایستاد فرزندش جوز میباخت و ہفت جوز بگو افتادہ یکے بیرون جست امیرزادہ نا امید شد پس از لمحہ آن جوز بر سبیل رجع القہقری بجانب گو غلطان شد امیرزادہ مسرور گشت و از غایت ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطان غلطان ہمیرود تا لب گو

یعقوب را این کلام بمذاق خوش آمد ندما و وزرا را حاضر گردانید ند گفتند از جنس شعر است و ابو دلف عجلی و ابن الکعب باتفاق بتحقیق و تقطیع مشغول شدند این مصرع را نوعے از ہزج یافتند مصرعے دیگر بتقطیع موافق این بدین مصرع افزودند و یک بیت دیگر موافق آن ساختند و دو بیتی نام کردند و چندگاہے میگفتند تا آنکہ لفظ دوبیتی نیکو ندیدند گفتند کہ این چہار مصراعی است رباعی میشاید گفتن و چنان گاہ اہالی فضایل برباعی مشغول بودند و خوش خوش باصناف سخنورے مشغول شدند ع

گل بود بسبزہ نیز آراستہ شد

اما بروز آل سامان شعر فارسی رونق یافت و استاد رودکی درین علم سرآمد بود و قبل از وے

شاعرے کہ صاحب دیوان باشد نشنوده ایم پس واجب بود کہ ابتدا از استاد نمائیم

# ذکر مقدمۃ الشعرا ابو الحسن رودکی

استاد ابو الحسن رودکی در روزگار دولت سامانیان ندیم مجلس امیر نصر بن احمد بوده وجه تخلص رودکی گویند از آن جهت است کہ رودکی را در علم موسیقی مهارتے عظیم بوده بربط را نیکو نواختے بعضے گویند کہ رودک موضعے است از اعمال بخارا و رودکی از انجاست فی الجملہ طبعے کریم و ذهنے مستقیم داشتہ و از جملہ استادان فن شعر است و کتاب کلیلہ و دمنہ در قید نظم آورده و امیر نصر را در حق او صلات گرانمایہ بود چنانچہ استاد عنصری شرح انعام در قصاید خود میگوید حمد اللہ مستوفی در تاریخ گزیده مے گوید کہ امیر نصر بن احمد را چون ملک خراسان مسلم شد و بدار الملک هرات رسید باد شمال و هوای اعتدال آن شہر جنت مثال امیر را ملائم طبع فتاد نوبهار سرخس و تموز کهسار باد غیس و خزان پر نعمت هرات و حوالی شہر مشاهده میکرد و امیر را دار الملک بخارا کہ تخت گاه اصلی آن خاندان است از خاطر محو شد امرائے دولت و ارکان حضرت سلطنت را چون وطن و مسکن و ضیاع و عقار از قدیم الایام در بخارا بود از مکث امیر در هرات ملول شدند و هیچ حیلہ امیر قصد بخارا نمے کرد آخر الامر استعانت باستاد رودکی بردند تا امیر را در مجلس انس بر عزیمت بخارا تحریص کند و مال عظیم استاد را تقبل کردند روزے امیر را در مجلس شراب ذکر نعیم بخارا و هوائے آن ملک جنت مثال بر زبان گذشت استاد رودکی بدیہہ این ابیات نظم کرده بعرض رسانید

بوی جوئے مولیان آید همے  —  یاد یار مهربان آید همے

ریگ آموی و درشتیهائے آن  —  زیر پایم پرنیان آید همے

آب جیحون با همہ پہناوری  —  خنگ ما را تا میان آید همے

اے بخارا شاد باش و شاد زی  —  شاه نزدت میهمان آید همے

میر ماه است و بخارا آسمان  —  ماه سوئے آسمان آید همے

میر سرو است و بخارا بوستان  —  سرو سوئے بوستان آید همے

این قصیده ایست طویل ایراد مجموع آن را این کتاب تحمل نیاورد گویند کہ امیر را چنان این قصیده بخاطر ملائم افتاد کہ موزه در پا ناکرده سوار شده و عزیمت بخارا کرد عقلا را این حکایت بخاطر عجیب مینماید

که این نظم ساده از صنایع و بدایع و متانت عاری است چه اگر درین روزگار سخن ورے این نوع سخن در مجلس سلاطین و امرا عرض کند مستوجب انکار همگنان شود اما مے شاید که چون اُستاد را در او تار و موسیقی وقوف تمام بوده قولے و تصنیفے ساخته باشد و باهنگ اغانی و ساز این شعر را عرض کرده در محل قبول افتاده باشد القصه اُستاد را انکار نشاید کرد بمجرد این سخن بلکه او را در فنون علم و فضایل وقوف است قصاید و مثنوی را نیکو میگوید اُستاد رودکی عظیم الشان و مقبول خاص و عام بوده نقل است که چون رودکی درگذشت دویست غلام هندو و ترک گذاشت قیاس اموال دیگر ازین توان کرد این قطعه از اشعار اوست

درد او حسرتا که مرا دور روزگار — بے آلت و سلاح بزد راه کاروان
چون دولتے نمود مرا محنتے فزود — بیگردن شگفت نبود است گرزمان

اما امیر و فی ابوالفوارس نصر بن احمد بن اسمٰعیل بن سامان پادشاه هنرمند هنرپرور بود ماوراء النهر و خراسان را مستخلص ساخت و سی سال بعدل و داد و نشر ابادی و قهر اعادی روزگار گذرانید و آخر بدست غلامان خود سعادت شهادت یافت در سنه ۳۰۱ﻫ و اُستاد عنصری در تعداد سلاطین آن خاندان مبارک گوید ـ بیت

نه کس بودند ز آل سامان مذکور — وا لجم به امارت خراسان مشهور
بود اسمٰعیل و احمدی و نصری — دو نوح و دو عبدالملک و دو منصور
بمحو الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب ـ

## ذکر عضایری رازی

از اکابر شعراست در روزگار سلطان محمود سبکتگین بوده و از ولایت ری بعزم خدمت سلطان متوجه غزنین شده و با شعرای دار الملک مشاعره و معارضه مشغول شد و در مدح سلطان قصیده انشا کرد که مطلع آن قصیده این است ـ

اگر مراد بجاه اندر است جاه و جمال — مرا ببین که ببینی جمال را بکمال
هر آنکه بر سر یک بیت بر نویسد قال — من آنکسم که بمن تا بحشر فخر کنند

و درین قصیده اغراقی هست که سلطان عضایری را صله آن هفت بدره زر بخشید که از چهارده هزار

درم مملو بود و اینست آن اغراق

صواب کرد که پیدا نکرد هر دو جهان — یگانه ایزد دادار بی نظیر و همال
دگر نه هر دو ببخشیدی او بروز عطا — امید بنده نبودی به ایزد متعال

وعضایری را قوت کامل در فن شاعری هست خصوصاً در صنعت اغراق و اشتقاق و فضلاء شعرا او را درین دو صنعت مسلّم میدارند اما مآثر و مناقب سلطان یمین الدوله ابوالقاسم محمود انار الله برهانه از آفتاب روشن تر است پادشاهی بود موفق بتوفیق یزدانی عدل شامل و فضل کامل داشته علما را موقر داشتی و با فقرا و صلحا و زهاد در مقام خدمت و شفقت زندگانی میکرد لاجرم هنوز نام شریفش باقیست او محمود است و در تاج الفتوح چنین آورده است که سلطان محمود ممالک غزنین و خراسان را مستخلص ساخت او را ذوق آن شد که از دار الخلافه بلقبی مشرفش گردانند و امام منصور ثعالبی را برسالت بدار الخلافه فرستاد و امام قرب یک سال بجهت این مهم در دار الخلافه تردد میکرد و میسر نشد آخر الامر امام این صورت را بعرض خلیفه رسانید که امروز سلطان محمود پادشاه بزرگ منش و باشوکت و در اعلای اعلام دین میکوشد و چندین هزار بتکده بسعی او مساجد شده و چندین هزار کفار بشرف اسلام مشرف شده اند نشاید چنین پادشاهی غازی دین دار را از لقب محروم کردن خلیفه از سخن امام متأمل شد که این شخص بنده زاده است او را لقبی از القاب سلاطین چگونه توان داد و اگر مضایقه کنیم مردی است بزرگ و پرشوکت مبادا اگر قصدی و عصیانی از او در وجود آید با اکابر حضرت درین امر مشاورت کرد اتفاق کردند که او را لقبی باید نوشت که احتمال مدح و ذم داشته باشد و نوشتند که سلطان یمین الدوله ولی امیر المؤمنین و ولی در لغت هر دوست را گفته و هم مملوک را پس این کلمه بر هر دو جانب شامل باشد چون منشور از دار الخلافه بدین لقب صادر شد ابو نصر کیفیت این لقب بحضرت سلطان عرضه داشت کرد سلطان از غایت بزرگی و کیاست احتمال طرف ذم را ملاحظه کرد و فی الحال صد هزار درم بحضرت رسالت روان کرد و بخلیفه نوشت که محمود مدت سی سال بحرب کفا جهت تعظیم شرع خاندان مصطفی صلی الله علیه وسلم روزگار گذرانیده باشد و اکنون یک الف بصد هزار درم میخرد و خلیفه که ثمره شجره مروت و فتوت است اگر یک حرف بصد هزار درم نه فروشد و مضایقه کند کمال بی مروتی باشد چون رسول سلطان مال و مکتوب بدار الخلافه رسانید اکابر و فضلا بعرض خلیفه رسانیدند که مقصود محمود از

خریدن یک حرف الحاق الفیست در لقب که الی امیر المومنین شود و مظنه طرف دوم بر طرف باشد
خلیفه از کمال فضل و کیاست سلطان تعجب کرد و بالقاب الی سالها امثله و مناشیر از دار الخلافه در حق
سلطان صادر میشد و وفات سلطان در سنه عشرین و اربعمائه بوده و شصت و نه سال عمر یافت
و سی و چهار سال سلطنت اکثر ایران بدو متعلق بود۔

## ذکر اسدی طوسی رہ

از جمله متقدمان شعراست طبع مستقیم داشته و فردوسی شاگرد اوست در روزگار سلطان محمود استاد
فرقه شعرائے خراسان است و او را بکرات تکلیف نظم شاهنامه کرده اند استعفا خواسته پیری و ضعف را
بهانه ساخت و حالا دیوان او متعارف نیست اما در مجموعها سخن او مسطور است و مناظرها را بغایت نیکو
گفته و از طرز کلام او معلوم میشود که مرد فاضلے بوده و فردوسی را بنظم شاهنامه ایما و اشارت مے کرده که این
کار بدست تو درست خواهد شد نقل است که چون فردوسی از غزنی فرار کرد و بطوس آمد از طوس برستمدار افتاد
بعد از مدتے که از رستمدار و طالقان مراجعت کرد بوطن مالوف آمد و دران حین چون وفاتش نزدیک شد
اسدی را طلب کرد و گفت اے استاد وقت رحیل در رسید و از نظم شاهنامه قلیلے مانده است
مے ترسم که چون من رحلت کنم کسے را قوت آن نباشد که باقی را بتقید نظم در آورد استاد گفت
اے فرزند غمگین مباش که اگر حیات باشد بعد از تو من این شغل را باتمام رسانم فردوسی گفت اے
استاد تو پیری مشکل که این کار بدست تو کفایت شود اسدی گفت انشاء الله تعالی شود از پیش
فردوسی بیرون شد و آن شب و از روز تا نماز دیگر چهار هزار بیت باقی شاهنامه را بنظم آورد و
هنوز فردوسی در حال حیات بود که سواد آن ابیات مطالعه نمود بر ذهن مستقیم استاد آفرین گفت
و آن نظم از اول استیلائے عرب است بر عجم در آخر شاهنامه و آمدن مغیره بن شعبه برسالت
نزد یزدجرد شهریار و حرب سعد بن وقاص بملوک عجم و ختم کتاب شاهنامه و فضلا برانند
که آن جا نظم فردوسی آخر شده و بنظم اسدی رسیده۔ ظاهراً به فراست معلوم میتوان کرد
و از مناظرات اسدی مناظره شب و روز نوشتیم و درین روزگار اشعار مناظره
کمتر میگویند۔

روی آفاق ز من خوب نماید تو زشت | دیده خلق ز من نور فزاید ز تو نم
هر مرا گونه اسلام ترا گونه کفر | هر مرا جامه شاهیست ترا جامه غم
تو چه از حبشی فخر کنی بر حسن ارچه کنی | حبشی را چه رسد حسن اگر هست ستم
سپه و فیل و نجوم از چه شناسند که پاک | بگریزند چو خورشید من افراخت علم
چه زبان کت بنگی پیش ز من داشت خدا | در پی نیز هم از پیش سمعیت اصم
خلق الموت بخوان گرچه حیات از پس او ست | به ز موت است بهر حال حیوة آخر هم
گر ز ماه تو شناسند مه و سال عرب | ز آفتابم همه دانند مه و سال عجم
گرچه زرد آمده خورشید هم او به ز مه است | اگرچه زرد آمده دینار هم او به ز درم
سه فریضه ز نماز است بروز و دو بشب | زان نماز تو کم آید که ز من هستی کم
گر ز خورشید بکشور رود او پیک ولیست | پیک البته بکشور نهد از شاه قدم
در لقوطم نبوی راضی و خواهی که بود | در میان حکم کنی عدل خداوند حکم شه نیز
با سپهدار بگفتار شه عادل زاد او | یا رضا داد برئیس الوزرا کان کرم
شاه بونصر خلیل احمد کز نصرت و نام | افسر جاه و جلال است سر ملک و علم

## ذکر ملک الکلام ابوالفرج سجزی

استاد ابوالفرج در زمان حکومت امیر ابو علی سیمجور ظهور یافته و مداح آن خاندان است هر و لغایت محتشم و صاحب جاه بوده و از اکابر آل سیمجور انعام و اکرام بی پایان بدو عاید شده در علم شعر بغایت ماهر و صاحب فن است چنانکه چند نسخه درین علم نفیس تالیف دارد و ملک الشعرای عنصری شاگرد او ست و سیستانی الاصل است و در بعضی مجموعها ابوالفرج رونی نیز نوشته اند و بعد ابوالفرج بلخی بود اما الفضل للمتقدم دیوان او متعارف نیست اما در مجموعها اشعار او نوشته دیدم و اکابر در رسایل خود اشعار استاد ابوالفرج را باستشهاد می آورند و او راست

عنقای مغربست درین دور مردمی | خاص از برای محنت و رنجست آدمی
چندانکه گرد شورستان عالم برآمدم | کم خوار تر ز آدم آمد و بیچاره آدمی

هر کس بقدر خویش گرفتار محنت اند     کس را نداده اند برات مسلمی

نقل است که امیر ابوعلی سیمجور پیش از حکومت آل سبکتگین از قبل سلاطین سامانیه حاکم خراسان بود
و چون امیر ناصر الدین را با سبکتگین منازعت افتاد و در آن فتنه خراسان خراب شد و عاقبت امیر ابوعلی
بر دست سلطان محمود گرفتار شد و پادشاهی خراسان باستقلال و انفراد به تصرف سلطان محمود افتاد
و آل سیمجور استاد ابوالفرج را میفرمودند که هجو آل سبکتگین میگفته و در حقارت نسب ایشان اشعار دارد
و آل سیمجور مستاصل شدند و سلطنت خراسان بر آل سبکتگین قرار گرفت سلطان محمود بغایت از استاد
ابوالفرج در خشم بود خواست تا او را هلاک سازد و عقوبت فرماید او در خفیه استعانت با استاد عنصری برد و
عنصری شفیع او شده جریمه او را از سلطان درخواست کرد و سلطان از جریمه او درگذشت و او را با اموال
و جهات که با استاد عنصری بخشید و استاد عنصری اموال گران بها از استعداد ابوالفرج آورد
و از روی حقوق استادی و سماحت نصف اموال را به ابوالفرج بخشید و استاد ابوالفرج عنصری را
دعا کرد و قصاید در مدح ثنا گر و دارد۔

## ذکر ملک الفصحا منوچهری شصت کله

در زمان دولت سلطان محمود غزنوی بوده از ولایت بلخ است اما در غزنی بودی و او را از شعرا
سلطان محمود شمرده اند شاعری ملائم گوی متین سخن است و او شاگرد استاد ابوالفرج سجزیست از
اقران ملک الکلام عنصری بوده و اشعار او مقبول طبع فضلا است و دیوان او در ایران نیز معروف
و مشهور است بغایت متمول و صاحب مال بوده و شصت کله از آن مشهور شده است که از جمیع اموال و اسباب
شعر و شاعری حاصل شده استاد عنصری اشعار او را بسیار معتقد است و مربی او بوده و او را در مدح
استاد عنصری قصاید غراست و از آن جمله قصیده میگوید و خطاب بشمع میکند بر طریقت لغز و تخلص بمدح
استاد عنصری مینماید و چند بیت از آن قصیده وارد میگردد

ای نهاده بر میان فرق جان خویشتن     جسم ما زنده بجان و جان ما زنده بتن
گر نه کوکب چرا پیدا نگردی جز بشب     ور نه عاشق چرا گریی همی بر خویشتن
کوکبی آری ولیکن آسمان تست موم     عاشقی آری ولیکن هست معشوقت لگن

پیرهن در زیر تن داری و پوشد هر کسی | پیرهن بر تن تو تن پوشی همی بر پیرهن
گر همی آتش اندر تو رسد زنده شوی | چون شوی بیمار خوشتر گردی از گردن زدن
تا همی خندی همی گریی همی [illegible] | [illegible] و هم تو عاشقی بر خویشتن
[illegible] بهار و [illegible] | بگریی بی دیدگان و باز خندی بی دهن
تو مرا مانی به عینه من ترا مانم همی | دشمن خویشیم هر دو دوستدار انجمن
خویشتن سوزیم چون من بر مراد دوستان | دوستان در راحتند از ما و ما اندر حزن
هر دو گریانیم و هر دو زرد و هر دو در گداز | هر دو سوزانیم هر دو فرد و هر دو ممتحن
آنچه من در دل نهادم بر سرت بینم همی | وآنچه تو بر سر نهادی در دلم دارد وطن
روی تو چون شنبلید بر شکفته بامداد | وان من چون شنبلید ناشکفته در چمن
از فراق روی تو گشتیم عدیل آفتاب | در فراق تو شب تاری شدستم مفتتن
من دگر یاران خود را آزمودم خاص و عام | [illegible]گاری زیک تن نه وفا اندر دو تن
رازدار من تویی ای شمع یار من تویی | غمگسار من تویی من آن تو زان من
تو همی تابی چو نور و من همی خوانم بمهر | هر شبی تا روز دیوان ابوالقاسم حسن
اوستاد اوستادان زمانه عنصری | عنصرش بی عیب و دل بی غش و دینش بی فتن
شعر او چون فضل او هم بی تکلف هم بدیع | فضل او چون شعر او هم نازنین و هم حسن
زین فروتر شاعران دعوی بلاف گزاف | این حکیمان دگر یک فن و او بسیار فن
در زغن هرگز نباشد فن اسپ راهوار | گرچه باشد چون صهیل اسپ آواز زغن
تا همی خوانی تو اشعار [illegible] | تا همی بویی تو ابیات [illegible] بوی سمن

انتهی این قصیده بر شناخت طبع و سخنوری او گواه عدل است والسلام —

## ذکر ملک الکلام پندار رازی ره

شاعر مجد الدوله ابوطالب بن فخر الدوله دیلمی بوده سخنی متین و طبع قادر داشته و بسه زبان سخنوری میکند عربی و فارسی و دیلمی و از قهستان ری است صاحب اسمعیل بن عباد که کریم جهان بوده مربی پندار است

و از مقالات استاد عنصری بدین قدر کفایت کنیم چه دیوان استاد عنصری قریب سه هزار
بیت است مجموع آن اشعار مصنوع و معارف و توحید و مثنوی و مقطعات و مولد استاد عنصری ولایت
بلخ است و مسکن دار الملک غزنین و وفات یافتن استاد عنصری در شهور سنه احدی و ثلاثین و اربعمائة
در زمان دولت سلطان مسعود بن محمود غزنوی بود اما سلطان مسعود پسر مهتر سلطان محمود است و سلطان
محمد بن محمود برادر کهتر سلطان مسعود و بعد از سلطان محمود این دو برادر را منازعت افتاد و سلطان محمود
وصیت کرده بود که خراسان و عراق و جرجان و مضافات سلطان مسعود را باشد و غزنین و کابل و هند
محمد را و سلطان مسعود از برادر التماس کرد که تا او را در خطبه شریک سازد محمد ابا کرد و سلطان مسعود
بخصومت او لشکر برد اهل لشکر محمد مسعود را اسیر کردند و بقتل رسانیدند و در ثانی الحال مودود بن مسعود
بر عم خروج کرد و بقصاص پدر عم و فرزندان او را بکشت و صبح اقبال آل سبکتگین بشام ادبار مبدل شد
و در آن خصومت آل سلجوق خروج کردند و خراسان و عراق را مسخر ساختند و سلطان مسعود پادشاه
مردانه با رای و تدبیر بوده —

تا بخت کرا خواهد و میلش بکه باشد   Let us see

## ذکر عسجدی نوّر مرقده

calls him a [illegible] man of [illegible]

عسجدی مروی است قصاید را متین و بلاغت میگوید و از جمله شاگردان استاد عنصری است و همواره
در رکاب سلطان محمود بوده و دیوان عسجدی مشتمل بر لطایف سخن است اما سخن او در مجموعها و رسایل مسطور
و مذکور است. من اشعاره

Silvery double chin

repent — of body fair with chin I do repent & wine & table & wine

از [illegible] و [illegible] بناگوش و رخ و پیشانی و [illegible] توبه

[illegible]   A life-repentance & a lustful heart

[illegible] گناه و ... توبه   یارب تو بر آن توبه [illegible]

O God, forgive thy penitence of mine

## ذکر ابو الفخر مسعود بن سعد سلمان نوّر قبره

جرجانی است و دیوان او در عراق و طبرستان و الموت شهرتی عظیم دارد و در زمان دولت امیر
عنصر المعالی منوچهر بن قابوس بوده و در صحبت اهل فضل بوده و اشعار عربی بسیار دارد و در آخر عمر ترک

مداحی سلاطین و امرا نموده و قصاید توحید و معارف دارد و مشتمل بر زهدیات و ترک دنیا فضلا و اکابر اشعار
او را معتقدانند چنانکه فلکی شروانی در منقبت خود میگوید و ذکر سخن مسعود میکند این است ۔ بیت

گر برین طرز سخن در شاعری مسعود را بودے　　بجان صد آفرین کردی روان سعد سلمانش

و این قطعه مسعود راست ۔

چون بدیدم به دیدهٔ تحقیق　　که جهان منزل فناست کنون
زاد مردان نیک مختصر را　　روی در برقع خفاست کنون
آسمان چون حریف نامنصف　　برره عشوه و دغاست کنون
طبع بیمار من ز بستهٔ آز　　شکر یزدان ز رستگوست کنون
وز عقاقیر خانهٔ توبه　　نوشداروی صدق خواست کنون
ای زبان جهان خدیو سرای　　مادح حضرت خداست کنون
لهجهٔ نو نوای خوش نغمه　　بلبل باغ مصطفاست کنون
عزت جامه کلاه پیرهن　　چون فزون شد خرد بکاست کنون
سر آسوده و تن آزاده　　پنج گز پشم و پنبه راست کنون
مدتی خدمت شما کردم　　نوبت خدمت خداست کنون

اما امیر شمس المعالی قابوس بن وشمگیر والی جرجان و دار المرز و طبرستان و گیلان بوده پادشاه دانا
و عالم و عادل و فاضل بوده حکما و علما را موقر داشتے و اشعار عربی و فارسی بسیار گفته است و حسب بکهم
سنائی است درین باب که این بیت دلالت بر قابوس میکند

فقه خوان لیک در جهنم جاه　　همچو قابوس وشمگیر مباش

میان او و فخر الدوله دیلمی خصومت افتاد و او را از جرجان اخراج کرد و قابوس به نیشاپور آمده و التجا
به امیر علی سیمجور و تاش حاجب آورد که والی خراسان بودند از قبل نوح بن منصور سامانی و مدت هفت سال
در نیشاپور بسر برده و زهاد و صلحا را انعام داده و در مدت غربت قاعده که در دار الملک خود داشت ذره
تجاوز نکرده امام ابو سهل صعلوکی که دران حین اقضی القضاة خراسان و سرآمد آن روزگار بوده در مدائح
قابوس قصاید و قطعات تصنیف دارد و چون فخر الدوله وفات یافت باز امیر قابوس قصد جرجان و مملکت

موروث خود کرد بدست آورد و دران حین بدست خاصان خود وسعی منوچهر فرزندش در قلعه جهناشک
که از اعمال بربام است شهید شد و سبب قتل امیر قابوس آن بوده که او مردے بغایت متکبر و بدخو
بوده و بسیار اکابر بر دست او هلاک شده بودند و او را در ریختن خون حرصے تمام بوده عاقبت ارکان
دولت از وے متنفر شدند و منوچهر را ابرالی آوردند تا او را گرفته محبوس ساختند و در اثنائے حبس بہلاک
او رضا داد و حکایت کنند که در وقتے که منوچهر قابوس را گرفت به عبدالله جمازه سپرد تا او را در قلعه باران جرجان
محبوس سازد و در راه قلعه امیر قابوس از عبدالله سوال کرد که آخر شما بان را چه برین داشت که بر آزار من
جرأت کردید عبدالله گفت اے امیر تو مردم را بسیار مے کشتی ازین جهت ترا حبس کردیم امیر قابوس گفت
خلاف این است من مردم را کمتر میکشتم ازین جهت بدین بلا گرفتار شدم اگر مردم را بسیار کشتمی اول
ترا میکشتم تا امروز بدین خواری بدست تو گرفتار نمیشدم و شیخ الرئیس ابوعلی سینا معاصر امیر قابوس
بوده است و او را حجة الحق گفته اند اصلاً بخارائیست و پدرش ابو عبدالله سینا دانشمند و حکیم بود و شیخ ابوعلی
در دوازده سالگی با دانشمندان بخارا مناظره کردے و ایشان را الزام ساختے در خوارزم هفت سال
درس گفته و از انجا بجرجان و عراق عجم افتاده وزیر عادالدوله دیلمی شده و در خطهٔ اصفهان بمرض اسهال
و رنج در گذشت و این قطعه در حق او گفته شد۔

حجة الحق ابوعلی سینا — در شجع آمد از عدم بوجود
در شصا کسب کرد جمله علوم — در تکز کرد این جهان بدرود

## ذکر سحبان العجم فردوسی رحمة الله

اکابر و افاضل متفق اند که شاعرے درین مدت روزگار اسلام مثل فردوسی از کتم عدم پا بمعمورهٔ وجود ننهاده و الحق داد سخنورے و فصاحت داده و شاهد عدل بر صدق این دعوی کتاب شاهنامه است که درین پانصد سال گذشته از شاعران و فصیحان روزگار هیچ آفریده را یارای جواب شاهنامه نبوده این حالت از شاعران هیچکس را مسلم نبوده و نیست و این معنی هدایت خدائیست در حق فردوسی گفته اند۔ بیت

سکهٔ که نادر سخن فردوسی طوسی نشاند — کافرم گر هیچکس از جمله فرسی نشاند

اول از بالائے کرسی بر زمین آمد سخن     او سخن را باز بالا برد و بر کرسی نشاند

وغیرے دیگر راست - بیت

در شعر سه تن پیمبرانند     هر چند که لا نبی بعدی

اوصاف و قصیده و غزل را     فردوسی و انوری و سعدی

انصاف آنست که مثل قصاید انوری قصاید خاقانی را تواں گرفت بانکه کم و زیاد و مثل غزلیات شیخ بزرگوار سعدی غزلیات خواجه خسرو خواهد بود اما مثل اوصاف و سخن گذاری فردوسی کدام فاضل شعر گوید و کرا باشد و میتواند بود که شخصے این سخن را مسلم ندارد و گوید شیخ نظامی را درین باب ید بیضا است و درین سخن مضایقه نیست و شیخ نظامی بزرگ بوده و سخن او بلند و متین و پر معانیست اما از راه انصاف تامل در هر دو شیوه گو بکن و تمیز بوده حکم براستی گو درمیان بیاور اما اسم فردوسی حسن بن اسحاق بن شرف شاه است و در بعضے سخن ابن شرف شاه تخلص میکند و از دهاقین طوس بوده و گویند از قریه رزان است من اعمال طوس و بعضے گویند سوری بن ابو معشر که او را عمید خراسانی میگفتند و در روستاق طوس کاریزی و چهار باغے داشته فردوس نام و پدر فردوسی باغبان آں مزرعه بوده و وجه تخلص فردوسی آن است والعهدة علی الراوی ابتدائے حال فردوسی آن است که عامل طوس بر او جور و بیدادی کرده و بشکایت عامل طوس بغزنین رفته مدتے بدرگاه سلطان محمود تردد میکرد و مهم او میسر نمے شد و بخرج الیوم درماند شاعری پیشه ساخته قطعه و قصاید مے گفت از عام و خاص وجه معاش بدو مے رسید و در سر او آرزوی صحبت استاد عنصری بود و از غایت جاه عنصری او را این آرزو میسر نمیشد تا روزے بحیله خود را در مجلس عنصری گنجانید و دراں مجلس عسجدی و فرخی که هر دو شاگرد عنصری بودند حاضر بودند استاد عنصری فردوسی را چوں مرد روستائی شکل دید از روے ظرافت گفت اے برادر در مجلس شعرا جز شاعرے نگنجد فردوسی گفت بنده را درین فن اندک مایه هست استاد عنصری جهت آزمودن طبع او گفت ما هر یک مصرعے میگوئیم اگر تو مصرع دیگر گوئی ترا مسلم داریم عنصری گفت چوں عارض تو ماه نباشد روشن عسجدی گفت مانند رخت گل نبود در گلشن فرخی گفت مژگانت گذر همی کند از جوشن فردوسی گفت مانند سنان گیو در جنگ پشن همگنان از حسن کلام او تعجب کردند و آفرین گفتند و استاد عنصری فردوسی را گفت زیبا گفتی مگر ترا در تاریخ سلاطین عجم وقوفی هست گفت بلے

تاریخ ملوک عجم همراه دارم عنصری اورا در ابیات و اشعار مشکله امتحان کرد فردوسی را در شیوهٔ شاعری
و سخنورے قادر یافت گفت اے برادر معذور دار که ما فضل ترا نشناختیم و او را مصاحب خود ساخت
و سلطان محمود عنصری را فرموده بود که تاریخ ملوک عجم را بقید نظم در آورد و عنصری از کثرت اشتغال بهانها
میکرد و مے تواند بود که طبعش بر نظم شاهنامه قادر نبوده باشد و هیچکس را در آں روزگار نیافته که اهل این کار
بوده باشد القصه فردوسی را پرسید که نتوانی که نظم شاهنامه گوئی فردوسی گفت بلے انشاء الله
اُستاد عنصری ازیں معنی خرم شد و فی الحال بعرض سلطان رسانید که جوانے خراسانی آمده بسیار خوش طبع و
سخنورے قادر است گمان بنده آنست که از عهدهٔ نظم تاریخ عجم بیروں تواند آمد سلطان گفت اورا
بگو که در مدح من چند بیت بگوید عنصری فردوسی را بمدح سلطان اشارت کرد فردوسی چند بیت
در مدح سلطان بگفت بدیهه و ایں بیت از انجمله است

چو کودک لب از شیر مادر بشست　　بگهواره محمود گوید نخست

سلطان را بغایت ازیں بیت خوش آمد فردوسی را فرمود تا بنظم شاهنامه قیام نماید گویند که اورا
در سرا بوستان خاص محمود تا حجره مسکن او ندو مشاهره و وجه معاش مقرر کردند و مدت چهار سال در خطهٔ
غزنین بنظم شاهنامه مشغول بود بعد ازاں اجازت حاصل کرد که بوطن رود و بنظم شاهنامه مشغول باشد و مدت
چهار سال دیگر بطوس ساکن و باز بغزنین رجوع کرد چهار دانگ شاهنامه را بنظم آورده بود بعرض
سلطان رسانید و مقبول نظر کیمیا خاصیت سلطانی شد و باز بطریق اوّل بکار مشغول شد و سلطان گاه
گاه اورا بنوازش و تفقدی فرموده و مربی او شمس الکفاة خواجه احمد بن حسن المیمندی بود و مدح او گفتی و
التفات بایاز که از جمله خاصان سلطان بود نمیکرد ایاز ازیں معنی تافته شد و از روئ معادات در مجلس
خاص بعرض رسانید که فردوسی رافضی است و سلطان محمود در دین و مذهب بغایت صلب بوده
و در نظر او هیچ طایفه دشمن تر از رفضه نبوده اند خاطر سلطان ازیں سبب بر فردوسی متغیر شد روزے اورا
طلب فرمود و از روی عتاب باو گفت که تو قرمطی بودهٔ بفرمایم تا ترا در زیر پاے فیلان هلاک کنند
تا جمیع قرامطه را عبرت باشد فردوسی فی الحال در پاے سلطان افتاد که من قرمطی نیستم بلکه اهل سنت و
جماعتم و بر من افترا کرده اند سلطان فرمود که مجتهدان بزرگ شیعه از طوس بوده اند اما من ترا بخشیدم بشرطے آنکه
ازیں مذهب رجوع نمائی فردوسی بعد ازاں از سلطان هراسان شد و در حق او نیز بدگمان گشت بهر کیفیت

کہ بود نظم کتاب شاہنامہ با تمام رسانید و اورا طمع آں بود کہ سلطان در حق او احسان بزرگ بجائے آورد مثل ندیمے مجلس خاص واقطاع چوں خاطر سلطان بدو گران شدہ بود وصلہ کتاب شاہنامہ شصت ہزار درم نقرہ انعام فرمود کہ بیتے را درم نقرہ باشد وفردوسی بغایت ایں انعام را در نظر خود حقیر دانست اما بستاند و بہ بازار شد و بحمام در آمد و بیست ہزار درم اجرت حمامے بداد و بیست ہزار درم را فقاعی خرید و بیست ہزار درم بمستحقان قسمت نمود و خود را در شہر غزنین مخفی ساخت و بعد ازاں بحیلہ کتاب شاہنامہ را از کتابدار سلطان بدست آورد و چند بیت در مذمت سلطان بداں الحاق کرد کہ ایں ابیات ازاں جملہ است۔ بیت

بسے سال بردم بشہ نامہ رنج | کہ تا شاہ بخشد مرا تاج و گنج
بجز خون دل ہیچ چیزم نداد | نثار حاصل من از وغیر باد
اگر شاہ را شاہ بودے پدر | بسر بر نہادی مرا تاج زر
اگر مادر شاہ بانو بدے | مرا سیم و زر تا بزانو بدے
چو اندر تبارش بزرگی نبود | نیارست نام بزرگاں شنود

و باقی ایں ابیات شہرتے عظیم دارد بنوشتن تمام احتیاج نبود و فردوسی مدت چہار ماہ در غزنین متواری بود و بعد ازاں مخفی بہراة آمد و در خانہ ابو المعالی صحاف چندگاہ بسر برد و آخر رسولاں سلطان بتفحص فردوسی میرسیدند و در شہرہا منادی میکردند فردوسی خود را بمشقت تمام بطوس رسانید دراں جا نیز نتواں ست بودن اہل و عیال را قرار او داع کرد و عازم رستمدار شد و دراں حین اسپہبد جرجانی از قبل منوچہر بن قابوس حاکم رستمدار بود بدو پناہ آورد و سپہبد اورا مراعات کردہ از فردوسی ابیات ہجو سلطان را بیک صد و شصت مثقال طلا بخرید کہ از شاہنامہ محو سازد و او اجابت کرد و دیگر بار بطوس رجوع نمود و پیری برو مستولی شدہ بود و در وطن مالوف متواری میبود وقتے سلطان در سفر ہند نامہ بملک دہلی نوشت و بخواجہ حسن میمندی کرد کہ اگر جواب ہندو نہ بر وفق مراد ما آید تدبیر چیست خواجہ ایں بیت از شاہنامہ خواند۔

اگر جز بکام من آید جواب | من و گرز و میدان افراسیاب

سلطان را رقتے پیدا شد گفت در حق فردوسی جفا و کم عنایتے کردم آیا احوال او چیست خواجہ

چون محل تقرب یافت بعرض رسانید که فردوسی پیر و عاجز و مستمند شده و در طوس متواری بود سلطان
از غایت عنایت و شفقت فرموده تا دوازده شتر از نیل بار کرده جهت انعام فردوسی بطوس فرستاد
رسیدن شتران نیل بدروازه رودبار طوس همان بود و بیرون رفتن جنازهٔ فردوسی بدروازه رزان همان
بعد از آن آن جهات را خواستند که بخواهرش دهند قبول نکرد و از غایت زهد گفت ع

مرا بمال سلاطین چو احتیاجی نیست

و وفات فردوسی در شهور سنه ۴۱۱ احدی عشر و اربعمائه بود و قبر او در شهر طوس است بجنب مزار
عباسیه و الیوم مرقد شریف او متعین است و زوار را بدان مرقد التجا است چنین گویند که شیخ ابوالقاسم
گرگانی رحمة الله علیه بر فردوسی نماز نکرد که او مدح مجوس گفته آن شب در خواب دید که فردوسی را در بهشت
عدن درجات عالی است از و سوال کرد که این درجه بچه یافتی گفت بدان یک بیت که در توحید
گفته ام این است . بیت

جهان را بلندی و پستی توئی   ندانم چه هر چه هستی توئی

اما سپهبد پسر خال امیر شمس المعالی قابوس است و رباط عشق که در جنب دربند زنقان است
و بر سر راهی واقع است که از خراسان بجرجان و استرآباد میروند از بناهای اوست و دیواران
چون عهد خوبان ستمگار در هم شکسته بود و سقف آن چون محنت عاشقان بر هم نشسته امروز از آن
جز رسوم و طللی باقی نبود معمار لطف امیر کبیر عالم عادل مؤید مفضل نظام الحق والدین علی شیر خلد الله تعالی
ایام دولته بعمارت آن رباط مسافر پناه اشارت فرموده بانک مایه روزگاری دیواران چون سد سکندر
محکم و سقف آن چون طاق فلک معظم امروز درین اقلیم مثل آن عمارتی نشان نمیدهند پناه مسافران و شکوه
مجاوران آن دیار است حق تعالی ذات ملک صفات این امیر خیر را مستدام دارد .

الهی تا جهان را آب و رنگست   فلک را دور و گیتی را درنگست
ممتع دارش از عمر جوانی   ز هر چیزش فزون ده زندگانی

## ذکر ملک الشعرا فرخی رحمة الله

استاد فرخی ترمذیست و شاگرد استاد عنصریست ذهنی سلیم و طبعی مستقیم داشته استاد رشید وطواط

میگوید که فرخی عجم را همچنان است که متنبی عرب را و هر دو فاضل سخن را سهل ممتنع میگویند و فرخی مادح امیر مظفر بن امیر نصر بن ناصر الدین است که در روزگار سلطان محمود بن سبکتگین والی بلخ بود و در صفت داغگاه امیر ابو المظفر و راست

تا پرند نیلگون بر روی پوشد مرغزار — پرنیان هفت رنگ اندر سر آرد کوهسار
خاک را چون ناف آهو مشک زاید بی‌قیاس — بید را چون پر طوطی برگ روید بی‌شمار
دوش وقت نیمشب بوی بهار آورد باد — حبذا باد شمال و فرخا باد بهار
باد گوئی مشک سوده دارد اندر آستین — باغ گوئی لعبتان جلوه دارد در کنار
نسترن لؤلؤی بیضا دارد اندر مرسله — ارغوان لعل بدخشی دارد اندر گوشوار
تا بر آمد جامهای سرخ گل بر شاخ گل — پنجهای دست مردم سر فرو کرد از چنار
باغ بوقلمون لباس و شاخ بوقلمون نمای — آب مروارید رنگ و ابر مروارید بار
راست پنداری که خلعتهای رنگین یافتند — باغهای پر نگار از داغگاه شهریار
داغگاه شهریار اکنون چنان خرم شود — کاندر او از خرمی خیره بماند روزگار
سبزه اندر سبزه بینی چون سپهر اندر سپهر — خیمه اندر خیمه بینی چون حصار اندر حصار
هر کجا خیمه است خفته عاشقی با دوست مست — هر کجا سبزه است شادان یاری از دیدار یار
سبزها با بانگ چنگ و مطربان نغز گوی — خیمها با بانگ نوش و ساقیان میگسار
عاشقان بوس و کنار و نیکوان ناز و عتاب — مطربان رود و سرود و خفتگان خواب و خمار
بر در پرده سرای خسرو فیروز بخت — از پی داغ آتشی افروخته خورشید وار
بر کشیده آتشی چون مطرد دیبای زرد — گرم چون طبع جوانان زرد چون زر عیار
داغها چون شاخهای بسد یاقوت رنگ — هر یکی چون ناردانه گشته اندر زیر نار
کودکان خواب نادیده مصاف اندر مصاف — مرکبان داغ ناکرده قطار اندر قطار
خسرو فرخ سیر بر بارهٔ دریا گذار — با کمند اندر میان دشت چون اسفندیار
همچو زلف نیکوان خورد ساله تاب خورد — همچو عهد دوستان سالخورده استوار
میر عادل بو المظفر شاه با پیوستگان — شهریار شهرگیر و پادشاه شهردار

Prophet Pretender

126

هر کرا اندر کمند تاب خورده افگند — گشت نامش بر سرین و شانه و ریش نگار

هر چه زین سو داغ کرد از سوی دیگر هدیه داد — شاعران را با لگام و زائران را با فسار

واستاد فرخی را در بلاغت و فصاحت بی‌نظیر شمرده‌اند و کتاب ترجمان البلاغت در صنائع شعر از جملهٔ مؤلفات اوست و سخن او در فضلا باستشهاد می‌آورند و دیوان فرخی در ما وراء النهر شهرتی دارد و حالا در خراسان مجهول و متروک است۔

## ذکر امیر معزی ره

از اکابر و فضلاست و مدتی تحصیل علوم کرده و مرتبهٔ دانشمندی حاصل نموده و در علم شعر سر آمد روزگار خود بوده اصلش از ولایت نساست ابتدای حال سپاهی بوده و در خدمت سلطان ملکشاه از خراسان باصفهان افتاد و او را مرتبهٔ امارت دست داد و نظامی عروضی سمرقندی که مؤلف کتاب چهار مقاله است میگوید که بسی با فضلا و اکابر صحبت داشتم در مروت و عقل و رائے و ظرافت طبع مثل امیر معزی ندیدم و اول شهرت امیر معزی و تعین ملک الشعرائی او در درگاه سلطان ملکشاه آن بود که شب عید سلطان و ارکان دولت جهت رویت هلال عید بر بام قصر بر آمدند و به اشکال تمام شکل هلالے مرئی نمیشد تا اکابر و اعیان جمله از دیدن ماه عاجز شدند ناگاه چشم سلطان بر ماه افتاد و به اشارت انگشت مبارک بتمام اکابر نمود و از نهایت بهجت و سرور با امیر معزی مثال داد که درین محل شعری بعرض رساند مثال برین صورت ایستاده بدیهه این رباعی انشا کرد و ماه نو را بچهار تشبیه مطلق بیان کرد۔ رباعی

ای ماه کمان شهریاری گوئی — یا ابروی آن طرفه نگاری گوئی

نعلی زده از زر عیاری گوئی — در گوش سپهر گوشواری گوئی

سلطان آن را پسند فرمود و مرتبهٔ امیر معزی روز بروز در ترقی نهاد تا بدان جا که سلطان رسالت و هم بدان فرمود گویند چهار قطار شتر قماش باصفهان آورد و دیوان امیر معزی مشهور و متداول است و خاقانی معتقد اوست و منکر رشید وطواط و امیر معزی قصیدهٔ ذو قافیتین را نیکو گفته و شعرا بیشتر شعر آن قصیده را تتبع کرده‌اند و مطلع آن قصیده این است۔

ای تازه تر از برگ گل تازه به بر بر  پرورده ترا دایهٔ فردوس به بر بر

امیر معزی از امیر عنصری محکم تر گفته است۔

تا باد خزان حله برون کرد ز گلزار  ابر آمد و پیچید قصب بر سر کهسار

اما سلطان جلال الدین ملک شاه ولیعهد امیر شجاع الب ارسلان است و خلاصهٔ دودمان سلجوقی بوده روزگار در دولت او چون عروسی بود آراسته و خلایق رفاهیتے که در عهد او دیده اند از زمان آدم الی یومنا هذا در ہیچ عهد نشان نداده اند گویند که در حرمین شریفین خطبه بنام ملک شاه خوانده اند و از عنایت الٰہی در حق سلطان ملک شاه یکے آن بوده که وزیرے ہمچون خواجه دنیا و آخرت نظام الملک بدو ارزانی داشت که بعلم و عدل و خیرات مثل او وزیرے نشان نداده اند و سلطان در آخر دولت و عمر خود بر خواجه متغیر شد و ترکان خاتون که حرم بزرگ سلطان بود بتربیت ابو الغنایم تاج الملک فارسی مشغول شده از سلطان برایٔ او وزارت بستد و یکسال و چهار ماه تاج الملک باستحقاق وزارت کرده خواطر مصادرها مید او و تحمل میکرد تا وقت یورش بغداد در حدود نهاوند ملاحده خواجه را بدرجه شهادت رسانیدند و در وقت وفات این قطعه بسلطان فرستاد۔

چل سال بالطاف تو اے شاه جوان بخت  زنگ ستم از چهرهٔ آفاق ستردم
طغرایٔ نکونامی و منشور سعادت  پیش ملک العرش بتوقیع تو بردم
چون شد ز قضا مدت عمرم نود و شش  در حد نهاوند ز یک زخم بمردم
بگذاشتم آن خدمت دیرینه بفرزند  او را بخدا و بخداوند سپردم

و عزل خواجه نظام الملک بر سلطان ملک شاه مبارک نیامده و ناگاه در اثنائے آن حال در حوالی بغداد بجوار حق پیوست بعد از شهادت خواجه بچهل روز امیر معزی حسب الحال این رباعی انشا کرد۔ رباعی

نشناخت ملک سعادت از فر خویش  در منقبت وزیر خدمت گر خویش
بگماشت بلائے تاج بر لشکر خویش  تا در سر تاج کرد تاج سر خویش

وله

رفت او و بیک مه بفردوس برین دستور پیر  شاه برنا در پے او رفت در ماہی دگر

اے دریغا آں چناں شاہے دریغے انچنیں　　قهر بنده وانی ببین و بحجز سلطانی نگر

وکان ذالک فی شہور سنہ اثنی وثمانین وار بعمائہ عمر　　سلطنتہ ۳۰

## ذکر نظامی عروضی سمرقندی

از اہل فضل بوده و طبعے لطیف داشتہ از جملہ شاگردان امیر معزی است و در علم شعر ماہر بوده کتاب داستان ویس و رامین بنظم آورده گویند کہ ایں داستان را شیخ بزرگوار نظامی گنجوی نظم کرده قبل از خمسہ و کتاب چہار مقالہ از تصانیف نظامی عروضی است و آں نسخہ الیست مفید در آداب معاشرت و حکمت عملی در آئین خدمت ملوک و غیر ذلک و ایں بیت از داستان ویس و رامین از نظم عروضی آورده میشود تا وزن ابیات آں نسخہ معلوم باشد۔

ازاں گویند آرش را کمان گیر　　کہ از آمل بمرو انداخت او تیر

و ایں حقیقت حال آن است کہ آرش برادر زاده طہمورث است اقالیم را قسمت کرده اند و آں دیواریست کہ حالا اثر و اطلال آں باقیست از حدود آمل تا ابیورد و مرد و انطرف جیحون تا حدود فرغانہ و خجند میکشد و آرش از عم التماس کرده یک تیر پرتاب در قسمت ملک از عم او مضائقہ نکرده عم یک تیر پرتاب بدو داده و حکما تیرے مجوف کرده از سیماب داده و بپر کرده اند تا در وقت طلوع آفتاب مقابل آفتاب انداختہ و حرارت آفتاب آں را جذب کرده از آمل تا بمرو رسید و در بعضے تواریخ ایں صورت نوشتہ اند و ایں حالت عقل دور بینا باید کہ تیرے مستعمل چہل مرحلہ برود تا فتح آذری در جواہر الاسرار میآورد کہ شیخ ابو علی سینا ایں صورت را منکر نیست کہ از حکمت دور نیست تاویل آن است کہ نو دیہ دہی است در باب فرسنگی مرد آمل نام ہمچناں کہ دہی است در سمرقند سبزوار نام و در خوارزم دہی است بغداد نام۔

## ذکر امیر ناصر خسرو

اصل او از اصفہان است و در باب او سخن بسیار گفتہ اند بعضے گفتہ اند موحد عارف است و بعضے طعن میکنند کہ طبیعی و دہری بوده مذہب تناسخ داشتہ والعلم عند اللہ بہمہ حال مردے حکیم و

فاضل و اہل ریاضت بودہ و تخلص حجتہ میکنند چہ او در آداب بحث با علما و حکما بسیار بود و حجتہ و برہان
محکم داشتہ و در حال از اصفہان بگیلان و بسمرقند افتادہ و مدتے با علما آنجا بحث کردہ قصد او کردند
بطرف خراسان گریخت و بصحبت شیخ المشائخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز مشرف شد و شیخ
را از روئے کرامت احوال او معلوم شدہ بود و با اصحاب گفتہ کہ فردا مردے حجتی بایں شکل و صفت
بدینجا خواہد رسید او را اعزاز و احترام نمایند اگر امتحانے از علوم ظاہر در میان آورد بگوئید شیخ
نامردے دہقان و امّی است و آں شیخ را پیش من آرید چوں حکیم ناصر بدر خانقاہ رسید مردان
بفرمودہ شیخ عمل کردہ او را بخانہ شیخ او را اعزاز و اکرام فرمود حکیم ناصر گفت اے شیخ بزرگوار میخواہم ازیں
قیل و قال در گذرم و پناہ باہل حال آورم شیخ تبسمی کرد و گفت اے سادہ دل بیچارہ تو چگونہ با من
ہمصحبتے توانی کرد سالہا است اسیر عقل ناقص ماندہ و من اول روز کہ قدم بدرجہ مردان نہادم
سہ طلاق بر گوشہ چادر ایں مکارہ بستہ ام حکیم گفت چگونہ شیخ را معلوم شد کہ عقل ناقص است بلکہ
ما خلق اللہ العقل گفتہ اند شیخ فرمود کہ آں عقل انبیا است دلیرے دراں میدان مکن کہ عقل ناقص
عقل تو و عقل پور سینا است کہ ہر دو بداں مغرور شدہ آید و دلیل برآں قصیدہ است کہ دوش گفتہ و
پنداشتہ کہ ہر کان کن فکان عقل است غلط کردہ کہ آں گوہر عشق است فی الحال بزبان مبارک
شیخ مطلع آں قصیدہ گذرانیدہ شد و مطلع آں قصیدہ این است

بالائے ہفت طاق مقرنس دو گوہر اند کز کائنات و ہر چہ درو ہست برتر اند

حکیم چوں آں فراست از شیخ بدید مبہوت شد چہ ایں قصیدہ را ہم دراں شب نظم کردہ بود و
ہیچ آفریدہ را بداں اطلاع نبود و اعتقاد و اخلاص او بآستانہ شیخ درجہ عالی یافت و چندوقت در خدمت
شیخ روزگار گذرانید و بریاضت و تصفیہ باطن مشغول شد اما شیخ او را اجازت سفر دادہ بجانب خراسان
آمد و از علوم غریبہ و تبحر سخن گفت علمائے خراسان بقصد او برخاستند و دراں اوان قضی القضاۃ ابوسہل
صعلوکی امام و بزرگ خراسان بود در نیشاپور میبود حکیم را گفت تو مرد فاضل و بزرگی و چوں امتحان بسیار
میکنی سخن تو بلند تر واقع شدہ چنیں کہ ملاحظہ میکنم علما ظاہر خراسان قصد تو دارند صلاح دراں است کہ
ازیں دیار سفر اختیار کنی حکیم از نیشاپور فرار نمودہ بہ بلخ افتاد و آنجا نیز متواری میبود و در آخر حال
بکوہستان بدخشان افتاد و ایں قصیدہ در شکایت اہل خراسان گوید :—

بنالم بتو اے قدیم و قدیر زاہل خراسان صغیر و کبیر
چہ کردم کہ از من رمیدہ شدند ہمہ خویش و بیگانہ خیر و خبیر
مقرم بفرمان پیغمبرت نہ انہا زگفتم ترا نہ نظیر
بامت رسانیم پیغام تو محمد رسولت بشیر و نظیر
قرآن را بہ پیغمبرت ناوریہ مگر جبرائیل آں مبارک سفیر
مقرم بحشر و بمرگ و حساب کتابت زبر دارم اندر ضمیر

واین قصیدہ ایست مطول کہ اعتقاد خود بیان میکند چوں مطلع قصیدہ اول بزبان مبارک شیخ ابوالحسن گذشتہ از باقی قصیدہ چند بیت نوشتہ خواہد شد۔

پروردگان دایۂ قدس اند در قدم گوہر نیند گرچہ باو صاف گوہر ند
بیبال در مشیت سفلی کشادہ بال بے پر بر آشیانہ علوی ہمی پرند
از نور تا بظلمت و از اوج تا حضیض از باختر بخاور و از بحر تا برند
ہستند و نیستند و نہانند و آشکار ہم بے نوا اند و با تو بیک خانہ اندرند
بے دانشان اگرچہ نکوہش کنند شاں آخر مدبران سپہر مدورا ند

وبعد در بیان نفس کل و عقل کل چند بیت در نکوہش اہل روزگار میگوید۔

گوئی مرا کہ جوہر دیواں ز آتش است دیوان این زمان ہمہ از گل مخمرند
جز آدمی نژاد ز آدم درین جہاں اینہا ز آدمند چرا جملگی خرند
دعوی کنند آنکہ براہیم زادہ ایم چوں نیک بنگری ہمہ شاگرد آزرند
در بزمگاہ مالک و طوقی زبانی اند این ابلہان کہ در طلب حوض کوثرند
خویشے کجا بود کہ دراں جا برادراں از بہر لقمۂ ہمہ خصم برادرند
آں سنیاں کہ سیرتشاں بغض حیدر است حقا کہ دشمنان ابوبکر و عمر اند
و آنانکہ نیستند محبان اہل بیت مومن مخوانشاں کہ بکافر برابرند
گر عاقلی زہر دو جماعت سخن مگوی بگذارشاں بہم کہ نہ سلطاں نہ قنبرند
ہاں تا ازاں گروہ نباشی کہ در جہاں چوں گاؤ میخورند و چو گرگاں ہمی درند

نہ کافرے بقاعدہ نہ مومنی بشرط    ہمسایگان من نہ مسلمان نہ کافراند

و دیوان امیر ناصر خسرو سی ہزار بیت باشد مجموع حکمت و موعظہ و سخنان محکم و متین و کتاب روشنائی نامہ در نظم و کنز الحقائق در نثر او راست و ظہور حکیم ناصر خسرو در روزگار سلطان محمود غزنوی بودہ و معاصر شیخ الرئیس ابوعلی سینا بودہ و گویند ہر دو با ہم صحبت داشتہ اند اما سخن عوام است و در ہیچ نسخہ و تاریخ ندیدہ ام و قبر حکیم ناصر خسرو در درۂ یمگان است از اعمال بدخشان و مردم کوہستان را با امیر ناصر خسرو اعتقاد بلیغ است بعضے او را سلطان میگویند و بعضے شاہ و بعضے امیر و بعضے گویند کہ سید بودہ و آنکہ میگویند چندگاہ در طاق کوہ نشستہ و بوئے طعام زندہ ماندہ سخن عوام است اعتبارے ندارد و این ضعیف این حالت را از شاہ شہید سلطان محمد بدخشی سوال کردم فرمود کہ اصلی ندارد و وفات حکیم در شہور سنہ احدی و ثلاثین واربعمائہ بودہ -

## ذکر عمعق بخاری رہ

از شعرائے بزرگ است و در زمان سلطان سنجر بودہ و قصہ یوسف را نظم کردہ است کہ در دو بحر توان خواندن استاد رشید وطواط سخنان او را در حدائق السحر باستشہاد میآورد و معتقد اوست و حمید بن عمعق پسر اوست کہ در روزگار سوزنی بودہ و سوزنی را ہجو کردہ این قطعہ حمید راست ۔

دوش در خواب دیدم آدم را    دست حوا گرفتہ اندر دست
گفتمش سوزنی نبیرۂ تست    گفت حوا بسہ طلاق ار ہست

و عمعق را در شیوۂ مرثیہ گفتن ید بیضا است و ابوطاہر خاتونی در تاریخ آل سلجوق میگوید کہ چون ماہ ملک خاتون دختر سلطان سنجر در گذشت کہ در حبالۂ سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ بود سلطان سنجر از وفات او بسیار تنگدل شد و عمعق را از بخارا طلب کرد تا مرثیہ خاتون بگوید چون عمعق آمد پیر و عاجز و نابینا بود از قصیدۂ مطول استعفا خواست و این ابیات بگفت و این واقعہ در فصل بہار بود

ہنگام آنکہ گل دمد از صحن بوستان    رفت آن گل شگفتہ و در خاک شد نہان
ہنگام آنکہ شاخ شجر نم کشد ز ابر    بے آب ماندہ نرگس آن تازہ بوستان

این مرثیہ را عمعق نیکو گفتہ و دیوان مجموع آن مشکل است اما مناقب و مآثر سلطان سنجر اظہر

من الشمس است هفتاد و شش سال عمر یافت پادشاهے بود صاحب دولت و درویش دوست و عادل سیرت و فرشته طاعت مدت شصت سال باستقلال سلطنت ایران و توران کرد بیست سال بنیابت پدر و برادران و چهل سال بانفراد و استبداد صاحب تاریخ آل سلجوق گوید که من در زادگان در ملازمت سلطان بودم معاینه مشاهده کردم که گنجشکے بر شامیانه سلطان اشیانه کرده بود و بیضه نهاده چون وقت رحلت ازاں منزل رسید که سلطان فراشی را متعهد شامیانه گذاشت تا وقتے آں که گنجشک بچه بپرورد و بپراند سائبان را فرو نیارد و محافظت نماید غرض که پریشانی گنجشک روا نداشت لاجرم ذکر او باقی مانده و خواهد ماند۔ شعر

عادل کن زانکه در ولایت دل　　در پیغمبری زند عادل

اما از شعرا بزرگ که در دور سلطان سنجر بوده اند و مدح سلطان گفته اند و صله و تربیت یافته ادیب صابر است و رشید وطواط و عبد الواسع جبلی و فرید کاتب و انوری خاورانی و عماد زوزنی و سید حسن غزنوی و مهستی دبیره که محبوبه سلطان و ظریفه روزگار بوده نقل است که شبے در مجلس سلطان بود چون بیرون آمد سلطان استفسار هوا میکرد برف مے بارید مهستی این رباعی را بدیهه نظم کرده بعرض رسانید۔

شاها فلکت اسب سعادت زین کرد　　وز جمله خسروان ترا تحسین کرد
تا در حرکت سمند زرین نعلت　　بر گل ننهد پاے زمین سیمین کرد

سلطان را این رباعی بسیار خوش آمد و من بعد مهستی مقرب حضرت سلطان شد اما مولنا فاضل ابی سلمان بن ذکریا کوفی در کتاب اقالیم آورده که چون سلطان سنجر بغداد را مستخلص ساخت قصد سامره کرد و در جامع سامره غارے است که بزعم شیعه آنست امام محمد مهدی ازاں غار خواهد خروج کرد و هر جمعه بعد از ادا صلوة اسپے ابلق با زین طلا بر در غار مترصد نگاه دارند و گویند یا امام بسم الله سلطان چوں این حال مشاهده کرد و کیفیت پرسید اسپے دید بغایت رعنا و بے نظیر پائی بر آں مرکب نهاد و سوار شد و گفت این اسب بدست من امانت است هر گاه که امام خروج کند تسلیم کنم این صورت بر سلطان مبارک نیامد و این بے حرمتی هر چند از ظرافت طبع سلطان خوش نمود اما پسندیده نداشتند و در آخر دولت معاش و ادرار علما و مواجب و وظیفه صلحا را بر بست و این نیز سبب زوال دولت شد و غزان بر و خروج کردند

مدتی محبوس و مقید بود و اکثر ولایات و ممالک خراسان و ماوراءالنهر و عراقین بلکه اکثر معمورهٔ عالم در آن غوغا خراب و بی آب شد امیر خاقانی دران وقایع میگوید بیت

آن مصر مملکت که تو دیدی خراب شد — وآن نیل مکرمت که شنیدی سراب شد
گردون سر محمد یحیی بباد داد — محنت نصیب سنجر مالک رقاب شد

و امام محمد یحیی نیشاپوری تلمیذ امام غزالی است و سرآمد علمای روزگار بوده غزان اورا بشکنجه کشیدند و بعقوبت هلاک کردند و سلطان بعد ازان که از قید غزان خلاص یافت پیر و فرتوت شده بود و از دهم ربیع الثانی سنه اثنی و خمسین و خمسمائه در مرو بجوار حق پیوست و در وقت وفات این قطعه نظم کرده۔ قطعه

بزخم تیر جهان گیر و گرز قلعه کشای — جهان مسخر من شد چو تن مسخر رای
بسی قلاع گشودم بیک نمودن دست — بسی مصاف شکستم بیک فشردن پای
چو مرگ تاختن آورد هیچ سود نداشت — بقا بقای خدا یست و ملک ملک خدای

## ذکر امیر قطران بن منصور ترمذی

ترمذی از جمله استادان شعر است انوری شاگرد او بوده و ترمذیست اما در بلخ میبوده است دیوان او در عراق عجم مشهور است و در قوس نامه نسخه نظم کرده است بنام امیر محمد بن قماج که در روزگار سلطان سنجر والی بلخ بوده و رشید سمرقندی و روحی ولوالجی و شمس سجکش و عارفانی و پسر خمخانه و اکثر شعرای بلخ و ماوراءالنهر شاگرد قطران بوده اند و در آخر حال قطران بعراق افتاد و آنجا اقامت کرد در علم شعر ماهر و صاحب تصانیف است و رشید وطواط میگوید که من در روزگار خود قطران را و شاعری مسلم دارم و باقی را شاعر نمیدانم قطران در اشعار مربع و مخمس و ذو قافیتین و غیره ذالک بسیار کوشیده این ترصیع ذو قافیتین او راست

یافت از این دریا دگر بار ابر گوهر بار بار — باغ و بستان یافت دیگر ز ابر گوهر بار بار
چون ز باریدنش هر دم این زمین خرم شود — بر زمین هر دم ز چشم خویش گوهر بار بار
هرکجا گلزار بود اندر جهان گلزار شد — مرغ شبگیران سرایان بر سر گلزار زار

باد بنفشا ندہمے بر سنبل و عنبر عبیر — ابر بفروزد ہمے بر لالہ و گلنار نار

تا شمر گشت از صبا پر چین چو پر باز باز — باغ بفروداندر و چون لعبت طناز ناز

چون بطرف جوئے نباید گل خودروئے روئے — جائے با معشوق میخوردن کنار جوئے جوئے

بردہ از مرجان بگونہ لالہ نعمان سبق — بردہ از مطرب بدستان بلبل خوشگوئے گوئے

بستد از یاقوت و بسد لالہ و گلنار رنگ — یافت از کافور و عنبر خیری شب بوئے بوئے

از نسیم سنبل و گلگشت چون قرقیر باغ — وز دم زلف بت من گشت چون مشکوئے کوئے

چشم من چون چشمۂ آموی گشت از ہجر او — تن بخون در خون میان چشمۂ آموئے موئے

کوز گردد بر سپہر از عشق او ہر ماہ ماہ — خون دل ہر شب کند زین چشم من بیراہ راہ

ولہ

اے بخوبی بربتان کابل و کشمیر میر — مادم از بس کاوری در وعدہا تاخیر خیر

ہست مردم را شب و شبگیر روئے و موئے تو — موئے را شب کن قیاس و روئے را شبگیر گیر

لالہ سرخی یافتہ قسم از تو ہنگام بہار — آیے از من یافتہ زردی بماہ تیر تیر

غمزۂ تو بیدلاں را دل بدوزد بیجگر — ہمچو شمر و برزحل دوزد بنوک تیر تیر

بو الجلیل آں روئے گیتی زو شدہ موجود جود — جعفر آتش چوب گشت از طالع مسعود عود

## ذکر فصیحی جرجانی

از جملہ لازمان عنصر المعالی کیکاوس ابن اسکندر بن قابوس است و قصہ وامق و عذرا را بنظم آوردہ و بسیار خوب گفتہ است و من ورقی چند ازاں دیدم اکثر در ہوس باقی بودم نیافتم و این بیت را ازاں داستان یاد داشتم نوشتم و او دراں داستان حال خود و ذکر ایام دولت خاندان ملک قابوس را یاد میکند و از غایت تاسف این بیت میگوید - بیت

چہ فرخ وجودے کہ از ہمتش — بمیرد بپائے ولی نعمتش

اما امیر کیکاوس نبیرۂ پادشاہ قابوس است مردے اہل فضل بودہ و کتاب قابوس نامہ را او تصنیف کردہ و ہفت سال ندیم مجلس سلطان سعید مودود بن مسعود بن محمود غزنوی بودہ است

ودر آخر عمر روی از دنیا گردانید و در گیلان بطاعت و عبادت مشغول شد و او را هوس غزا در دل افتاد همراه امیر ابو السوار که والی گنجه و بردع بوده بغزای گرجستان رفت و آنجا بسعادت شهادت رسید در حالتی که زخم دار شده بود و نزدیک بمرگ رسید این قطعه گفت۔

کیکاوس ای عاجز گرداب اجل را　　آهنگ شدن کن که اجل از بام در آمد
روزت بنماز دگر آمد بهمه حال　　شب زود در آید چو نماز دگر آمد

## ذکر فرخاری ره

فرخار موضعیست در بدخشان فوق طالقان و فرخار نام در ولایت ختلان موضعی دیگر نیز هست در میان خطا و کاشغر ولایتیست فرخار نام غالباً فرخاری که شعرا اوصاف هوا و خوبان انجا کرده اند فرخار ترکستان است چنانچه سلمان ساوجی این بیت میگوید. بیت

بت فرخار ندیدم بدین حسن و جمال　　بت ماچین نشنیدم بدین شیوه و حال

معلوم نیست که فرخاری از کدام فرخار بوده است و او راست. بیت

اسپی دارد که هرگز ایزد　　قانع تر از او نیافریند
تا روز ز عشق جو همه شب　　از خرمن ماه خوشه چیند
گفتند که چو نماند ازین غم　　می خواهد و تعزیت گزینند
پوسیده پلاس و پاره کاه　　می خواهد تا در او نشینند

## ذکر ابو العلائی گنجوی ره

او را استاد الشعراء میگویند در روزگار شیروان شاه کبیر جلال الدنیا و الدین اخستان منوچهر ملک الشعراء ملک شیروان و مضافات آن بوده عظیم الشان صاحب جاه بوده است و خاقانی و فلکی شیروانی هر دو شاگرد او بوده اند و خواجه حمد الله مستوفی قزوینی در تاریخ گزیده میآورد که ابو العلا دختر خود را بخاقانی داد و فلکی [illegible] استاد و چون ... ازو برنجید میخواست که تا سفر کند استاد جهت رضای او بیست هزار درم بدو بخشید و گفت ای فرزند این بهای پنجاه کنیزک ترکیه است

که همه بهتر از دختر ابو العلا اند فلکی بدان راضی و خوشنود شد و چون خاقانی جاه و شهرت یافت نخوت کرد و باستاد التفات نمیکرد ابو العلا این ابیات در هجو او گوید۔

تو ای افضل الدین اگر راست پرسی | بجان عزیزت که از تو نشادم
در دگر پسر بود نامت بشروان | بخاقانیت من لقب بر نهادم
بجای تو بسیار کردم نکوئی | ترا دختر و مال و شهرت بدادم
چرا حرمت من نداری که من خود | ترا هم پدر خوانده هم اوستادم
بمن چند گوئی که گفتی سخنها | کز ینسان سخنها نیاید بیادم
بگفتم نگفتم نگفتم | بکردم بکردم نکردم نکردم

اما ملک منوچهر چراغ دودمان سلاطین شروان بوده است شعرا را دوست داشتی و علما فضلا در مجلس او محترم بودندی کرم و صحبت بزرگی او در آفاق منتشر شد و شعرا اطراف بخدمتش مائل شدند و در عهد او چند شاعر بزرگ در شیروان اجتماع داشتند مثل شیخ بزرگ شیخ نظامی گنجوی و ابو العلا و فلکی و خاقانی و سید ذو الفقار و شاه شفور و قاضی ابو سعید عبد الله بیضاوی و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میآورد که ملوک شروان از نسل بهرام چوبین اند و بهرام بچند پشت به اردشیر بابکان میرسد۔

## ذکر ملک عماد زوزنی رہ

بسیار فاضل و دانشمند بوده در علم شعر شاگرد سید حسن غزنویست مدت مدید شاعری کرده روزی در حالت سیاحت بطوس افتاد و او را ذوق صحبت حجة الاسلام محمد غزالی پیدا شد و بی وسیله نتوانست بصحبت امام رفتن این قطعه را نظم کرد و بزیارت امام رفت۔

خرد را دوش میگفتم که ای کمنه جهان ها کی | شد از غوغای شیطان و ز سودای هوا خالی
خرد گفتا عجب دانم که میدانی و میپرسی | بعهد علم غزالی بعهد علم غزالی

امام را چون چشم بر ملک افتاد از روی فراست دریافت که صاحب کمال و مدرک است گفتش

ای یار نکو خصال چنین که شعر و منظر و سیرت تو زیباست چرا بتصفیه باطن و عمارت دل نکوشی تا از ابرار باشی عار نداری که فردا قیامت ترا از زمرهٔ الشعراء یتبعهم الغاوون شمارند ملک را این سخن موثر افتاد

وردے در دلش پیدا شد و بدست امام توبہ کرد و بعبادت و علم و تہذیب اخلاق مشغول گشت و از امام درخواست کہ املاک و جہات خود کہ میراث یافتہ بود وقف علما و زہاد کند امام منع فرمود کہ گر دایں آرزو نگردکہ رعونتے ازیں حسنات در دل تو پیدا شود کہ ماحی جہد و کوشش تو شود پس ملک امام را گفت چہ کنم ایں جہات را امام گفت بسر آں مرو ہر کہ خواہد قبول کند ملک ہمچناں کرد واللہ اعلم۔

# طبقہ دویم در ذکر بیست فاضل است

## ذکر حکیم ازرقی رہ

بسیار فاضل بودہ او را حکیم مینویسند از مرو است ظہور او در روزگار سلطان طغان شاہ سلجوقی بودکہ در خاندان سلجوق از او مستعد تر پادشاہے نشان ندادہ اند چند تصنیف بنام طغان شاہ پرداختہ فخر بناکتی در تاریخ خود میاورد کہ طغان شاہ را قوت رجولیت کمتر بود اطبا و حکما روزگار بسیار جہد نمودند مفید نیامد حکیم ازرقی کتاب الفیہ و شلفیہ تالیف کرد تا ہرگاہ سلطان دراں کتاب و تصنیف و تصویران نظر کردے قوت شہوانی در حرکت آمدی و بدیں وسیلہ ازرقی صاحب جاہ و ندیم مجلس خاص شد صاحب کتاب چہار مقالہ گویا روزے طغان شاہ نرد میباخت و چند انکہ ششش می خواست سہ یک میآمد سلطان ازیں صورت متغیر شد حکیم ازرقی ایں رباعی بدیہہ انشا کرد۔

گر شاہ ششش خواست سہ یک زخم افتاد ۔۔۔ تا ظن نبری کہ کعبتین داد نداد

ششش چوں نگریست حشمت حضرت شاہ ۔۔۔ از ہیبت شاہ روئے بر خاک نہاد

اما سلطان طغان شاہ پادشاہے نکو صورت پاک سیرت بود مقر سلطنت او در نیشاپور بودہ است چہار باغے و قصرے در نیشاپور ساختہ بنام نگارستان و امروز آں موضع از محلات شہر نیشاپور است و اطلال آں قصر را طل طغان شاہ میگویند و سلطان طغان شاہ در اوان جوانی با ابراہیم بن نیال مصاف کرد و بدست او گرفتار شد و آں روسیاہ کور باطن چشم جہاں بیں او را آسیب رسانید و او در حسرت چشم خود ایں بیت بگفت۔

نادست قضا چشم مرا میل کشید　　فریاد ز عالم جوانی برخاست

طغرل بیگ کہ خال او بود بدین انتقام ابراهیم را بکشت چوں ایں بیت بشنید زار زار بگریست وگفت اے کاش مرا میسر شدے تا من یک چشم خود بدیں جواں جہان نادیده دادمی و بیک چشم قناعت کردمے پس طغانشاه از خال خود درخواست تا اورا ملول نہ گذارد ندیمان خوشگو و جلیسان خوشخوی با او مصاحب سازد طغرل بیگ التماس اورا بجا آورد۔

## ذکر استاد عبد الواسع جبلی

اصل و منشا او از ولایت گرجستان است در روزگار سلطان سنجر بوده و طبعے قادر داشتہ و اشعار مشکل بسیار گوید در اول حال از جبال گرجستان بدار الملک ہرات افتاد و ازاں جا بغزنین رفت بخدمت سلطان بہرام شاه بن مسعود کہ سلطان غزنین بوده است رفتہ و در غزنین بخدمت او مشغول شد مدت چہار سال مدیح او گفتہ چوں سلطان سنجر بمدد و تقویت بہرام شاه کہ خواہرزاده پدرش بود لشکر بغزنین کشید عبد الواسع ایں قصیده را انشا کرد

زعدل کامل خسرو زامن شامل سلطان　　تذرو کبک و گور و مور و پر گشتند در گیہان

یکے ہمخانہ شاہین دوم ہمخابہ طغرل　　سہ دیگر مونس ضیغم چہارم محرم ثعبان

خداوند جہاں سنجر کہ ہموارہ چہار آلت　　بود در رایت و رائے جبین و روئے او پنہان

یکے پیروزی دولت دوم بہروزی ملت　　سہ دیگر زینت دنیا چہارم نصرت ایمان

بنان اوست در بخشش سنان اوست در کوشش　　کفائے اوست در مجلس لوائے اوست در میدان

یکے ارزاق را باسط دوم ارواح را قابض　　سہ دیگر سعد را مایہ چہارم فتح را برہان

یکے ناموس کیخسرو دوم مقدار اسکندر　　سہ دیگر نام آفریدون چہارم ذکر نوشروان

شد اندر قرن او باطل شد اندر عصر او ناقص　　شد اندر فرق او حاصل شد اندر وقت او نقصان

وآنچہ مشہور است کہ عبد الواسع در اول جلاف عامی بوده و آنہا کہ بروے بندد کہ در اول چگونہ شعر میگفت سخن عوام است و در تواریخ ندیده ازیں جہت بقلم در نیامد چوں اصلے ندارد چہ شخصے کہ در سخنوری یکے از بے نظیران روزگار بوده باشد عقل قبول نمے کند و در پایان شباب چنیں عامی بوده باشد

بتربیت اہل شدہ باشد اما سلطان بہرام شاہ پادشاہ فاضلے بودہ و دانشمند دوست و شاعر پرور و عالم
نواز بودہ است دار الملک غزنین بروزگار او مرکز اہل فضل شدہ و تربیت این فرقہ را از و بہتر کسے نکردہ
است کتاب کلیلہ و دمنہ را در روزگار او حمید الدین نصر اللہ کہ تلمیذ استاد ابو حامد غزنوی بودہ است
از عربی بفارسی ترجمہ کردہ و بنام بہرام شاہ پرداختہ و الحق داد فصاحت و بلاغت دران کتاب دادہ است
و شیخ عارف سنائی حدیقہ را بنام او میگوید و این بیت از اوست ۔ بیت

گر فلک ہیچو بارگاہ ہستی          شاہ بہرام شاہ شاہستی

خواجہ رشید وزیر در تاریخ جامع خود مے آورد کہ ملک علاؤ الدین از سلاطین غور قصد بہرام شاہ کرد
با او در کنار آب باران مصاف نمودہ با وجود آنکہ دویست فیل جنگی داشت از علاء الدین منہزم شد و شب
از شدت سرما پناہ بخرابہ دہقان مردے برد گفت طعام چہ داری مردے دہقان فطیرے و پودنہ
لب جوئی پیش آورد چون تناول کرد باستراحت مشغول شد پوشش خواست دہقان گفت اے جوان
خدا میداند کہ بغیر از جل گاو ہیچ چیز ندارم سلطان گفت اے بدبخت نامش را چرا بردے خاموش باش
و بپوشش چون آن شب دہقان از صورت و سیرت سلطان فہم کرد کہ او سلطان است بامداد
از سلطان سوال کرد کہ بحق خدائے تو سلطانی ۔ گفت ہستم گفت اے مخدوم جہانیان با وجود این تہور
و شجاعت و لشکر جرار و فیلان جنگی چہ افتادہ است کہ از غورئے بدگہرے رئیے بہزیمت نہادی سلطان
دہقان را گفت بیل بردار بیل برداشت یک چوبہ تیر از بیل گذرانید و تا سوفار در خاک نشست و تبسمے کرد
و گفت این است اما بخت رو گردان است و دران ہزیمت ہندوستان رفت و علاء الدین غزنین را
بعد از آنکہ قتل و غارت کرد بہ برادر و داد و بہرات آمد و سلطان بہرام شاہ از ہند باز گردید و برادر ملک
علاء الدین را برگاوے نشاند و گرد غزنین محلات بگردانید و شعرا کہ معاصر او بودند شیخ سنائی غزنوی و سید حسن
و عثمان مختاری و علی فتحی بکرات و مرات گفتے کہ از لقمہ از فطیر دہقان در عمر خود لذیذ تر نخوردہ ام و آسایش
تر از جل گاو ہرگز پوششے نیافتم و وفات سلطان بہرام شاہ در شہور سنہ ثلاث و اربعین و خمسمائہ بودہ ۔

## ذکر استاد الشعرا ابو المفاخر رازی

در روزگار سلطان غیاث الدین محمد ملکشاہ بودہ و دانشمند کامل و شاعرے فاضل بودہ در فنون

علوم بهرۀ تمام داشت و او را یکے از استادان مے دانند و در شاعری او را انواع فضایل است
و اشعار او بیشتر بر طریق لغز واقع است و این صنعت او را مسلم است و در مناقب سلطان الاولیا
و برهان الاتقیا علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثنا چند قصیده دارد جمله مصنوع و متین اما آنچه شهرت
دارد و اکثر شعرا در جواب آں اقدام نموده اند اینست۔ بیت

بال مرصع بسوخت مرغ ملمع بدن    اشک زلیخا بریخت یوسف گل پیرهن

و اکابر مطلعها درین باب گفته اند غالباً در صفت طلوع آفتاب بدین سیاق نگفته باشند و
بعضے صفت غروب آفتاب نیز گفته اند و جواب اکابر مر این قصیده را در ذیل ذکر فضلا خواهد آمد
و شیخ ابو المفاخر نزد سلاطین و حکام قبولی تمام یافته اما صاحب تاریخ سلجوقی میگوید که سلطان مسعود بن محمد
ابن ملکشاه در ولایت ری بوقت عزیمت مازندران نزول کرد و لشکریان او را در مزارع اهالی ری
چهارپا گذاشتند و بے رسمی و بے ضبطی میکردند ابو المفاخر این قطعه بسلطان فرستاد و لشکریان را از
خرابی منع و زجر نموده قطعه این است۔ قطعه

اے خسروے که سایهٔ حکم تو بر فلک    برتر ز طاق طارم کیوان نشسته است
لطف تو باستین کرم پاک مے کند    گردے که بر صحیفهٔ دوران نشسته است
بر تخت ری تو ساکنی و از حکم نافذت    در ملک چین بمرتبه خاقان نشسته است
شاها سپاه تو که چو مورند و چون ملخ    بر گرد و خل و دانهٔ دهقان نشسته است
باران عدل بار که این خاک ری همه است    تا بر امید وعدهٔ باران نشسته است

اما سلطان غیاث الدین ابو الفتح محمد بن ملکشاه پادشاهے دیندار و موید و موفق سعادتمند بود
میان او و برادرش برکیارق خصومت افتاد برکیارق درآن حین فوت شد و سلطنت ایران بر محمد قرار
یافت دوازده سال بعدل و داد و تعظیم علما گذرانید و در دین و مذهب و ملت صلب بوده و در هر جا
بد مذهبی نشان داد ندے در استیصال او کوشیدے و از حقوق او بر اسلام و اسلامیان یکے آنست
که در قلع و قمع ملاحده کوشید و قلعهٔ شاه دز را فتح کرد و عبد الملک بن عطاش را فرود آورد و بر گاوے
نشاند و در بازار و محلات اصفهان بگردانید و آخر بزارے زارش هلاک گردانید و مسلمانان او را درین
کار خیر دعا کنند و چنین گویند که عبد الملک ملحد علم رمل را نیک دانستے وقتیکه سلطان قلعه را محاصره کرد

بسلطان نوشت که درین هفته عظمت و شوکت من در اصفهان مرتبه شود که بوصف نگنجد خواص و عام
بر من گرد آیند و مامور من باشند و بعد از هفته گرفتار شد و آن چنان که ذکر رفت به کاهی تشهیر ش کردند
سلطان بدو گفت ای بدبخت حکم تو کارگر نشد عبدالملک گفت آنچه من حکم کردم ظاهر شد اما بر طریق
فضیحت نه بر طریق حکومت سلطان تبسمی کرد و گفت ای بدبخت انشاء الله که حکم مخدومان تو در الموت
نیز بدین نوع کارگر آید سلطان سوگند یاد کرد که اگر خدا خواسته باشد و عمر امان دهد با خداوندان تو همه کنم که با تو
کردم آخر الامر اجل امان نداد و سلطان درگذشت و الا سلطان بالکل ملاحده را مستاصل می ساخت و
بعد از وفات او ملاحده قوت گرفتند و فساد آن ملاعین تا روزگار هلاکو خان بمسلمانان می رسید از
شعرای بزرگ که در زمان سلطان محمد بوده اند ابن المعالی نحاس رازی ابوالمفاخر و منجیک و شبل الدوله بود
رحمهم الله علیهم اجمعین عمره بیست و هفت سال سلطنت دوازده سال وفات در ۴۹۸ھ۔

## ذکر ملک الشعرا خاقانی حقایقی رہ

نام او فضل الدین ابراهیم بن علی شروانیست فضل و جاه و قبول سلاطین و حکام او را میسر شده
در علم بی نظیر و در شعر استاد بوده و در جاه مشار الیه چنانچه استادان ماهر مدح او گفته اند و در
قصیده که آن را صفیر الضمیر نام کرده این بیت میگوید۔

ز دیوان ازل منشور کادل در میان آمد | امیری چار را دادند و سلطانی بخاقانی

برای حجت معنی برایشان پدید آمد | ز پشت آذر صنعت علی نجار شروانی

در آخر حال او را ذوق فقر و شکست نفس و صفائی باطن ظاهر و دامنگیر شد و از خاقان کبیر منوچهر
انار الله برهانه از ملازمت و خدمت استعفا میخواست که بخدمت اهل سلوک مشغول گردد خاقان چون
دل وابسته صحبت او بود اجازت عزیمت نمیداد تا آنکه بی اجازت خاقان از شروان گریخت
و به بیلقان آمد گماشتگان شروان شاه او را گرفته بدرگاه فرستادند و خاقان او را بند فرمود در قلعه
شابران مدت هفت ماه مقید و محبوس از غایت ملالت و دل تنگی در قلعه این قصیده میگوید و حالات
ترسایان و لغات و اصطلاحات ایشان بیان میکند و این قصیده مشکل است و شیخ عارف آذری
شرح این ابیات مشکله در جواهر الاسرار میکند و چند بیت از آن قصیده این است۔

فلک کجروتر است از خط ترسا      مرا دارد مسلسل راهب آسا

پس از تعلیم کین از هفت مردان      پس از تنزیل وحی از هفت قرا

پس از میقات حج و سعی و عمره      پس از قرآن و تعظیم مصلا

مرا از بعد پنجه سال اسلام      نزیبد چون صلیبم بند بر پا

روم زنار بندم زین تحکم      روم ناقوس بوسم زین تعدا

دگر قیصر سگالد راز زردشت      کنم زنده رسوم زند و استا

بسرگین خر عیسی لا به بندم      رعاف جاثلیق ناشکیبا

و چون این قصیده موقوف شرح است زیاده ازین قلم نیاید خاقانی بعد از حبس دیگر بملازمت مشغول نشد و در طلب دامن گیر او شد مشرب فقر دریافت و بعزیمت حج از شروان بیرون آمد و همراهیئه موفق التوفیق که کریم جهان بود جمال الدین موصلی سفر حجاز پیش گرفت و این قصیده را در راه مکه میگوید و وصف بادیه میکند چهار مطلع درین قصیده بکار داشته که مطلع از آن قصیده است -

سرقد بادیه است ردا نبات بر سرش      تریاق روح کن ز سموم معطرش

در آخر این قصیده تخلص بنام جمال موصلی میکند و جاه او را متین میسازد و درین بیت

سلطان دل خلیفه همت خانمش از آن      سلطان پدر نوشت و خلیفه برادرش

صاحب خلاصه بناکتی میگوید که خاقانی نزد خاقان بسیار مقرب بود و در اول حال حقایقی تخلص داشت و خاقان کبیر او را منصب خاقانی ارزانی داشت و از لطائف او یکی آنست که

خاقانی این بیت بخاقان فرستاد

ششتی ده که در برهم گیرد      پادشاهی که در بهشتش گیرم

وشق موئینه النای را گویند و وشاق چهره امرد است چون خاقان این بیت مطالعه کرد حکم کشتن خاقانی کرد چون این حکم بخاقانی رسید از روی فراست دریافت کسی را بال و پر کنده نزد خاقان فرستاد که گناه از من نیست از آن کس است که باو خاقانی را پادشاهی ساخته خاقان دریافت و دل خوش کرد نازکی آن است که خاقان از خاقانی رنجیده که چرا امرد و طلب نکرده و گرد درست من قصوری دیده خاقانی پادشاهی طلبیده که هر دو پادشاهت بزرگان آن زمان چنین بوده و لطائف

طبع شعرا برین منشا به اکنون اگر شاعری از ممدوح خود دو خروار شلغم طلب کند حقیر ندارند و منت دارند که تخفیف تصدیع میکند و فاضل زمان اثیر الدین اخسیکتی معاصر خاقانی بوده و از دیار فرغانه و ترکستان با رزوے مشاعره آهنگ خاقانی و ملک شروان کرد و در راه بخدمت سلطان السلاطین ارسلان بن طغرل بپیوست و ارسلان بن طغرل اورا تربیت کلی کرد و اثیر همواره معارض خاقانی میبوده و سخن خود از سخن خاقانی مقدم میدانست و این قطعه را خاقانی نزد اثیر فرستاد قطعه

خرد خریطه کش خامه بنان من است
سخن جنیبه بر خاطر و بیان من است

بکردگار که دور زمان پدید آورد
که دور دور منست و زمان زمان من است

منم که یوسف عهدم بقحط سال سخن
که میزبان گرسنه دلان زبان من است

بشرق و غرب ترد نامه ضمیرم از آنک
کبوتر فلکی پیک رایگان من است

زنژاد خواتی هر ابلهے نترسم از آنک
هنوز در عدم است آنکه هم قران من است

منم بوحی معانی پیمبر شعرا
که معجز سخن امروز در بیان من است

توئی که صاحب قدح منی اگر روزے
یقین گشته شوی این شرف هم آن من است

و اثیر الدین این قطعه در جواب نوشته است

گره گشائی سخن خامه تو آن من است
خزینه دار روان خاطر روان من است

کشند زین من این دیده هلال رکاب
از آنکه شهپر روح القدس عنان من است

کنار و دامن جان همچو بحر پر در گشت
که در ولایت معنی کان کان من است

من ارسلان شه ملک قناعتم زین روے
جهان قیصر و خان همه یکجهان من است

کمان من بکشا دست او بازوے شروان
که تیر چرخ یک اندازے از کمان من است

من آن قرین وجودم بهنر بود گفتن
هنوز در عدم است آنکه هم قران من است

زمان زمان چو زمین گستر و خرد بخش است
مجال باشد گفتن زمان زمان من است

وگر زبان هنر بسر آید این دعوی
بحکم عقل سجل میکنم که آن من است

و میان اثیر و خاقانی معارضات بسیار است و هر دو فاضل و دانشمند و خوش گوئی بوده اند

وفات خاقانی در شهر تبریز بوده شهور سنه اثنین و خمسمایه و در بهر خاب تبریز آسوده است و هر قلم

او الیوم مشهور و مقرر است قبر افضل الزمان ظهیر الدین طاهر بن محمد فاریابی ره و ملک الشعرا شاهفور بن محمد
اشهری نیشاپوری هر دو پهلوی خاقانیست ره اما سلطان غیاث الدین ارسلان بن طغرل پادشاه
ظریف طبع و معاشر بود شعرا را دوست داشتی و همواره مجلس او از حضور شعرا و ندما خالی نبودی صاحب
تاریخ آل سلجوق آورده است که یک روز عید سلطان در همدان سوار شد بعزم عیدگاه دران عید حاضر
بودم و بر سر راهی که موکب سلطان گذشت حساب کردم هفت هزار سوار کمخواب دیباپوش شمردم که
همراه سلطان بعیدگاه میرفتند و در عهد او جامهٔ ابریشمی بهای تمام یافت و سلطان یوز و سگ
شکاری ذوقی تمام یافت و گویند چهارصد یوز داشت مرصع با قلادهٔ زر و جل سقرلاط و مرصع
اثیر الدین اخسیکتی است و این قصیده را اثیر در حق او میگوید۔

بفراخت رایت حق برتافت دست باطل ۔ الپ ارسلان ثانی شاه ارسلان طغرل

و کمال الدین اسمعیل اصفهانی و خواجه سلمان ساوجی هر دو جواب آن گفته اند این بیت از
کمال الدین است۔

ای در محیط عشقت سرگشته نقطهٔ دل ۔ وی از فروغ رویت خوش گشته مرکز گل

سلمان این بیت میگوید۔

زنجیر بند زلفت زد نقطه بر در دل ۔ خیل خیال خالت در دیده ساخت منزل

و از شعرای بزرگ که در روزگار الپ ارسلان بوده اند خاقانی و ظهیر فاریابی و اثیر الدین اخسیکتی و
مجیر الدین بیلقانی و کمال الدین نخجوانی و شاهفور نیشاپوری و ذوالفقار شروانی و سید عز الدین علوی است۔

## ذکر حکیم اوحد الدین انوری ره

اوصاف سخنوری و فضیلت او اظهر من الشمس است از شعرای روزگار کم کسی در دانشمندی
و انواع فضایل همتای او بوده اصل او از ولایت ابیورد است از دهی که آنرا بدنه گویند بجنب مهنه و آن
صحرا را دشت خاوران میگویند و او در اول حال خاوری تخلص میکرد و استاد او عماره التماس نمود که انوری تخلص
کند و انوری در مدرسهٔ منصوریهٔ طوس بتحصیل علوم مشغول می بود چنانکه رسم است فلاکت و افلاس بدو
عاید شده بخرج الیوم فرو ماند که دران حالت موکب سنجری بنواحی رادکان نزول کرد و انوری بر در

در نشسته بود دید که مردے محتشم با غلام و اسباب تمام مے گذرد و پرسید که این کیست گفتند مرد
شاعر است انوری گفت سبحان الله پایهٔ علم بدین بلندی و من چنین مفلوک و پایهٔ شاعری بدین پستی
و او چنین محتشم با عزّت و جلال فو ذو الجلال که من بعد الیوم بشاعرے که دون مراتب من است مشغول
خواهم شد و در آں شب بنام سنجر این قصیده گفت مطلع آں اینست۔

گر دل و دست بحر و کاں باشد ... دل و دست خدایگاں باشد

و علی الصباح قصد درگاه سلطان کرد و قصیده را گذرانید سلطان بغایت سخن شناس بود
طرز کلام او را دانست که دانشمندانه و متین است بغایت مستحسن داشت و از و سوال کرد که ذوق
ملازمت داری یا بجهت طمع آمده انوری زمین خدمت بوسه داد و گفت بیت

جز آستان توام در جهان پناهے نیست ... سرِ مرا بجز این در حواله گاهے نیست

سلطان مشاهره و جاگیر داد و نوازش فرمود و دراں سفر تا مرد ملازم درگاه بود و دراں سفر
چند قصیده عرض کرد مثل این که مطلع آنست۔

باز این چه جوانی و جمال است جهان را ... و این حال که نو گشت زمین او زمان را

و این قصیده مشکل است و محتاج شرح و بغایت این قصیده را خوش گفته و انوری در علم
نجوم سرآمد روزگار خود بود چنانچه مفید در نجوم و چند نسخهٔ دیگر تالیف کرده چنین گویند که از خاک
خاوران چهار بزرگ فاضل خواسته اند که نجم ایشان نبوده چنانچه درین باب گفته اند بیت

تا سپهر صیت گردان شد بجا کب اول ... تا شبانگاه آمدش چار آفتاب خاوری
خواجهٔ چون بوعلی شادان وزیر نامدار ... عالمے چون اسعد مهنه زهر شینے بری
صوفی صافی چو سلطان طریقت بوسعید ... شاعر قادر چو مشهور خراسان انوری

اما خواجه ابو علی احمد شادان خاوری وزیر طغرل بیگ بن میکائیل سلجوقی بوده مردے خردمند
عاقل مدبر کاردان بود و خواجه نظام الملک در اول حال ملازم او بوده و گویند که خویشاوند او ست و
خواجه نظام الملک را بعد ازاں که از وزارت استعفا خواست بواسطه پیری و ضعف بجائے خود
بوزارت الب ارسلان از نظام الملک کفایتی و کارے نیکو دیده بود خواجه ابو علی دعا خیر کردے
اما استاد اسعد مهنه از فحول علما بوده و در مجلس سلطان محمد ابن ملک شاه با امام حجة الاسلام

ابوحامد محمد غزالی مناظره کرد و علما خراسان تقویت استاد اسعد کردند و در مجلس سلطان محمد اوّل
سوالے کہ بر امام کرد این بود گفت کہ تو مذہب حنفی داری یا شافعی امام در جواب گفت من در
عقلیات مذہب برہان دارم و در شرعیات مذہب قرآن نہ ابوحنیفہ بر من خطے دارد و نہ شافعی
براتی استاد اسعد گفت کہ این سخن خطا است امام گفت اے بیچارہ اگر تو از علم الیقین شمہ میدانستی
نمی گفتی کہ من خطا میگویم اما در قید ظاہر ماندہ و معذوری و اگر حرمت پیرے و مقدمے تو نبودے
با تو مناظرہ کردمے و راہ تحقیق بتو نمودمے حکایت کنند کہ در روزگار انوری بعہد سلطان سنجر چناں
اتفاق افتاد کہ ہفت کوکب سیارہ در برج میزان اجتماع کردند و حکیم انوری حکم کرد کہ دراں ماہ اکثر
بناہا و اشجار قدیم را باد بر کند و شہرہا را خراب کند عوام الناس ازیں حکم متوہم و ترسناک شدند و
سردابہا کندند و روز قران در انجا خزیدند اتفاقاً دراں شب کہ انوری حکم کردہ بود شخصے بر سر منارہ
مرو چراغے برافروخت چنداں باد نبود کہ چراغ بنشاند صبح سلطان سنجر انوری را طلب کرد و باد عتاب
نمود کہ چرا چنیں حکم غلط میکنی انوری معذرت آغاز کرد کہ آثار قرانات فوری نمیباشد بلکہ بتدریج ظاہر
مے شود دراں سال چنداں باد نبود کہ خرمنہا مزارع مرو پاک کنند و تمامی خرمنہا تا بہار دیگر در صحرا بماند
انوری ازیں تشویر بگریخت و بہ بلخ رفت مدتے مدید در بلخ بسرے برد و بعلم نجوم مشغول بودے آنکہ
ازاری از بلخیان با در رسالہ جوہر دوم بلخ گفتہ بود مردم بلخ بدو بیرون آمدند و معجر بر سر او کردند و میخواستند
کہ از شہرش بیرون کنند قاضی القضاۃ حمید الدین لوالجی کہ فاضل روزگار بود حامی انوری شدہ و
او را ازاں بلیہ خلاص کرد و سوگند نامہ در آں باب میگوید کہ

اے مسلماناں فغاں از دور چرخ چنبری — وز نفاق تیر و جور ماہ و کید مشتری

و در ہمیں قصیدہ میگوید بیت

بر سر من مغفری کردی کلاہ ان در گذشت — بگذر و بر طیلسانم نیز دور معجری

و قرینہ کاتب در ہمیں باب گوید

گفت انوری کہ از جہت بادہا سخت — ویراں شود عمارت و کہ نیز بر سری

در روز حکم او نوزیدہ است ہیچ باد — اے مرسل الریاح تو دانی و انوری

والیضاً

میگفت انوری که دریں سال بادها — چنداں وزد که کوه بجنبد تو بنگری

بگذشت سال و برگ نجنبید از درخت — انی مرسل الریاح تو دانا نه انوری

وفات انوری در سال سبع واربعین وخمسمایه در بلخ بوده وقبر او هم در بلخ است در جنب مزار سلطان احمد خضرویه ره۔

## ذکر افضل الفضلا رشید وطواط

وهو رشید الدین محمد بن عبد الجلیل الکاتب العمری نسب او با میر المومنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه میرسد بزرگی فاضل نحو ادیب ذو فنون عالم بوده و بزرگواری فضل او را همگنان معترف اند وظهور او در روزگار اتسز بن قطب الدین محمد خوارزمشاه بوده است اصل او از بلخ است اما در خوارزم مسکن داشته و در روزگار خود استاد فرقه شعرا و فصحا بوده و همواره شعرا اطراف از نزدیک و دور قصد ملازمت او میکردند و باستفاده شعر و دیگر علوم مشغول میبوده اند و او را در لای شاعری جاه و مراتب عظیمی دست داده مردی تیز زبان و فصیح بوده در سخن شعرا اطراف ایراد و تخطیه گرفتی و بیشتر شعرا با و خوش نبوده اند و اکثر او را هجوهای رکیک گفته اند و حکایات چند ازان ساخته اند و او ازین افتراعات مبراست و در فضل او هیچ سخن نیست و او مردی تیز زبان و حقیر الجثه بوده ازان جهت او را وطواط میخوانند و وطواط مرغکیست که او را فرشتوک میخوانند نقل است که روزی در خوارزم علما مناظره میکردند در مجلس خوارزمشاه و رشید دران مجلس مناظره بحث و تیز زبانی آغاز کرد خوارزمشاه دید که مردی بدین خوردی بحث میکند دواتی پیش رشید نهاده بود خوارزمشاه از روی ظرافت گفت دوات را بردارید تا معلوم شود که درپس دوات کیست که سخن میکند رشید گفت المرء باصغریه قلبه ولسانه خوارزمشاه را کیاست فضل و بلاغت او معلوم شد و او را محترم و موقر داشتی و با نعامات مستفیدش میساخت و او را در مدح خوارزمشاه قصاید غراست و این قصیده ازان جمله است۔

شاها بپایگاه تو کیوان نمی رسد — در ساحت تو گنبد گردان نمیرسد

جائی رسیده بمعالی همتت — کانجا بجهد فکرت انسان نمیرسد

جز امر تو بمشرق و مغرب نمیرود — جز امر تو بتازی و دهقان نمیرسد

یک خطه نیست در همه اطراف خافقین — کانجا ز بارگاه تو فرمان نمیرسد

فریاد ازین جهان که خردمند را ازو — بهره بجز نوایب حرمان نمیرسد

جهال در تنعّم و ارباب فضل را — بے صد هزار غصه یکے نان نمیرسد

جاهل بسند اندرو عالم برون در — جوید بحیله راه بدربان نمیرسد

آزرده شد بحرص درم جان عالمان — وین خواری از گزاف بایشان نمیرسد

دردا و حسرتا که بپایان رسید عمر — وین حرص مرده ریگ بپایان نمیرسد

منت خدائے را که مرا در پناه تو — آسیب حادثه بدل و جان نمیرسد

تا دامن جلال تو بگرفته ام مرا — دست بلا بریش و گریبان نمیرسد

یک روز نیست کز تو هزاران هزار نوع — در حق من کرامت و احسان نمیرسد

آنم که چون بخنگ فصاحت شوم سوار — در گرد من فصاحت سحبان نمیرسد

از نظم من بخاک خراسان خزانهاست — گر شخص من بخاک خراسان نمیرسد

تا آدمی بفضل و کمالے که ممکن است — در علم جز بقوت و برهان نمیرسد

بگذار ماه روزه بطاعت که دشمنت — گر بگذرد ز روزه بقربان نمیرسد

و دیوان رشید قریب پانزده هزار بیت است اکثر آن مصنوع و مرصع و ذو قافیتین و غیر ذالک و قصیده میگوید تمامی آن مرصع و بعضے ابیات آن مرصع مع التجنیس و دعوے کرده که بیشتر از وے هیچ آفریده قصیده نگفته است که تمامی آن مرصع بوده باشد خواه بعربی و خواه بفارسی و این است مطلع آن قصیده و هفتاد بیت است مجموع او مرصّع۔

اے منوّر بتو نجوم جلال — وے مقرّر بتو رسوم کمال

حضرت تو معوّل دولت — ساحت تو مقبّل اقبال

و رشید عمر دراز یافت و بعد از وفات اتسز خوارزم شاه تا زمان سلطان شاه بن ایل ارسلان بن اتسز در حیات بود و سلطان شاه را آرزوے صحبت رشید در سر افتاد و گفت اند که پیر و ضعیف شده گفت البته او را بحضور من رسانید رشید را در محفه نشانده بحضور او بردند و چون چشم او بر سلطان افتاد این رباعی انشا کرد۔ رباعی

(۱) ایں نظم جیسے الفاظ [illegible]

جدّت ورق زمانه از ظلم بشست　　عدل پدرت شکستگی کرد درست
ای بر تو قبای سلطنت آمده چست　　هان تا چه کنی که نوبت دولت تست

اما خوارزم شاه بن قطب الدین محمد بن نوشتگین غرجه غلام زاده سلطان ملک شاه سلجوقی است
مال و منال خوارزم در زمان ملک شاه بر طشت خانه سلطان صرف شدی و نوشتگین مهتر طشت داران
بود سلطان او را بحکومت خوارزم فرستاده مرد متدین بود و قطب الدین محمد فرزند او هم رتبه خوارزم
شاهی یافت علما را احترام نمودی و اتسز پسر او ست و در خوارزم متمکن شد و نزد سلطان سنجر
تقرب تمام یافت هر سال یکبار به مرو آمدی و ملازمت سلطان کردی و باز بخوارزم مراجعت
کردی اصحاب اغراض حسودی کردند و سلطان را با او بدگمان ساختند از مرو بگریخت و در خوارزم
با سلطان آغاز عصیان کرد و استیلای تمام یافت و همواره با کفار تاتار غزا کردی و غنیمت بسیار
یافتی تا درجه او بدان رسید که لشکریان از سلطان می گریختند و بدو می پیوستند سلطان بالضرور
لشکر بخوارزم کشید و انوری دران سفر ملازم بود و چون بنواحی هزاراسپ رسیدند و قلعه را محاصره کردند
انوری این رباعی بگفت و بر تیری نوشته بقلعه انداختند۔

ای شاه همه ملک جهان حسب تراست　　در دولت و اقبال جهان کسب تراست
امروز بیک حمله هزاراسپ بگیر　　فردا خوارزم و صد هزار اسپ تراست

رشید در قلعه بود در ملازمت اتسز این بیت در جواب رباعی انوری نوشت و بعرض فرستاد
و در عسکر سلطان انداخت بدین نسق که

گر خصم تو ای شاه بود رستم گرد　　یک خر ز هزاراسپ تو نتواند برد

سلطان بغایت از وطواط در خشم شد و سوگند خورد اگر وطواط بدست من افتد او را هفت
پاره سازم و این قصیده را نیز سلطان شنیده بود که وطواط گفته است و مطلع اینست۔

اتسز غازی به تخت ملک برآمد　　دولت سلجوق و آل او بسر آمد

و کینه قدیم در دل سلطان بود و چون مدتی محاصره کردند اتسز قوت مقاومت نداشت
از قلعه بگریخت و قلعه هزاراسپ را سلطان گرفت و رشید پنهان شد منادی و تفحص حاضرش کردند
سلطان فرمود که هفت پاره اش کنند رشید بشفاعت رقعه پیش منتجب الدین بدیع کاتب که منشی

دیوان اعلیٰ و منصب تدیمی با شغل انشا منضم داشت فرستاد تا گناه او را از سلطان درخواهد
منتجب الدین بدیع سلطان عرضه داشت کرد که وطواط مردکی است بسیار خورد و ضعیف او را
هفت پاره نمیتوان کرد آنکه سلطان فرماید او را دو پاره کنند سلطان بخندید و باین لطیفه بجرم وطواط
درگذشت وطواط خلاص یافته به ترمذ رفت و مدتی در ترمذ بود تا اتسز از خوارزم لشکر کشید و بوقت
گرفتاری سنجر اکثر خراسان را مسخر ساخت رشید از ترمذ قصد ملازمت اتسز کرد و در جنوشان بعسکر اتسز
رسید مصاحب اتسز بود ناگاه اتسز در خرم دره جنوشان بقضا درگذشت و در شهور سنه احدی و
خمسین و خمسمایه رشید در سر تابوت اتسز میگریست و این رباعی میگفت. رباعی
شاها فلک از سیاستت می لرزید     پیش تو بطبع بندگی میورزید
صاحب نظری کجاست تا درنگرد     تا آن همه سلطنت بدین می ارزید
وفات رشید در خوارزم سنه ثمان و سبعین و خمسمایه بود مدت عمر او نود و هفت سال بود و
قبر او در جرجانیه خوارزم است و او را در علم معانی و بیان تصانیف مرغوب است کتاب حدایق السحر
از تصنیفات اوست که در صنایع علم شعر از آن مفیدتر نساخته اند و ترجمه صد کلمه حضرت امیر المومنین
علی بن ابی طالب نوشته و چند نسخه دیگر در علم شعر و کتابت و استیفا و ترسل تصنیف دارد.

## ذکر استاد شهاب الدین صابر

دانشمندی بود ماهر و فاضل در عهد دولت سلطان سنجر از ترمذ بود افضل و اصل او از بخارا است
اما در خراسان نشو و نما یافته و معارض رشید وطواط است تا حدیکه یکدیگر را هجو های رکیک گفته اند
و ایراد آن هجویات ازین کتاب دور نمود خاقانی معتقد اوست و بر خلاف وطواط انوری صابر را در
شاعری مسلم دارد و الحق صابر بغایت خوش گو بوده است و سخن او صاف و روان است و بطبایع
نزدیک تر از اشعار اقران او بوده مربی صابر سید ابو جعفر علی بن حسین قدامه موسوی است که او را در تعظیم
و قدر رئیس خراسان مینوشته اند و سلطان سنجر او را از خواندۂ و مسکن سید نیشاپور بوده و ضیاع و عقار
و احتشام او در خراسان بی نهایت بوده و بغایت سید کریم و مدبر و صاحب ناموس بوده و این سوگند
نامه را صابر بمدح سید انشا نموده است و بعضی این است.

تنم بهر اسیر است و دل بعشق فدی | همی بگوش من آید ز لفظ عشق ندی
دلم فدا شد و چشمم ندید روئے خلاص | خلاص نیست اسیران عشق را بفدی
من و تو ہم نگار را که عشق و خوبی را | ز نام لیلی و مجنون برون بریم همی
ملالتست ازین عشق و عشق بر مجنون | غرامتست ازین حسن و حسن بر لیلی
ازان سبب که عسل را حلاوت از لب تست | خدائے عز و جل در عسل نهاد شفی

و در تهنیت آنکه سلطان سنجر پدر را برادر خواند قصیده گفته این بیت ازانجا است۔

اگرچه بهترین خلق آدم را پسر باشد | بزرگی را پدر شد تا برادر خواند سلطانش

و صابر نیز در سلطان سنجر ارکان دولت او محترم بود و چون اتسز خوارزم شاه با سلطان[؟] خوارزم عصیان ظاهر کرد سلطان ادیب صابر را مخفی بخوارزم فرستاد تا دائم متحفظ حالات و متفحص و منهی اخبار باشد اتسز شخصے فدائی را فرستاد تا روز جمعه سلطان را زخم زند و هلاک کند ادیب صابر صورت آن شخص را بر کاغذ تصویر کرد و بمرو فرستاد تا آن شخص را طلب کردند و او را یافتند و سیاست کردند و ادیب در خوارزم بود اتسز خبر یافت که صابر چنین کارے کرده ادیب را دست و پا بسته و در جیحون انداخت و غرق ساخت و کان ذالک فی شهور سنة ست و اربعین و خمسمائة۔

## ذکر عثمان مختاری رہ

(۱)

غزنوی است و از اقران حکیم سنائی است و در روزگار سلطان ابراهیم بن مسعود شاعر دار الملک غزنی مختاری بوده است و طبعے قادر داشته چنانکه سنائی قصیدهٔ چند در مدح او گفته و مطلع یک قصیده این است۔

نبود پیش دو خورشید دو ماه تاری تیر | که بود لمعهٔ از خاطر مختار یتیر

و عثمان مختاری این قصیده را نیکو گفته در مدح سلطان ابراهیم بیت

مسلمانان و لیے ادهم که ضل آمد بنشوو جانش | در افتادم بان وردی که پیدا نیست درمانش

و بسیارے از اکابر این قصیده را جواب گفته اند بهمانان بزیبائی این قصیده نگفته باشند و جواب گفته خاقانی این قصیده مطلعش اینست۔

مرا دل پیر تعلیمست و من طفل زبان دانش     دم تعلیم سر عشر و سر زانو دبستانش

وخواجه خسرو دهلوی در جواب این قصیده داد سخنورے داده و درین روزگار طبع نقاد جوهرے بازار سخن وران عارف عبدالرحمن جامی جواب این قصیده شده و اسحق حقایق و معارف و حکمت را نوعی در شیوه نظم آورده که در حیز وصف نمیگنجد و بعضے افاضل درین امر تتبع نموده اند اما سلطان ابراهیم بن مسعود بن محمود غزنوی پادشاه دیندار و زاهد بوده از ولایت بهره داشته هفتاد و شش سال عمر یافت و تاریخ شصت و دو سال سلطنت کرد و در مدت سلطنت یکخشت جهت منظر و اساس سلطنت برزمین نینداخت و قریب چهار صد خانقاه و رباط و مساجد و مدارس در راه خدا بنا کرد و صاحب مقامات ناصری مے گوید سلطان ابراهیم شبها گرد محلات غزنین برآمدے و بیوه زنان و محتاجان را طعام دادے و بعهد او در غزنین دارو ے چشم و اشربه و ادویه تمام امراض از خزینه او بردندے و سلاطین سلجوقیه او را تعظیم کردندے و پدر بزرگ نوشتندے و وفات او در شهور سنه اثنی و تسعین و اربعمائه بوده۔

## ذکر شیخ العارف ابو المجد محمد آدم السنائی رح

از بزرگان دین و اشراف روزگار است همه با نها ستوده و در مشرب فقر آن چاشنی که خدائے تعالی او را ارزانی داشته در صفت نه گنجد مولانا جلال الدین رومی باوجود کمال و فضل او خود را از متابعان شیخ سنائی میداند و میگوید۔ بیت

عطار روح بود و سنائی دو چشم او     ما از پے سنائی و عطار آمدیم

وجائے دیگر در مثنوی میفرماید۔

ترک جوشی کرده ام من نیم خام     از حکیم غزنوی بشنو تمام

و در آخر حال مرتاض بوده از دنیا و ما فیها معرض شده تا حدیکه سلطان بهرام شاه غزنوی میخواست که همشیره خود را به نکاح شیخ در آورد ابا نمود و عزیمت حج کرده بخراسان آمد و درین باب در معذرت سلطان بهرام شاه میفرماید۔

من نه مرد زن و زر و جاهم     بخدا اگر کنم و گر خواهم

گر تو تاجم دهی ز احسانم     بسر تو که تاج نستانم

وچوں از غزنین بخراسان آمد ودست ارادت در دامن تربیت شیخ المشائخ ابو یوسف
ہمدانی قدس سرہٗ زد و در خلوت نشست و عزلت اختیار کرد و شیخ ابو یوسف ہمدانی از بزرگواران
دین بود و خانقاہ اورا از تعظیم و قدر کعبۂ خراسان میگفتند و مرید شیخ العارف ابو علی فارمدیست امام
غزالی با وجود فضل و کمال معتقد شیخ ابو علی بودہ و در آخر مرید او شد و فارمد قریہ ایست از اعمال طوس
اما سبب توبہ حکیم سنائی این بود کہ او مدح سلاطین گفتی و ملازمت حکام کردے نوبتے در غزنین
مدحے جہت سلطان ابو اسحاق گفتہ و سلطان عزیمت ہند داشت بتسخیر قلاع کفار حکیم میخواست
کہ بتعجیل قصیدہ را بگذراند قصد ملازمت سلطان کرد در غزنین دیوانہ بود کہ اورا لای خوار گفتندے و
از معنی خالی نبود ہموارہ در شراب خانہ درد شراب جمع کردے و در گلخنہا تجرع نمودے چوں حکیم
بدر گلخن رسید از گلخن ترمے شنود قصد کردہ شنود کہ لای خوار با ساقی مے گوید پر کن قدحی تا بکوری
چشم ابراہیمک غزنوی بنوشیم ساقی گفت این سخن را خطا گفتی چہ ابراہیم پادشاہیست عادل ندمت
او مکن دیوانہ گفت چنین است اما مردکے ناخشنود و نا انصاف است غزنین را چنانکہ شرط است
ضبط نا کردہ در چنین زمستانے سرد میل ولایتے دیگر دارد و چوں آں ولایت بگیرد آرزوے ملک
دیگر خواہد کرد و آں قدح بستد و نوش کرد و ساقی را گفت پر کن پر کن قدحے تا بکورے سنائیک شاعر
بنوشیم ساقی دیگر گفت این خطا از اصلاح دور است و در باب سنائی طعن مکن کہ او مردے ظریف و
خوش طبع و مقبول خاص و عام است گفت غلط مکن کہ مردکے احمق ہست لافے و گزافے چند فراہم
آوردہ و نام او شعر کردہ و از سر طمع ہر روز دست بر دست نہادہ در پیش ابلہے بپای ایستادہ خوش
آمد میگوید و این قدر نمے داند کہ اورا از برائے ہرزہ گوئی نیافریدہ اند اگر روز عرض اکبر از وے سؤال کنند
کہ اے سنائی بحضرت ما چہ آوردے چہ عذر خواہد آورد و این چنین کسے را چرا ابلہ و فضول نشاید
گفت حکیم چوں این بشنید از حال بحال رفت و این سخن کارگر آمد و دل او از خدمت مخلوق بگردید و
از دنیا دل سرد شدہ دیوان مدح ملوک را در آب انداخت و طریق انقطاع و زہد و عبادت شعار ساخت
در ریاضت بمرتبہ رسانید کہ ہموارہ در غزنین پائے برہنہ مے گردید دوستان و خویشان بر حال او
گریان شدندے و اقربا را گفتے کہ بر حال من غمگین نباشید بلکہ طرب و خوشدلی کنید دوستان جہت
او کفش آوردند و التماس کردند در پائے کند قبول کرد روز دیگر کفش را بحضور یاران آوردہ رد کرد

وگفت آں سنائی دیروز در نظر شما بودم و امروز خلاف آنم غالباً سدِّ راه این کفش است و خسرو
درین معنی خوش گفته نیست لذّت ز اہل ترک ار خود بدار و کفش از آنک ہر شگاف از پا شنایش دین و
دولت را ورست اما از گفته حکیم سنائی کتاب حدیقه است که ہر چمن از آں حدیقه ریاض حقیقت و
طریقت است و اہل توحید و تصوف اغلب ابیات این کتاب را در رسایل با ستشهاد میارند
واز حدیقه این تمثیل درین کتاب لایق آمد

واشت لقمان یکے وثاقی تنگ   چوں گلو گاه نای حلقه چنگ
شب ہمه شب بر پیچ و تاب شدے   روز ہمه در آفتاب شدے
بو الفضولے سوال کرد از وے   کیں چه جائے ست یک بدست و پے
باد دم سرد و چشم گریاں پیر   گفت ہذا لمن یموت کثیر

با وجود این فضل و کمال چوں کتاب حدیقه تمام کرد علماء ظاہر غزنین بر حکیم طعن کردند و
اعتراض نمودند آں کتاب را بدار الاسلام بغداد فرستاد و بدار الخلافه عرض کرد و از علماء بغداد و ائمه
آن دیار بر صحت عقیده خود فتوے حاصل کرد واز غزنین عزیمت خراسان نمود و چند گاه در حلقه درویشان
شیخ ابو یعقوب یوسف بسلوک مشغول شد و باز بغزنین رجوع کرد و در آخر حال جز توحید و معارف
و حقایق نگفته و چند قصیده او در توحید و معارف بے نظیر است و بزرگان تتبع آں نموده اند قصیده

طلب اے عاشقان خوش رفتار   طرب اے شاہدان شیرین کار
در جہاں شاہدی و ما فارغ   در قدح جرعه و ما ہشیار
خیز تا ز آب دیده بنشانیم   گرد این خاک توده غدار
بن بجاروب لا فرو روبیم   کوکب از سقف گنبد دوار
تا ز خود بشنود نه از من و تو   لمن الملک واحد القہار
اے ہواہائے تو ہوا انگیز   اے خدایان تو خدا آزار

واین قصیده را شیخ اوحد الدین کرمانی و شیخ فخر الدین عراقی و غیر ایشان تتبع کرده اند و جواب
گفته اند

مکن در جسم و جاں منزل کہ این دونست و آں والا   قدم زین ہر دو بیروں نہ نه اینجا باش و نه آنجا

واین قصیده را خواجه سلمان ساوجی جواب گفته اگرچه شاعرانه است اما حکیم درین قصیده سخن را
بلند مے گوید و دیوان حکیم سنائی سی هزار بیت زیاده است مجموع حقایق و معارف و ترک دنیا
و سخن حکیم اصحاب طریقت و سلوک را شیوه ترک دنیا و مذمت این خاکدان تحریض تمام میکند وفات
حکیم سنائی در محروسه غزنین در شهور سنه ست و سبعین و خمسمایه بوده الیوم مرقد شریف او در آن
و خانقاه او معمور است و اهل غزنین را بدان مرقد التجا است و از شعرا سید حسن غزنوی و عثمان
مختاری و عمادی و حکیم سوزنی و انباری ترمذی و نجیب الدین درکانی معاصر شیخ سنائی بوده اند۔

## ذکر محمد غزالی رح

محمد غزالی از قریه ایست من اعمال طوس نام آن غزال بوده و نیز گویند که غزال ریسمان فروش را
میگویند و او از دوک مادر خود که رشته بود در بازار مے فروخت ازان جهت بغزالی اشتهار یافت از
جمله تلامذه ابو المعالی امام الحرمین عبد الملک بن محمد جوینی بود و شیخ ابو بکر نساج را در طفولیت دریافته و
شیخ ابو بکر آب دهن مبارک خود در دهان او انداخته برکت او عالم ربانی شد اکابر اتفاق دارند که غزالی از
صدیقان امت است گویند هفتاد نوع علم خوانده که کشاده کار من درکدام باشد از هیچ علوم او را فتحے حاصل نشده
رجوع بصوفیه نموده روز بروز عبادت اختیار کرده سخن شرع با سخن صوفیه مخلوط کرده گفتی و حجه و برهان قلم
بر کاغذ نهادی و حکمت مرعی داشتی لاجرم علماء ظاهر برو طعن کردند از خراسان بحجاز رفت و از انجا
بشام افتاده ده سال در دیار عرب بتدریس و افاده مشغول بود و کتاب احیاء العلوم و جواهر القرآن را در
دمشق تصنیف کرده است باز بخراسان رجوع نموده عزلت و انزوا پیش گرفت از دنیا و اهل دنیا
بغایت معرض بوده صاحب تاریخ استظهاری گوید که مؤید الملک بن نظام الملک امام را بجهت تدریس
مدرسه نظامیه در بغداد طلب کرد و او این مکتوب در جواب نوشت هذه المکتوب الحمد لله رب العالمین
والصلوة والسلام علی محمد واله وعترته اجمعین اما بعد خدمت خواجه ملجا جهانیان متع الله المسلمین
بطول بقائه این ضعیف را از حضیض خرابه طوس باوج معموره دار السلام بغداد بنجواند کرم و بزرگی
مے نماید برین حقیر نیز واجب است که خواجه را از حضیض بشرے باوج مراتب ملکی برساند
اے عزیز از طوس و بغداد راه بخدا یکسان است اما از اوج انسان تا حضیض حیوان تفاوت

بسیار است والتماس حضور فقیر کہ فرمودند لاشک این فقیر را وقت فراق است نہ وقت عزیمت عراق اے عزیز فرض کن کہ غزالی بہ بغداد رسید و متعاقب فرمان در رسید نہ فکر مدرسہ دیگر باید کرد امروز را ہماں روز انگار و دست ازیں بے سروپا بدار و والسلام والاکرام و وفات و عمر غزالی ازیں بیت معلوم میشود بیت

نصیب حجۃ الاسلام ازیں سرائے سپنج — حیات پنجہ و چار و ممات پانصد و پنج

## ذکر حکیم سوزنی رہ

سمرقندی است خوش طبع و ظریف است در ابتداء حال تحصیل کردے اما طبع او بہزل مایل بودے علماء مدرسہ اتفاق کردند و پسر خمار را برایں داشتند کہ ہجو سوزنی بکند و او ہجو ہائے رکیک گفت و سوزنی نیز با او معارض شدہ و ابیات ہجویات دریں کتاب پسندیدہ نیا مد اما حکیم سوزنی را در آخر توبہ نصوح واقع شد و حج گذارد و در توحید و نصایح و زہدیات و معارف قصاید غرا دارد و از انجملہ این قصیدہ ثبت شد

چوں بہ ہوائے دل تن من گشت پادشاہ — آمد بہ پیش سینہ ام از سفہ سپاہ
لشکر گہ سفاہت من عرض دادہ بود — من ایستادہ ہمبر عارض بعرض گاہ
دیو سپیہ گلیم بر آں بود تا کند — ہمچوں گلیم خویش لباس و قلم سیاہ
بنمود خیل خیل گنہ پیش چشم من — تا در کدام خیل کنم بیشتر نگاہ
تا خیل را بچشم من آرایشے دہد — زاں نوع دانہ ساز و دام افگند براہ
رفتم براہ دیو شدم بدام او — وز دیو دیو تر شدم از سیرت تباہ
یک روز بیگناہ نبودم بعمر خویش — گویا کہ بود بیگنہے نزد من گناہ
ہر گونہ گناہ ز اعضائے من بپا است — چوں از زمین نم زدہ از گونہ گیاہ
فردا بروز حشر کہ امروز منکرند — اعضائے من شوند براعمال من گواہ
اے تن کہ پادشاہ شدی بر ہوائے دل — ہم بندۂ از انکہ الہ است پادشاہ
در قدرت الہ نگہ کن بچشم عجز — تا عجز خویش بینی و در قدرت الہ

قامت دوتاه کردی یکتا شو و مباش — همتاے دیو تا نروی در چهار تاه

پیرے رسید و موئے سیاهت سفید شد — یا رسفید روئے سیه موئے را نخواه

گر آب و جاه میطلبے معصیت مورز — از طاعت خدائے طلب آبرو و جاه

نیران دوزخ از تو بر آرد شرار دود — گر از ندم نبارے از دیدگان میاه

اے سوزنی اگر تنت از کوه آهن است — در کوه دل آر چو سوزن ز غم بکاه

در پیش چشم عقل جهان فراخ و پهن — چون چشم سوزنے کن و بنگرش گاه گاه

گر از عذاب نار بترسی پناه جوئے — تو توبه را و سایه طوبی شمر پناه

نا آمد از تو هیچ گناهے ز کوه کم — یا هیچ طاعتے ز تو آمد فزون ز کاه

ز اهل سموم و هاویه اے دل طمع مکن — تا نزد تو نسیم شمال آید از هراه

عصیان کنی و جائے مطیعان طمع کنی — بسیار کلهاست بسودائے این کلاه

با تو به آشنا شو و بیگانه شو ز جرم — تا در بحار رحمت رحمان زنی شناه

اے قادرے که هست بتقدیر حکم تو — گردنده چرخ اخضر و تابنده مهر و ماه

یارب بلطف خویش ببخشاے ای کریم — بر من یگانه عاصی بر جمله عصاه

هستم یگانه عاصی عاصی چو من بسیست — جمله نیازمند بفضل تو سال و ماه

کافی توئی و قاضی حاجات ما توئی — ما را مران بقصد قضا و درکفاه

ایمان ما و قوت اسلام و دین ما — از ما جدا مکن بجدا گشتن جباه

بر ما لباس خاک چو جیب کلیم کن — تا چون کف کلیم برا ریم از و جباه

اے ادی این قصیده بخوان و هرا ببیں — السمع للمعیدی خیر من ان تراه

والا می بخاری و جلتی و نسفی و شمس جاله و شطرنجی شاگردان سوزنی اند این مطلع سوزنی است

تا کے ز گردش فلک آبگینه رنگ — بر آبگینه خانهٔ طاعت زنیم سنگ

درکن صایان این قصیده را جواب گفته هم بطرز حکیم سوزنی و شاه ابواسحق او را رفت بدرهٔ زر صله داد و مطلع آن قصیده بجاے گاه خود برسد و وفات حکیم سوزنی در سمرقند بوده و در شهور سنه تسع و ستین و خمسمائه و قبر او در مقبره چاکردیزه است بقرب مزار امام ابن العالمین ابو منصور ماتریدی و شهاب الدین

ابوحفص عمر نسفی۔

# ذکر ملک الشعرا فلکی شروانی رہ

بغایت خوشگوی بوده از اقران افضل الدین خاقانی است و بعضے گویند استاد خاقانیست واین درست نیست بلکہ شیخ العارف آذرے رہ در جواہر الاسرار آورده که خاقانی و فلکی ہر دو شاگرد ابوالعلا گنجه اند رحمه الله مستوفی فلکی را استاده خاقانی میداند فی کل حال طبع قادر داشته واین قصیده اوراست در مدح شروان شاه۔

سپہر مجد و معالی محیط نقطۂ عالم — جہاں جود و معانی چراغ دودۂ آدم
خدیو کشور چم یگانه انجم ہشتم — چم دوم سعطہ خدایگان معظم
زحل محل و قضا یدقدر مہر او فلک یاس — شمال طبع و صبا فر مسیح دین و ملک قسم
ستوده رای چو آرش سخا فزای چو بہمن — جہاں کشاے چو رستم ہنر نماے چو نیرم

واین قصیده مطول است وایراد مجموع ابیات آں از تکلفے خالی نه بود واگر فضلا ہمه این قصیده را بخوانند بر فلکی آفرین کنند و خواجه عصمت الله بخاری این قصیده را جواب گفته در مدح سلطان سعید خلیل الله و دیوان فلکی را بنزد پادشاه میرزا الغ بیگ گورگان بردند مطالعه کرده پسند فرمود اما گفت تخلص عجیب دارد بنقال خوب نیست۔

# ذکر سید اشرف حسن الحسینی رہ

بزرگوار و فاضل و دانشمند و اہل دل بوده قصیده فخریه را او میگوید شعرا بعضے جواب آں گفته اند از اکابر مثل مجیر بیلقانی و کمال الدین اسمٰعیل و از متاخران شیخ آذرے نیز گفته اما قبل از سید حسن کسے مثل این قصیده نگفته است۔

داند جہاں که قرۂ عین پیمبرم — شایسته میوۂ دل زہرا و حیدرم

کمال الدین اسمٰعیل میفرماید۔

روزے وطاق کحلی شب را بسر آورم — بگریزم از جہاں که جہاں نیست درخورم

ومجیر الدین بیلقانی این بیت گفته است۔

هر شب که سر بجیب تفکر فرو برم — سقف فلک بدرم واز سدره بگذرم

اما خاکساران عالم خاک انکسار و کمی مے طلبند و از مقام فخر عار دارند گویند روزے سید حسن در غزنین وعظ میگفت هفتاد هزار مرد در پائے منبر او جمع شده بودند سلطان بهرام شاه را خوش نیامد و دو شمشیر نزد سید فرستاد تا در یک غلاف کند سید رنجیده از غزنین بیرون آمد و عزیمت کرد که بحج رود چون بزیارت مرقد مطهر حضرت سید المرسلین علیه افضل التحیة رسید این ترجیع بند گفت والتماس خلعت کرد۔

یا رب این مائیم و این درگاه صدر انبیاست — یا رب این مائیم و این خاک جناب مصطفی است

و ترجیع بند عربی گفته این است۔

سلموا یا قوم بل صلوا علی الصدر الامین — مصطفی ما جاء الا رحمة للعالمین

و در حسن الطلب این بیت فرمود۔

لاف فرزندے نیارم زد درین حضرت ولے — مدحتے آورده ام اینک خلعتے بیرون فرست

خواجه حمد الله مستوفی در تاریخ گزیده خود در اثنائے تذکرهٔ شعراء مے آورد که خلعت از روضهٔ حضرت رسالت بجهت سید بیرون آمد و بر صحت این اطنابی میکنند و چون از حج باز گردید و مردم آن کرامت بدیدند بسیار معتقد او شدند و درین حین سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاه در دار السلام بغداد بوده بروزگار خلیفهٔ عباسی و سلطان مسعود در اکرام و اعزاز سید مبالغه بسیار نموده تحفه ها رانده و ترتیب کرده سید را بطرف غزنین روانه ساخت چون سید بولایت جوین رسید در قصبهٔ آزاد وار فجاءة بجوار رحمت ایزدی انتقال کرد فی شهور سنه خمس و ثلثین و خمسمائه و اکنون تربت شریف او در قصبه آزاد وار مذکور است و معروف و آزاد وار مسقط الراس و موطن مالوف خواجه شمس الدین محمد صاحب دیوان جوینی و برادر او خواجه علاء الدین عطا ملک که تاریخ جهان کشا او نوشته بوده است و این دو خواجه از کریمان جهان اند و هر دو فاضل و صاحب جاه و عالم پرور و خوش طبع و صاحب ناموس اند و فضیلت خواجه علاء الدین را کتاب جهان کشائی گواه عدل است و بزرگواری خواجه شمس الدین صاحب دیوان اظهر من الشمس است و کتاب شمسیه را بنام او تصنیف نموده اند

واو شرحے برین کتاب نوشتہ قضا و قدر قصار ودیعت حیات او نمودند و آن کار نا تمام ماندہ گویند
روزے خواجہ شمس الدین در صدر جاہ قبول عوام و خاص بر مسند خواجگی متمکن بود بدر جاجرمی
این رباعی بگذرانید بنزد خواجہ۔

دنیا چو محیط است و کف خواجہ نقط — پیوستہ بگرد نقطہ میگردد خط
پروردۂ تو کہ و مہ و دون و وسط — دولت ندہد خدائے کس را بغلط

خواجہ دوات و قلم خواست و بپشت رقعۂ شاعر بدیہہ این رباعی نوشت

سیصد برۂ سفید چون بیضۂ بط — در وی ز سیاہی نبود ہیچ نقط
از گلۂ خاص ما نہ از جائے غلط — چون بدہد بدست وارندۂ خط

اما در روزگار اباقا خان خواجہ علاؤ الدین متکفل مہام دار السلام بغداد بود مجد الملک یزدی
بر و تقریر کرد و بدان سبب خواجہ را چہار صد ہزار درم مصادرہ افتاد و عاقبت خیانت مجد الملک
ظاہر شد و اباقا خان برو متغیر گشت او را بیاساق رسانیدند و اعضا او را بہ اقالیم بجہت عبرت عملہ
فرستادند و خواجہ درین باب مے گوید۔

روزے دو سہ سر دفتر تزویر شدی — جویندۂ ملک و مال و توقیر شدی
اعضائے تو ہر یکے گرفت اقلیمے — القصہ بیک ہفتہ جہانگیر شدی

و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میآورد کہ خواجہ شمس الدین محمد و خواجہ علاؤ الدین ابا
عن جد از صنادید خراسان بودہ اند و قتل خواجہ شمس الدین محمد بحکم ارغون خان در قراباغ در چہارم
شعبان سنہ ثلاث و ثمانین و ستمائہ بودہ و خواجہ مجد الدین ہمگر فارسی این رباعی در مرثیہ صاحب
دیوان گفتہ و شیخ بزرگوار سعدی این رباعی را بشنود و گریان شد و بر روح خواجہ دعاء خیر گفت
و خواجہ مجد را تحسین نمود۔

در ماتم شمس از شفق خون بچکید — مہ روے بکند و زہرہ گیسو ببرید
شب جامہ سیہ کرد در ماتم و صبح — بر زد نفسے سرد و گریبان بدرید

# ذکر فرید کاتب

شاگرد انوری است خوشگوی و لطیف طبع بود و ہموارہ ملازم درگاہ سلطان سنجر بودے واین سوال و جواب او راست۔

گفتم بدان نگار کہ خورشید انوری — گفتا ز روے نکوترم از یک بنگری
گفتم مہ چہار دہی بر سپہر حسن — گفتا مہ مراست ہزار از تو مشتری
گفتم بہ بندگی تو اقرار مے کنم — گفتا چہ تو بسے است کنونم بچاکری

صاحب مقامات ناصری گوید کہ چون سلطان سنجر کرت دوم بتسخیر مملکت ما وراء النہر لشکر کشید وسلاطین ترکستان با گورخان جمعیتے کردند و در حدود دیہ ے مرغ کہ از اعمال قرشی است کہ در قدیم الایام آن ولایت را نسف مے خوانند مصافی عظیم دست داد و شکست بر جانب سلطان افتاد کہ سلطان منجو است کہ بہ ثبات قدم پیش برد دشمنان پس و پیش گرفتند ملک تاج الدین ابوالفضل سیستانی عنان اسب سلطان بگرفت کہ اے خداوند چہ محل قرار است و مردانگی نمودہ سلطان را از جنگ گاہ بیرون آورد و با معدودے چند از آب جیحون عمارلستہ عبور کردند و آن شکست در ناموس سلطان سنجر نقصان کلی کرد و فرید ملازم او بود درین باب این رباعی میگوید۔

شاہا ز سنان تو جہانے شد راست — تیغ تو چہل سال ز اعدا کین خواست
گر چشم بدے رسید آنہم ز قضا است — آنکس کہ بیک حال بماند است خدا ست

اما ملک تاج الدین ابوالفضل سیستانی از ملوک سیستان است و نبیرہ نصیر الدین بن خلف است کہ در زمان سلطان محمود سبکتگین بودہ با سلطان محمود بکرات مصاف دادہ و مرد محتشم و مشہور بود و ملک تاج الدین مقرب بودہ در روزگار سلطان سنجر سلطان صفیہ خاتون خواہر خود را بہ نکاح ملک در آورد و ملوک سیستان خاندان بزرگ قدیم اند و درین روزگار جاہ و منصب ایشان بر قاعدہ نماندہ و ایشان از نسل یعقوب بن لیث صفار اند کہ اول کسے از عجم کہ بر خلفائے بنی عباس خروج کرد او بود و بعد از یعقوب عمرو بن لیث برادر او مرتبہ عالی یافت سی صد ہزار سوار لشکر داشت بر دست امیر اسماعیل سامانی اسیر شد و در بند و در حبس المعتضد خلیفہ بغداد از گرسنگی بمرد در ۲۸۷ سنہ گویند کہ ہشتاد قطار شتر مطبخ او را

میکشیدند واللہ اعلم۔

# ذکر سیفی نیشاپوری رہ

شاعرے محکم گو است و شاگرد فرید کاتب است و علم شعر را نیکو میدانسته این قصیدہ کہ سنگ و سیم را در ہر مصرع لازم داشتہ او راست۔

ای نگار سنگدل ای لعبت سیمین عذار  مہر تو اندر دلم چون سیم در سنگ استوار

سنگدل یارے و سیمین بر نگارے ای صنم  ہمچو نقش سیم و سنگے در دل من پایدار

من چو سنگم صلب در عہد تو چون سیمی ولیک  ہمچو سیم از سنگ ناگاہم برفتی از کنار

من ترا چون سیم و تو مرا را نی بسنگ  رنجم سنگ و زر و سیم از سخت گوئی یادگار

اما چند سیفی دیگر بودہ اند امیر حاجی سیف الدین کہ از امرائے بزرگ امیر تیمور گورگانی بودہ شعر فارسی و ترکی را خوب گفتہ و سیفی تخلص میکردہ دریں روزگار مولانا سیفی بخاری مرد فاضل و ظریفست و ذکر او در خاتمہ کتاب خواہد آمد اما سیفی نیشاپوری شاعر تکش خان خوارزم شاہ کہ لقب او علاؤالدین بودہ استقلال او درجہ عالی یافت و تمامی خراسان را مسخر کردہ مرد خیر بودہ مسجد جامع سبزوار او بنا کردہ خواجہ علاؤالدین عطا ملک جوینی در تاریخ جہان کشای مے آرد کہ تکش خان عزیمت عراق کرد و در صحرای رے با طغرل بن ارسلان سلجوقی کہ ولی نعمت زادہ او بود مصاف داد و طغرل نام و نسب میگفت و جنگ میکرد تا اسیر شد او را پیش تکش خان بردند تکش از و سوال کرد کہ با وجود مردانگی و لشکر جرار و سلاح چہ افتاد کہ چنیں آسان اسیر شدی طغرل از شاہنامہ این بیت برخواند۔ بیت

ز بیژن فزون بود ہومان بزور  ہنر عیب گردد چو برگشت ہور

حکایت کنند کہ آں ناحق شناس ولی نعمت زادہ خود را بر در رے بردار کرد و آں حال بر و مبارک نیامد و اندک مایہ روزگارے بعلت خناق در گذشت و آخر ملوک آل سلجوق طغرل بودہ و بعد از قتل طغرل سلطنت از خاندان آل سلجوق انتقال کردہ بخوارزم شاہیان افتاد فی شہور سنہ ۵۶۱ بحمد اللہ بالیشارہ و ثبت و عنادہ اہم الکتاب۔

# ذکر حکیم روحانی رہ

خوش گوئے بودہ وشاگرد رشیدی ہست ورشیدی استاد سیف الدین اسفرنگی بودہ وگویند رشیدی از اقران مولانا سیف الدین است والعہدۃ علی الراوی وایں قطعہ روحانی راست در مذمت کدخدائی وقرض کردن۔

The responsibility lies on the narrator — marriage

مرد آزادہ بگیتی نکند میل دو کار ۔ تا وجودش ہمہ روزے بسلامت باشد

زن نخواہد اگرش دختر قیصر بدہند ۔ وام نستاند اگر وعدہ قیامت باشد

loan — وعدہ

# ذکر ملک الکلام ظہیر فاریابی

He is — competent

وہو ظہیر الدین طاہر ابن محمد فاریابی بغایت فاضل واہل بودہ ودر شاعری وفضل بے نظیر بودہ اکابر وافاضل متفق اند کہ سخن او نازک تر وباطراوت تر از سخن انوری است وبعضے قبول نکردہ اند واز خواجہ مجد الدین ہمگر فارسی فتوئی خواستہ اند او گفت سخن انوری افضل است فی کل حال ودر شیوۂ شاعری مشار الیہ است ودر علم وفضل بے نظیر بودہ واصل او از فاریاب است اما در روزگار اتابک قزل ارسلان بن اتابک ایلدگز بعراق وآذربایجان افتادہ مدح قزل ارسلان بودہ وخواجہ ظہیر شاگرد استاد رشیدی سمرقندی است کہ قصہ مہر ووفا بنظم آوردہ وداد سخنورے در نظم آں داستان دادہ درباب دیوان ظہیر فضلا گفتہ اند کہ معلوم نیست چند ہزار بیت است وگفتہ اند۔

more elegant — delicate — freshness — more delicately — ہمگر — above all — renowned

دیوان ظہیر فاریابی ۔ در کعبہ بدزد اگر بیابی

بلغاء

وچوں خواجہ ظہیر خوشگوست واجب نمود کہ از دیوان او قصیدہ وقطعہ وغزلے دریں تذکرہ بقلم آید وایں قصیدہ را در مدح قزل ارسلان میگوید۔

good — recently — auspiciousness — میدان

گیتی بیمن دولت فرمان دہ جہاں ۔ مانند بروضۂ ارم وعرصۂ جناں

از ہر طرف کہ چشم نہی جلوۂ ظفر ۔ وز ہر طرف کہ گوش کنی مژدۂ اماں

بالید از یں نشاط تن تخت بر زمیں ۔ بگذشت ازیں شکوہ سر تاج ز آسماں

افسانہ گشت قصۂ دارا وکیقباد ۔ منسوخ شد سیاست جمشید از دلہا

ملکے چنیں مظفر و شاہے چنیں مطاع ۔۔۔ دیر است تا زمانہ ندارد ز کس نشاں

دراول حال ظہیر از فاریاب بہ نیشاپور آمد و دراں حین سلطان طغان شاہ حاکم نیشاپور بود و در خاندان سلجوق دو طغان شاہ بودہ اند و ایں طغان شاہ بعد از سلطان سنجر بر تخت نشست و پنج نوبت زد اما خوارزم شاہ امان او نداد و طغان شاہ قدیم ممدوح حکیم ارزقی است روزے سلطان طغان شاہ ثانی بتماشائے کان فیروزہ رفتہ بود و خواجہ ظہیر ملازم بودہ۔ ایں قصیدہ گوہر ردیف را مناسب آں حال میگوید۔

ترا است لعل شکر بار و در میاں گوہر ۔۔۔ میان لعل چرا کردۂ نہاں گوہر

بخندہ چوں لب یاقوت رنگ بکشائے ۔۔۔ ز شرم زرد شود ہمچو زعفراں گوہر

رخم چو زر شد از جزع دیدہ ہر ساعت ۔۔۔ فشانم از غم آں لعل در فشاں گوہر

مرا بباد مدہ گرچہ خاکسارم از آنک ۔۔۔ بخاک تیرہ کند بیشتر مکاں گوہر

اگرچہ سیم و زرم نیست ہست گوہر اشک ۔۔۔ کہ نزد عقل بہ از صد ہزار کاں گوہر

سزد کہ ننگ نیاید ترا ز صحبت من ۔۔۔ چرا کہ ننگ ندارد ز ریسماں گوہر

چناں بچشم تو بیقیمتم ز بے درمی ۔۔۔ کہ روز بزم بچشم خدایگاں گوہر

ہمیں بس است کہ الماس طبع من دارد ۔۔۔ چو خنجر ملک شرق در میاں گوہر

خدایگان ملوک جہاں طغانشہ از آنک ۔۔۔ کہ بذل میکند از جود بر جہاں گوہر

ز بسکہ خون معاند بریخت روز مصاف ۔۔۔ گرفت در دل کاں رنگ ارغواں گوہر

بیمن بخت چو گیرد قلم بدست کند ۔۔۔ بصورت شبہ از نوک او رواں گوہر

سپہر را کہ ز دست خرد نمے باشد ۔۔۔ بقدر جود تو در گنج شایگاں گوہر

اگر تو دست سخاوت کشیدہ تر نکنی ۔۔۔ بہیچ کاں ندہد ہیچکس نشاں گوہر

خروس عدل تو تا پر زد است در عالم ۔۔۔ بجائے بیضہ نہاد ست ماکیاں گوہر

نہے زمانہ کہ بعد از ہزار غصہ و رنج ۔۔۔ مرا نہاد ز مدح تو در دہاں گوہر

اگرچہ موج برآورد سالہا دریا ۔۔۔ بہیچ وجہ نیفگند بر کراں گوہر

زمانہ گرچہ بہا زار دم نیندازد ۔۔۔ کسے نیفگند از دست رایگاں گوہر

درین دیار بسے شاعران باہنرند　　کہ نور فطرت ایشان دہد یکان گوہر

قصیدۂ کہ بمدح تو گفت بندہ چو زر　　ردیف ساختش از بہر امتحان گوہر

سزد بنظم چنیں گوہرے کنند قیام　　از آنکہ خوب نماید بتوامان گوہر

ہمیشہ تا کہ بہنگام نوبہار سحاب　　کند نثار بر اطراف بوستان گوہر

نثار مجلست از چرخ گوہرے بادا　　کہ در حساب نیارد بہا چنان گوہر

گویند کہ ظہیر از نیشاپور بطریق سیاحت باصفہان افتاد و در آں حین صدر الدین عبد اللطیف خجندی قاضی القضاۃ و مشار الیہ آں ملک بود روزے بسلام خواجہ رفت و دید کہ صدر خواجہ مسکن علما و فضلا است سلام کرد و غریب وار بجائے نشست التفاتے چنانکہ مے خواست نیافت تافتہ شد و بدیہہ این قطعہ را گفت و بدست خواجہ داد۔ قطعہ

بزرگوارا دنیا ندارد آں عظمت　　کہ ہیچ کس را زیبد بران سرافرازی

ز چیست کاہل ہنر را نمے کنی تمییز　　بدین نعیم مزوّر چرا ہمی نازی

شرف بفضل و ہنر باشد و ترا ہمہ ہست　　تو نیز ہم بہنر در زمانہ ممتازی

بمن نگہ تو بیازی مکن از آنکہ بفضل　　دلم بگیسوے حوران ہمی کند بازی

اگرچہ نیست خوشت یک سخن ز من بشنو　　چنانکہ او را دستور حال خود سازی

تو این سپر کہ ز دنیا کشیدہ بر رخے　　بروز عرض مظالم چنان بیندازی

کہ از جواب سلامے کہ خلق را بر تست　　بہیچ مظلمۂ دیگرے نپردازی

و چندانکہ خواجہ مراعات و مردمی کردش در اصفہان اقامت نکرد و آذربایجان رفت اتابک مظفر الدین محمد ایلدگز او را تربیت کلی کرد و مدت دہ سال در رکاب اتابک بود و قصیدۂ کہ شکایت نامہ باتابک فرستاد این است۔

شاید کہ بعد خدمت دہ سالہ در عراق　　نانم ہنوز خسرو مازندران دہد

بعد از وفات اتابک قزل ارسلان بن ایلدگز متصدی حکومت عراق و آذربایجان بود و اتابک نصرت الدین ابوبکر بن محمد ایلدگز را میل آں بود کہ ظہیر ملازم او باشد و ظہیر بجانب ابوبکر مایل بود و در آخر از قزل ارسلان بگریخت و با ابوبکر پیوست و قزل ارسلان برغم ظہیر مجیر الدین بیلقانی را

تربیتہائے کلی کرد چنانکہ ہر ہفتہ اور اجانۂ کمخاب و اطلس بخشیدے و ظہیر بتفاخر پوشیدے و فضلا آں رعونت را پسندیدہ نداشتند و ظہیر در باب مجیر گفتہ۔

گر با تو پیاں ہائے فاخر آدمی گردد کسے      پس در اطلس چیست گرگ و در عبائے سوسمار

و بعد ازانکہ ظہیر مدتے ملازمت سلاطین و حکام نمود آخر استعفا خواست و بطاعت و علم مشغول گشت و در محروسۂ تبریز ساکن شد و وفات او در تبریز بودہ در شہور سنہ ثمان و تسعین و خمسمائۃ بروزگار دولت اتابک بن قزل ارسلان و ظہیر الدین فاریابی بسرخاب مدفون است و در جنب خاقانی و مجیر الدین بیلقانی و کمال نخجوانی و شرف الدین شفروہ و محمد بن علی کرماج اصفہانی و جوہری زرگر معاصر خواجہ ظہیر بودہ اند اما اتابک سعید قزل ارسلان ابن اتابک ایلدگز از جملہ موالی سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاہ است جاہے و سلطنتے بر کمال یافت و پادشاہ نشان بود و طغرل بن ارسلان کودک بود و امور سلطنت عراق و آذربائیجان بعد از وفات اتابک بقزل ارسلان متعلق گشت او مردے مہیب با سیاست و صاحب تجمل بود اتا مے خواست ہمچنانکہ پدر و برادر کفیل مہمات آں سلجوق بودند او نیز باشد طغرل بزرگ شد و از اتابک بر تافت و مکاتب پیاپی بخوارزم شاہ تکش مینوشت کہ عزیمت عراق کند و شر قزل ارسلان کفایت نماید و در اثنائے ایں حال بروز شہر ہمدان شبے ارسلان را بر تخت کشتہ یافتند و کسے ندانست کہ آں کار کہ کردہ ہمچنانکہ ذکر شد تکش در صحرائے رے طغرل را بر دار کرد و حدیث نبوی کارگر آمد کہ من اعان ظالما فقد سلطہ اللہ۔

## ذکر ملک الکلام مجیر الدین بیلقانی رہ

بغایت خوشگوی و ظریف طبع و فاضل بودہ از اقران خواجہ ظہیر فاریابی است و در پیش ایلدگز را تقرب و نیابت داشت و ہمواره با استعداد و تجمل معاش کردے و شعرا چنانکہ رسم است بر و حسد بردند و او را بجہتہ تحصیل وجوہ از دیوان اتابکی باصفہان فرستادند افاضل اصفہان چنانکہ شرط است پروای او نکردند در ہجو مردم اصفہان ایں رباعی گفت۔ رباعی

گفتم ز صفاہاں مدد جاں خیزد      لعلیست مروت کہ ازاں کاں خیزد

که دانستم که اهل صفاهان کورند    با این همه سرمه کز صفاهان خیزد

و اکابر اصفهان ازو در خشم بودند شرف الدین شفروه گفتند تا او را هجوهائے رکیک گفت ایراد
آن هجویات درین کتاب مناسب نیامد اما شرف الدین شفروه در جواب رباعی مجیر میگوید - رباعی

شهریکه به از جمله ایران باشد    کے لایق هجو چون تو کشخان باشد
سرمه چه کنی که از صفاهان باشد    میل تو بمیل است فراوان باشد

و مجیر الدین این قصیده در مدح قزل ارسلان گفته در لزوم شمع در هر بیت و فضلا و شعرا
این قصیده را پسندیده اند

مهرهٔ عمرم نمود شعبدهٔ آسمان    گشت چراغ دلم شمع سپهر الامان
بر سر پایم گداخت سفره خالی چو شمع    یا سر دستم فگند تیر فلک چون کمان
سر ز لود همچو صبح بزم حریفان عمر    تا نکشند کشته چو شمع شب همه شب درمیان
شمع دل کس نیم پس چه سبب همچو شمع    مرده نفس میزنم بر لب پیدا کدامی این خاندان
دهر مرا همچو شمع بیگنه آویخته است    گر بکشد کشتنم رواست در رهگذار جهان
از در این سقف جهات گر بگریزم که کرد    پای ببندم چو شمع گردش این هفتخوان
زنده شوم همچو شمع از پی دیدن که هست    شمع این سخن خسرو صاحبقران
صفدر سلطان جناب گر در او همچو شمع    صدره بگر خود گریست عالم نا مهربان
فتنه بجا حجت تو خوست نتیجه از صدر ملک    زانکه بود شمع بود خواب خوش پاسبان
ظلم که بنشسته بود لوی نو همچو شمع    از تف شمشیر او سوخت از سر تا میان
بر دهد چون شمع از میان ظلمت شب عجب    قدرت قدرش که هست در رهٔ دین جهان
ای ز تو ناحق چو شمع دیده بطفلی عذاب    وی ز تو دولت چو شمع گشته به پیری جوان
هست چو شمع بر روی عطارد ز رشک    تا بتوقیع دید کلک ترا در بنان
ساخت بکردار شمع در ره عشقت مجیر    هم ز دل آتش نمود چشم آب روان
خاطر او آتش است گرچه در و طعنه زد    آنکه هنوزش چو شمع میرود آب از زبان
تا که شب هست شمع محرم اسرار خلق    بر دل پاک تو باد سر الهی عیان

شمع جلال تو بادیار رہ نیک اختری        پیکرش از باختر تافتہ تا قیروان

اما اتابک ایلدگز در زمان دولت سلطان مسعود محمد بن ملکشاہ کافی و تدبیر ملوک آل سلجوق بودہ
و بعد از وفات سلطان مسعود شاہ پادشاہ نشان شدہ و والدہ ارسلان بن طغرل بہ نکاح خود در آورد
و مردے متدین و عادل بودہ و علما را دوست داشتے و او را استیلا و احتشام بسیار دست داد
چنانکہ در روزگار او اولاد ملوک در سلطنت سلجوق جز اسمی نداشتند و اتابک ایلدگز در شہر ہمدان مدرسہ
عالی ساختہ و اوقاف بسیار دارد و دریں روزگار خراب ست و وفات اتابک ایلدگز در شہور سنہ ثلث
و ستین و خمسمائہ بودہ و مرقد او و منکوحہ او در جوار مدرسہ ایست کہ در ہمدان بنا کردہ و شعراء بزرگ کہ
بروزگار اتابک ایلدگز بودہ اند و فرزندان او اتابک جہان پہلوان محمد و اتابک قزل ارسلان اثیر الدین
اخسیکتی و مجیر الدین بیلقانی و ظہیر الدین فاریابی و شیخ نظامی گنجوی و قوامی مطرزی و یوسف فضولیست
بودہ اندرہ اما بیلقان از اعمال آذربایجان است و در جوار قراباغ کہ قشلاق سلاطین است چنانکہ
صاحب صور اقالیم میگوید کہ چو لشکر ہلاکو خان قلعہ بیلقان را محاصرہ کرد بمدت مدید فتح قلعہ میسر نشد
عاجز شدند چہ در نواحی بیلقان خاک است و دشت و سنگ بجہت منجنیق نمے یافتند خواجہ نصیر الدین
طوسی تعلیم داد تا درختہائے بزرگ افگندند و از چوب بشکل سنگ منجنیق تراشیدند و بمدور در میان
ارزیر ریختند و بجائے سنگ انداختند و برج و بارو و بناہائے قلعہ ویران شد بدیں حیلہ
شہر را گرفتند و قتل فراوان کردند و از آں روزگار شہر بیلقان خراب است و از او جز اسمی نماندہ اتا خاقان
سعید شاہ رخ سلطان میخواست کہ آں شہر را عمارت کند مدبران مملکت صواب ندیدند کہ چوں آں
شہر معمور شود خلایق و چہارپا جمع شود و نقصان در علفخوار قشلاق پدید آید و نیز زلزلہ در آں شہر عام بود
و چند نوبت از آسیب زلزلہ خراب شدہ تا احتیاط زلزلہ نیز کردند و ترک عمارت آں شہر نمودند اما
بہ حفر جوئی بیلقان شاہ رخ سلطان امر نمود و آں جوی را جاری ساختہ اند و طواحین دائر کردہ اند
دالیوم برقرار است۔

## ذکر جوہری زرگر

سخنان دلپذیر دارد و مردے ندیم شیوہ بودہ و شاگرد استاد ادیب صابر است و از اقران

اثیرالدین خسیکتی بوده و اصلش از بخاراست اما بطریق سیاحت بعراق افتاده بوده و در اصفهان ساکن بوده مردے متمول و ہموارہ شعرا را خلعت دادی و خدمت کردے و از اشعار او قصیده نوشته میشود که جهة شراب گفته۔

چوں صبح برکشد علم ساده پرنیاں | باید کشید رایت عشرت بر آسماں
زاں پیش کآفتاب سر از کوه بر زند | باید مے بہ بوئے گل و رنگ ارغواں
آں باده بنور مه و عکس آفتاب | کز آفتاب و ماه دہد روز و شب نشاں
معیار عقل دارے خواب فروغ وے | درماں درد و قوت جسم و غذائے جاں
اصل سخا و عنصر مردی و ذات حسن | عین تواضع و تن لطف و سر بیاں
هضم طعام و نفی غم و مایه نشاط | قوت دل و تواں تن زار و ناتواں
دارد بگاه آنکه کنی رنگش آزموں | باشد بوئے آنکه کنی بویش امتحاں
رنگ عقیق و گونه یاقوت لون لعل | بوئے عبیر و نکهت مشک و نسیم جاں
در فعل او نهاده که تربیت فلک | در طبع او سرشته که تقویت زماں
نور سهیل و تابش مریخ و تاب ماه | آرام کهل و آخر دعت پیر و لطف جواں
آں می که گر ز دور ببارد ہی ز عکس او | شنگرف سوده گردد مغز اندر استخواں
گردد ز فعل او تن بے زور زورمند | باشد ز طبع او دل غمناک شادماں
چوں آب ناردان بود اندر قدح اگر | آمیخته بمشک بود آب ناردان
آں را که سود ها بزیان آورد فلک | چوں زد بخورد سود شمارد همه زیاں
روئے چو زعفران شود از وے معصفری | و ز خرمی نشاط دل آرد چو زعفران
در باغ و بوستاں تماشا نیافت ہر | بی می هر آنکه تافت سوئے باغ و بوستاں
بر گلشن مراد بود باده تازه گل | بر کشتی مراد بود باده بادباں
آں دستگیر پیر شده پیر و ربه پیار | کآں آفت جواں جوان بجوده در خزاں
رو حلیت بیکشافت و شمسے بهت بیکسوف | نور لیست بے تغیر و ناریست بیدخاں
میخواه و می گسار ہمی شاد باش از آنک | مارا خدائے وعده ہمی کرد در جناں

دردہ شراب ناب کہ باشد حرام خواب　　چوں تیغ آفتاب زند چرخ زرفشاں

تا جوہری زرگر جام شراب پر　　نوشد بیاد مجلس بزم خدائگاں

و مدح جوہرے سلطان سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ است و در مدح آں قصائد غرا دارد و داستان احمد و ہستی را نظم کردہ و گویند کہ حضرت شیخ بزرگوار نظامی قدس سرہ گفتہ والعلم عند اللہ اما سلطان مغیث الدین سلیمان شاہ پادشاہ نیکو بودہ و بعد از طغرل بن محمد بن ملک شاہ بر تخت ملک نشست و اشکالہ اتابک ایلدگز را ولیعہدے بارسلان بن طغرل داد و ہموارہ بعشرت و شراب مشغول شدہ بود و از حرم بیروں نیامدی و دور او چوں دوران گل دو ہفتہ بیش نبود و دوران خار محنت در راہ او انداخت و حریف بجہاز فلک با او دغا باخت کدام دوحہ سعادت کہ از تندباد شقاوت از بیخ کندہ نشد و کدام گلبرگ تر اقبال کہ از صرصر تند او باد پراگندہ نشد عاقبت ایں سفالہ مہمان کشیست و حاصل از دور روزہ بقائے زمان ملامت کشی خوشا وقت آں کسیکہ از دروازۂ ہستی بہ بیابان عدم بیروں رفت بلکہ ازیں دروازہ ہرگز در نیامد سلیمان شاہ از سلیمان بحشمت بیشتر نبود بادے کہ تخت او را بر میداشت بخت ایں را بر باد داد و از جفائے روزگار کہ داد کس نداد و فریاد از روزگارے کہ نمیرسد بہ فریاد۔

میکند بلبل خوش گوی خوش الحان فریاد　　کہ کجا رفت اویس و حسن کو دل شاد

پیش ازیں باد بفرمان سلیمان بودے　　میدہد دہر کنوں خاک سلیمان برباد

## ذکر اثیر الدین اخسیکتی رہ

دانشمند و فاضل بودہ و در سخنوری مرتبۂ اعلیٰ دارد و از اقران امیر خاقانی است اصلش از ترکستان است از ناحیہ اخسیکت من اعمال فرغانہ اما در عراق عجم و بلاد آذربایجان ساکن شدہ و حاکم خلخال و ماسولہ او را بر خود خواندہ و در آخر عمر دراں دیار بسر بردہ و اتابک ایلدگز طالب صحبت اثیر بودہ ملاقات کرد اما صحبت و ملازمت میسر نشد و تجریدے تمام داشت و ایں قصیدہ را در جواب خاقانی گفتہ کہ مطلع قصیدۂ خاقانی است۔

گرمن خریدہ کرم ایں برادرم　　　او ہم گزیدہ نظر آں برادر است

صد قصہ و قصیدہ و پیغام و ماجرا　　　در بطن ایں دو گفتہ مستر است

تا پاسبان معتمد ملک خاتم است　　　تا راز دار مومن فکر و فقر است

آں روز نامہ باد ضمیر تو کاندرو　　　اسرار ہفت خاتم گردندہ مضمر است

عمرت دراز باد کہ چرخ عطیہ بخش

از ہر عطیہ کہ دہد عمر خوشتر است

ارباب فضل اثیر را در شاعری مسلم میدارند و بعضے برآنند کہ سخن او بہ از سخن انوری و خاقانیست و بعضے ایں دعوی را مسلم ندارند انصاف آن است کہ ہر یکے ازیں سہ فاضل را شیوہ ایست کہ دیگرے را نیست اثیر سخن را دانشمندانہ میگوید و انوری سلیقۂ سخن نیکوتر رعایت میکند و خاقانی از طمطراق لفظ بر ہمہ تفضیل دارد - ع )

ہر خوش پسرے را حرکات دگر است

اینہا غواصان بحار معانی بودہ اند و ہر یک بقدر کوشش ازیں بحر دردانہ بیروں آوردہ اند نظیر خویش نہ بگذاشتند و بگذشتند　　　خدائے عز و جل جملہ را بیامرزاد

# ذکر مولانا سیف الدین اسفرنگی

اسفرنگ در ماوراءالنہر موضعے است و مولنا سیف الدین مرد طالب علم بودہ در سخنوری مرتبہ عالی دارد و دیوان او متعارف است و در مجلس الغ بیگ دیوان او را ایما علما و فضلا مطالعہ کردندے و سخن او را بر سخن اثیر ترجیح دادہ اند اما ایں حال مکابرۂ عظیم است مولانا سیف الدین در اوایل روزگار ایل ارسلان خوارزم شاہ از بخارا قصد خوارزم کرد و ایل ارسلان او را اعانات کلی نمودہ فرمود کہ جواب قصیدہ خاقانی بگوید مطلع این است -

صبح دم چوں کلہ بندد آہ دود آسائے من　　　چوں شفق در خوں نشیند چشم شب پیمائے من

مولانا سیف الدین ایں قصیدہ را در بحر و ردیف موافق جواب گفتہ اما در قافیہ مخالف است چون بمجلس بردآں قصیدہ را فضلا نہ پسندیدند مطلع آں قصیدہ اینست -

شب چو بردارد نقاب از روی اسرار من — خفته گیرد صبح را چشم و دل بیدار من

مولانا سیف الدین در معذرت گفت که این قافیه را بطبع خوشاینده نیافتم بعد ازان قصیده
خاقانی را بهمان قافیه و ردیف جواب میگوید مطلعش این است۔

تا ز اکسیر قناعت شد طلا سیمای من — گنج باد آورد گیتی گشت خاکپای من
از کلاه فقر تا ترکی کمر آید نصیب — جبههٔ اکلیل ساید فرق گردونسای من

و درین قصیده لطایف و نازکیها بسیار دارد و قصاید فضلا را جواب و شرح بسیار گفته و
معارض قصیدهٔ ظهیر شده و مطلع آن اینست۔

شرح غم تو لذت شادی بجان دهد — ذکر لب تو طعم شکر در دهان دهد

مطلع قصیده مولانا سیف الدین است۔

آن را که غمزهٔ تو ز کشتن امان دهد — این است خون بها که بیاد تو جان دهد

دیوان مولانا سیف الدین دوازده هزار بیت است۔ مجموع ملاحم و قصاید در نغز گوئی متابع
مولانا بدر الدین قباشی است و پسر عطار بخاری که بعلائی عطار مشهور است و عدنانی و ملک شانه تراش
شاگردان مولانا سیف الدین بوده اند و ایل ارسلان بعد از اتسز بر تخت خوارزم جلوس کرده بر خراسان
مستولی شد و سید الحکما والفضلا سید اسمعیل جرجانی کتاب اغراض و خفی علائی را بنام او نوشته و در علم طب
کتاب فارسی چند مفیدتر از اغراض ننوشته اند و اغراض انتخاب ذخیره خوارزمشاهی است
و ایل ارسلان در شهور سنه ۵۶۱ ودیعت حیوة بموکلان قضا و قدر سپرد و بعد ازو میان فرزندان او سلطان
شاه محمود و علاء الدین تکش خان جهت سلطنت خراسان نزاع بود و در آن غوغا پریشانی تمام برعایا
خراسان رسید سلطان شاه این رباعی بتکش فرستاد۔

میخانه ترا مصاف میدان ما را — کاشانه ترا نبرد و جولان ما را
خواهی که نزاع از میان برخیزد — خوارزم ترا ملک خراسان ما را

تکش در جواب این رباعی فرستاد۔

این غم انجا جنون و سودا گیرد — وین قصه نه در شما نه در ما گیرد
تا قبضهٔ شمشیر که خون پالاید — تا دولت و اقبال که بالا گیرد

تا در سرخس میان ہر دو برادر مصاف واقع شد تکش ظفر یافت و سلطان شاہ بخوارزم گریخت آنجا نیز ش نگذاشتند و در صحراہا می گردید تا فوت شد و فاتش در سنہ تسع و ثمانین و خمسمایہ بود و سلطنت باستقلال بہ تکش خان مقرر شد۔

# طبقہ ثالث و درین طبقہ ذکر بیست فاضل ثبت است

## ذکر شیخ نظامی گنجوی رہ

مولد شریف او گنجہ است و در صور اقالیم آن ولایت را جنزہ نوشتہ اند و در بزرگواری و فضیلت و کمال شیخ زبان تحریر و بیان تقریر عاجز است سخن او را در کی طور شاعری ملاحظہ وافیست کہ صاحب کمالان طالب اند و لقب شیخ نظام الدین ابو محمد بن یوسف بن مؤید است و مطرزی مشہور شدہ و شیخ برادر قوامی مطرزیست کہ یکے از استادان شاعران بودہ و قصیدہ میگوید کہ تمام صنایع شعری در آن مندرج است و ذکر او و ایراد او و بعضے از آن قصیدہ ثبت خواہد شد و گویند شیخ در آخر عمر منزوی و صاحب خلوت شدہ و با مردم کمتر اختلاط کردے و درین باب میگوید۔

گل رعنا درون غنچہ حزین ہمچو من گشتہ اعتکاف نشین

و اتابک قزل ارسلان را آرزوی صحبت شیخ بودے و بطلب شیخ کس فرستاد و نمودند کہ شیخ منزویست و بسلاطین و حکام صحبت نمیدارد اتابک از روے امتحان بدیدن شیخ رفت شیخ از روے کرامت دانست کہ از روے امتحان مے آید و بچشم حقارت مے نگرد شیخ از عالم غیب شمہ بچشم اتابک نمود اتابک دید تخت پادشاہانہ نہادہ انداز جواہر و کرسی دید کہ صد ہزار چاکر و سپاہی و تجمل پادشاہانہ و غلامان با کمر مرصع و حاجبان و ندیمان بر پاے ایستادہ و شیخ پادشاہانہ بر تخت نشستہ و دوات و قلمے و مصحفے و مصلائی و عصاے و کاغذے چند پیش شیخ نہادہ است بتواضع دست شیخ را بوسید و اعتقاد او نسبت بشیخ درجہ عالی یافت و شیخ نیز گوشہ خاطرے بد حوالہ کرد و گاہ گاہے بدیدن اتابک آمدی و صحبت داشتے و شیخ بیان این حال درین بیت میگوید۔

بگفتم بوسمش همچوں زمین پائے — چو دیدم آسماں برخواست از جائے

و شیخ از مریدان اخی فرج زنجانیست قدس سرہ و دیوان شیخ نظامی ورائے خمسہ بیست ہزار بیت است غزلیات مطبوع و موشحات مصنوع چوں قصہ خسرو و شیریں را بالتماس قزل ارسلان نظم کرد چہار دیہ معمور مزروع صلہ آں کتاب بشیخ بخشید و شیخ شکر آں انعام میگوید۔

نظر بر حمد و بر اخلاص من کرد — دیہ حمد و نیان را خاص من کرد

و ایں فارسی از اشعار شیخ است۔

جہاں تیرہ است و شمع جنبیست اعناں درکش — زبانی رخت ہستی را بخلوت گاہ جاں درکش

کلاغان طبیعت را ز باغ انس بیروں کن — ہمایان سعادت را بدام امتحاں درکش

چو خاص الخاص حق گشتی ز صورت پائے بیروں نہ — ہزاراں شربت معنی بیکدم رائگاں درکش

گرانجانی مکن ہرگز تو در بزم سبک روحاں — چو ساقی گرم رو گردد سبک رطل گراں درکش

بہشت و دوزخش بینی مشو مشغول ایں ہر دو — قدم بر فرق دوزخ نہ خطے گرد جناں درکش

چو مست حضرتش گشتی فلک را خیمہ بر ہم زن — ستون عرش در جنبان طناب آسماں درکش

طریقش بیقدم میبر جمالش بے بصر مے بیں — حدیثش بے زباں بشنو شرابش بے دہاں درکش

نظامی ایں چہ اسرار است کز خاطر بروں دادے — کسے رمز تو نمیداند زباں درکش زباں درکش

و شیخ قبل از خمسہ آوان شباب داستان ویسہ و رامین را بنام سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ نظم آوردہ و بعضے گویند آں را نظامی عروضی سمرقندی نظم کردہ در عہد سلطان ملک شاہ و شک نیست کہ بنام سلطان محمود نظم کردہ اند و ایں بعہد شیخ نظامی اقرب است اما سلطان محمود پادشاہے سعادت مند و صاحب بسیر بودہ و روزگار سلطان سنجر ہشت سال بنیابت او لشکر کشید و سلطان محمود در صحرائے ری با سلطان مصاف کرد و شکست خورد روز دیگر پیادہ سوار بسرا پردہ سنجری درآمد و فی الحال عم را سلام کرد سلطان را شفقت عمومت درکار آمد فرمود کہ پہلوئے خیمہ خود خیمہ جہت او مہیا کردند و طبخ و تیخ و فواکہ پیش محمود فرستاد و اول خود تناول میکرد بعد ازاں بادمے داد روز دیگر محمود را بسلطنت عراق باز نامزد کرد و بتاج مرصع و جامہائے طلا دوز مشرف ساخت و اکابر و سرداران عراق را نیز دلجوئی و رعایت نمود و تشریف داد و روز سوم سلطان بطرف

خراسان و محمود بجانب اصفهان روانه شدند و کان ذلک فی عشر بن جمادی اولی سنه ۵۰۹ و سلطان سنجی خاتون دختر خود را بنکاح سلطان محمود در آورد و در آں فرصت آں ملکه بجوار رحمت حق پیوست عوض او دختر دیگر ماه ملک خاتون نام با مهر مرصع و تجمل بسیار دیگر سال بجهت سلطان محمود فرستاد وفات شیخ نظامی در عهد سلطان طغرل بن ارسلان از شهور سنه سبعین و خمسمائه بود و مرقد شیخ در گنجه است و در روزگار شیخ خمسه را جمع نکرده بودند و هر یک داستان جدا جدا بوده بعد از وفات شیخ این پنج کتاب را در یک جا جمع کردند و فضلا آں کتاب را خمسه نام نهادند۔

## ذکر سید ذوالفقار شیروانی ره

1199-1220

سید ذوالفقار شیروانی است و از افاضل عهد خود است ظهور او در روزگار دولت سلطان محمد بن تکش خوارزم شاه بوده است در علم شعر بغایت ماهر است و قبل از خواجه سلمان ساوجی کسے در صنعت شعر و قصیده مثل قصیده ذوالفقار نگفته که مجموع صنایع و بدایع شعر را شامل باشد و این قصیده مشتمل است بر توشیحات و دوایر و زحافات و از هر یک بیت چندین ابیات و مصاریع و ملون در بحور مختلفه اخراج میشود و خواجه سلمان صنعت چند در قصیده خود زیاده ساخته و گویند خواجه غیاث الدین محمد رشید صاحب دیوان که خواجه سلمان قصیده خارج دیوان خود را بنام او گفته چنانکه خواجه سلمان را مدعا بوده صله آں نداده خواجه سلمان پیش خواجه غیاث محمد گله کرد که صدر سعید الماضی که سید ذوالفقار قصیده مصنوع خود را بنام او نوشته او را بصفت خود ابریشم کرم کرد و با وجود آنکه او وزیر شیروان بیش نبود و خواجه که امروز بدولت صاحب دیوان ممالک ایران و توران است با وجود آنکه از قصیده من تا قصیده او تفاوت با هر و ظاهر است و باضعاف آں صنایع و بدایع در آں مندرج است راضیم که خواجه بتعشیر عشر آں در حق من کرامت فرماید خواجه از سخن سلمان خیره شد و گفت از علی ابوطالب تا سلمان نیز تفاوت هست یعنی او را پایه و شرف سیادت هست و ترانه سید ذوالفقار در باب عراق قصد ملازمت سلطان محمد خوارزم شاه نموده سلطان او را مراعات کردی و منقامات و تواریخ سلطان آنچه میگذشت نظم میکرد و از قصیده مصنوع سید بعضے نوشته خواهد شد تا نمودار باشد۔

چمن شد از گل صد برگ تازہ دلبروار　　بہار یافت بہارے زباد ورگلزار
نہال چوں قد دلبر چماں شود در رقص　　لسان فاختہ چوں بیدلاں بنالد زار
از ہم زروے تنا سخ بہ بوستاں آید　　خزاں خزاں چو در آید بباغ بباد بہار
واز ہر سہ بیت ایں قصیدہ بیتی اخراج مے شود و بدیں نسق در بحور مختلفہ
گل صد برگ دلبروار چوں در بوستاں آید　　بہارے باد در گلزار چوں بیدل خزاں آید

## ذکر محمد خوارزم شاہ

اما سلطان محمد خوارزم شاہ پادشاہے قاہر و صاحب دولت بود کوکب اقبال او ارتفاع یافت و ملوک اطراف انقیاد امر او را کمر مطاوعت بستند و جز صلح با او مصلحت ندیدند خراسان و ماوراء النہر و کاشغر و اکثر عراق را مسخر ساخت و مملکت غور و ہرات را از تصرف ملوک غور بیرون آورد و شوکت او بمرتبہ رسید کہ ہفتاد خروار نقارہ و کوس طلا و نقرہ بر درگاہ دولت او نوبت زد بلے و ہر دہقانے را در دور دولت او طور معاش و تجمل مثل پادشاہے بود کہ بوصف در نیاید و دختر سلطان سمرقند داد و از خان کاشغر دختر خواست و بہت ایں دو موہبت عظمے در کہدستان ہراہ طوی عظیم فرمود کہ چشم روزگار ندیدہ بود در اثنائے آں حال تفحص فرمود کہ ہیچ پیرے باشد کہ ملازمت سلطاناں ماضیہ نمودہ باشد تا از او استفسار رود کہ مثل ایں عظمت و تجمل از سلطانے وجود یافتہ باشد گفتند بدیں صفت منقرب الدین بن فلک الدین است کہ از بزرگ زادگان دولت سنجری بودہ است او را بحضور خود طلب داشت و استفسار کرد او گفت خوش عظمتی ہست و مزید بریں متصور نیست چوں زیادت الحاح نمود گفت اے سلطان نوبتے سلطان سنجر ہمیں جایگاہ جشنے ساختہ کہ ہر چہ تو نمودی بکار بردہ او دہ کہنگی دراں جشن بکار بردہ بود سلطان تیرہ شد گفت آیا دراں روز مرتبہ تو چہ باشد گفت اے خداوند دراں روز منشور ہفتاد کس نوشتند کہ سلطان ایشاں را اقطاع ارزانی داشتہ بود پدرم ابعد از سی کس نوبت زانو زدن رسید و پدر بزرگترا کہ مطلع خوارزم بود از چہل و پنج کس آں گاہ سلطان اشارت کرد کہ ایں ہر در اینجانہ خود روانہ کنید کہ پیش ازیں مصلحت بودن وایں جانیست صاحب تاریخ جہاں کشای بگوید کہ چوں سلطان محمد

براکثر بلادِ ایران استیلا یافت غرور و نخوت کرد با ناصر خلیفہ عباسی کدورت ظاہر ساخت و وحشت
درمیانہ بدانجا رسید کہ سلطان از علما و ائمہ روزگار فتوی حاصل کرد کہ بنی عباس در امر خلافت
بغیر استحقاق اند و خلافت حق اولاد امیر المومنین علی بن ابی طالب است و خانہ زادہ علاء الملک را
از سادات ترمذ بخلاف ناصر و فرمود و خود عزیمت بغداد کرد تا خلیفہ را معزول کند و سید حسینی را
منسوب سازد و ناصر خلیفہ شیخ الشیوخ العارف شہاب الدین عمر سہروردی را برسالت پیش
سلطان فرستاد کہ صلح کند و شیخ در حدود نہاوند بعساکر سلطان رسید و عظمت تمام مشاہدہ کرد و او را
بخرگاہ سلطان بردند در آمد و سلام کرد سلطان شیخ را رخصت نشستن داد و ہمچناں برپا ئے خطبہ
در منقبت آل عباس بخواند و گفت این خاندانے ست مبارک آزار این مردم میمون نیست
سلطان از سر خشم جواب داد کہ ہر چند این خاندان را شما مبارک ساختہ آید اما مبارک تر از خاندان
رسول نیست و تحکم و تقویت شما این خاندان را مبارک شدہ ہمانا این افعال کہ از این مردم میشنوم
بشامت نزدیک تر است اگر عمر امان و ہد خاندان رسول را بر شما مبارک تر سازم لیس شیخ اگر ترا ذوق
محبت حق ہے بود مصالحہ ناصر و من مشغول نمیشدے ہلا باز گرد و خلیفہ را بگو تا فکر نزول من کند کہ
رسیدم شیخ رنجیدہ از بارگاہ بیرون آمد و گفت الٰہی این مرد را بدست بداں گرفتار کنی و زوال دولت
سلطان محمد گویند از این دعا بود لاجرم چنین است۔

تا دل مرد خدا نامد بدرد ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

سلطان چوں عزیمت بغداد کرد و بدینور رسید برف بے حد در عقبائے دینور بسیار بارید و سرما
سخت واقع شد کہ اکثر چہار پایان معسکر تلف شدند سلطان باز گردید و آفتاب اقبال او آہنگ
زوال کرد و چوں اندک روزے گذشت چنگیز خان بر وی خروج کرد و در شہور سنہ سبع عشر و ستمایہ
لشکر مغول بجانب ترکستان و اُترار رسید سلطان چند نوبت با ایشان مصاف داد و ہزیمت یافت و بعد ازاں
سلطان ہر چند روبرو شدے با وجود صد ہزار سوار مسلح بے جنگ ازان قوم روگردان شدے
نوبتی سلطان جلال الدین کہ پسر مہتر سلطان بود از پدر سوال کرد کہ جہانیان را مردانگی و سیاست
شما معلوم است بیست سال باستقلال و کامرانی حکومت ایران زمین کردے اکنوں ازیں
مشتے بیدین میگریزی و مسلمانان را بدست کفار مخاذیل گرفتار میسازی سلطان در جواب

گفت اے پسر آنچہ من میشنوم تو نمے شنوی جلال الدین گفت چہ نوع سخن است سلطان گفت
ہرگاہ کہ صف قتال راست میکنم مے شنوم کہ جمعی رجال اللہ از غیب مے گوید ایہا الکفر
اقتلوا الفجر لاجرم رعب و وحشت برمن مستولی مے گردد اے فرزند اگر مرا معذور داری میشاید
و از اصحاب کشف و بزرگان دین منقول است کہ در پیش سپاہ چنگیز خان رجال اللہ و خضر پیغمبر را
دیدہ اند کہ رہنمائی آں لشکر مے کردہ اند عقل عقلا ازیں حال مبہوت و حکمت حکما ازیں حکم فرتوت است
یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید و شیخ ابو الجناب نجم الملۃ والدین الکبری قدس سرہ در آں فرصت
ایں رباعی گفت۔

اے رازق مور و مار و زاغ و بلبل　　گشتند ہلاک بندگاں تو بکل
مشتے سگ را بہانہ تو ساختہ　　از تست تو میکنی چہ تاتار و مغل

سلطان را با لشکر مغول بہیچ وجہ پائے استقامت نبود و در شعبان سنہ سبع و ستمایہ بکلی
روئے بہزیمت نہادند و مسلمانان فریاد میکردند کہ ما را بہ بلائے مغول گرفتار مساز در جواب میگفت
کہ حصارہا بسازید مسلمانان از فرو ماندگی در ہر شہر و قصبہ و مواضع حصارہا عمارت میکردند و اکثر
حصون مختصر تا بدین روزگار باقی ماندہ و اکنون نیز ہست و سلطان از نیشاپور قصد ری کرد و آنجا نیز
استقامت نکرد جمعی گفتند مازندران جائے محکم است از یک طرف دریا و طرف دیگر بیشہ و جبال از
طرفے نزدیک خوارزم است کہ تخت گاہ اصلیست سلطان از ری بہ مازندران آمد و از آنجا بجزیرہ
آبسکون قرار گرفت و از غایت التہاب و آتش درون و اندوہ بر سلطان علت جرب عارض شد
و خواجہ علاء الدین عطا ملک کہ صاحب تاریخ جہانکشائے است میگوید کہ پدرم نزد سلطان مقرب بود
چنیں تقریر نمود کہ روزے سلطان در اثنائے سفر بر سر پشتہ با آسایش با معدودے چند فرود
آمد و من ہمراہ کوچ مے گذشتم مرا طلب کرد رفتم سلطان دست بمحاسن فرود آورد و تمام سفید شدہ
بود آہے برکشید و گفت اے جوینی مے بینی کہ روزگار غدار بغدر مشغول شد و بخت ستمگار ستم از سر گرفت
جوانی بہ پیری بدل شد و سیاہی موبہ سفیدی مبدل شد صحت منعدم و مرض ملتزم گشت ایں
درد را چہ دوا و ایں غم را چہ تدبیر و ایں ابیات را بدیہہ انشا کرد و از من دوات و قلم خواست
و زار زار میگریست و ایں ابیات مے نوشت۔

بروز نکبت اگر برج قلعهٔ فلکست — چو شاه معرکه چرخ مسکن ماه است
بیقین بدان که بوقت نزول تیر قضا — حصار محکم تو همچو دامن صحراست
بروز دولت اگر مسکن تو هامون است — ترا گشادگی ارض گنبد خضراست
تو کار نیک و بد خویش کن بحق تفویض — بروز نکبت و دولت که کار کار خداست

وبعد از اندک مایه فرصتی سلطان را بیماری صعب روی نمود واز هوای عفن مازندران واندوه نامرادی در جزیره آبسکون رخت بقا از دروازهٔ فنا بیرون برد وجان بجان بخش سپرد وکان ذلک فی بیست ودوم ذی حجة الحرام سنه سبع عشر وستمایه واز اکابر عصر که در روزگار سلطان محمد ظهور یافته اند از مشایخ طریقت سلطان المحققین نجم الملة والدین احمد الخیوقی المعروف بکبری بوده است واتباع واصحاب او واز علما وائمه فخر الملة والدین محمد بن عمر الرازی واز شعرا بزرگ محمد بن عبد الرزاق اصفهانی وپسر او کمال الدین اسمعیل وسید ذو الفقار شیروانی ووفات امام فخر الدین در هرات بوده ومدفن مبارک او در خیابانست وعزیزی در تاریخ امام گوید-

امام عالم وعامل محمد الرازی — که کس ندید نه بیند ورا نظیر وهمال
بسال ششصد وشش گذشته شد بهراة — نماز دیگر اثنین غرهٔ شوال

## ذکر ملک الکلام شاهفور بن محمد نیشاپوری

خوش طبع وفاضل بوده شاگرد ظهیر الدین فاریابی است ودر روز سلطان محمد بن تکش منصب انشا بدو متعلق بوده رسالهٔ شاهفوری بدو منسوب است در علم استیفا چند رساله دیگر در القاب وانشا تصنیف کرده است ونور الدین منشی که وزیر سلطان جلال الدین بوده بسیار اهل بوده اما علی الدوام بشرب خمر مشغول است شاهفور این رباعیه گفت وبمجلس خواجه فرستاد-

فضل تو واین باده پرستی باهم — مانند بلندی است وپستی باهم
حال تو بچشم ماهرویان ماند — کانجاست مدام نور ومستی باهم

واین غزل هم از وست-

روزگار آشفته تر یا زلف تو یا کار من — ذره کمتر یا دهانت یا دل غمخوار من

شب سیه تر یا ولت یا حال من یا خال تو — شهد خوشتر یا لبت یا لفظ گوهربار من
نظم پروین خوبتر یا دُر و یا دندان تو — قامت تو راستتر یا سرو یا گفتار من
وصل تو دلجوئی تر یا شعرهائے نغز من — هجر تو دلسوزتر یا نالهائے زار من
مهر و مه رخشنده تر یا رائے من یا روئے تو — آسمان گردنده تر یا خوی تو یا کار من
وعدهٔ تو کوزتر یا پشت من یا ابرویت — قول تو بے اصل تر یا باد یا پندار من
صبر من کم یا وفائے نیکوان یا شرم تو — خوبی تو بیشتر یا اندوه تیمار من
چشم تو خونریزتر یا چرخ یا شمشیر شاه — غمزهٔ تو تیزتر یا تیغ یا بازار من

ونسب شاهفور بحکیم عمر خیام میرسد و وفات شاهفور در تبریز بوده در شهور سنه ستمایه وقبر او در سرخاب تبریز است در جنب خاقانی و ظهیر فاریابی ره اما عمر خیام نیشاپوریست بسیار فاضل بوده و در علم نجوم و احکام سرآمد روزگار خود بوده سلاطین او را بسیار عزیز داشتندے چنانچه سلطان سنجر او را بر تخت پهلوے خود نشاندے و خواجه نصیرالدین طوسی این صورت بعرض هلاکوخان رسانید که فضل من صد بار بر فضل عمر خیام است اما تعظیم علما درین روزگار بقانون نمانده صاحب تاریخ استظهاری میگوید که خواجه نظام الملک طوسی و عمر خیام و حسن صباح در نیشاپور تحصیل میکردند و مشارک در درس بودندے و با یکدیگر عقد اخوت بسته بودند خواجه نظام الملک را کوکب اقبال ارتفاع یافت و باستحقاق وزیر ممالک شد حسن صباح و عمر خیام قصد ملازمت خواجه نمودند و آهنگ اصفهان کردند چون ملاقات میسر شد خواجه مقدم ایشان را بانواع اکرام تلقی فرمود و بعد از چند گاه گفت داعیه شما چیست عمر خیام گفت داعیه من آن است که ادرار معاش من در نیشاپور مهیا سازی تا بفراغت معاش بگذرانم چنان کرد و بعد از ان حسن را گفت که تو چه میگوئی گفت التفات من بشغل دنیا ست خواجه عمل همدان و دینور بدو نامزد کرد حسن را داعیه بود که خواجه در وزارت او را شریک سازد ازین عمل عار کرد و بر خواجه دل گران شد و بمعادات او برخاست و همواره بند بار سلطان ملک شاه اختلاط کردے و به نرد و شطرنج مشغول شدے تا مقربان و ندیمان سلطان را بفریفت و بعرض سلطان رسید که بیست سال است سلطان پادشاهی میکند لابد است که سلطان بر مجمل جمع و خرج ممالک خود و اموال خود صاحب وقوف شود سلطان خواجه نظام الملک را

طلب کرد و گفت مجمل جمع و خرج ممالک بچند گاه تکمیل توانی کرد خواجه گفت از دولت پادشاه
امروز از حد ممالک کاشغر است تا ملک انطاقیه در روم اگر جهد و کوشش نمایند به یکسال این مهم
متمشی گردد و شب دیگر حسن صباح بسلطان گفت اگر سلطان این شغل بمن تفویض کند و دست مرا
قوی گرداند من بچهل روز این مهم مجمل را تکمیل کرده بعرض رسانم سلطان اختیار دفترخانه بدست
حسن داد و امر فرمود تا محاسبان و مستوفیان محکوم حسن باشند و این شغل را بچهل روز تمام سازند
حسن بکار دفتر مشغول شد و از چهل روز قلیلے ماند که حسن کار را تمام کرد و خواجه نظام الملک دانست
که این کار بدست حسن تمام خواهد شد حیله نمود و رکابدار خود را گفت تا بغلام حسن دوستی کند و زر و
مال بسیار بدو دهد و غلام خود را گفت روز چهلم که حسن دفتر را تکمیل سازد من و او بخرگاه سلطان
در آییم تو غلام حسن را بگو که میخواهم دفتر خواجه ترا ببینم که چون نوشته اند آن دفتر بهتر است یا دفتر خواجه
من چون دفتر بدست تو در آید دفتر را برهم بپاش و پریشان بساز بدین طریق مقرر شد و غلام خواجه
روز چهلم دفتر حسن را پریشان ساخت و خواجه نظام الملک و حسن هر دو به مجلس سلطان آمدند سلطان
حسن را گفت که دفتر را تکمیل کرده گفت بلے گفت بیار حسن دفتر بحضور سلطان بگشاد و سلطان از ری
میپرسید از روم ورق ظاهر میشد حسن دریافت که خواجه نظام الملک کیدے کرده مشوش شد و
دست و پاے او میلرزید و به تعجیل دفتر فراهم مے برد سلطان با تاسے برو زد و خواجه بعرض رسانید که
اے خداوند بنده در اوّل حال دانستم که این مرد دیوانه است اما چون پادشاه باو رجوع کرد دم
نیارستم زد چگونه قانون ملک بدین وسعت را بچهل روز تکمیل توان کرد و اهل مجلس یار خواجه شدند
و نکوهش حسن کردند سلطان فرمود که حسن را بسیلی از خرگاه بیرون کردند و او متواری شده از اصفهان
از خانه بخانه مے گریخت و او را دوستی بود رئیس ابوالفضل نام بخانه او پناه برد و رئیس مراعات او کرد و
و رئیس را بمذهب زنادقه و الحاد فریب داد شبے رئیس را گفت اگر مرا یارے باشد من ملک این
ترکمان را و وزیر [illegible] برهم زنم [illegible] کرد که ملک از کاشغر تا مصر باشد این مرد یا بکی
یا بچگونه برهم زند بهانا این مرد را علت مالیخولیا طاری شده آن روز روغن بادام و افتیمون آورد در طعام
زعفران داد و به که مناسب دفع سودا است اضافه کرد حسن تفراست دریافت از خانه رئیس بگریخت
و قصد قلعه الموت کرد که در قهستان دیلم است و بعبادت مشغول گشت و کوتوال قلعه را فریفت و مرید

خود ساخت وہموارہ بیرون قلعہ در مغارہ ساکن بودے وبزہد مشغول وبطاعت اشتغال داشتے حاکم قلعہ
از حسن التماس کرد کہ بدرون قلعہ تشریف فرمائے حسن گفت من در ملک کسے طاعت نہ کنم برابر پوست
گاوے زمین بفروش تا من در ملک خود بعبادت مشغول باشم کوتوال بقدر پوست گاوے
زمین بدو بفروخت وچوں بقلعہ در آمد تمام اہل قلعہ را بفریفت ومرید خود ساخت وپوست گاو را
دوال دوال کرد واز یک طرف دروازہ بگرد قلعہ بگردانید وصلاح کس بامیر قلعہ فرستاد کہ قلعہ ملک
منست ومن فروختہ در ملک من مباش وبیرون رو وچوں اہل قلعہ تمام مرید حسن بودند حاکم مضطر شدہ
چارہ ندید از قلعہ بیرون آمد وحسن بدین حیلہ قلعہ را مسخر ساخت وبہار قلعہ رابرئیس ابوالفضل نوشت و
گفت من ہنوز یارے ندارم اگر یارے میسر شود کار پیش خواہم برد وآں ملعون داعیان باطراف فرستاد تا
خلق را گمراہ میساختند ومذہب زندقہ والحاد ظاہر کرد وبیشتر اہل ایران وتوران بہ بلائے آں مخاذیل سالہا
گرفتار بودند اگر ذکر حالات ایشان زیادہ ازیں گفتہ شود بتطویل مے انجامد ودر روزگار ہلاکو خان بالکل
قلاع وبقاع ملاحدہ فتح شد وسلطنت الیشان پری گشت وخواجہ نصیر دریں باب میفرماید۔

سال عرب چو ششصد وپنجاہ وچہار بود  روز دوشنبہ اول ذی القعدہ بامداد
خورشاہ پادشاہ سماعیلیاں زتخت  برخواست پیش تخت ہلاکو بایستاد

# ذکر جمال الدین محمد عبد الرزاق اصفہانی

از صنادید واکابر علماء اصفہان است شاعرے خوش گوے بودہ وکمال الدین سمٰعیل پسر
اوست سلطان سعید الغ بیگ گورگان سخن جمال الدین محمد را بر سخن کمال ترجیح مے نہد وبارہا
گفتے عجب دارم کہ سخن پدر پاکیزہ تر است وشاعرانہ تر چگونہ سخن پسر شہرت زیادہ یافت اما این سخن
مکابرہ است چہ سخن کمال نازک افتادہ وسہل ممتنع است اما بر سخن پادشاہان ایراد حد عوام نیست و
خواجہ جمال الدین محمد عبد الرزاق در روزگار دولت سلطان جلال الدین خوارزم شاہ ظہور یافتہ و
مداح خاندان صاعدیہ است واین ترجیع حضرت رسالتؐ اوراست۔

اے از بر سدرہ شاہ راہت  وے قبۂ عرش بارگاہت
اے طاق نہم رواق بالا  بشکستہ زگوشہ کلاہت

هم عقل دویده در رکابت ‌ ‌ هم عرش خزیده در پناهت
ای چرخ کبود ژنده دلق ‌ ‌ در گردن پیر خانقاهت
مه تا سک گردن سمندت ‌ ‌ شب طرهٔ گیسوی سیاهت
چرخ ارچه رفیع خاک پایت ‌ ‌ عقل ارچه بزرگ طفل راهت
جبریل مقیم آستانت ‌ ‌ افلاک حریم بارگاهت
خورده ست قدر ز روی تعظیم ‌ ‌ سوگند بروی همچو ماهت
ایزد که رفیق جان خرد کرد ‌ ‌ نام تو ردیف نام خود کرد

واین ترجیع را بغایت خوب گفته و خواجه سلمان جواب را بسیار خوب گفته واین قصیده هم اوراست در حقیقت احوال روز قیامت۔

چو در نوردد فراش امر کن فیکون ‌ ‌ سرای پردهٔ سیماب رنگ آینه گون
چو قلعه گرد و میخ طناب دهر دو رنگ ‌ ‌ چهار طاق عناصر شود شکسته ستون
مخدرات سماوی تتق بر اندازند ‌ ‌ نماند این هفت قلعهٔ مدهون
نه کله بندد شام از حریر غالیه رنگ ‌ ‌ نه حله بندد صبح از نسیج سقلاطون
عدم بگیرد تا گه عنان دهر شموس ‌ ‌ فنا درآرد در زیر ران خیال حرون
فلک بسر برد ادوار شغل کون و فساد ‌ ‌ قمر بریزد ادوار غادر کالعرجون
مکونات همه داغ نیستی گیرند ‌ ‌ که کس نماند از ضربت زوال مصون
بقذف مهر برآید ز معده مغرب ‌ ‌ چنانکه گوئی این ماهیست آن ذوالنون
باحتساب ببازار قهر تازد کون ‌ ‌ زهم بدرد این کفه های ناموزون
عدم براند سیلان بر جهان وجود ‌ ‌ چنانکه غرق کند موج هفت چرخ نگون
نه صبح بندد بر سر عمامهای قصب ‌ ‌ نه شام گیرد بر سفت حلهٔ اکسون
چهار مادر کون از قضا عقیم شوند ‌ ‌ بصلب هفت پدر تا سلاله گردد خون
ز روی چرخ بریزد قراضهای منیر ‌ ‌ ز زیر خاک برافتد ذخیرهٔ قارون
ز هفت بحر جهان منقطع شود نم آب ‌ ‌ هم کنند تیمم ز چشمهٔ جیحون

بدست امر شود طی صحایف ملکوت — بپای قهر شود پست قبهٔ گردون

چهار ماشطه قابلهٔ طفل حدوث — سبک گریزند از رخنهٔ عدم بیرون

نموده مرکز غبرا سوی عدم حرکت — چو یافت قبهٔ خضرا ز فور دور سکون

نه خاک تیره بماند نه آسمان لطیف — نه روح قدس بماند نه نجدهٔ ملعون

به نفخ صور شود مطرب فنا موسوم — برقص و ضرب به ایقاع کوهها هامون

همه زوال پذیرند غیر ذات خدای — قدیم و قادر و حی و مدبر و بیچون

چو خطبهٔ ملک الموت در جهان خوانند — نظام ملک ازل با ابد شود مقرون

ندا رسد سوی اجزای مرگ فرسوده — که چند خواب گران گر نخورده افیون

برون جهند ز کتم عدم عظام رمیم — که مانده بود بمطمورهٔ عدم مسجون

همی گرآید هر جزو سوی مرکز خویش — که هیچ جزو نگردد ز جزو خویش فزون

عظام سوی عظام و عروق سوی عروق — جفون سوی جفون و عیون سوی عیون

باقتضای مقدر دیر ملتئم گردد — به هیچ جزو بنقصان کل خود مغبون

چو ور دمند بناقوس لشکر ارواح — چو جیل نحل شود منتشر سوی هامون

بقصر جسم در آیند باز هودج روح — سوای قالب بار دگر شود مسکون

پس آنگهی ز صواب و عقاب حکم کنند — بجنب کردهٔ خود هر یکی شود مرهون

یکی بحکم ازل مالک نعیم بود — یکی بسبق قضا هالک عذاب الهون

هر آنکه معتقد او نه این بود جاهل — وگر حکیم ارسطالس است و افلاطون

## ذکر سلطان جلال الدین خوارزمشاه

پادشاهی بود مردانه و شجاع و نیکو صورت و تمام قد در فرصتی که از لشکر مغول پدرش منهزم شد
او بطرف کابل روان شد و چنگیز خان ایلغار لشکر در عقب او روانه ساخت و سلطان جلال الدین
در نواحی بهیر که از اعمال کابل است لشکر مغول را بشکست خان را ضرورت شد از عقب جلال الدین
رفتن بنفس خود از جتا و یا مرغ و قرشی جیحون را عبور کرده و براه بامیان بغزنین رفت و در کنار آب سند

هردو لشکر بهم رسیدند و جلال الدین را قوت مقاومت نبود لشکر او پریشان شد و خان در کنار
آب فرود آمد و جلال الدین اسب را در آب سند راند و فی الحال از آب عبور کرد و تمام لشکر
خان مشاهده میکردند جلال الدین دران طرف آب از اسب فرود آمد و نیزه بر زمین زد و بنشست
و دستار و لباس و اسلحه را بر نیزه فگند تا خشک شود خان بر لب آب آمده بر مردانگی او آفرین کرد
و خان نعره زد که ای پادشاه زاده می‌شنوم که قد و بالای رعنا داری برخیز تا بالای ترا تماشا
کنم جلال الدین بر پای خاست باز خان نعره زد که بنشین در صفت قد و بالا منظر تو هرچه شنیده بودم
صد چند الست سلطان جلال الدین نشست خان آواز داد که مرا مطلوب همین بود که تو محکوم من باشی
اکنون بسلامت برو خان از کنار آب مراجعت کرد و از افراد لشکر جلال الدین قریب هفتاد در که
بهر نوع که بود خود را بسلطان رسانیدند و کاروان افغانی که از کبر و سواد طرف مولتان میرفتند در نواحی
لها و رغارت کردند و قوت و سلاح یافتند و از مردم افغان چهار صد مرد جنگی بسلطان ملحق شدند
و در آن حین هزاره لاچین که امیر خسرو دهلوی از آن مردم است از آنجیز بلخ از لشکر مغل رسیده بودند
هشت صد مرد دیگر بسلطان جمع شدند و قلعه کرگس بالرافع کردند و پادشاه ملتان با سلطان صلح
کرده علاء الدین کیقباد که پادشاهزاده اصلی هند بود دختر بسلطان داد و سلطان را در دیار هند سه
سال و هفت ماه سلطنت باستقلال دست داد چون خبر مراجعت چنگیز خان بطرف دشت قبچاق
شنود از دیار هند براه کیچ و مکران بکرمان آمد و براق حاجب که از امرای پدرش بود و حاکم کرمان سلطان را
منزل و مال بسیار داد اما از قلعه بیرون نیامد سلطان از کرمان بفارس آمد و اتابک سعد بن زنگی
او را پذیره شد و مال داد سلطان باصفهان آمد و عراق و آذربائیجان را مسخر ساخت و مردم دیار
خراسان و عراق از آمدن سلطان شاد شدند و شحنگان مغل را می‌کشتند و می‌آویختند و میسوختند
و سلطان بعدل و داد چند سال در ایران زمین حکومت و غیاث الدین برادر او یکی از خاصان
او را در مجلس شراب بکشت و از بیم وهم بگریخت و چند نوبت با سلطان جلال الدین عصیان ظاهر
کرد تا آخر حال بدست براق حاجب که سلاطین کرمان از نسل او بودند کشته شد و پادشاهی
بانقراض بهند تصرف جلال الدین افتاد تا وقتیکه ایمه و سلمهای بهادر با سی هزار مغول باز
بایران آمد سلطان باز از اصفهان بگریخت و بآذربایجان رفت و آنجا نیز استقامت نکرد و بپالیس

افتاد و دختر ملک اشرف را بنکاح خود در آورد و لشکر مغول باز قصد او کردند ملک اشرف بارها میگفت
که لشکر مغول میرسد سلطان لبسخن او التفات نمی کرد که این سخن از برائے آں میگوید که من از ملک
او بیرون بروم تا شبے لشکر مغول بدر شهر رسیدند با دختر ملک خفته بود سلطان را بیدار کردند
که لشکر رسید سلطان دختر ملک را گفت پدرت حقیقت را مے گفت و ما غرض مے پنداشتیم
اکنون چه میگوئی دریں حال با من موافقت مے توانی کرد دختر گفت بلے سلطان را چنداں مجال
نه شد تا آب گرم کند مطهرهٔ آب خنک بر سر ریخت و دختر را سوار ساخت و هر دو در نیم شب
بگریختند و بعضے گویند سلطان تنها فرار کرد والقصه سلطان عروس مملکت را سه طلاق داده بر گوشه چادر بست
و چند گاه در بیابانها و صحراها میگردید و خاتمهٔ کار سلطان نزد مورخان معلوم نه شد و گفته اند در اسپ
ولباس او طمع کردند و بکشتند و بعضے گفته اند از سلطنت و شغل دنیا دل سرد شد و در لباس فقرا در آمد
و متواری شد و در روم و شام زندگانی میکرد و کسے او را نمی شناخت بارے تا مدت دو سال
آوازهٔ او هر چند گاه میرسید که سلطان از جائے پیدا شد مردمان طبل بشارت میزدند و بر لشکر
مغول خروج میکردند و آں اصلے نداشت بسیار بندگان خدا ازیں جهت بدست لشکر مغول شهید
شدند و آوازهٔ سلطان چوں عنقا وجود او چوں کیمیا با ایں حکایت از شیخ عارف رکن الدین شیخ
علاء الدوله سمنانی قدس سرهٔ العزیز نقل است که فرموده اند یک روز در بغداد در خدمت شیخ خود
نور الدین عبد الرحمن اسفرائینی نشسته بودیم ایشان از مجلس برخاستند و بیرون رفتند و مریدان و
اصحاب را باز گردانیدند و سه شبانه روز بخانقاه نیامدند مریدان مضطرب شدند که شیخ را چه افتاده
باشد بتفحص مشغول شدند تا حدیکه ویرانها و حیاض بغداد را احتیاط کردند ناگاه نماز شامے بخانقاه آمد
و اصحاب شادمان شدند من از حقیقت غیبت شیخ سؤال کردم فرمودند که سلطان جلال الدین خود را
از سلطنت معزول کرده و در حلقه درویشان در آمده بود و سالها بعبادت مشغول بوده و بدرجهٔ رجال الله
رسیده بود دریں روزها در قریهٔ صرصر از اعمال بغداد بحرفهٔ پنبه دوزی مشغول بوده و بجوار رحمت
ایزدی پیوسته بود مرا از عالم غیب خبر کردند و رفتم بتکفین و تجهیز و دفن دو سه روز مشغول بودم
شیخ علاء الدوله گوید من و اصحاب تعجب کردیم و ایں آیة خواندیم لمن الملک الیوم لله الواحد القهار
هر آئینه هر کس که عروس ملک فانی را مطلقهٔ ثلاثه سازد حق سبحانه و تعالی مقام ابرار و اقطاب بدو

ارزانی داد۔

چیست دنیا و خلق و استظہار ۔ خاک دانی پراز سگ مردار

بہر یک خانہ این ہمہ فریاد ۔ سلطان جلال الدین نامردار

بمردار خواران مغول باز نگذاشت از غوغائے سگان مغول خلاص نیافت تا بیش از مرگ اضطراری بموت اختیاری نرسید راحتے از خور و خواب ندید و از عہدے کہ او سلطنت را گذاشت تا بتاریخ آنکہ از دنیا رحلت کرد قریب پنجاہ سال باشد کہ از شکنجہ بصورت کیں اندوزی براحت نعیم پنبہ دوزی افتاد۔

بمیرائے دوست پیش از مرگ اگر تو زندگی خواہی ۔ کہ ادریس از چنین مردن بہشتی گشت پیش از ما

# ذکر خلاق المعانی کمال الدین اسمٰعیل بن جمال الدین محمد عبدالرزاق اصفہانی

خلف صدق و سلف الکرم بودہ و جمال الدین محمد را دو پسر بودہ معین الدین عبد الکریم و کمال الدین اسمٰعیل و معین الدین دانشمند بودہ و کمال الدین اسمٰعیل نیز دانشمند و فاضل بودہ خاندان ایشاں در اصفہان محترم بودہ و اکابر صاعدیہ بتربیت کمال الدین اسمٰعیل مشغول شدند و او را در مدح خاندان ایشاں قصیدہ غراست چنانکہ مے گوید و مطلع آن است۔

رکن دین ساعد مسعود کہ در نوبت او ۔ جائے تشویش خم موے بتان یغماست

و درین قصیدہ در ہر بیتے موئے لازم مندرج ست و ممتنع الجواب چہ معانی بسیار و نازکیہا در و درج کردہ ہذا مطلع القصیدہ۔

اے کہ از ہر سر موئے تو دلے اندر واست ۔ یک سر موئے ترا ہر دو جہاں نیم بہاست

خواجہ سلمان و بعضے فضلا جواب این قصیدہ گفتہ اند اما اکابر شعرا کمال الدین اسمٰعیل را خلاق المعانی مے گویند چہ در سخن او معانی دقیقہ مضمر است کہ بعد از چند نوبت کہ مطالعہ کردہ ظاہر میشود و ازین دو بیت شمہ طبع سلیم معلوم کنید انشاء اللہ۔

بخاک پاک کہ آب حیات از و بچکد ۔ اگر مسودۂ شعر من بیفشاری

سزد کہ خوار ہمی خوراں کشند معانی من ۔ بلے کشند غریباں ہر آئینہ خواری

در موعظه و حکمت گوید ابیات

وقت آنست دلم را که بسامان گردد / کار دریاب دو از کرده پشیمان گردد

عشق بازی ہوس و نوبت خود داشت کنوں / وقت آنست که دل تابع ایماں گردد

دل که برگرد رخ خوب تو گرد ناچار / که بہر بادے چوں زلف پریشاں گردد

ہر سیہ دل که شد از جام ہوس مست غرور / فتنه انگیز تر از غمزه خوباں گردد

چوں خط خوب که ہر روز سیہ روے تر است / ہر که پیرامن زلف و لب ایشاں گردد

اے دل از حجره دل رخت خرد بیرون نہ / تا دلت منظره رحمت رحماں گردد

مہبط نور الہی نشود خانه دیو / بنگه غول کی منزل سلطاں گردد

عقل را بنده شیطاں کنی آنرا نه رواست / که ملک ہم کیش مطبخ شیطاں گردد

خویشتن را ہمه در عشق گداز از سر سوز / تا بہ بینی که چو شمعت ہمه تن جاں گردد

بت شکن ہمچو براہیم شوار میخواہی / که ترا آتش نمرود گلستاں گردد

چوں سلیماں ہمه بر پشت بپاے بنہ دیں / گر ترا دیو ہوائی تو بفرماں گردد

اہل دنیا را رہا کن چو رہ قدس روی / تا رفیق دل تو موسی عمراں گردد

مال دنیا که برو تکیه زدستی چو عصا / اگر از دست بیندازی ثعباں گردد

کام دل مطلبی بنده ناکامی باش / تا ہماں درد ترا مایه درماں گردد

دل بریں گنبد گردنده منه کیں دولاب / آسیائیست که بر خون عزیزاں گردد

حرص تست اینکه ہمه چیز ترا نایاب است / آز کم کن تو که نرخ ہمه ارزاں گردد

کار دنیا که تو دشوار گرفتی بر خود / گر تو بر خویشتن آساں کنی آساں گردد

ہر زباں از پے خاییدن عرض دگرے / راست چوں اره زبانت ہمه دنداں گردد

از پے شغل دنیا سر ہر مه خواہی / که ترا عمر کم و سیم فراواں گردد

آدمی از ره صورت متساوی صفتند / متفاوت ہمه از طاعت و عصیاں گردد

پاره سیم شود حلقه فرج استر / پاره دیگر ازاں مہر سلیماں گردد

خود گرفتم که پس از سعی تگاپوی دراز / کار از انساں که دلت خواست بساماں گردد

به چه ایمن ازین عالم ناپایداری — که بیک دم زدنش کار دگرسان گردد

صبح پیری به همه سوی سرت تیغ برد — انجم اشک تو وقتست که ریزان گردد

گر تو در کارگه صنع بنظاره شوی — زین عجائب ذهن فکر تو خندان گردد

در قیامت نرسد شعر بفریاد کسی — گر سراسر سخنت حکمت یونان گردد

فضل دین نزد کسی باشد کو از سر حق — تابع امر خداوند جهانبان گردد

جان زین منزل غولان بسلامت نبرد — جز کسی کو سر تحقیق مسلمان گردد

جاودان زنده اگر حب رسول و صحاب — بر سر نامه گفتارم عنوان گردد

و دیوان کمال الدین اسمعیل نزد فضلا قدری دارد و کمال او از وصف مستغنی است و شهرت سخن او در آفاق منتشر گویند که او را اسباب فی نهایت استعداد کلی فراهم آمده بود و همواره فروماندگان را از اموال خود بطریق معامله دستگیری کردی و بعضی مردم صفاهان بد معاملگی کردند و منکر شدند و او از آن مردم رنجید و درین باب در مذمت مردم صفهان میگوید

ای خداوند هفت سیاره — پادشاهی فرست خونخواره

تا در و کوه را چو دشت کند — جوی خون آورد ز جوباره

عدد مردمان بیفزاید — هر یکی را کند بصد پاره

جوباره یکی از محلات اصفهان است و دردشت نیز یکی دیگر و عنقریب لشکر اوکتای قاآن در رسید و قتل عام در اصفهان واقع شد و کمال الدین اسمعیل نیز در آن غوغا شهید شد و سبب کشتن او آنست که چون لشکر مغول رسید کمال در خرقه صوفیه و فقرا درآمده در بیرون شهر زاویه اختیار کرده و آن مردم او را نرنجانیدند و احترام می نمودند و اهل شهر و محلات رخوت و اموال را بزاویه او پنهان کردند و آن جمله در چاهی بود در میان سرای یک نوبت مغل بچه کمان در دست بزاویه کمال درآمده سنگی بر مرغی انداخت زه گیر از دست او بیفتاد در آن چاه رفت بطلب زه گیر سر چاه را بگشادند و آن اموال را بیافتند و کمال را بمطالبه دیگر اموال گرفتند و در شکنجه هلاک شد و در وقت جان دادن بخون خود این رباعی نوشت این است

دل خون شد و شرط جانگدازی اینست — در حضرت او کمینه بازی اینست

با این همه هیچ نمی یارم گفت — شاید که مگر بنده نوازی اینست

قد وقع شهادته فی ثانی جمادی الاول سنه خمس و ثلاثین و ستمائه۔

Ommitted

# ذکر اوکتائی قاآن

بعد از چنگیز خان باستحقاق بر تخت خانی نشست و برادران و اعمام او بر تفویض میفرمودند
از روی استعفا میخواست تا بعد از قوریلتای بزرگ تولی خان بازوی او را گرفته او را بر تخت
سلطنت نشاندند و در سیرت و صورت قاآن اصحاب تواریخ را تاکیدات و اطنابی دارد که در حیز وصف
نمی گنجد هر چند از دین بیگانه بود اما مروت آشناست صاحب تاریخ طبقات ناصری میآورد که
نوبتی قاآن باردو بازار میگذشت چشم او بر عناب افتاد آرزو کرد غلام را فرمود که یک بدره زر
ببرد عناب بخرد غلام گفت که چندین عناب که این بقال دارد دو دینار بهای آن را کافیست خان گفت
چنین است تا این فقیر سالها است که نشسته است بامید چنین سودائی و هیچ من خریداری هرگز بدست
او نیفتاده و نخواهد افتاد و آن بدره زر بفرمود تا در بهای یکمن عناب تسلیم بقال کنند و صاحب
تاریخ جهانگشای گوید که در یاسای مغول هر کس که بروز در آب رود و غسل کند کشتنی باشد چه آنرا
بفال بد گرفته اند نوبتی قاآن میگذشت جغتای با او همراه بود مسلمانی را دید که در آب رفته
غسل میکند قاآن را گفت این شخص را میباید کشتن و تو اهمال میکنی مردم دلیر میشوند قاآن گفت
مگر این شخص غریب است و از یاسای ما خبر ندارد و جغتای بغایت متهور و بیباک بود گفت اگر
خبردار است یا نیست بجهت آنکه یاسای کشتنی است هر چند قاآن این نوع سخنان میگفت
جغتای قبول نمیکرد قاآن بعد از قیل و قال فرمود که امروز بیگاه شده است فردا بر غور برسیم و این
مرد را به عبرت برسر بازار سیاست فرمائیم و آن شب مسلمان را طلب کرد و گفت تو نگر یاسای
ما را ندانسته که چنین گستاخی آن بیچاره زاری میکرد که ندانستم قاآن فرمود که یک بدره زر بدو دادند
و گفت برو زر در همان جوی آب انداز و فردا که ترا طلب کنیم بگوی که زر در آب پنهان کرده بودم
و من غریبم آنجنان کرد خلاص شد بدره زر بحضور قاآن آورد قاآن گفت تو و اولاد تو درین چند
روز تفرقه مشوش بوده آید و از کسب معاش باز مانده آید برو و این زر را بعیش و عشرت بخور و
بر من دعا خیر کن سیرت نیکو بیگانگان را چنین محترم میسازد و اگر هشیاران را مساعدت نماید نور علی نور
باشد و رفیع لبنانی و اثیر الدین اومانی و شرف الدین شفروه از اقران کمال الدین اسمعیل اند

رحمهم الله علیهم

# ذکر شرف الدین شفروه ره

اصفهانیست و صاحب قابلیت و فاضل و ذو فنون و در اصفهان در روزگار دولت اتابک شیرگیر او را ملک الشعرا می‌نوشتند و همواره با شعرای اطراف در فنون شعر بحث کردی و جمال الدین محمد پدر کمال الدین اسمعیل او را هجوها کرده و در مدح سلطان طغرل بن ارسلان این قصیده گفته است

پیش سلطانند در فرمان بری — آدمی و وحشی و دیو و پری

طغرل آنکه هست سلطان از او — تاج و تخت و افسر و انگشتری

مطرب و طباخ و نعل و کاتبش — زهره و خورشید و ماه و مشتری

باد و خاک و آب و آتش پیش او — حاجب و دربان و پیک و لشکری

در پناه عدل او با هم برا — شیر و آهو گرگ و میش و مرغ و باز

در کف خدام و غلمانش بهم — نیزه و زوبین و شمشیر و قلم

باد فراش آسمانش تا زند — بارگاه و سند لال چتر و علم

بر سر خوانش برای میهمان — گاو و ماهی اشتر و اسب و غنم

بحر و کان کرده نثار حضرتش — لؤلؤ و فیروزه و زر و درم

مطربان در بزمگاه او بجفا — بربط و چنگ و رباب و نای و دف

کرده در بستان عیش او وطن — گلبن و شمشاد و سرو و نارون

صید باز و یوز چرغ او شده — کرگس و سیمرغ و فیل و کرگدن

بر تن بدخواه او چیره شده — خارپشت و لک لک و زاغ و زغن

رودها در بوستانش ساخته — بلبل و قمری و کبک و فاخته

باد در باغ مرادش جلوه گر — عندلیب و طوطی و طاوس نر

کرده از لعل بمندش خسروان — گوشوار و یاره و طوق و کمر

پاره پاره بر تن بدخواه او — جوشن و خود و قزاگند و سپر

کار گر بر پیکر خصمان او — گرز و تیغ و نیزه و تیر و تبر
بار ور در صد ہزار ش شهر وده — سیب و نارنج و ترنج و ناروبه

## ذکر ملک الشعرا رفیع الدین لبنانی رہ

از اقران خواجه جمال الدین محمد است ولبنان از قرای اصفهان است بدر دروازه و موضع نزه وجائے دلکشائے است و رفیع از انجاست شاعرے خوشگو بوده ودر اوان جوانی ازین جهان فانی تحویل نموده واثیر الدین اوصاف سخنورے او را لبیا نظم آورده است و رفیع معاصر سعید ہروے است واین قصیده او راست در مدح سید اجل فخر الدین زید بن حسن حسینی که از اکابر سادات رے است واحتشام وملک او در رے بسیار بوده است۔

جانا حدیث عشق بگوشت کجا رسد — ہرگز بود که دولت وصلت بما رسد
من کیستم که صافی وصلت کنم طمع — اینم نه بس که دردی ہجرت مرا رسد
خاک رہت بدیده رسد نه چه جائے آں — ہرگز چنیں سزا بمن ناسزا رسد
الحق رسید آنچه رسید از ہوا بمن — آرے ہر دم آنچه رسد از ہوا رسد
پشتم دوتا شد از غم وہم نیست روی آنک — دستم بیکے بداں بر زلف دوتا رسد
روئم چو کہربا شد و ہر ساعت از سرشک — چوں شاخ بسد است کہ بر کہربا رسد
جانم چو شمع در شب ہجرت بلب رسید — چوں نیست روز وصل تو بلذ از تا رسد
گر صد ہزار پاره کنند ایں دل مرا — ہر پاره راز عشق تو سوزی جدا رسد
بیگانه از ہزار بود آشنا یکے — تیرت باتفاق بداں آشنا رسد
ملکے ست محنت تو وخلقی است منتظر — ایں کار دولتست کنوں تا کرا رسد
بشنو حدیث من که بسے قصه ہائے من — از عاجزاں ببارگه پادشا رسد
دستت از جفا بدار و بیندیش از آنکه زود — در دود ل وجفائے من اندر وفا رسد
ترسم خجل شوی چو صدائے جفائے تو — از بارگاه سید اجل مجتبے رسد
فرخنده فخر دولت ودیں زید بن حسن — کز لفظ او بگوش اہل مرحبا رسد

دامن ز رنگ سنبل و گل درکشد صبا | گر بوی خلق او بمشام صبا رسد
سر در نشیب خدمتش آرد سوی زمین | هر روز کآفتاب بوسط السما رسد
ای آنکه چشم انجم روشن شود ز نور | از خاک پایت او بافلاک توتیا رسد
در نوبتی که اهل کرم چون توی بود | پیدا بود که همت ما تا کجا رسد
چندانکه مدح خواند بلبل بتهنیت | [illegible] چو گل بتاج و کلاه و قبا رسد
پاینده باش تا ز گل و بلبل و طرب | دائم بگوش و چشم تو برگ و نوا رسد

و دیوان اثیر اومانی در فصیح در عراق عجم بسیار مشتهر است و شعر این هر دو در شهر تمام است اما در خراسان و ماوراءالنهر متروک است۔

## ذکر ملک الکلام سعید هروی رح

زیبا سخن و لطیف طبع بوده از اقران قاضی شمس الدین طبسی بوده و مداح خواجه عزالدین طاهر فریومدیست که در زمان سلطنت اولاد چنگیز خان وزیر خراسان بوده است و در طوس مسکن داشته و بروزگار هلاکو خان بسعی امیر ارغون آقا از وزارت عزل شد و بطلب مصادره داد و خواجه وجیه الدین زنگی وزیر باستقلال بوده و پسر خواجه عزالدین طاهر است و سعید بسیار نازک سخن است و پوربها شاگرد سعید است و در مدح خواجه عزالدین طاهر گوید۔

برون در دی نگارم ز ماه تابان گوی | دلم ربود خم زلف او چو چوگان گوی
پسته که گوی زنخدان او بیاره لب | ز لعل آبدار بهر دو زر آب چوگان گوی
اگر بسرامر میدان سمن بران باشند | بدلبری ببرباید ز پیش ایشان گوی
بیا نسیم صبا پیش آن نگارین شو | حدیث درد و الم را بگوش وریان گوی
گرت هواست که گل پیش تو فرو ریزد | به پیش او سخن از حسن روی جانان گوی
ورت رضاست که سرو سهی ز پا برود | حکایت قد رعنای آن گلستان گوی
همان زمان که من این با صبا همی گفتم | در آمد از در من آن عجب بهتان گوی
چو دید پیش خم زلف همچو چوگانی | فتاد در قدم او سرم چو غلطان گوی

بگفتمش که سر زلف تو ربود دلم ‌‌ ‌ بخنده گفت زبی هر دگی پریشان گوی

جواب دادم و گفتم که ای نگار ظریف ‌ ‌ اگرچه جان جهانی سخن بسامان گوی

من آن کسم که کسی با من این سخن گوید؟ ‌ ‌ که برده ام بسخن از همه خراسان گوی

ز شاعران همه امروز در بسیط زمین ‌ ‌ که برده ام بفصاحت ز جمله اقران گوی

خیال پرور و ایهام گوی و دوراندیش ‌ ‌ لطیفه ساز و صناعت نمای آسان گوی

چنین که برگل رویت غزل سرایانم ‌ ‌ مرا نگوی که شاعر هزار دستان گوی

کسی که دعوی برقاضی بفضل دعوی کرد ‌ ‌ گواه شاهد است بیا که بطریقان گوی

جواب اگر نکرد زدعوی رجوع گو پیش آی ‌ ‌ ثنای صدر صدور جهان از این سان گوی

ستوده عز دول آنکه در جهان کامل ‌ ‌ برد ذات شریفش ز نوع انسان گوی

جهان معدلت وجود ظاهر آن کز فضل ‌ ‌ بصولجان هنر می برد بپایان گوی

ز کاینات برون برد گوی رفعت از آنکه ‌ ‌ که هست منطقه چوگان او و کیوان گوی

فلک مسخر تدبیر حکم اوست چنان ‌ ‌ که در تصرف چوگان بود بفرمان گوی

اگر ز جود کفش دریا شکایتی دارد ‌ ‌ بآب دیده بیا گو بابر نیسان گوی

اگر توقع تمکین او چنین باشد ‌ ‌ برون برد بجلال از جهان بجان گوی

زبانه خاک در تو را که سر همه شرف است ‌ ‌ اگر بجان بفروشد هنوز ارزان گوی

کسی که تابع فرمان او نشد او را ‌ ‌ اسیر حادثه دان و ذلیل حرمان گوی

خرد پناها چون خلق مصطفی داری ‌ ‌ بمدح خویش رهی را علیل حسان گوی

چنین لطیف سخن در جهان کرا باشد ‌ ‌ برای من نه ز بهر رضای یزدان گوی

نظر بحال دعاگو بچشم رغبت کن ‌ ‌ حدیث خلعت بنده بگوش احسان گوی

بقای جاه تو بادا و هر که دین دارد ‌ ‌ دعای عمر تو گو با چو بنده از جان گوی

اما در روزگار دولت منکوقاآن هلاکو خان بپادشاهی ایران زمین موسوم شد و در پارس ییل سنه تسع واربعین وستمائه بعد از جانقی وقوریلتهای بزرگ با نود هزار مرد متوجه ایران شد و او پسر تولی بن چنگیز خان است بغایت قاهر و صاحب دولت و صاحب رأی بوده تمام ایران

زمین بروزگار او مسخر شد و تلافی خرابیها که در روزگار فترات واقع شده بود نمود و بدعتها را برانداخت و قانون ممالک بر وجهی ظاهر ساخت که هر یکی بر آن متصور نباشد و قصبه‌ها و قلاع ملاحظه کرده حصون بلاد ایشان را مسخر ساخت و خواجه نصیر طوسی در آن روز به بلاد و جبال ملاحده افتاده بود بخدمت خان شتافت و چند سال ملازم بود و خان را در حق او اعتقاد عظیم دست داد و خواجه در مراغه رصد بست و زیج ایلخانی استخراج نمود باتفاق موید الدین العرضی و نجم الدین و غیرهما و استیصال آل عباس و خلفا ببغداد نمود و قتل و غارت بغداد و هلاک المستعصم بالله که آخر خلفاست شهرت عظیم دارد و در تواریخ مذکور و بین الناس مشهور و وفات هلاکو خان در شهور سنه ثلاث و ستین و ستمایه عمر هلاکو خان چهل و هشت سال بوده است والله اعلم۔

## ذکر ملک الفضلا شمس الدین طبسی رہ

از صنادید علما و فضلا خراسان است هر چند قاضی زاده طبس است اما در دار السلطنه هراة مسکن داشته با وجود فضل و کمال در شاعری مرتبه عالی داشته و خوش خلق و خوش منظر بوده و سلطان سعید بایسنغر فرمود که دیوان مولانا شمس الدین خطاط کتابت کرده که مشهور است برئیس الکتاب و بارها بایسنغر می گفته که این گونه شعر و خط که عطاست در حق این دو شمس از نوادر است و قاضی شمس الدین معاصر سلطان الفضلا صدر الشریعه است و صدر الشریعه از اکابر فضلاست و با یکدیگر صحبت داشته اند و گفته اند قاضی شمس الدین آوازهٔ فضل و کمال صدر الشریعه شنوده عزیمت بخارا نمود و روزی که بار یافت صدر الشریعه رفت و آن شب صدر الشریعه قصیده گفته بود و بعد از آنکه طلبه را درس گفت این قصیده را میخواندند و فضلا و رغبت و تحسین این سخن می گفتند و این است بعضی از قصیدهٔ صدر الشریعه۔

برخیز که صبح است و شراب است و من و تو ۔۔۔ آواز خروس سحری خاست ز هر سو

برخیز که برخاست پیاله بیکی پای ۔۔۔ بنشین که نشسته است صراحی بدو زانو

مینوش از آن پیش که معشوقهٔ شب را ۔۔۔ تا صبح نگیرند و ببرند دو گیسو

در شیشهٔ مینا می رنگین خور و پندار ۔۔۔ سنگی تو درین شیشهٔ گردندهٔ مینو

ای آهوی رعنای تو صید دل من ‌ ‌ ‌ ‌ ای زلف پریشان تو چون نافهٔ آهو

از حسرت شفتالوی سرخ لب لعلت ‌ ‌ ‌ ‌ نیلی رخ سرخم بطپانچه است چو آلو

مولانا شمس الدین از مجلس برخاست و فی الحال بطریق بدیهه این قصیده را جواب گفت

و بحضور صدر الشریعه آورد و این چند بیت از آن است. قصیده

از روی تو چون کرد صبا طرهٔ یکسو ‌ ‌ ‌ ‌ فریاد برآورد شب غالیه گیسو

از زلف سیاه تو اگر شد گرهی باز ‌ ‌ ‌ ‌ کز مشک برآورد فلک تعبیه هرسو

از شرم خط غالیه تاثیر تو مانده است ‌ ‌ ‌ ‌ در وادی غم با جگر سوخته آهو

خواهی که صدف دیده گهربار ندارد ‌ ‌ ‌ ‌ هنگام سخن عرضه مکن رشتهٔ لولو

ای زلف شب انگیز و رخ روز نمایت ‌ ‌ ‌ ‌ چون عنبر و کافور بهم ساخته هر دو

آخر دل رنجور مرا چند برآری ‌ ‌ ‌ ‌ زنجیرکشان تا بسر طاق دو ابرو

گفتی که بزرگار تو روزی سره گردد ‌ ‌ ‌ ‌ آری همه امید من اینست ولیکو

تبسم در انار لیشه که چیزی نگشاید ‌ ‌ ‌ ‌ زین جایزه شش گوشه و این پرده نه تو

چون صدر الشریعه این ابیات مطالعه کرد بر ذهن مستقیم او آفرین کرد و او در حلقه درس مولینا

صدر الشریعه بطلب علوم مشغول بوده و در علم و ادب کامل روزگار خود شد و امام صدر الشریعه از اکابر

بخارا است با وجود فضل و کمال در شاعری بی‌نظیر بوده و در لطائف و ظرائف یگانه و در بسیط زمین تصانیف

او منتشر شده و این قطعه او راست۔

یکی و پنج و سی و زبیست نیمی ‌ ‌ ‌ ‌ دگر دستت دهد فرسنگی چند

پس آنگه دست ما و دامن دوست ‌ ‌ ‌ ‌ گنه از بنده و عفو از خداوند

و بعد از انصراف بخارا بطرف خراسان مولانا شمس الدین ندیم مجلس وزیر باستحقاق

نظام الملک که بوقت سلطان جلال الدین وزیر خراسان بوده متمکن شده و در مدح او قصاید

غرا دارد و از جمله قصاید یکی اینست۔

خیز ای گرفته روی گل از عارض تو خوی ‌ ‌ ‌ ‌ تا باغ عمر تازه کنیم از نسیم می

پرخنده دار صبح دم از می لب طرب ‌ ‌ ‌ ‌ تا کی ز هر زمانه خوری چون دهان نی

دامن کشان بخدمت سلطان گلخرام — تا سرو در هوای تو بندد میان چو نی

بلبل نگر که در طلب باغ عارضت — فرسوده کرد عرصهٔ آفاق زیر پی

ای دلبری که قرطهٔ زنگار فام گل — از رشک چهرهٔ تو قبا شد هزار پی

از یک نظر که نزهت رخسارهٔ تو کرد — لطف بهار تعبیه شد در نهاد دی

گل پارهٔ حریر فرو رفته بیش نیست — مگذار تا عذار تو نسبت کند بوی

از نرگس سیه دل جادو سوال کن — کین جور تا چه مدت و این عشوه تا بکی

عدل خدایگان وزارت جهان گرفت — زین پیش تیغ ور کشی چون تو مانهی

فرخنده صاحب دولت و دین آنکه دست او — برهم شکست قاعدهٔ خاندان طی

عادل نظام ملک محمد که رای او — بر روی شهریار کواکب نهاد کی

چون روزگار کار سماحت بدو سپرد — منسوخ شد مآثر دستور ملک کی

تقدیر بی اشارت رای رفیع او — در حیز وجود نیاورد هیچ شی

آندم که ز ذات مبارک لقای او — اقبال گفت ابشا الله یا [illegible]

طبعش بیاز گفت که سیم و درم مخواه — کین یک سبیل آمد و آن یک بمقبلی

جائی که نعل ابرش خوش گام او رسد — گردون چگونه میل کند سوی تاج کی

آنکس که نور ناصیهٔ آفتاب دید — داند که طبع او [illegible]

ای چرخ رفعتی که چو کیوان سپرده — از پایهٔ قدر فرق مبارک و جدی

پیش کف تو چگونه ستایم محیط را — کس گفت پیش چشمهٔ کوثر حدیث شی

از خاک درگه تو که اکسیر دولت است — پیرایه بست مردمک دیده فی

تا لازم حیات بود اعتدال طبع — بادا رسیده صیت جلال تو حی بحی

مولینا شمس الدین روزی مفلس بود از خدمت وزیر صاحب الدین نظام الملک یک هزار دینار قرض خواست و تمسک مرهون بدین منوال انشا کرده بخدمت وزیر فرستاد که قال الله سبحانه و تعالی واقرضوا الله قرضا حسنا مقصود ازین حکمت آنست که خداوندان نعم و ارباب علو همم از انعام عام و اکرام تمام اهل الله را دستگیری کرده اند و آنرا در ذمهٔ فیض الهی قرض شمرده اند بنا برین مقدمه قرض داد خزانهٔ دا

سخاوکرم مخدوم معظم سلطان الوزراء فی العالم خواجہ نظام الملک محمد اعز اللہ دولتہ القاہرہ و اعوان
حضرۃ الزاہرہ از نقرہ رائج من فضہ و اکواب بکاتب حروف ناما لوف بندۂ ملہوف شمس طبسی
داد و اوبدین مبلغ مذکور مدیون گشت ہر شخص عوض این مبلغ بحکم آیۂ کریمہ فلہ عشر امثالہا برکرم
باری عز شانہ است اما رہن کرد مقر مذکور و مستقرض مسطور عوض امہال را در مقر لہ اعز نصرہ و ابد
عصرہ جملہ باغی کجنۃ قطوفہا دانیۃ در شہرستان بلدۂ طیبۂ و رب غفور و در محکمہ الذین اوتوا العلم
درجات مزارع آں کمثل الحرث کشجرۃ مبارکۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ موصوف است باصلہا ثابت
و فرعہا فی السماء نبات آں انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ہر یک از حباب سنابل آں
کانہا کوکب دری شرب آں از بحر و کاساً دہاقاً ادخلوہا بسلام آمنین بساحت عرضہا
کعرض السموات والارض و آں باغ را چہار حد است حد اول بسر ابوستان عقل حد دوم بحجرۂ خیال حد
سیوم بشارع فکر حد چہارم بکوچۂ دہم رہنی درست و شرعی و بعد ازاں راہن ملہوف باغ معروف را
از مرتہن مذکورہ باجارہ گرفت تا بوقت استماع ندای یا ایہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ
مرضیۃ بحکم لہم اجر عظیم ہر سال بہ پنجاہ عقد گہر سلک نظم کہ ہر عقد آں من الشعر لحکمۃ معدن عقود
ہمیں باغ معہود محدود عبارت از ہر عقد قصیدۂ متین غرا کہ اگر برکوہ خوانند لرایتہ خاشعاً
متصدعاً من خشیۃ اللہ و متاجر ملتزم و متکفل شد کہ مال اجارہ را بے امہال و اہمال
جواب گوید بشہادت و کفی باللہ شہیداً ۔

M.F. = D 667 1268-9

## ذکر ملک الفضلا امامی ہروی

از جملہ فضلاء ممالک خراسان است و باوجود علم و فضل شاعری بے نظیر بودہ و با شیخ مصلح الدین
سعدی شیرازی و مجد الدین ہمگر فارسی معاصر است صاحب نزہت القلوب گوید کہ
روزے خواجہ شمس الدین محمد صاحب دیوان و ملک معین الدین پروانہ کہ در عہد اباقا خان حاکم
ممالک روم بود و مولانا نور الدین رصدی و ملک افتخار الدین کہ از نثر او ملک زور نسبت ہر چہار
فاضل باتفاق قطعہ بحضور خواجہ مجد الدین فارسی فرستادند و از و استفسار کردند ۔ پروانہ گفت

اے شمع فارس مجد ملت و دین سوالے مے کند پروانۂ روم

ملک افتخار الدین و نور الدین رصدی گفتند۔

زشاگردان تو هستند حاضر　　بهی و افتخار و نور مظلوم

صاحب دیوان گفت۔

چو دولت حضرتت را هست لازم　　دعاگو صاحب دیوان لازم
زشعر تو و سعدی و امامی　　که این به پسندند اندرین بوم
تو کن تعیین او چون ملک انصاف　　بود در دست تو چون مهره موم

خواجه مجد الدین این رباعی در جواب فرستاد

ما گرچه بنطق طوطی خوش نفسیم　　بر شکر گفتهای سعدی مگسیم
در شیوه شاعری باجماع امم　　هرگز من و سعدی بامامی نرسیم

و این فضل که در حق امامی گفته اند در شیوه بدایع و صنایع شعری بوده باشد اما سخن شیخ سعدی مراتب عالی دارد و مشرب او را درجه والی است از حقیقت و طریقت سخن او نشانی میدهد و از نمکدان الطاف آن نیز وارد و امامی از صنادید علماء هرات است اما در کرمان و اصفهان در بعضی اوقات مسکن داشته و قضاة هراة از نسل امامی اند خواجه فخر الملک که از بقیه وزراء و صدور خراسان است مربی مولانا امامی بوده و این قصیده را در حق فخر الملک میگوید۔

چون کبک شسته لب بشراب مروّقی　　کبکی از آن بطوق معنبر مطوّقی
در بزم خوبتر ز تذرو بلو نیی　　اندر مصاف چیره‌تر از باز ازرقی
بر آفتاب طنز کنی و مسلمی　　بر مشتری و ماه بخندی و برحقی
گر ماه در لباس کبود منقط است　　تو شاه در لباس نسیج مغرّقی
مانند همین بروشنی ماهتاب از آب　　سیمین برت بزیر یلطاق فستقی
بر آب دیده پیش تو زورق روان کنم　　گر زانکه بینمت که تو مایل بزورقی
گر حور عین ببیند عناب شکرت　　آید که چون گزند سر انگشت فندقی
گر پادشاه حسنی اندر بساط دهر　　در صدر خواجه به بودت جائے بیذقی
تاج امم خدیو جهان فخر ملک و دین　　کز آدم است او و ز رستگند باقی

نه کم ز گربه بپیوست گربه صیاد — که مرغ بلند بر شاخ پنجه بگشاید

اگر ابا عاسیمین خود بمهری دارد — بخون گربه همان به که دست نالاید

بقای قمری و عمر کبوتر ار خواهد — قرارگاه قفس را ببست فرماید

اما اباقا خان بعد از هلاکو خان بر سریر ملک جلوس کرد پادشاهی قاهر و دانا و با رای و تدبیر بود و وزارت بصاحب مغفور خواجه شمس الدین صاحب دیوان داد و لشکر بروم فرستاد و بعضی از روم مسخر کرد و رصد مراغه را خواجه نصیر الدین اگرچه بروزگار هلاکو خان بنیاد کرده در عهد اباقا خان باتمام رسانید سی تومان اباقا خان بر آنجا خرج کرد و اباقا خان تابستان در الاق و زمستان در مراغه بودی و هفت سال در اکثر ایران زمین بتنها پادشاهی کرد شبی در مرغزار اوجان در حوالی تبریز نشسته بود ناگاه وحشتی در وی ظاهر شد و گفت مرغی عظیم قصد من دارد تیر و کمان بمن دهید چون تیر و کمان بدست گرفت فی الحال بیفتاد و جان بحق تسلیم کرد و کان ذلک فی شهور سنه اربع و سبعین و ستمائه - 674

## ذکر ملک الشعرا فرید احول رحمه الله

از اقران امامی هروی است و در اصفهان در زمان صاعدیه ظهور یافته و در شاعری مکمل است و این قصیده را در صفت شب محکم گفته است

نماز شام که امواج این دریای دولابی — فرو شد زورق زرین بر آمد طشت سیمابی

ز اوج موج این دریا بر آید صد هزار انجم — چو پیرایه عجب ورد گل نشاندی در خیل مرغابی

صفت انجم که وقت طلوع نیر اعظم است و آخر این قصیده بیان کرده و چه خیالات در این قصیده کارها دارد و سلطان سعید بایسنغر میرزا بابا سودائی را جواب این قصیده فرموده و مطلع قصیده بابا سودائی این است

خم انجم چو زد بر چرخ شادروان دارائی — بر آمد شاه قاقم پوش زین ایوان سیمابی

و فرید در تعجیل که ذهن او در این قصیده مبادرت کرده تعجب این بیت میگوید بیا که سفته باسفاهان فرید این بیت انشا کرد عجائب و اشنید طبع او از این نیز... و بابا سودائی

صورتے از نوادر دریں بیت باز میناید بیک ساعت بگفت این شعر دربار دو دو سودائی اندر سپاہان
گرچہ گفت آں را باشتابی غالباً لفظ یک ساعت از عقل دور مینماید چہ ہشتاد بیت متین در ساعتے
گفتن مشکل است تاویل آنست کہ در عرف عوام ہست کہ برائے یک ساعت عمر غم جاودانی مخور
یعنی اندک فرصتے را یک ساعت گویند واستاد راست نگہدار فرصت کہ عالم دمے است
ومی پیش دانا بہ از عالمی است قال رسول اللہ الدنیا ساعۃ فجعلھا طاعۃ۔

## ذکر اثیر الدین اومانی رہ

مرد خوش طبع وفاضل بودہ ودیوان او مشہور است ودر علم شاگرد نصیر الدین طوسی نور اللہ قبرہ
بودہ اصل او از ہمدان است اشعار عربی بسیار دارد وسخن را دانشمندانہ میگوید وایں قصیدہ
در صفت زمستان گفتہ در مدح اتابک ابن محمد قصیدہ۔

بہار دار زاد بار برد دربہمن ۔۔۔ چنیں کہ وید بنفشہ کہ ریخت برگ سمن
بار و دود سہے ماند ابر واین عجب است ۔۔۔ کہ دود عود بکافور باشد آبستن
چنیں کہ جوشن سیمیں یاب ہمی بینیم ۔۔۔ چگونہ کار کند تیغ خور بر اں جوشن
ز آب بنگر و باد آور از شہان قدیم ۔۔۔ بزال ماند در بند ماندہ از بہمن
ز رشتہائے سفید سحاب تافتہ ام ۔۔۔ کہ مے نہ بینم از مہر یک سر سوزن
برہنہ بود جہاں مدتے و درزی ابر ۔۔۔ بدوخت از پئے عالم سفید پیراہن
اگر ز چشمہ خضر است وپردہ ظلمات ۔۔۔ چرا در ابر نہان است چشمہ روشن
ببست آب رواں ہمچنانکہ گوئی ہست ۔۔۔ بسان خنجر خسرو ہم آب و ہم آہن
ملک مظفر دین خسرو جہاں ازبک ۔۔۔ کہ روح کشور ہستیست او وعالم تن
تخلصے بشنو اے یگانہ خسرو وقت ۔۔۔ ز عنصری کہ بود اوستاد اہل سخن
بہ تیغ کہ کہ بطال ابر گسترد کرباس ۔۔۔ کہ تا بہ پیش تو آرد زمانہ تیغ وکفن
چراغ روز نمیتابد از سپہر بخواہ ۔۔۔ چراغ مے کہ پر از ظلمت است خانہ تن
بیار بادہ روشن اگرچہ تیرہ ہوا است ۔۔۔ کہ چوں پیالہ ہمی روشن است دیدہ من

مگر خدنگ تو مرغیست آهنین منقار　　　که هست چینهٔ او دانهٔ دل دشمن
خدایگانا تیغت وبال خصم آمد　　　گرفت خواهد خصمت وبال در گردن
چو عاشقان چه عجب گر ز عشق طلعت او　　　هزار چاک زند آخر الزمان دامن
هنر پناها تشریف تو همایون باد　　　بر آفتاب بزرگان سر صدور زمن
مجیر دولت و دین مفخر صدور عراق　　　که هست گاه کفایت چه صد نظام و حسن
بعهد مملکت جم گر آصف او بودے　　　نیوفتادی خاتم بدست اهرمن
همیشه ابلق ایام تند رام تو باد　　　اگرچه ابلق ایام هست مرد افگن

# ذکر مولانا رکن الدین قبائی رہ

از جملهٔ شاعران متعین بوده شاگرد اثیر الدین اومانی و استاد پور بهاے جامیست و از ترکستان بطریق سیاحت بعراق عجم افتاده و با بدر الدین جاجرمی در اصفهان مشاهره و معارضه و مشاعره دارد فاما سخن او از سخن بدر افضل است و مجیری شاعر نیز که استاد بدر جاجرمی است معاصر قبائی بوده و قبائی در حق بدر جاجرمی گوید۔

نحل اشعار م قبائی زان سبب دارم لقب　　　چون زنان اے بدر جاجرمی مبین مجیری

مولانا رکن الدین در حق خواجه عز الدین این قطعه گوید۔

چه شد امثال آخر اے مخدوم　　　که من رنج دیدهٔ مظلوم
بعد ده سال حق برین دولت　　　گشتم از هر مراد دل محروم
راه من بنده خدمت و دعا　　　شد درین هر دو بوده ام ملزوم
دهر و دوران همان ستمگارند　　　و آدمی همچنان جهول و ظلوم
نه منم عاطل از فنون هنر　　　نه توئی عاری از فروع علوم
نه تو مفلس شدی نه من منعم　　　نه تو خادم شدی نه من مخدوم
تو همان مالکے و من مملوک　　　تو همان حاکمے و من محکوم
هست این بیت نظم مالک فضل　　　رحمة الله سنائی مرحوم

رزق بر تست ہر چہ خواہی کن    خواہ احسان شمار خواہ رسوم

گویند قبا ولایتے است نزہ و دلکشا است و در اقصائے ترکستان است و شہرے عظیم بودہ اکنون شہر خراب شدہ و آں دیار مسکن قزل قلماق است و خواجہ نصیر الدین طوسی نور اللہ مرقدہ در کتاب خلافت نامہ الٰہی میآورد کہ ہیچو بن طغان در زمان سلطان محمود سبکتگین حاکم قبا بودہ و او مردے عادل و خیر بودہ در نہایت پیری گوش او گراں شد زار زار می گریست کہ بعد ازیں آواز داد خواہان چگونہ شنوم اما روز جمعہ فرمودے تا تخت او را در میدان نہادندے و بر تخت نشستے و فرمودے تا ہر کرا تظلمے بودے جامہ سرخ پوشیدے آنکس را طلب فرمودے و کیفیت بر کاغذے نوشتہ بدست او دادے و بغور او رسیدے چوں دعوت حق را لبیک اجابت گفت و ازیں جہان فانی و از خاکدان ظلمانی رخت بر ریاض جاودانی برد پنج پسر داشت ملک را بر پسران پنجگانہ قسمت نمود و سلطان محمود چوں سمرقند و ماوراء النہر مسخر ساخت از آں پنج برادر کہ حاکم قبا بودند خراج خواست ایں قطعہ بسلطان فرستادند۔

ما پنج برادر از قبائیم    دریا دل و آفتاب رائیم
با ملک زمین ہمہ گرفتیم    اکنوں بتفکر شمائیم
گر چرخ بکام ما نگردد    چنبر ز ہمش فرو کشائیم

سلطان دریافت کہ غرور نخوت در دماغ ایشاں متمکن شدہ پنداشتہ اند کہ غیر از قبا ملکے دیگر نیست کہ گفتہ اند با ملک زمین ہمہ گرفتیم عنصری را گفت تا جواب ایشاں را دو بیت انشا کرد ایں است۔

نمرود بگاہ پور آذر    مے گفت خدائے خلق مائیم
جبار بہ نیم پشہ او را    خوش داد سزا کہ ما گوائیم

ارسلان جاذب را با لشکر انبوہ فرستاد گوشمال ایشاں را بدہد ارسلان مدتے شہر قبا را محاصرہ کرد و در قلعہ و شہر قحط خاست و آں پنج برادر عاجز شدند و از روئے عجز ایں قطعہ دیگر بار بسلطان فرستاد۔

ما پنج برادر قبائیم    در قحط و نیاز مبتلائیم

شاها تو عزیز ملک مصری　　اخوان گناه گار مائیم
ما راکه بضاعتیست مزجاة　　شرمنده ز حضرت شمائیم
بر حالت زار ما ببخشائے　　از فضل و کرم که بینوائیم

سلطان چون این شعر مطالعه کرد رحم آمدش و گفت قطعه اوّل از غرور بود و واجب نمود گوشمال دادن و این قطعه از عجز و نامرادی در طریقت این زمان از جریمه ایشان درگذشتن خوب مینماید فرمود تا لشکر از ولایت ایشان برخاستند و مملکت را بر پنج برادر مسلم داشت حکایت کنند که ارسلان جاذب بروزگار سلطان محمود حاکم طوس و نیشاپور بود و امیر بزرگ بود در تاریخ سلاجقه آورده اند که ارسلان با سلطان خویشی و ندیمی داشت و مرد صاحب خیر و مردانه بود رباط سنگ بست که بر سر چهار راهی واقعست راهی از نیشاپور بمرو و راهی از طوس بهراة او ساخته است و در روئے زمین رباطی از آن عالی تر هیچ مسافرے نشان نمے دهد و امروز ویران است و قبر ارسلان در رباط مذکور است و این ترکیب بر گرد قبر او نوشته اند کل ملك سیفوت کل ناس سیموت لیس للانسان حیاة سرمدا الا الملك الحی الذی لا یموت.

چون ضمیر منیر امیر کبیر عالم فاضل معین العلما و مربی الفضلا و مقصد الفقرا الذی قصر لسان القلم عن وصف ذات نظام الحق والدین علی شیر خلد الله ظلال دولته علی رؤس المسلمین دایماً بتجدید سنت سنیه کابر مصروف است در جنب آن رباط رباطی مجدد احداث فرمود که چشم روزگار چنان عمارتے ندیده و امروز مقصد مسافران و مطلوب مجاوران این دیار است و در زیبائی چون عروس آراسته و در رعنائی چون بوستانے پیراسته حق تعالی وجود شریف این معدن خیرات و مبرات را همیشه در پناه خود محفوظ دارد.

پدر بجائے پسر هرگز آن کرم نکند　　که دست جود تو با خاندان آدم کرد

## ذکر ملک الفضلا خواجه مجد الدین همگر فارسی

مرد فاضل و هنرمند بود و در روزگار خود در فضل و استعداد ظاهر و باطن نظیر نداشت و خوشنویس و خوشگوی و ندیم مجلس سلاطین و حکما و حکام بودے و نسب او بکسری نوشیروان بن قباد میرسد

چوں نسب و حسب او رادست فراہم دادہ نزد حکام و اشراف قبول تمام یافتہ و در روزگار خود ملک الشعرا فارس و عراق عجم بودہ و ہر مشکل کہ در علم شعر دراں دیار واقع شدے ہمگناں باو رجوع کردندے و دیوان خواجہ مجد الدین در عراق شہرتے عظیم دارد و لطائف او بین الخواص والعوام مذکور و مشہور گویند ہمہ روز خواجہ مجد الدین با اتابک بن ابوبکر زنگی نرد باختی و چناں واقع شد کہ اتابک ترک لعب نرد کرد و بریں یکسال گذشت و خواجہ مجد الدین ایں قطعہ بخدمت اتابک فرستاد قطعہ

خسروا دانشت سخائے تو مرا یار چناں تاک کاں نیارست زدن لاف زہستی با من

آسماں با ہمہ تعظیم و بلندی کو راست
میزد از روئے تواضع دم پستی با من

تا تو برداشتی اکنوں ز سرم دست کرم
میزند از سر کیں تیغ دو دستی با من

یاد میدار از انشب کہ رہے را گفتی
شمر باقی بنشیں خوش چو نشستی با من

آں شب آں بود کہ در سر ہوس نرد نت بود
نردم پروم عمدا تو شکستی با من

یارب امسال چہ تدبیر کنم کو کہ چو پار
شہ بیازد نرد بہستی با من

اتابک سعد در جواب فرستاد۔

ازصرہ ہای مصرے یکصرہ الف دینار
بے لعب نرد کردم ہر سالہ بر تو ادرار

گویند بدتے ہا ایں سیورغال در حق خواجہ مجد الدین مجرائے بودے اما بتقریب شمہ از آثار نوشیروان عادل واجب بود نوشتن سیرت پسندیدہ او نا مرتبہ بود کہ شیخ سنائی در حدیقہ خود ذکر آں کردہ است۔ بیت

حاجبے برد جام نوشروان
شاہ میدید و کرد از پنہان

دل خازن ز بیم شہ برخاست
جام جستن گرفت از چپ و راست

ہر کسے را مطالبت مے کرد
او بتہدید و رنج و غصہ و درد

شاہ گفتا مرنج و غصہ مسنج
ہیچکس را مدار در غم و رنج

کانکہ او جام برد ندہد باز
وانکہ او دید فاش نکند راز

شاہ روزے میان رہگذری
دزد خود را بدید با کمرے

کرد اشارت بخندہ کے باری
کیں ازاں جام ہست گفتاری

در روزگار ملوک عجم بر رعایا ظلمها واقع شده و چون نوبت با نوشیروان رسید بدعتها
برانداخت و قاعده‌ها خوب پیدا ساخت و سد باب الابواب که اسکندر بسته بود مختل و ویران شده
بود انوشیروان آنرا عمارت کرد و منع لشکر دشت قبچاق فرمود و مزدک که بروزگار قباد ظاهر شده بود
و مذهب زندقه را عدل نام کرده و انوشیروان روز مهرجان بتدبیر هفت هزار از اعوان و اصحاب
سرنگون در خاک فرو برده هلاک ساخت و قباد بعد از آنکه شصت سال سلطنت کرده بود در زندگانی
خود انوشیروان را بر تخت نشاند و خود را در آتش گاه بتعبدی که در آن کیش دستور بوده مشغول گشت
و انوشیروان چهل و هشت ساله بعدل و داد و تعظیم حکما روزگار گذرانید و در بارگاه او همواره چهار
کرسی زر نهاده بودی یکی ملک ترک را و یکی هند را و یکی روم را و یکی ملک چین و عرب را و هر سال
یکی از ملوک چهارگانه بخدمت او آمدندی و بنوبت بر مستقر خود قرار گرفتندی صاحب تاریخ
بناکتی گوید در زمان دولت مامون خاتم انوشیروان یافتند سه سطر بران مسطور و مکتوب بود سطر
اول این که راه تاریکست مرا چه بینش سطر دوم عمر دوباره نیست مرا چه خواهش سطر سوم مرگ
در قفا است مرا چه رامش سعدی گوید بعد از هزار سال که نوشیروان نماند گویند خلق و هر که بوده است
عادلے همواره اشراف روزگار در دور او محبوب و ارازل در روزگار او منکوب و ستم بوده اند و انوری
درین باب مے فرماید

نوشیروان که لمعه صیت عدل او  تا حشر بر زبان افاضل روانه بود
هرگز روا نداشت که پا اهل و سفله را  در حضرت او زبان تسلط در بنان بود

از سیرت پسندیده و رعایت مراسم خیر نوشیروان بمرتبه رسید که علما در باب عذاب او توقف دارند
حرمت عدل را با وجود شرک که داشته و حضرت رسالت فرمود که ولدت فی زمن الملک العادل چه بے
درجه عدل و زہے سعادت پادشاه عادل پادشاہے که وجود و عادل باشد فرض کن که کرامت و
درجات او چه مرتبه باشد حق تعالی این پادشاه عادل که عدل او از عدل انوشیروان مزیت دارد
و سیرت پسندیده او نزدیک است که بشعار خلفاء راشدین رسد سالها بر سر امت احمد مختار پاینده دارد
و دست تطاول بد اصلان و دونان را از سر رعیت کوتاه گرداند و این قاعده را که جولاهه بچگان در روستایان
قلم استیفا بر دست گرفته اند و چیزے که کار ایشان و پدران ایشان گاو بندی بوده اکنون دم از سیاقت

وعمل سلطانے نمی‌رنند و دریں کار نقصان دین وملت وشکست شرع وسنت است۔

تیغ دادن در کف زنگی مست　　به که آید علم جاهل را بدست

بکلی دفع فرماید چنانکه مشاهده میرود که بازاریان وعوام الناس ومردم دیها وصحرانشینان
فرزندان خود را العلم رقوم وسیاق میسازند وچوں دریں علم باندک مایه نه باستحقاق شرعی یا فقند بعلم
داری مشغول میشوند وفساد ایں اراذل بمسلمانان میرسد وچوں از اجرام مال مسلمانان وجه معاش وزینت
لباس آسان بدست می‌آید کدخدا زادگان ممالک نیز زعیت ترک کرده بعملداری مشغول میشوند و
عنقریب در ملک کفایت نقصان فاحش دست خواهد داد اگر ایں شیوه مذموم را باز خواست نفرمایند
ومنع نکنند حکایت کنند که چوں ملکشاه را در دار السلام بغداد متخلص شد خواست تا با خلفاء وصلت سازد
خواجه نظام الملک را طلب کرد وگفت همی خواهم که بتعجیل باصفهان رفته و در عرض دو هفته
دویست هزار درهم سرانجام نموده بعساکر ظفر پیکر رسانی وخواجه را اجازت اصفهان داد وخواجه بتعجیل
درخانه کدخدائی نزول کرد وآں مرد خواجه را خدمتگاری چنانکه شرط است بجاے آورد وشب درخدمت
خواجه نشسته بود عرض کرد که موجب چیست که خواجه بدیں تعجیل میرود واسباب وتجمل همراه نیست خواجه
گفت سلطان را خرچ ضروری دست داده من میروم تا در دو هفته دویست هزار درم از اصفهان
بخزانه رسانم دهقان بعرض خواجه رسانید که مرا بدولت پادشاه چهار صد هزار درم مستعد ودنیاوی هست
ومرد پیرم وپسر قابل دارم ومیخواهم که او را العلم وخط استیفا بشاگردی دهم من مردودن ودیے استحقاقم
وسلطان مثل من مردم را منع ایں نوع کار فرموده مے ترسم وفرزند خود را بدیں علوم باستاد نمیتوانم
واو اگر شما دریں شغل بجهت من اجازه از سلطان حاصل نمائید دویست هزار درم نقد بخزانه سلطان خدمت
میکنم خواجه از پیر مرد ایں سخن شنید بسیار خوشحال شد وایں را کفایتی مستحسن تصور کرده درخانه دهقان
ساکن شد وکیفیت احوال را بدست قاصدے بسلطان عرضه داشت نموده سلطان چوں
مکتوب خواجه مطالعه کرد در غضب شد ورخساره مبارکش برافروخت وسوگند خورد که اگر محاسن مفید
نظام الملک دستگیر او لشدی وحق خدمت او که در حق پدرم وحق من بدتها ست موکد وثابت است
او را رسوا ساختمی آخر خواجه نمیداند که مرا بمال دهقان احتیاج نیست تا از روئے حرص وطمع مال
از او بستانم پسر او را که اهلیت واستحقاق نباشد بکار مسلمانان نصب کنم وازو کارها ناپسندیده

بمسلمانان رسد و هر آنکه هوش کند که ملک شاه رشوت گرفت و نااهلان را علم اشراف و بزرگان افزون فرمود همانا خواجه دشمن من بوده و من او را دوست تصور میکردم و بید و نوشت که بکاری ما ذون شده برو و توقف مکن غرض که سلاطین کارهای بزرگ بمردم خورد و نفرمایند بمبالغه بدین منوال واشته حکایت سلطان سنجر را پرسیدند که دران وقت که بدست غزان گرفتار بودی که ملکی بدین وسعت و آراستگی که ترا بود چنین مختل شد گفت کارهای بزرگ بمردم خورد فرمودم و کارهای خورد بمردم بزرگ مردم خورد کارهای بزرگ نیارستند کرد و مردم بزرگ از کارهای خرد عار داشتند و در پی نرفتند هر دو کار تباه شد و نقصان بملک و دولت رسید۔

جز بمجرد هستند مظفر ما تمل    گرچه عمل کار خردمند نیست

## ذکر ملک الافاضل پوربهاء جامی

بغایت مرد مستعد و قابل و فاضل بوده و آبا و اجداد او قضاة ولایت جام بوده اند و او مردی خوش طبع بوده و بدین پایه سر فرو دنیا ورده همواره با مستعدان نشستی و بیشتر اوقات در هرات روزگار گذرانیدے و او شاگرد مولانا رکن الدین است که بقبائی مشهور شده بروزگار ارغون خان در ملازمت خواجه وجیه الدین زنگی بن طاهر فریومدی به تبریز رفت و با خواجه همام الدین مشاعره کرد و در نکور مشکله قصاید دارد و این غزل او راست۔ بیت

بر بیاض آفتاب از شب رقم خواهد کشید    ماه را بر صفحه خوبی قلم خواهد کشید

یارب این یک قطره خون کو را همیخوانند دل    تا کے از بیداد مهرویان ستم خواهد کشید

امشب اے شمع از سر بالین بیماران مرو    بید لے سر در گریبان عدم خواهد کشید

پر حذر باش امشب اے همسایه بیت الحزن    کز سرشک چشم من دیوار نم خواهد کشید

میکشد بار غم محبوب و میداند یقین    هر که عاشق شد ضرورت بار غم خواهد کشید

و این قصیده هم او راست در مدح خواجه او راست در مدح خواجه وجیه الدین زنگی و در اصطلاح لغت مغولی بسیار مستعدانه گفته است و برین نسق شعر در دیوان استادان کم دیده ام۔

ایکرده روح با لب لعل تو نوکری    محبوب از یکے و نگاری و چادری

نوئین نیکوانی و ترغولیب ترا — از قند صد تغار بریزد به بادری
در یرلغ غم تو ز بس نالها سخت — خون شد دل چریک و رعایا و لشکری
هندوستان زلف ترا چشم ترک تو — یلغاق کرده همچو قوشون نکودری
قامان طره هائے تو چون کلک بخشیان — کردند مشق بر رخ تو خط ایغوری
کردند ترک بر لب جیحون چشم من — خیل خیال تو چو تومان بیاوری
تمغاچی غم تو زد از اشک آل من — تمغائے سرخ بر ورق زر جعفری
کردم تلمشمشی لبت جان ببوسه — سورغامشی نمیکنیست از ره کافری
تا شمشی کنیم بهم در مجادله — زین قصه پیش داور آفاق کیسری
بیلگا الغ بتکچی قاآن اعظم انک — دارد ره نیاکسابچی و راه بهادری
ای صاحبی که هست بیرلیغ حکم تو — ترک و مغول و تازی و رومی و بربری
ارتاق گشت بالقبت باشرق و غرب — تیغ بر و برائے تو خورشید خاوری
منقاولان عقل تو در راه مملکت — بستند دست فتنه و جور از ستمگری
بر شیوه سخائے تو آتش عطا دهند — یاورچیان بکاسه زرین مشتری
توشقچی همت تو زبهر قسر النغو — بربست بال نسر بپر کبوتری
هرکو عتابچی تو اغرلامشی کند — بر سر کشند برندق او چرخ چنبری
آنکس که اورسید بیاسائے حکم تو — در خاک تیره خفت لحد کرد بستری
اختاجی سیاست از نجی اجل — در گردن عدوی تو بندد و چنبری
پور بهادعاچی درگاه دولت — گشتست اشکبار و غم او بخوری
سوغات حضرت تو فرستاد این دعا — یادش نگر بخاطر عاطر در آوری
نوشد مگر ز سر عزت انعام عام تو — در طوئے بخشش تو ایاغ توانگری
یادشمشی کند چو کنی تربیت ورا — در شعر با نظامی و قطران و انوری
هرگز نگفته اند درین اصطلاح شعر — فردوسی و دقیقی و پندار و عنصری
نشنیده است در عرب و در عجم کسے — زینسان قصیدۂ ز معزی و بحتری

تا هست کار ملک بیاساتے پادشاہ ‌ ‌ ‌ ‌ تا هست حکم شرع بدین پیمبری
درحفظ خویش ایزدت اسرامشی کشاد ‌ ‌ ‌ ‌ پاینده باد ذات تو از فضل تنگری

اما ارغون خان در روزگار دولت پدرش اباقاخان پادشاه خراسان بود چو اباقاخان وفات یافت در خطه تبریز شهزادگان و امرا برعم او احمد بن ہلاکو خان اتفاق کردند او را بر تخت نشاندند و احمد خان پادشاہے نیکو سیرت بود و میل تمام باسلام و اسلامیان داشت و گویند مسلمان بود اما از برائے مصلحت اسلام ظاہر نمیکرد و بعد از پنج ماہ که بر سریر خانی جلوس کرده بود عزیمت خراسان نمود و ارغون خان از و منہزم شد و از طوس راد کان پناہ بقلعہ کلات برد احمد خان قلعہ را محاصره نتوانست کرد که آن قلعہ را دور دو از ده فرسنگ است و دو دروازه دارد و دیگر کوه محکم است مثل برج و بار وے آن قلعہ ہیچ جا نیست و دران قلعہ لشکر ہا را آب خورد و علف خوار است و ارغون بعد از یکماه پیش عم آمده و معذرت خواست و احمد خان را شفقت عمومت در کار آمد و آسیبے بارغون نرسانید و خود کوچ کرده بطرف عراق روانه شده ارغون خان را با جمعی از خاصان خود سپرد که از عقب میاورند منکلی بوقا که مقدم آن مردم بود با ارغون خان عهد بست و او را اخلاص داد و باقی مردم با ارغون یکجہت شدند و لشکر استرا باد بدیشان پیوست و در عقب احمد خان روانه شدند و چون احمد خان بزنجان رسید خبر ارغون خان شنود مضطرب شد و بتعجیل خود را به تبریز رسانید و والده را همراه داشته بمراغه آمد لشکریان از برگشته بارغون پیوستند و او فرار کرد و او را در دامغان دربان سلطان بارغون فرستاد و بحکم ارغون خان ہلاک شد و سلطنت ایران باستقلال بدست ارغون افتاد و انتقام آنکه شمس الدین محمد صاحب دیوان بعد از اباقاخان با احمد خان رجوع کرده او را در حوالی قراباغ تبریز بیاسا رسانید و از مشائخ و از علما و شعرا که در روزگار ارغون بوده اند شیخ مصلح الدین سعدی ره و از علما و شعرا خواجه ہمام الدین تبریزی و مولانا علامه قطب الدین شیرازی و غیرہم در وفات علامه گوید۔

بازیئے کرد چرخ کج رفتار ‌ ‌ ‌ ‌ در مه روزه آه ازاں بازی
ذال و یا رفته از گه ہجرت ‌ ‌ ‌ ‌ رفته در پرده قطب شیرازی

## ذکر مولانا عبد القادر نائینی

از اقران شیخ سعدی ست مردے تارک بوده و همواره بقناعت روزگار گذرانیدے و خوشگوے ست و سخن هاے شیخ سعدی را تتبع میکند اما قصبهٔ نائین از اعمال اصفهان است و در قدیم الایام داخل یزد بوده قصبهٔ خوش هوا و در سر بیابانی که میان یزد و اصفهان است واقع شده و پنبهٔ نرم در آن جا حاصل مے شود و خود رنگ و ملهٔ نائین درین روزگار بے نظیر است و این غزل از مولانا عبد القادر است۔

ایکه بے چشم تو چشمے چشم من جز تو ندید — هیچ چشمے چشمے از چشم تو نیکوتر ندید
چشمهٔ نوش تو دارد چشمهٔ حیوان ولیک — چشم من زان چشمه جز چشمے پر از گوهر ندید
با خیال چشم تو رضوان که چشم جنت است — حور در چشمش نیاید چشمهٔ کوثر ندید
چشم آن دارم که از چشم ترانی قطره‌ای — زانکه چشمم جز بچشمت چشمهٔ انور ندید
ز آرزوے چشم تو چشم من بے صبر و دل — چشم را خونبار کرد و چشمه سار خرم ندید

## طبقهٔ چهارم

درین طبقه ذکر بیست فاضل ثبت است و بعد ازین ذکر غزل گویان ثبت کرده مے شود و بعضے موحدان و عارفان با وجود استغراق و حال از دریاے عرفان دُر دانه بیرون آورده اند در طی تذکره از روے گستاخی ذکر ایشان که دُر دریاے حقیقت است بقید کتابت در می آید۔

## ذکر سلطان المحققین شیخ فرید الدین عطار قدس سره

و هو محمد بن ابراهیم العطار نیشاپوری مرتبهٔ او عالی ست و مشرب او صافی و سخن او تازیانهٔ اهل سلوک گفته اند در شریعت و طریقت یگانه بوده در شوق و نیاز و سوز و گداز شمع زمانه مستغرق بحر عرفان و غواص دریاے ایقان است شاعری شیوهٔ او نیست بلکه سخن او از واردات غیب است

واین طریق را بدو منسوب کردن عیب است اصل شیخ از قریه کدکن است من اعمال نیشاپور و شیخ عمر
دراز یافت گویند صد و چهارده سال عمر داشت و ولادت مبارک او در روزگار سلطان سنجر
بن ملک شاه بوده در شعبان المعظم ۵۱۳ سنه بیست و نه سال در شهر نیشاپور بوده و در شهر شادشاخ هشتاد
و پنج سال و بعد از قتل شیخ بسه سال شهر شادشاخ خراب شد بسیاری از اکابر و مشائخ را دریافته و با
عارفان صحبت داشته و چهارصد کتاب اهل طریقت را مطالعه نموده و جمع کرده و در آخر حال مرتبه
عالم فنا رسید و منزوی و معتکف شد و عزیزی در باب زلزله که در نیشاپور بوده و بکرات واقع شد
میگوید بیت

اثار سه زمان سه زلزله نازل گشت      بد پانصد و اندانکه شد شهر خراب
و آن زلزله بار دوم ششصد و سی      آن زلزله بار سوم هشتصد و هشت

اما سبب توبه شیخ آن بود که پدر او در شهر شادشاخ عطار عظیم القدر و رونق بوده بعد از وفات
پدر او بهمان طریق بعطاری مشغول بودی و دکانی آراسته داشتی چنانکه مردم را از تماشای آن دکان
چشم منور و دماغ معطر شدی شیخ روزی خواجه وش بصدر دکان نشسته و پیش او غلامان چالاک
بخدمت کمر بسته ناگاه دیوانه بلکه در طریقت فرزانه بدر دکان رسیده و نیز تیز در دکان نگاهی کرد بلکه
آب در چشم گردانیدی و آهی کرد شیخ درویش را گفت چه خیره میگری مصلحت آنست که زود در گذری
درویش گفت ای شیخ من سبکبارم و بجز خرقه ندارم اما خواجه بر خیز لیطه عقاقیر ثقیلاست

در وقت رحیل چیست تدبیر      من زود از این بازار میتوانم گذشت

تو تدبیر انتقال و احمال خود کن و از روی بصیرت فکری در حال خود کن گفته چگونه میگذری گفته
این چنین و خرقه از بر کنده زیر سر نهاده جان بحق تسلیم کرد شیخ از سخن مجذوب پر درو گشت و دل او از
خشکی بوی مشک گرفت و دنیا بچو مرج کافور سرد شد دکان بتاراج داد و از بازار دنیا بیزار شد
بازار کی بود بازار کی شد در بند سودا بود و سودا در بندش کرد که این سودا موجب اطلاق و هجر بازمانه
و طلاق القصه ترک دنیا و دنیاوی گرفته بصومعه شیخ الشیوخ العارف رکن الدین اکاف قدس سره
رفت که در آن روزگار عارف و محقق بود بدست شیخ توبه کرد و بمجاهدت و معاملت مشغول شد چند سال
در حلقه درویشان شیخ بود و بعد از آن بزیارت بیت الله الحرام رفته و بسی مردان خضر ادریافته و خدمت

کرده مدت هفتاد سال بجمع نمودن حکایات صوفیه و مشایخ بوده و هیچ کس را از اهل طریق این ماده جمع نشده بود بر رموز و حکایات و اشارات و حقایق و دقایق کسے مثل شیخ عطار صاحب وقوف نشده در نهایت کمال تجربے بود زاخر و همت او مصروف بر نفی خاطر در گوشه نشسته و در بر روئے غیر بسته هزاران ابکار اسرار در خلوت سرائے او جلوه ساز بودند و در شبستان او عروسان حقایق و دقایق محرم راز اشعار او از آن مشهور تر است که درین کتاب شرح توان داد و رموز و اشارات او از آن عالی تر که شمه در حیز کتابت شرح آن داد حکایت آورده اند که چون شیخ درگذشت دران حین پسر قاضی القضاة یحیی بن صاعد که بزرگ نیشاپور بود فرمان یافت مردم مصلحت دیدند که آن پسر او در قدم شیخ دفن کنند قاضی یحیی قبول نکرد و گفت که پسر من روا نباشد در زیر پائے پیر که افسانه گوئے باشد و فرزند او را جائے دیگر دفن کردند و آن شب قاضی در خواب دید که در سر روضه منور شیخ عطار است و ابرار و اقطاب و رجال الله جمع اند و صد هزاران مشاعل نور در فشان و نجوم عنایت الهی از افق هدایت نشان مجموع اکابر بر سر قبر شیخ بحرمت تمام مراقب اند قاضی از اصحاب شرمنده بلکه مجلس نارفته بازگشت فرزندش را دید گریان و بزاری زار میگفت اے پدر تقصیر کردی و مرا از برکت قدم رجال الله محروم گردانیدے زود دریاب که بهشت من اقدام ابرار است و هر قدمن در قدم عطار قاضی صباح بعد زیارت اقربائے شیخ آمد و بالتماس مقرر نمود که فرزندش را در قدم شیخ دفن ساختند و از آن جرأت توبه کرد و از مریدان و معتقدان شیخ شد و در سر قبر شیخ عمارت ساخت و قبر شیخ در بیرون شهر شادیاخ در محلے که موسوم است بشهر بازارگان و عمارت آن زاویه مختصر و ویران بود اما چون همواره رائے صواب نمائے و خاطر مشکل کشائے امیر جلیل خیر فاضل

مؤید دولت و ملت بدو گرفته نظام ‌‌ ‌‌ همین ملت و دولت بدو گرفته نظام

نظام الحق والدوله علی شیر عز نصره بالتائید بتعمیر بقاع مصروف است و احیاء سنت سلیه اکابر ماضی میفرماید بر روضه شیخ عطار که بلجام روا است عمارتے ساخته که در دلکشائی پر نور تر از روضه رضوان و در فرح بخشی جانفزا تر از مرغزار جنان است و زبان اهل زمان در تحسین این معنی خیرات و هر کرمبرات و اما بدان البیت مترنم

دو چیز اهل نجات است نام نیک و ثواب ‌‌ ‌‌ وزین چه درگذری کل من علیها فان

حق تعالی توفیق رفیق سعادت این دریائے تحقیق و بحر تصدیق کناد و بالنبی و عترت و شیخ را

دیوان اشعار بعد از کتب مثنوی چهل هزار بیت باشد از انجمله دوازده هزار رباعی گفته و از کتب طریقت تذکرة الاولیا نوشته و رسایل دیگر بشیخ منسوبست مثل اخوان الصفا وغیر ذلک و از نظم آنچه مشهور است این است اسرار نامه الٰهی نامه مصیبت نامه جواهر الذات وصیت نامه منطق الطیر بلبل نامه حیدر نامه شتر نامه مختار نامه شاهنامه دوازده کتاب نظم است و میگویند چهل رساله نظم کرده و پرداخته اما نسخ دیگر متروک و مجهول است و قصاید و غزلیات و مقطعات شیخ مع رباعیات و کتب مثنوی صد هزار بیت بیشتر است زهے بحرے که از موج آن دُرِ معانی بساحل زندگانی افتد و جهته تبرک و یمن از قصاید شیخ چند بیت نوشته میشود. بیت

اے روئے در نهفته بیازار آمده ‌ ‌ خلقے بدین طلسم گرفتار آمده

یک پرتو از فگنده جهان گشته پرچراغ ‌ ‌ یک تخم کشته این همه در بار آمده

و در توحید و قصاید ابیات غرا دارد که بعضے از اکابر انرا شرح نوشته اند و سید عز الدین آملی قصاید شیخ را شرح گفتی و این قصیده که بعضے از ان اراد میشود شرح منظوم گفته و در توحید این قصیده مآل شیخ عالی است

سبحان خالقے که صفاتش ز کبریا ‌ ‌ بر خاک عجز مے فگند عقل انبیا

گر صد هزار سال همه خلق کائنات ‌ ‌ فکرت کنند در صفت عزت خدا

آخر بعجز معترف آیند کاے اله ‌ ‌ دانسته شد که هیچ نفهمیده ایم ما

انجا که بحر نامتناهی است موجزن ‌ ‌ شاید که شبنمے بکند قصد آشنا

و انجا که گوش چرخ بدرّوز بانگ رعد ‌ ‌ زنبور در سبوے نوا چون کند ادا

در جنب نور ذات بود ظلمتے گذر ‌ ‌ البدر فی الطلیعة والشمس فی الضحا

و در آخر عمر شیخ ترک اشعار کرده اگر بنوادر معنی دست دادی در شیوه رباعی بیان نمودے و این رباعی در نهایت حال گفته

هر چیز که آن کرامتے ما خواهد بود ‌ ‌ آن چیز همے بلائے ما خواهد بود

چون تفرقه در بقائے ما خواهد بود ‌ ‌ جمعیت ما فنائے ما خواهد بود

مرغے بودم پریده از عالم راز ‌ ‌ تا بو که برم ز شیب صیدی به فراز

چوں ہیچ کسے نیافتم محرم راز زاں در کہ در آمدم بروں رفتم باز

اما شیخ در فترات چنگیز خان بدست لشکر مغول اسیر شد و قتل عام شہید شد و سبب شہادت او آں بود کہ طوطی روح مبارکش از زندان قفس بدن ملول شد و میخواست کہ بشکرستان وصال رسد تعجیل قتل خود مے نمود گویند کہ مغلے مے خواست کہ شیخ را بقتل رساند مغلے دیگر گفت ایں پیر را مکش کہ خونبہاء او ہزار درم بدہم مغل ترک قتل شیخ کرد شیخ گفت مفروش کہ بہتر ازیں خواہندم خرید شخصے دیگر گفت کہ ایں پیر را مکش کہ خونبہاء او یک توبرہ کاہ است بدہم شیخ گفت بفروش کہ بہتر ازیں نخواہندم خرید مغل از زخم شیخ شربت شہادت نوش کرد و بدرجہ سعداء و شہداء رسید و کان ذالک فی عاشر جمادی الثانی سنہ سبع و عشرین و ستمایۃ و بعضے سنہ اثنی و ثلثین و ستمایۃ و بعضے سنہ ست عشر و ستمایۃ نوشتہ اند اما سند خرقہ شیخ عطار خرقہ تبرک از دست سلطان العارفین مجد الدین بغدادی دارد و شیخ عطار در طفولیت نظر از قطب عالم حیدر یافتہ و کدکن کہ مولد شیخ است در نواحی زاوہ است و پدر شیخ ابراہیم بن اسحٰق عطار کدکنی مرید قطب الدین حیدر بودہ و شیخ عطار حیدری نامہ در ایام شباب بنظم آوردہ چوں در ایام صبا بودہ ہر چند بہ نسخہاء شیخ مانند نیست اما بہ تحقیق سخن شیخ است و بعضے مے گویند کہ حیدریان آں نظم را بشیخ بستہ اند و آں اعتقاد غلط است اما قطب الدین حیدر از ابدال بودہ و مجذوب مطلق محققان معتقد حیدر اند مرد صاحب باطن از اہل ریاضت بودہ و یکصد و دہ سال عمر داشتہ و بعضے گویند یکصد و چہل سال عمر یافتہ و از شہزادہ خانان ترکستان است و پدر او سالور خان نام بودہ و او مجذوب از مادر متولد شدہ و کرامات و مقامات او مشہور است و در تاریخ سنہ سبع و تسعین و خمسمایۃ رحلت کردہ و در زاوہ مدفون است و بعضے وفات او را در سنہ اثنی و ستمایۃ نیز نوشتہ اند۔

## ذکر ملک العارفین مولانا جلال الدین رومی رہ

وہو محمد بن الحسن البلخی البکری قدس سرہ العزیز پیشوائے محققان عالم و مقبول خواص و عوام دل پاک او مخزن اسرار الٰہی و خاطر فیاض او محیط انوار نامتناہی بودہ طریقت و مشرب او تشنگان وادی طلب را بزلال عرفان سیراب ساختہ سیرت و مذہب او سرگشتگان تیہ جہالت را

بسر حد الیقان راهبری نموده در تحصیل علوم یقینی عالم ربانی ودر مراتب توحید و تحقیق سالک صمدانی
رموز واشارات عالم غیب را بشیوه سخن گستری بیان کرده وطریق عین الیقین را بواسطه
علم الیقین بعیان رسانیده۔

موج چون بر اوج زد آن بحر ذخار از شرف　　لؤلؤ منظوم بر ساحل فگند از هر طرف

زبان قلم از تحریر کمال او عاجز و قاصر است و در بعضی نسخها ستوده و نزد بعضی طائفه مقبول
بوده اصل مولانا از بلخ است و پدر او مولانا بهاؤ الدین ولد سر خیل علمای بلخ بوده و در روزگار
سلطان محمد خوارزم شاه حشمت یافته و عظمتی تمام یافته و با وجود علم ظاهر در تصوف سخن گفته و اهل
بلخ او را عظیم معتقد اند و هرگاه وعظ گفتی در پای منبر او از خاص و عام مجلس عظیم منعقد شدی
سلطان محمد بر وی حسد برد و بعداوت مولانا برخاست مولانا بهاء الدین از سلطان رنجیده اصحاب
واهل وعیال را همراه برداشته از بلخ بیرون شدند و قسم یاد کرد که سلطان محمد خوارزم شاه تا
پادشاه باشد به بلخ و بخارا در نیاید و با اصحاب و متعلقان و فرزندان جماعتی کثیر همراه مولانا
بهاء الدین عزیمت حج نمود و در اثنای آن سفر به نیشاپور رسید شیخ فرید الدین عطار بدیدن
مولانا بهاء الدین آمد و در آن وقت مولانا جلال الدین کودک بود و شیخ عطار کتاب اسرار نامه را
بهدیه بمولانا جلال الدین داد و مولانا بهاء الدین را گفت زود باشد که این پسر آتش در سوختگان عالم
زند از نیشاپور عزیمت بیت الله الحرام نمودند و بهر شهر و ولایت که مولانا بهاء الدین رسید مقدم او را
اکابر عزیز و محترم داشتندی و از او استفاده علوم ظاهری و باطنی نمودندی و بعد از سفر حجاز
عزیمت دیار شام و زیارت انبیا نمود و بعد از چند سال بسیاحت بطرف روم افتاد و در آن حال
مولانا جلال الدین و پدرش مرید سید برهان الدین ترمذی بوده اند و سید مردی بزرگ و اهل
باطن است و در سفر شام و حجاز با مولانا بهاء الدین مصاحب بوده و در شام بجوار رحمت
ایزدی انتقال نمود و در وقت رحیل مولانا را وصیت کرده و گفته که گشاد کار شما در روم خواهد بود و در
روزگار دولت سلطان علاء الدین و اصحاب بروم افتادند و اهل روم بغایت معتقد و مرید او
شدند و سید علاء الدین [illegible] با اقربا و فرزندان ارادت ظاهر ساخته از جمله بلاد روم مولانا بهاء الدین
شهر قونیه اختیار کرده بوعظ و افاده مشغول بودی و سلطان علاء الدین او را انعام و در حق مولانا

تقدیم رسانیدے و مولانا را احترامی زاید الوصف دست داد چنانچہ مولانا در رسالہ نظم کہ در تاریخ پدر و جد خود نوشتہ این ابیات مذکور است۔

چوں بہاء ولد بروم رسید — حرمت از اغنیا و روم بدید

شد مریدش علاء الدین سلطان — نہ ہمیں شاہ جملہ ایشان

و مولانا بہاء الدین چند سال در روم با علم و افادہ و منصب مقتدے و پیشوائے علمائے روزگار گذرانید و در شہور سنہ احدی و ثلثین و ستمایہ بجوار رحمت حق انتقال کرد و بطریق ارشاد و وصیت مولانا جلال الدین پیشوائے اصحاب و جانشین پدر شد و سلطان ولد درین باب گوید۔

چوں بہاء ولد زمان حیات — بسر آورد در رہ حسنات

جاں بجاں بخش خویشتن بسپرد — رخت ازیں کہنہ دیر بیروں برد

ہیچکس در جہاں نداد نشان — کہ بروں شد جنازۂ ز انسان

چوں بہاء زیں جہاں ملال آورد — دولتش روے در جلال آورد

و علم و کمال و عظمت و اقبال مولانا جلال الدین اضعاف پدر بود و چنیں گویند کہ چہار صد طالب علم بدرس مولانا حاضر شدندے و سلطان روم از اعتقاد عظیم و بلیغ در حق مولانا بود و در اثنائے این حال درد طلب دامن گیر مولانا شدہ از عالم ظاہر حضوری بہے یافت و میخواست کہ بواسطہ خود را از قید صورت بسر حد معنی رساند چند صاحب کمال را در روم مولانا دریافتہ مثل شیخ الشیوخ صلاح الدین زرکوب قدس سرہ العزیز کہ خرقہ او بچند واسطہ بشیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی میرسد و ابن اخی کہ از ابدال و اوتاد بودہ و در آخر دست ارادت در دامن شیخ العارفین محقق چلپی حسام الدین میزند۔ و ہذہ الابیات فی الاشہاد۔

اے ضیاء الحق حسام الدین بیار — این سیم دفتر کہ سنت شد سہ بار

مدتے این مثنوی تاخیر شد — سالہا بایست تا خوں شیر شد

و بعد از مدتے شمس الدین تبریزی قدس سرہ العزیز بسر وقت مولانا رسید و حالات شمس آنست کہ او پسر علاء الدین بودہ کہ از نژاد کیا بزرگ امید است کہ وکیل اسماعیلیان بودہ و خود

علاء الدین از کیش آبا و اجداد تبرا نموده و دفتر و رسایل ملاحده را بسوخت و شعار اسلام در قلاع و بلاد ملاحده ظاهر ساخت شاه شمس الدین را بخواندن علم و ادب پنهان به تبریز فرستاد و او مدتی در تبریز بعلم و ادب مشغول بود و در کودکی از غایت حسن او را در میان عورات نگاه میداشته اند که چشم نااهل و نامحرمی بدو نیفتد و از زنان تبریز زردوزی آموخته و بزردوز از آن سبب مشهور است اما صاحب نظم سلسلة الذهب آورده که شمس الدین را آنکه میگویند که فرزند خاوند علاء الدین که موسوم است بنو مسلمان غلط است و او پسر بزاز بیست از شهر تبریز و بعضی گفته اند که از اصل او خراسان است از ولایت بازر و پدر او بواسطه تجارت تبریز افتاد و شمس الدین در تبریز متولد شده و بنده میگوید که از هر کجا باشد باش کار معنی دارد نه صورت ذوق در آشنائی عالم ارواح است نه در توالد اجساد بیت

آن کس که ز شهر آشنائیست داند که متاع ما کجائیست

القصه شمس الدین در علوم ظاهر ماهر شد ذوق سلوک و طلب قابلیت اصلی داشت دامن گیر او شده مرید شیخ الشیوخ العارف رکن الدین شد و در معرفت و ریاضت و سلوک مقام عالی یافت و شیخ را در حق او اعتقاد و اهتمامی زیاده از وصف و ست و او را نسبت بشیخ رکن الدین شیخ الاسلام ضیاء الدین ابو نجیب سهروردی قدس سره العزیز میرسد و او مرید شیخ احمد غزالی و او مرید شیخ ابوبکر نساج است و شیخ ابوبکر مرید شیخ ابو القاسم گورگانی و شیخ ابو القاسم مرید شیخ ابو عثمان مرید شیخ ابو علی کاتب است و شیخ ابو علی مرید سید طایفه ابو القاسم جنید بغدادی است و شیخ جنید مرید خال خود شیخ سری بن مغلس سقطی و شیخ سری مرید شیخ ابو محفوظ معروف کرخی است و از شیخ معروف سلسله دو شق است سلسله با امام علی بن موسی الرضا علیه السلام میرسد از و پدر بر پدر تا حضرت مصطفی صلی الله علیه و سلم دشق دیگر معروف مرید ابو سلیمان داود طائی است و شیخ داود مرید حبیب عجمیست و حبیب عجمی مرید حسن بصری است و حسن بصری مرید امیر المومنین علی است چون جوتی به چشمه ولایت ما بر سید این سلسله فقر بغایت ما بر سید رضوان الله علیهم اجمعین آمدیم بسر سخن شمس تبریزی روزی شیخ رکن الدین شمس را گفت ترا می باید رفت و در روم سوخته ایست آتش در وی می باید زد شمس باشارت پیر

روئے بروم نہاد و در شہر قونیہ دید کہ مولانا بر استری نشستہ و جمعی موالی در رکاب او روان از مدرسہ بخانہ میرود و شمس الدین از روئے فراست مطلوب را دریافت بلکہ محبوب را دریافت و در جلو مولانا روان شد و سوالے کہ غرض از مجاہدت و تکرار و دانستن علم چیست مولانا گفت روش سنت و آداب شریعت شمس گفت اینہا ہمہ از روئے ظاہر است مولانا گفت ورائے این چیست شمس گفت علم آنست کہ بمعلوم رسی و از دیوان سنائی این بیت برخواند۔

علم کز تو ترا نہ بستاند　　جہل ازان علم بہ بود بسیار

مولانا ازین سخن متحیر شد و پیش آن بزرگ افتاد و از تکرار و درس و افادہ باز ماند و ہموارہ شمس را طلب کردی و با او صحبت داشتی و بہ تنہا با او بسر بردی و شور و شوغا از موالی و اصحاب برآمد کہ سر و پا برہنہ مبتدعی آمد و مولانا از راہ برد و ہموارہ تشنیع زوندے و شمس الدین از مولانا پنہان بجانب تبریز گریخت و مولانا را سوز اشتیاق این قطب دائرہ محبت در درون شعلہ زدی و بے طاقت شدہ بطرف تبریز آمد و باز شمس را ہمراہ بروم برد و مدتے دیگر روزگار در صحبت او گذرانید باز مریدان و اصحاب مولانا بمعادات شمس الدین مشغول شدند ضرورتا این نوبت عزیمت شام نمود و دو سال شمس الدین در نواحی شام بود و در آرزوئے او مولانا میسوخت و قوالان را امر فرمود تا سرود عاشقانہ مے خواندند و شب در روز بسماع مشغول شدہ بود و اکثر غزلیات کہ در دیوان مولانا مسطور است در فراق شمس الدین گفتہ و گویند در خانہ مولانا ستونے بود چون غرق بحر محبت شدی دست دران ستون زدے و بچرخ آمدی و اشعار گفتے و خواندے و ہم دم آن اشعار نوشتندے و حالات مولانا طولے دارد و این کتاب تحمل تحریر آن نمے آورد ہر کس را ذوق دانستن حالات مولانا باشد رجوع برسالہ ولدنامہ نماید کہ جمیع این حالات دران رسالہ مندرج است و دیوان اشعار مولانا سی ہزار بیت است و مثنوی را چہل و ہشت ہزار بیت گفتہ اند و بعضے زیادت و بعضے کم نیز گفتہ اند۔

آنانکہ بسر در طلب کعبہ دویدند　　چون عاقبت الامر بمقصود رسیدند

از سنگ یکے خانہ اعلائے مکرم　　اندر وسط وادی بے زرع بدیدند

رفتند درو تا کہ ببینند خدا را　　بسیار بجستند خدا را و ندیدند

چوں معتکف خانہ شدند از سرمستی — ناگاہ خطابے ہم ازاں خانہ شنیدند
کے خانہ پرستاں چہ پرستید گل و رنگ — آں خانہ پرستید کہ خاصاں طلبیدند
خوش وقت کسانیکہ چو شمس الحق تبریز — در خانہ نشستند و بیاباں نبریدند
ایں خانہ دل خانہ حق واحد مطلق — خوش وقت کسانیکہ دراں خانہ خزیدند

و ہذہ المثنوی المولوی فی معرفۃ الروح۔

خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست — شمس جاں باقی است او را امس نیست
شمس در خارج اگرچہ ہست فرد — مثل او ہم مے تواں تصویر کرد
در تصور ذات او را گنج کو — تا در آید در تصور مثل او
من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست — شرح آں یاری کہ او را یار نیست
شمس جاں کو خارج آمد از اثیر — نبودش در ذہن و در خارج نظیر
میرہند ارواح ہر شب از قفس — فارغاں نے حاکم و محکوم کس
رفتہ در صحرائے بیچوں جان فشان — روح شان آسودہ و ابدانشان
جاں ہمہ روز از لگد کوب خیال — از زیان سود و از خوف زوال
نہ صفائی ماندش و نہ لطف و فر — نہ بسوئے آسماں راہ سفر
جاں ہائے بستہ اندر آب و گل — چوں رہند از آب و گل باشاد دل
در ہوائے مہر او رخشاں شوند — ہمچو قرص بدر بے نقصان شوند
روح صافی بستہ ابداں شدہ — آب صافی در گلے پنہاں شدہ
مرغ کو اندر قفس زندانے است — مے نجوید رستن از نادانی است
روحہائے کز قفس ہا رستہ است — انبیا شان رہبر و شایستہ است
آں بزرگاں ایں نگفتند از گزاف — چشم پاکاں روشن افتاد است و صاف
گفتشان نفستان و نقشتان — جملہ روح مطلق است و نخشتان
زیر و بالا پیش و پس وصف تن است — بے جہت ہا ذات جاں روشن است
طفل روح از شر شیطاں باز کن — بعد از آنکش با ملک انباز کن

تا تو تاریک و ملول و تیرهٔ     زانکه با دیو لعین همشیرهٔ

روح را توحید الله چون سر است     غیر ظاهر دست و پائے دیگر است

بحر علمے در نمے پنهان شده     در سه گز تن عالمے پنهان شده

جان بے کیفی شده محبوس کیف     آفتاب و حبس عقده است حیف

هرکرا باشد مثل گلشن وطن     کے خورد او باده اندر گولخن

جائے روح پاک علیین بود     کرم باشد کش وطن سرگین بود

خود جهان جان سراسر آگهی است     هرکه بیجان است از دانش تهی است

جان اول مظهر درگاه شد     جان جان خود مظهر الله شد

وفات مولانا در شهر قونیه روم بوده در شهور سنه ۶۷۲ھ مرقدش در قونیه است سن مبارک مولانا شصت و نه سال بوده و بعد از وفات مولانا سلطان ولد که خلف صدق مولاناست در جائے مولانا و سلطان ولد عارف و محقق عالم بوده است و کتاب ولدنامه بدو مشهور است و درین روزگار صومعه و خانقاه مولانا درجهٔ اعلیٰ دارد و مقصد زوار است و بر سر روضه مولانا علی الدوام سفره مهیا و فرش و روشنائی مرتب است و بسیار اوقاف بر آن بقعه سلاطین روم مقرر داشته اند و قبر شاه شمس الدین تبریزی در قونیه است و وفات شاه شمس الدین بعد از رحلت مولانا بوده و بعضے گویند که مولانا را جذبه پیدا شده ترک درس و افاده کرده مردم قونیه آن حال را تصور کردند که از سبب شمس الدین است و شمس الدین را دشمن بودند تا فرزندے از فرزندان مولانا را بران داشتند که دیوار بر سر شمس انداخت اما این قول را در هیچ نسخه و تاریخ که بر آن اعتمادے باشد ندیده ام بلکه از درویشان و مسافران شنیده ام لاکن این قول اعتماد را نشاید و آنچه عارف جامی در کتاب نفحات الانس میگوید این است که شیخ شمس الدین تبریزی با مولانا صحبتے خاص داشته که جماعت بیباک با یکے از فرزندان مولانا کمین کرده اند و یکے ازان اشارتے شیخ شمس الدین کرده حضرت شیخ شمس الدین روانی برجسته مولانا گفته که مرا بکشتن مے طلبند و بیرون رفت ازان بے باکان یکے زخمے بر تن شیخ زدے او نعره زد که از هیبت نعره او همه بیهوش شده اند چون مولانا بیرون آمد غیر از چند قطرهٔ خون ازان سلطان عاشقان اثرے نیافته و در فوت آن

سلطان عارفان اختلاف است العلم عند الله ـ بیت

سر عارف بجز از دیدۂ عارف نشناخت　　شمس تبریز کند فہم کہ مولانا کیست

اما سلطان علاء الدین کیقباد از نژاد سلاطین سلجوقیہ است و چون سلطان ملک شاہ روم را مسخر کرد برادر خود سلیمان شاہ بسلطنت روم فرستاد و از عہد ملکشاہ تا روزگار غازان خان روم بتصرف سلجوقیہ بودہ است و علاء الدین پادشاہ با عدل و داد و محب علماء بودہ و در حدود ملاذکرد شہرے بنا کردہ بصفت رومیہ از قیاصرہ مثل او سلطنتے بسزا ہیچ پادشاہے را میسر نشدہ و در شہور سنہ سبع و اربعین و ستمایہ ازین دار فنا رخت بدار بقا کشیدہ ـ

## ذکر املح المتکلمین مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی رہ

و لقب شیخ مصلح الدین است در فضل و کمال و حسن سیرت او صاحب کمالان متفق اند صد و دو سال عمر یافت سی سال بتحصیل علوم و سی سال بسیاحت مشغول بودہ و تمام ربع مسکون را مسافرت و سی سال دیگر بر سجادہ طاعت نشستہ است و راہ و طریق مردان پیش گرفت زہے عمرے بدین طریق صرف شدہ باشد و شیخ در روزگار اتابک سعد بن زنگی بودہ و گویند پدر شیخ ملازم اتابک بودہ و وجہ تخلص سعدی بدان جہت است و دیوان شیخ را کملان شعر گفتہ اند در ابتدائے حال در مدرسہ نظامیہ بغداد و در حلقہ شیخ الشیوخ العارف ابو الفرج ابن الجوزی بتحصیل مشغول بودہ و بعد ازاں بعلم باطن و سلوک مشغول گشتہ و مرید شیخ الشیوخ عبد القادر گیلانی است و در صحبت شیخ عبد القادر عزیمت حج نمود و بعد ازاں گویند چہاردہ نوبت حج کردہ بیشتر پیادہ و بغزا و جہاد بطرف روم و ہند رفتہ و آں درجہ یافتہ و این باب در بوستان گوید ـ بیت

در اقصائے عالم بگشتم بسے　　بسر بردم ایام با ہر کسے

تمتع بہر گوشۂ یافتم　　ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم

حکایت کنند کہ شیخ در آخر حال در شیراز زاویہ در بیرون شہر اختیار کردہ و از صومعہ خود بیرون نیامدے و بطاعت و عبادت و مراقبت اشتغال داشتے سلاطین و بزرگان و صلحا بزیارت شیخ رفتندے و طعام ہائے لذیذ بجہت شیخ بردندے و شیخ از آنچہ خوردے و از آنچہ قسمت کردے و ہرچہ

باقی ماندے در زنبیلے کردے و آں زنبیل را از روزن بالاخانہ آویختے و راہ ہیزم کشان شیراز از زیر بالاخانہ شیخ بودے ہیزم کشان گرسنہ آں کلیچہ حلوا و بریانہا متکلف را بکار بردند سے گویند کہ شخصے جامۂ ہیزم کشان پوشیدہ خواست تا بامتحان آں سفرہ را لقمہ سازد چوں دست بزنبیل دراز کرد دستش در ہوا خشک شد فریاد برآورد کہ اے شیخ بفریادم رس شیخ فرمود کہ اگر ہیزم کشی مشقت شب گیر و ضربت خار و آبلہ دستت کو و اگر غارت گر و دزدے کند سلاح و دل سختت کو کہ سلیح ہیچ زخمی بنالہ درآمدی و در حال شیخ دعا کرد و آں سیاہ دل بدبخت عافیت یافت و آں سفرہ نعمت بدو بخشید حکایت آوردہ اند کہ عابدے از صلحا شیراز کہ بحضرت شیخ نہانی انکار داشت در خواب دید کہ در عرش جوش و خروشے پیدا شد و جمعے از روحانیان زمزمہ میکنند چوں نیک استماع کرد میگفتند کہ ایں بیت سعدی شیرازی کہ در یں گفتہ با تسبیح و تہلیل یکسالہ جمیع ملائکہ مساوی است آں عابد بیدار شد فی الحال عقدۂ انکار از دل کشاد و بدر زاویہ شیخ رفت دید کہ شیخ بیدار نشستہ و زمزمہ مے کند و ذوقے و حالے دارد و ایں بیت مے سراید و مینویسد ایں مطلع آں غزل است۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار　　ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

عابد در قدم شیخ افتاد و شیخ را بر حال مطلع گردانید و بشارت داد و در لطائف و ظرائف و نازکی طبع شیخ را درجہ عالی بودہ و ہموارہ با مستعدان صحبت داشتے و باوجود استغراق حال با اہل فضل اختلاط کردے و مطائبت و بذلہ گفتے چنانچہ آوردہ اند کہ خواجہ ہمام الدین تبریزی کہ مرد اہل دل و صاحب فضل و خوش طبع بود و صاحب جاہ و متمول بودہ و معاصر شیخ سعدیست روزے شیخ در تبریز بحمام رفت خواجہ ہمام نیز بعظمتے تمام در حمام بود شیخ طاسی آب آوردہ بر سر خواجہ ہمام ریخت خواجہ پرسید کہ ایں درویش از کجاست شیخ گفت از خاک پاک شیراز ہمام گفت عجب حالی است کہ شیرازی در شہر ما از سگ بیشتر است شیخ تبسم کرد و گفت کہ ایں صورت خلاف شہر ماست کہ تبریزی در شیراز از سگے کمتر است خواجہ ہمام بہم برآمد و از حمام بدر آمد و شیخ نیز از حمام بیرون آمدہ بگوشہ نشست و جوانی صاحب جمال چنانچہ رسم است خواجہ را باد مے کرد و خواجہ ہمام میان شیخ و آں جوان حایل بود و دریں حالت خواجہ از شیخ سعدی پرسید کہ سخنہائے ہمام

در شیراز مے خوانند شیخ گفت بلے شہرتے عظیم دارد گفت ہیچ یاد داری گفت یک بیت یاد دارم ـ بیت

در میان من و دلدار حجابست ہمام　　وقت آنست کہ این پردہ بیکسو فگنیم

خواجہ ہمام را اشتباہ نماند کہ این ہر و سعدی ست سوگندش داد کہ تو سعدی ہستی شیخ سعدی گفت بلے خواجہ ہمام در قدم شیخ افتاد و عذر خواست و شیخ را بخانہ برد و ضیافت کرد و تکلف ہائے لطیف مے نمود و صحبت ہائے خوب مے داشتند و خواجہ بیشتر از غزلیات شیخ را جواب میگویند چوں غزلیات و قصاید شیخ بغایت لطیف است واجب بود زیادہ از دستور دریں تذکرہ نوشتن در توحید و شکر باری تعالیٰ این قصیدہ شیخ راست ـ

فضل خدای را کہ تواند شمار کرد　　یا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد

آن صانعے لطیف کہ بر فرش کائنات　　چندیں ہزار صورت الوان نگار کرد

بحر آفرید و بر و درختان و آدمی　　خورشید و ماہ انجم و لیل و نہار کرد

الوان نعمتے کہ نشاید سپاس گفت　　و اسباب راحتے کہ نتوانی شمار کرد

آثار رحمتے کہ جہاں سر بسر گرفت　　و احمال نعمتے کہ فلک زیر بار کرد

در چوب خشک میوہ و در نے شکر نہاد　　وز قطرہ دانہ در شاہوار کرد

مسمار کوہسار بنطع زمیں بدوخت　　تا فرش خاک بر سر آب استوار کرد

اجزاء خاک تیرہ بتاثیر آفتاب　　بستان میوہ و چمن و لالہ زار کرد

ابر آب داد بیخ درختان تشنہ را　　شاخ برہنہ پیرہن نو بہار کرد

توحید گوے او نہ بنی آدمند و بس　　ہر بلبلے کہ زمزمہ بر شاخسار کرد

شکر کدام فضل بجاے آورد کسے　　حیران بماند ہر کہ دریں افتکار کرد

لال است در دہان بلاغت زبان نطق　　از غایت کرم کہ نہان آشکار کرد

بخشندہ کہ سابقہ فضل و رحمتش　　ما را بحسن خاتمت امیدوار کرد

اے قطرہ منی سر بیچارگی بنہ　　کابلیس را غرور منی خاکسار کرد

پرہیزگار باش کہ دادار آسمان　　فردوس جاے مردم پرہیزگار کرد

نابرده رنج گنج میسر نمی‌شود — مزد آن گرفت جان برادر که کار کرد
هر کو عمل نکرد و عنایت امید داشت — دانه نکشت ابله و دخل انتظار کرد
دنیا که جسر آخرتش خواند مصطفیٰ — جائے نشستن نیست بباید گذار کرد
دار القرار خانهٔ جاوید آدمیست — اینجائے رفتن است نباید قرار کرد
چند استخوان که هاون دوران روزگار — خوردش چنان بکوفت که خاکش غبار کرد
ظالم نماند و قاعدهٔ زشت او بماند — عادل برفت و نام نکو یادگار کرد
قارون ز دین برآمد و دنیا برو نماند — بازے رکیک بود که موشے شکار کرد
بعد از خدائے هر چه پرستند هیچ نیست — بیچاره آنکه بر همه هیچ اختیار کرد
ما اعتماد بر کرم مستعان کنیم — کان تکیه باد بود که بر مستعار کرد
این گوے دولتست که بیرون نمی‌برد — الا کسے که در ازلش بخت یار کرد
بیچاره آدمی چه تواند بسعی و جهد — چون هر چه بود نیست قضا کردگار کرد
او پادشاه و بندهٔ نیک و بد آفرید — بدبخت و نیک بخت و گرامی و خوار کرد
سعدی چو هر نفس که بر آورد در سحر — چون صبح در بسیط زمین انتشار کرد
نقش نگین خاتم دولت بنام آنک — در گوش دل نصیحت سعدے گوشوار کرد
بالا گرفت و خلعت الا امید داشت — هر شاعری که مدح ملوک اختیار کرد
شاید که التماس کند خلعت قبول — سعدی که شکر نعمت پروردگار کرد

وله

یا رب از ما چه صلاح آید اگر تو نپذیری — بخداوندی و لطفت که نظر باز نگیری
ور دو پنهان بتو گویم که خداوند رحیمی — یا نگویم که تو خود واقف اسرار ضمیری
همه مخلوق جهان مستعد مرگ و فناست — تو حی آن حی توانا که نمردی و نمیری
خالق خلق و فروزندهٔ مشکوة نجومی — رازق رزق و برازندهٔ خورشید منیری
سعدیا مالک ملکست قوی و تو ضعیفی — چاره درویشی و فقر است گدائی و فقیری

وله

منقلب درون جامۂ ناز    چہ خبر دارد از شبان دراز
غافل انجام عشق مے داند    کہ در اول نمے کند آغاز
جہد کردم کہ دل بکس ندہم    چہ تواں کرد بادو دیدۂ باز
زینہار از بلائے تیر نظر    کہ چو رفت از کماں نیاید باز
مگر از شوخی تذرواں بود    کہ فرو دوختند دیدۂ باز
محتسب در قفائے رنداں است    غافل از صوفیان شاہد باز
پارسائے کہ خمر عشق چشید    خانہ گو با معاشراں پرواز
ہر کرا با گل آشنائی بود    گو برو با جفائے خار بساز
ہیچ بلبل ندارد ایں دستاں    ہیچ مطرب نیارد ایں آواز
ہر متاعے ز معدنے خیزد    شکر از مصر و سعدی از شیراز

اما شیخ را در کتاب گلستان و بوستان لطایف و ظرایف بسیار است ہر چند آں دو کتاب شہرت تمام دارد چند بیت از بوستان و لطیفہ چند از گلستان لایق نمود درین کتاب نوشتن تا فخر روزگار شود من کتاب بوستان۔

شنیدم کہ در روزگار قدیم    شدی سنگ در دست ابدال سیم
مپندار کیں قول معقول نیست    چو راضی شدی سیم و سنگت یکیست
خبر دہ بدرویش سلطاں پرست    کہ سلطاں ز درویش مسکین تراست
گدا را کند یک درم سیم سیر    فریدوں بملک عجم نیم سیر
نگہبانی ملک و دولت بلاست    گدا پادشاہ ہست نامش گداست
گدائے کہ بر خاطرش بند نیست    بہ از پادشاہے کہ خورسند نیست

ولہ

شنیدم کہ یک روز در دجلہ    سخن گفت با عابدے کلہ
کہ من فر فرماندہی داشتم    بسر بر کلاہ شہے داشتم
سپہرم مدد کرد و بخت اتفاق    گرفتم بباز وئے دولت عراق

طمع کرده بودم که کرمان خورم     که ناگاه بخوردند کرمان سرم

من کتاب گلستان حکمت۔

حکیمے را پرسیدند که نیک بخت کیست و بدبختے کیست گفت نیک بخت آنکه خورد و کشت و بدبخت آنکه مرد و هشت حکمت مال دنیاوی بیارے بده که دستت گیر یا بسگی ده که پایت نگیرد فایده عمل سلطان گنجست و طلسم یا گنج برگیری یا در طلسم بمیری اما وفات شیخ در محروسه شیراز در روزگار اتابک محمد شاه بن سلغر شاه بن سعد زنگی بوده و عزیزی در وفات آن شیخ بزرگوار بگوید۔

شب آدینه بود و ماه شوال     ز تاریخ عرب خ ص آ سال ۶۹۱

همائے روح پاک شیخ سعدی     بیفشاند از غبار تن پر و بال

ایضاً همائے روح پاک شیخ سعدی     چو در پرواز شد از روئے اخلاص

مه شوال بود و شام جمعه     که در دریائے رحمت گشت غواص

یکے پرسید سال فوت گفتم     ز خاصان بود زان تاریخ شد خاص

و تربت شیخ سعدی اکنون در شیراز جائے فرح بخش و حوض با صفاست و عمارات بے نظیر آنجاست و مردم را بدان مرقد ارادت است اتابکان شیراز حاکمان خیر و عادل بوده اند و اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی مردے بس نیکو سیرت و عادل بوده است در شیراز دار الشفائے مظفری بنا کرده مساجد و رباطات و بقاع خیر بسیار بنا فرموده در شهور سنه تسع و ستین و ستمایه بجوار رحمت حق پیوست و بعد از وفات اتابک ابوبکر سعد بن ابی بکر که در کرم و فضیلت یگانه روزگار بود بدو روضه که سکه و خطبه بالقاب مبارکش مزین شاره بود و در طرطوس بجوار رحمت حق پیوست و عزیزی این رباعی مے گوید۔

اے چرخ جفا پیشه عالی بنیاد     هرگز گره بسته ما را نگشاد

هر جا که دلے دید که داغے دارد     داغے دگرش بر سر آن داغ نهاد

و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میآورد که در روزگار ملکشاه بن محمود بن محمد بن ملکشاه سلجوقی در حدود سنه ثمان و خمسین و خمسمایه اتابک سنقر بر ملک شاه مذکور خروج کرده و فارس را فرو گرفت مردے شجاع و تهور بود و مسجد سنقری در شیراز او بنا کرده تا روزگار غازان خان فارس

در تصرف اتابکان سنقری بوده وایشان از موالی سلاطین سلجوقیه بوده اند اما بمکارم اخلاق وسیرت نیکوئی نیکنامی از میدان روزگار ربوده اند وسلطنت اتابکان در فارس یکصد وبیست سال وکسری بوده ودر روزگار غازان خان سلطنت فارس از اتابکیه منتقل بسلاطین مغول شده ـ

## ذکر شیخ المعارف اوحدالدین مراغه

مرد موحد عارف گرم رو بوده است وباوجود کمال وعرفان وسلوک در فضیلت ظاهری هیچ کمی نداشته مرید شیخ الشیوخ اوحدالدین کرمانی بوده واوحدی بدان جهت تخلص میکند و اوحدالدین کرمانی یکی از اکابر اولیاست ومرید شیخ الاسلام والمسلمین شهاب الدین ابوحفص عمر السهروردی بوده ودر چهار رکعت نماز خفتن تمام قرآن را ختم کرده ودر سلوک مقام عالی داشته خلیفه بغداد المستنصر بالله مرید او شده واین رباعی اوراست ـ

اوحد دم دل میزنی اما دل کو     عمریست که راه میروی منزل کو
تا چند زنی لاف ز زهد وطاعات     هفتاد دو چله داشتی حاصل کو

و شیخ اوحدالدین کرمانی رباعیات میگفته اما اوحدی مراغی مردیست فاضل است کتاب جام جم را او نظم کرده وترجیع او در میان موحدان شهرتی عظیم دارد ودیوان اوحدی ده هزار بیت باشد و سخن بس موحدانه میگوید ودر نامه باسم خواجه ضیاء الدین یوسف بن خواجه اصیل الدین بن ملک الحکما خواجه نصیر الدین طوسی ره گفته بسیار نازک ولطیف فرموده واین قصیده اوراست ـ

این چرخ گرد گرد کواکب نگار چیست     وین اختر ستیزه گر کینه دار چیست
هان ای حکیم هرچه بپرسم جواب گوی     تا منکشف شود که درین پود وتار چیست
پروردگار ونقش پذیرنده خلق     تا نفس خود چه باشد وپروردگار چیست
این اختلاف عنصر واین اختلاف دهر     درین کارخانه هفت وچهار چیست
بوجهل را خلاصه است احمد از چه خواست     وآن اتفاق ثانی صدیق غار چیست
در یک مجلس مجالست زهر ونوش چه     در یک مکان مؤانست گنج ومار چیست
در قرب وبعد یکدگر این هر دو نور بخش     خورشید ومهر وتموز وبهار چیست

منزل یکے وراہ یکے وروش یکے | چندیں ہزار تفرقہ در ہر کنار چیست
رومی رخان صورت اعمال صالحان | گرد وجود ایں تن زنگی شعار چیست
آوردنش بعالم و بردن بخاک چہ | پروردنش بشکر و کردن شکار چیست
ایں روز روشن و شب تاریک را چہ حال | ایں خاک ساکن فلک بیقرار چیست
اصل فرشتہ از چہ و نسل پری ز کہ | ویں آدمی بدیں نسب و اعتبار چیست
در زیر دار ایں فلک بیگناہ کش | چندیں ہزار پیکر پایدار چیست
گوش ملوک از لمن الملک چوں پرست | ایں نخوت و تکبر و ایں گیر و دار چیست
اے نقشبند صورت و معنی بگو کہ تا | زیں نقشہا ارادت صورت نگار چیست
تا کے دوی چنیں بہ یمین و یسار جان | نادیدہ ایں قدر کہ یمین و یسار چیست
یا ما ہزار گونہ مباہات مے کنی | اے مدعی بگو کہ یکے از ہزار چیست
از روز آمدن تو اگر واقفی بعلم | در روز رفتن ایں فزع زینہار چیست
یا در حصار ایں فلک تیز گردشیم | از وحال بے خبر کہ درون حصار چیست
با اوحدی ز آتش دوزخ سخن مگو | در دست ایں شکستہ دل خاکسار چیست
چوں بود اوحدی ز میان رفت بر کنار | چوں غیر حق نماند بگو خاکسار چیست

وایں غزل ہم اوراست۔

ہر گل از عنبر کمندی بستۂ | گرد ماہ از مشک بندی بستۂ
میوہ وصلت بما کمتر رسد | زانکہ بر شاخ بلندی بستۂ
تا برہستی بار تبر بند اے پسر | بر دو عالم کوہ سمندی بستۂ
عاشقانے را کہ در دام تو اند | چند را کشتی و چندی بستۂ
اوحدی را کے پسندے بعد ازیں | زانکہ دل در ناپسندی بستۂ

و شیخ اوحدی غزلیات عاشقانہ و اشعار عارفانہ خوش میگوید و بغایت سخن او پر حال است

حکایت کنند کہ کتاب جام جم را شیخ اوحدی در اصفہان نوشتہ در قریب یکماہ چہار صد سواد مستعدان روزگار ازاں کتاب برداشتہ اند باوجودِ جم اندک آں کتاب را بہ بہائے بسیار خرید و فروخت میکردہ اند

وآں کتاب درمیان مستعدان بسیار مکرم بود ودریں روزگار آں نسخه متروک است والحق آں نسخه در آداب طریقت مستحسن نسخه ایست و یک بیت ازاں مثنوی نوشته اند تا وزن ابیات آں را نموداری باشد۔

اوحدی شصت سال سختی دید تا شبے روئے نیک بختی دید

وظهور شیخ اوحدی در روزگار ارغون خان بوده و وفات او در اصفهان بعهد دولت سلطان محمود غازان خان بوده در ظهور سنه سبع و تسعین و ستمایه و مرقد شیخ اوحدی در اصفهان است و اہل اصفهان اعتقادے بداں مزار دارند و غازان پسر ارغوان خان است پادشاہے سعادت مند و صاحب توفیق بود و بعد از ارغون خان بر تخت سلطنت نشست و جهان را بنور عدل بیاراست و حق تعالی او را بنور اسلام آراسته و از عالم یگانگی نسیم انس بدل او وزید و از بیگانگی بیگانگی رسید بدان واسطه اسلام در لشکر مغول شائع شد و صاحب تاریخ گزیده مے آورد که سبب اسلام غازان خان امیر نوروز بن ارغون آقا شد و پیوسته کیش اسلام را امیر نوروز فیروز بخت در دل خان آرایش مے داد و نکوهش کفر میکرد تا وقتیکه سلطان در نواحی زنجان با بایدو خان مصاف میداد و چوں روبروے شدند لشکر بایدو خان دو برابر لشکر غازان خان بود غازان خان متوهم شده میخواست که روگردان شود امیر نوروز فیروز بخت گفت اگر [illegible] امروز براه اسلام در آید و از ظلمت کفر بنور ایمان مشرف شود هر آئینه حق سبحانهٗ فتح و نصرت ارزانی دارد و حق بر باطل غلبه کند کما قال الله تبارک و تعالی قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا خان گفت هر آئینه چنین است و اگر حق تعالی مرا بر دشمن ظفر دهد عهد کردم که بدین اسلام در آیم و از شرک و کفر تبرا نمایم همان ساعت حق تعالی ظفر ارزانی فرمود و لشکر بایدو خان بے آنکه جنگ شود بهزیمت شدند و غنیمت بسیار بلشکر غازان خان رسید بعد از دو روز امیر نوروز بعرض خان رسانید که حق سبحانهٗ و تعالی نصرت ارزانی داشت خان نیز وعده و عهدے کرده بود و بوفا رسانید و چوں نور ایمان در دل خان مشتعل شد و قابل بود و سخن امیر نوروز موثر شده بلکه جذبه حقانی کشش و کوشش کرد۔

آنرا که بدانیم که او قابل عشق است رمزے بنمائیم و ز آتش را برهانیم

خان فرمود که البته کاملی بیباید که ازین دین تا من بواسطهٔ او از کفر تبرا نمایم و بارشاد او مسلمان
شوم و آداب و ارکان مسلمانی بمن آموزد فی الحال رقم بر شیخ الاسلام مفخر العارفین سلطان المحدثین
صدر الدین ابراهیم بن شیخ العارف المحقق سعد الحق والدین الحموی قدس سره زدند و او را
باسب یام از بحر آباد باندک فرصتی بآذربایجان بردند و بعد از جشنها و طویها و اختیار ساعت
خان غسل اسلام برآورد و بخرقهٔ حضرت شیخ مذکور مشرف شد چون هزار دستان کلمهٔ توحید سرائیدن گرفت
و باتفاق او تمامی امرا و ارکان دولت و لشکریان بدین اسلام مشرف شدند و به تهنیت اکابر
نثارها کردند و باطراف ممالک بشارتها فرستادند و فتح نامها نوشتند و این حالت در شعبان المعظم
سنه احدی و تسعین و ستمایه بود و در بناکتی در شهور سنه ثلاث و تسعین و ستمایه نوشته العلم
عند الله و امیر نوروز فیروز بخت با وجود سعادت اسلام بشهادت نیز مشرف شد نیز درجهٔ عالی که
حق تعالی او را کرامت فرمود و شهادت امیر نوروز در هرات بوده نماز شام سه شنبه بیست و دوم
شوال سنه ست و تسعین و ستمایه ۔

## ذکر شیخ العارف فخر الدین عراقی رہ

وهو ابراهیم بن شهریار العراقی مولد او همدان است مرد محقق و سالک بود و مرید شیخ الشیوخ
شهاب الدین سهروردی است قدس سره العزیز سخنها پرشور و عارفانه دارد و در وجد و حال بی نظیر
عالم بوده و موحدان و عارفان سخن او را معتقدند و چندین تصنیف مرغوب در تصوف دارد و لمعات
لمعه از اشعهٔ خاطر پرنور آن بزرگوار است حکایت کنند که شیخ عراقی را همواره با صاحب جمالان نظر پاک
اتفاق بوده روزی حضرت شیخ شهاب الدین را گفتند که عراقی در بازار [illegible] نشسته
و نظاره میکند شیخ عراقی را ملامت کرد و گفت این نظر که [illegible] انگشت آتش در خانهٔ ناموس درویشان
می زنی آخر نمی بینی که حرف گیران در کمین اند و بدگمانان گوشه نشین عراقی در جواب گفت شیخنا غیر
کجا است که تو دوی می بینی غالباً شیخ ازین گستاخی عراقی ملول شد و عراقی مدتی تضرع و زاری کرد تا
شیخ بدو دل خوش شد و او این جرات عراقی را گفت ترا به هند بباید رفت و چندگاه در آن با ضعفا
همچو نقره در بوته بپالود و در آن سواد و ظلمت بباید شد شیخ عراقی را حواله شیخ الشیوخ السالک المحقق

قطب دایره ابدال و اوتاد فخر الواصلین شیخ بهاء الدین زکریا مولتانی که از جمله خلفاء شیخ الشیوخ شهاب الدین مذکور بوده نمود عراقی سفر مولتان و هندوستان پیش گرفت و در خدمت شیخ مولتان بسلوک مشغول شد و در آن سفر او را فتوحی زیاده از وصف دست داد و در حالت سوز و فراق و فرط اشتیاق و دوری از وطن و مهجوری از مسکن اشعار پرشور فراوان گفته و اهل هند را نسبت بعراقی اعتقاد بلیغ دست داد و شیخ بهاء الدین زکریا دختر خود را به نکاح عراقی درآورد و گویند در مدت چهار سال شیخ عراقی در هند چهار اربعین برآورده و شیخ بهاء الدین ذکریا همواره مراقب حال عراقی بوده و اکرام او نموده و از سخنان شیخ عراقی او را ذوق و حالی پیدا شده گویند که شبی شیخ بدر خلوت عراقی رسید شنود که عراقی زمزمه میکند و میگوید این غزل می خواند و می نوید

نخستین باده کاندر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند
چو با خود خواستند اهل طرب را شراب بیخودی در کام کردند
برای صید مرغ جان عاشق ز زلف فتنه جو یان دام کردند
بعالم هر کجا رنج و بلا است بهم بردند و عشقش نام کردند
چو خود کردند سر خویشتن فاش عراقی را چرا بدنام کردند

شیخ را بر غریبی و افتقار عراقی رحم آمده گریان شد و گفت وقت آن است نیاز ما و سلام ما بحضرت حقایق پناه شیخ شهاب الدین رسانی و عراقی را اجازت داد و او را بعراق فرستاد و شیخ شهاب الدین قبل از وصول عراقی به بغداد بجوار رحمت حق پیوست و شیخ عراقی ازین صورت مهجور شد و بعد از زیارت مرقد مبارک شیخ عزیمت شام نمود و چند وقت در شام بسلوک مشغول بوده در شهور سنه تسع وسبعمایة و شهاب الدین [illegible] در دمشق بجوار رحمت حق واصل شد هشتاد و دو سال عمر یافت و مرقد مبارک او در جبل صالحیه است و در قدم حضرت قدوة العارفین شیخ الشیوخ محی الدین الاعرابی قدس سره العزیز آسوده است اما شیخ الشیوخ محی الدین اعرابی را نسب بحاتم طائی میرسد و اندلسی است در روزگار خلفا عدی بن حاتم طائی باندلس رفت و آن دیار بگشود و فرزندان از نسل او در اندلس ماندند و نسب شیخ محی الدین بدان قبیله میرسد و این رباعی شیخ محی الدین راست۔

قلبی قطبی و قالبی لبنانی　　سرّی عشقی و مشربی عرفانی
هارونی روحی و کلیمی عقلی　　فرعونی نفسی والهوا هامانی

اما نام سلطان محمد خدابنده اولجایتو خان سلطان بوده است و نسب او ازین ابیات معلوم میشود که یکی از افاضل گفته.

شاه الجایتو بن ارغون بن اباقاخان　　بن هلاکوخان بن تولی بن چنگیزخان

و بعد از ارغون خان غازان خان پادشاه شد و اولجایتو از میان گریخت و چند سال در نواحی کرمان و هرموز با خربندگان میگردید و بدان سبب خربنده میگفتند و بعضی گویند چنین است بلکه قرزتاییست که بسیار نیکو روییست باشد پدر و مادر او را نام زشت نهند تا چشم زخم بروی کار نکند و ازین جهة او را خربنده میگفتند اند و در سنه ثلاث سبعمایه بعد از وفات غازان خان بر تخت سلطنت قرار یافت پادشاهی عادل و هنرمند و هنرپرور بوده رای صواب نمای او همیشه برونق ملک مشغول بودی و وزارت بخواجه رشید الدین که در اصل همدانی است داد و وزیری فاضل بوده و در تبریز عمارت رشیدیه را او ساخته و از ان عالی تر در عالم نشان نمی‌دهند که بر کتابهٔ آن عمارت نوشته که هما ویران کردن این عمارت از ساختن آن عمارت مشکل تر است و خواجه رشید تاریخ جامع رشیدی نوشته و رسایل دیگر در حکمت عملی و هندسه و غیر ذالک باو منسوب است خواجه صاحب کرم و فاضل بوده و در خطبهٔ تاریخ یاد نموده که کتابت این تاریخ بعد از ادای فریضهٔ صبح اورا تا طلوع آفتاب بوده و چون در اوقات دیگر فراغت بواسطهٔ امور ملکی و اشتغال دیوانی میسر نبوده و سلطان محمد خدابنده در سنه اربع عشر و سبعمایه وفات یافت سی و شش سال و بقولی سی و هشت سال گذرانیده عمر داشت و در گنبد سلطانیه مدفون است و قلعهٔ شهر سلطانیه از بناهای اوست ۔

## ذکر ملک الافاضل خواجه همام الدین تبریزی

دانشمند و فاضل بوده و با وجود فضیلت جاه بر کمال داشته و حکام و وزرا دایم الاوقات طالب صحبت او می بوده اند عارف و خوش طبع بوده حکایت کنند که روزی خواجه هارون بن خواجه شمس الدین صاحب دیوان را بشوق شخانقاه بود و چهار صد صحن چینی دران مجلس حاضر گردانیده جاه و

حال علما در روزگار گذشته بدین منوال بوده و این غزل در آن روز بدیهه گفته۔

نه انه امروز بهشت است که رضوان اینجاست　　وقت پروردن جان است که جانان اینجاست

بر سر کوه عجب بارگهی می بینم　　کوه طور است که موسی عمران اینجاست

مست اگر نقل طلب کرد بیا زار مرو　　مغز بادام تر و پسته خندان اینجاست

شکر از مصر به تبریز میارید دگر　　بحدیث لب شیرین شکرستان اینجاست

کلبه تیره این رند گدا شاه نشین　　شده امروز که با مرتبه سلطان اینجاست

بعد ازین غم مخور از گردش ایام همام　　هرچه آن آرزوی جان تو وقت آن اینجاست

چه غم از محتسب و شحنه و غوغا کامروز　　خواجه هارون پسر صاحب دیوان اینجاست

و خواجه همام الدین از جمله شاگردان خواجه نصیر الدین طوسی است و از اقران مولانا قطب الدین شیرازی است و در شهور سنه ثلاث عشر و سبعمائه وفات یافته در تبریز آسوده است و خانقاه او معین است۔

## ذکر ملک الشعرا مولانا بدر الدین جاجرمی رہ

مرد اهل بوده و در روزگار خواجه بهاء الدین صاحب دیوان باصفهان افتاد و شاگرد خواجه مجد الدین همگر فارسی است و قصیده ابو الفتح بستی را که مطلعش این است

زیادة المرء فی دنیاه نقصان　　و ربحه غیر محض الخیر خسران

بفارسی بنظم ترجمه کرده و بسیار مستعدانه گفته و در احکام اختلاج اعضا نسخه منظوم نوشته و اشعار مصنوع بسیار میگوید و این قصیده در صنعت حذف نقط در مدح خواجه بهاء الدین او راست۔

که کرد کار کرم هر دو ادور عالم　　که کرد اساس مکارم ممهد و محکم

عماد عالم عادل سوار ساعد ملک　　اساس طارم اسلام سرور عالم

ملوک علو و عطارد علوم و مهر عطا　　سماک رمح و اسد حمله و هلال علم

سرور اهل محامد هلاک عمر عدو　　سر ملوک دل آرام ملک اصل حکم

کلام او همه سحر حلال در همه حال　　مراد او همه اعطای مال در هر دم

دل مطهر او همه دم کلام علوم — دم کرم او مورد صلاح امم
رسوم معرکه او کرده حکم عالم رو — سموم حمله او کرده کار اعدا کم
هم او و هم دل او دار ملک دل را معمار — هم او و هم دم او دررو ملک را مرهم

واین غزل هم او راست ـ

با عقیق لب او لعل بدخشان کم گیر — با گل عارض او لاله نعمان کم گیر
سخن سرکشی سرو سهی پیش مگوے — قد یارم نگر و سرو خرامان کم گیر
با وجود لب لعل و خط مشک افشانش — یا و ظلمت مکن و چشمه حیوان کم گیر
شب تار ار بجنا اگر وصل میسر گردد — با رخ چشمه خورشید درخشان کم گیر
غمزه اش بین و دگر شوخی غمزه مگوے — خط سبزش نگر و سبزه بستان کم گیر
وصل آن حور پریچهره گرت دست دهد — نام جنت مبر و ملک سلیمان کم گیر
دگرت میل تماشاے گلستان باشد — در جمالش نگر و طرف گلستان کم گیر
بدر این غزل و میران نه بدخواه تو است — از اقالیم جهان شهر سپاهان کم گیر

اما خواجه بهاء الدین پسر خواجه شمس الدین صاحب دیوان است و در روزگار وزارت پدر بشش حاکم اصفهان بود مرد با تهور و مدبر بوده و در ضبط و نسق ملک جهد و جهد عظیم داشته چنانچه صاحب تاریخ گزیده میآورد که سیاست او مرتبه بوده که اکابر اصفهان را هرگاه طلب کردی کفن و حنوط ترتیب کردندے وصیت نامها نوشتندے آنگاه پیش او رفتندے یک نوبت فرزند طفل او دست دراز کرد ریش او را بگرفت سوگند خورد که او را بیاویزد آن فرزند طفل را از ایوان درفوط کرده بیاویختند اکابر اصفهان او را بدین کردار تا ملائم دعائے بد کردند و عنقریب جوانمرگ شد و خواجه شمس الدین در مرثیه او این رباعی میگوید ـ

فرزند محمد اے فلک هندو بیت — باز ار زمانه را بها یک موییت
در حسرت قد الف پشت پدر — خم یافته بر مشابه ابرو بیت

# ذکر شیخ حسن اسفراینی رہ

مرد عارف و موحد بوده و مجذوب سالک است و مرید شیخ جمال الدین احمد ذاکر است
که از جملهٔ خلفائے شیخ علی لالا است. هر چند ذکر او داخل سلسلهٔ اولیا ست اما در شاعری نیز مکمل بوده
و اشعار ترکی و فارسی نیکو میگوید و در ترکی تخلص حسن او میکند دیوان او در آذربایجان و روم شهرتے
عظیم دارد و این غزل او راست۔

شوخ و بیرحم فتاده است نگارم چکنم — برد اندیشهٔ او صبر و قرارم چکنم
سرزنش میکنندم خلق که زاری تا کے — من دل سوخته چون عاشق زارم چکنم
ماه رویم چو بدیدار نیامد روشے — شب تاریک ستاره شمارم چکنم
یار دل برد و بپرداخت بدلدارئے من — او زمن فارغ و من بے دل و یارم چکنم
غم معشوق در افگند ز پایم چه دوا — گشت از عشق پریشان سر و کارم چکنم
چون خدا در دو جهان روئے نکو دار روا است — منکه پور حسنم دوست ندارم چکنم

اما شیخ الشیوخ قطب الفلک الولایت رضی الدین علی بن سعید الاقدس سره غزنوی بوده
و عم زاده شیخ سنائی است و پدر او همراه حکیم سنائی عزیمت کعبه کرده و در خسرو شیر گیر که از اعمال ولایت
جوین است کدخدا شده و ولایت شیخ رضی الدین علی لالا در خسرو شیر گیر بوده و در تمامی ربع
مسکون سیاحت کرده و از چهار صد شیخ بزرگ اجازت ارشاد ستانیده و در آخر دست بیعت بشیخ
ابو الجناب نجم الدین کبری داده و ابو الرضا بابا رتن هندی را در هندوریافته بابا رتن شانهٔ از شانه
هائے خود رسول صلعم باو داده بود و جان بحق تسلیم کرده میگویند بابا رتن صحبت مبارک رسول دریافته است
و بعضے گویند که از حواریان عیسیٰ است و عمر بابا رتن یک هزار و چهار صد سال هست گویند اما
وفات شیخ رضی الدین علی لالا قدس سره در شهور سنه اثنی و اربعین و ستمایه بوده هفتاد و شش
سال و بعضے هفتاد و نه سال میگویند عمر یافت و شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحموی قدس سره
هشت سال بعد از وفات شیخ علی لالا بجوار رحمت حق پیوست و عزیزی در تاریخ وفات
شیخ سعد الدین میگوید۔

وفات شیخ جهان شیخ سعد دین حموی | که نور ملت اسلام و شمع تقوی بود
بروز جمعه نماز دگر به بحر آباد | بسال ششصد و پنجاه عید اضحی بود

## ذکر سیّد العارف امیر سید حسینی قدس سره

سالک مسالک دین و عارف اسرار یقین است و رموز حقایق کنز معانی بوده و در فضیلت علوم جنید ثانی خاطر پر نور او گلشن راز و طوطی نطق او عندلیب خوش آواز و هو حسین بن عالم بن حسن الحسینی اصل سید از غور است اما در اکثر اوقات سیاحت کردی و مسکن سید شهر هرات بوده و سند خرقه سید بسلطان المشائخ شهاب الدین سهروردی میرسد سالها بسلوک مشغول بوده و با بسیارے از اکابر صحبت داشته حکایت کنند که شیخ العارف فخر الدین عراقی و شیخ اوحدی و سید حسینی هر سه فاضل مریدان شیخ شهاب الدین سهروردی بوده اند و سالے چنان اتفاق افتاد و در کرمان بخانقاه شیخ اوحد الدین هر سه بخلوت نشسته هر کدام در اثنا اربعین از سفر عالم ملکوت سوغاتی بخدمت شیخ رسانیدند شیخ عراقی لمعات و شیخ اوحدی ترجیع که بغایت مشهور است و سید حسینی کتاب زاد المسافرین بعد ازاں که شیخ هر سه را مطالعه کرد فرمود که حق تعالی وجود شریف سه دُر دریائے یقین را همواره از وفات محفوظ واراد که عجب سه گوهر یگانه از کان حقایق بیرون آورده اند فاما چوں این فرقه مسافران ممالک یقین اند آنکه زاد المسافرین آورده سیاح منازل عرفان است چوں به تقریب وصف زاد المسافرین ثبت شد ازاں کتاب فایده نوشتن واجب بود۔

این طرفه حکایتی است بنگر | روزے ز قضا اگر سکندر
میرفت همه سپاه با او | صد حشمت و مال و جاه با او
ناگه بخرابه گذر کرد | پیری ز خرابه سر بدر کرد
پیرے نه که آفتاب پر نور | در چشم سکندر آمد از دور
پرسید که این چه شاید آخر | این کیست که مے نماید آخر
در گوشه این مغاک و یگر | بیهوده نباشد این چنیں پیر

چوں راند براں مغاک چوں گور ۔۔۔ پیر از سر وقت خود نشد دور
چوں باز نکرد سوئے او چشم ۔۔۔ پرسید سکندرش بصد خشم
گفت اے شدہ غول ایں گذرگاہ ۔۔۔ غافل چہ نشستۂ دریں راہ
بہر چہ نکردی احترامم ۔۔۔ آخر نہ سکندر است نامم
دانی کہ منم بہ بخت فیروز ۔۔۔ پشت ہمہ روئے عالم امروز
دریا دل و آفتاب رایم ۔۔۔ فرق فلک است زیر پایم
پیر از سر وقت بانگ برزد ۔۔۔ گفت ایں ہمہ نیم جو نیرزد
نہ پشت و نہ روئے عالمے تو ۔۔۔ یک دانہ ز کشت آدمی تو
دوران فلک کہ بیشمار است ۔۔۔ ہر ساعتش از تو صد ہزار است
نہ غول و نہ غافلم دریں کوی ۔۔۔ ہشیار ترا ز توام بصد روی
از روز پسین چو آگہم من ۔۔۔ چوں منتظران بدیں رہم من
غافل تو کہ از برائے پیشی ۔۔۔ مغرور دو روزہ عمر خویشی
با من چہ برابرے کنی تو ۔۔۔ چو بندۂ بندۂ منے تو
دو بندہ من کہ حرص و آزند ۔۔۔ بر تو ہمہ روز سر فرازند
گریاں شد ازیں سخن سکندر ۔۔۔ بفگند کلاہ شاہے از سر
از خجلت خود نفیرے زد ۔۔۔ سر بر کف پائے پیر میزد
پیراں سرچارہ رہ نمودش ۔۔۔ کاندر ہمہ وقت یاد بودش

وفات سید حسینی در شہر ہرات بود در سنہ تسع عشر و سبعمایہ در بیرون گنبد سید السادات در قہندز مصرح مدفون ہست اما سید السادات وہو عبد اللہ بن معاویہ بن رشید بن عبد اللہ بن جعفر بن ابیطالب پدر او معاویہ بن عبد اللہ بروزگار معاویہ بن ابی سفیان در دمشق متولد شدہ و عبد اللہ بن جعفر صباح پیش معاویہ رفت معاویہ پرسید کہ شنیدم دوشینہ شما را خداوند فرزندے داد چہ نام خواہید کرد عبد اللہ گفت آنچہ شما فرمایید معاویہ گفت در بنی ہاشم معاویہ نام نبودہ مرا التماس از شما آنست کہ ایں پسر را معاویہ نام کنید عبد اللہ قبول کرد و معاویہ بہدیہ صد و بیست ہزار درہم بہ عبد اللہ فرستاد چوں آں نام بر پسر او قرار گرفت امیر المومنین حسن از روئے رنجش با عبد اللہ گفت

که اشتریت السم الحسین بثمن القلیل و عبدالله بن معاویه بروزگار ولید بن عبدالملک با عبدالرحمن اشعث
اتفاق کرده خروج کرد آخر الامر بروزگار ابومسلم بوقتی که نصر سیار با او در حدود سرخس قتال
داشت از راه کرمان بهرات افتاد متعلقان نصر با او محاربه کردند و شهید شد رضوان الله علیه اما
کتب نظم و نثر سید حسینی سی نامه است که در آوان شباب گفته است و کنز الرموز و نزهة الارواح
و زاد المسافرین و صراط مستقیم و طرب المجالس در آوان پیری گفته و شنوده ام که سید کتابی
در معارف و حقایق پرداخته عنقای مغرب نام و آن کتاب را ندیده ام و آنکه مشهور است
که سید را مردم هرات در غوغا شهید کرده اند در هیچ تاریخ و نسخه ندیده ام و نخوانده همانا چون سخن
عوام است اصل ندارد والعلم عند الله۔

## ذکر ملک الشعرا ابن نصوح حسنت افعاله و رفع الله درجه

از جمله فضلاء روزگار است و از بزرگ زادگان فارس بوده و بروزگار سلطان ابوسعید خان
ده نامه نظم کرده بنام خواجه غیاث الدین محمد بن رشید وزیر و میان مستعدان آن نسخه شهرتی عظیم دارد
و این رباعی از وست۔

با فاقه و فقر هم نشینم کردی　　بی مونس و بی یار و قرینم کردی
این مرتبه مقربان در تست　　آیا بچه خدمت این چنینم کردی

## ذکر ملک الکلام مولانا محمد بن حسام علیه الرحمة

فضل او زیاده از وصف است و شعر او را بر مولانا مظفر هروی که از اقران اوست تفضیل
میکنند و او از خاف است و دار السلطنت هراة مسکن داشته و در روزگار ملوک هرات ظهور یافته
و این قطعه در مدح ملک شمس الدین کرت گفته و تاریخ ابتدائی دولت او بیان میکند اینست۔

اضاء بشمس الدین کرت زمانها　　واجری فی البحر المرادات فلکه
ومن عجب تاریخ مبدا حکمه　　یوافق قول الناس خلد ملکه

فی شهور سنه تسع و عشرین و سبعمایه و او را مستزادی است و خواجه عبدالقادر نایینی تصنیفی

قوی و قولی برآن مستزاد ساخته است۔

آن کیست که نظر بر کنار حال گدا را دو حضرت شاہے
کز غلغل بلبل چه خبر باد صبا را جز ناله و آہے

هر چند نیم لایق درگاه سلاطین نومید نیم هم
کز روئے ترحم بنوازند گدا را گاہے بنگاہے

بر خرمن گل مار سیه حلقه کدام است بر روئے تو گیسو
حیف است که همخوابه بود ترک ختا را هندوی سیاہے

زاری و زر و زور بود مایه عاشق یا رحم ز معشوق
ما را نه زر و زور نه خود رحم شما را بس حال تباہے

تا چاه زنخدان تو شد مسکن دلها اے یوسف ثانی
صد یوسف گم گشته فزون است نگارا در هر بن چاہے

اندام تو در بند قبا شرط نباشد الا که بدوزند
از لاله سیراب بقد تو قبا را وز غنچه کلاہے

بر شعر من و حسن تو گر بینه خواهند از ابن حسام است
بر معجز موسی نبود دست قضا را حاجت بگواہے

و وفات مولانا محمد ابن حسام الدین بروزگار ملک شمس الدین محمد کرت در شهور سنه سبع و ثلثین و سبعمایه بوده و درین روزگار ابن حسام دیگر بوده قصاید و منقبت را نیکو میگوید ذکر او بجا اینگاه خود خواهد آمد۔

## ذکر مولانا الفاضل فخر الدین بناکتی رح

مرد دانشمند و فاضل بوده در عهد سلطان ابو سعید خان تاریخ بناکتی او نوشته و در انساب سلاطین خطا و واقعات هند و حالات یهود و قیاصره اطنابی میکند و از مورخان هیچکس شرح آن حالات چون او نداده و در شاعری مرتبه عالی دارد و قصاید غرا و مقطعات محکم گفته۔

بازاین عتاب جاناں باما چراست گوئی | پیمان و عهد ایشاں باد و هواست گوئی
وین دلبری و شنگی بموجبی نباشد | این سرکشی و شوخی باز از کجاست گوئی
رخسے بدیں ملاحت قدے بدیں ظرافت | امروز در زمانه آیا کراست گوئی
بیمار عشق جاناں درماں نمے پذیرد | یکدم جمال جاناں او را دواست گوئی
با بیدلاں تلطف عیبی نباشد ایجاں | با عاشقاں ترحم بهر خداست گوئی
هر شام در مشامم آید نسیم زلفش | همراز و همدم او باد صباست گوئی
فخر بنا کتی را ارزاں چرا فروشی | اے خولجہ رایگاں ہیں خصم آشناست گوئی

اما سلطان ابوسعید خان پادشاہے نیکو سیرت و صاحب دولت بود و در نوزده سالگی بعد از وفات سلطان محمد خدابنده بر تخت نشست و رعایا را بر کنف امن و امان حمایت داد و از روم تاکنارۂ جیحون خطبه و سکه بالقاب همایون او موشح بود و بداد و عدل جهان را بیاراست و رسوم و قاعده هائے بد که پیشتر از و نهاده بودند بکلی برانداخت و مثالها باطراف ممالک فرستاد و رعیت را استمالت داد و در تعیین اوزان و ذرارع و جمعه و جماعات آں قانونے که او نوشته به اطراف فرستاد و در بعضے بلاد و مواضع در چوب و سنگ کنده اند و در مساجد نصب کرده اند و بعضے در عراق و خراسان تا ایں زمان باقی مانده۔

بنوبت اند ملوک اندریں سپنج سرائے | کنوں که نوبت تست ایملک بعدل گرائے

و در ایام جوانی ازیں جهان فانی بریاض جاودانی تحویل فرمود و خلایق از موت او در ایران زمین بسیار اندوهگین شدند و خاک بر سر کردند و تا یک سال در بازارها کاه ریخته بودند و منارها را پلاس پوشانیده و در کوچها خاکستر بیخته و خواجه سلمان در مرثیه سلطان ابوسعید میگوید۔

گر بنالد تاج و سوزد تخت کے باشد بعید | بر زوال دولت سلطان عادل بوسعید

و عزیزی در رحلت سلطان ابوسعید گوید۔

ثالث عشر ربیع الآخر اندر نیم شب | هفت صد و سی و شش از هجرت بحکم کردگار
شاه عادل دل علاء الحق والدین بوسعید | شد ازیں دنیا ملول و کرد جنت اختیار
با هزاراں ناله و زاری خطاب آمد ز چرخ | کی خداوندان جاه الاعتبار الاعتبار

وبعد از فوت شدن سلطان ابوسعید انقلاب کلی واقع شد و امنیت رخت بربست و فتنهٔ نایم بیدار شد و چون سلطان را خلفی و ولیعهدے نبود کہ بر مستقر خاقانی قرار گیرد و امراے اطراف تغلب بنیاد کردند و دم از استقلال زدند ہر سردارے سلطانے شد و ہر شحنه باميرے قانع نمیشد ملوک طوایف عبارت ازین است در آذربایجان امیر چوبان و شیخ حسن جلایر خروج کردند و در عراق و فارس محمد مظفر ظفر یافت و در خراسان سربداران بدیل خانان شدند و علاءالدین محمد وزیر را بکشتند و بجائے او در خراسان امیر و وزیر گشتند و غوغاے جانی قربانی در طوس و مرو بود و از سرخس تا ہرات غریو کوس بود و عیش مردم ختلان از شورش و غوغا تلخ و ہموارہ آشوب تا ملک بلخ بود القصه از تاریخ سنه ست و ثلثین و سبعمایه در حدود سنه احدی و ثمانین و سبعمایه قریب پنجاه سال در ایران زمین ملوک اطراف با یکدیگر گردن نمی نهادند ولایت بولایت و شہر بشہر و دیه بدیه بخصومت مشغول بودند تا شمشیر آبدار قطب دایره سلطنت صاحبقران امیر تیمور گورگان انار الله برهانه از غراب غیرت نام برخ نمود و آتش فتنه منطفی شد و از مشایخ شیخ العارف علاءالدوله سمنانی و شیخ عبدالرزاق کاشی و از مولانا نظام الدین ہروی صاحب ریاض الملوک و از شعرا خواجو کرمانی و میر کرمانی و خواجه سلمان ساوجی و عبید زاکانی و ناصر بخاری ره در روزگار سلطان ابوسعید خان بوده اند و مرقد سلطان ابوسعید در گنبد سلطانیه است بجنب پدرش سلطان محمد خدابنده۔

## ذکر قدوة الافاضل جلال الدین فراہانی

مرد کریم و اہل فتوت بوده از دہقانی و زراعت حاصل کردی و فضلا و شعرا را خدمت نمودے شاعر خوش گوی است و تتبع شیخ عارف سعدی مے کند و جواب مخزن اسرار شیخ نظامی دارد و ہزار بیت اناں زیادہ و بے نظیر گفته و این داستان از انجاست۔

برزگری داشت یکے تازه باغ | لاله درخشنده درو چون چراغ
سرو و گل و بید کشیده رده | نار و به و سیب بهم در شده
نرگس سرمست بطرف چمن | ہر باره گل یا سمن و نسترن

بر سر ہر شاخ سرایندۂ — ہوش بری عقل ربایندۂ

صاحب بستاں چو یکے ژندہ پیل — از ہوس اندر بغل آوردہ بیل

آب رواں کرد بہر گوشۂ — توشۂ جاں دادہ بہر خوشۂ

کرد گذر بر طرف میوہ دار — دید یکے مرغک دیوانہ وار

چنگل و منقار کشیدہ دراز — ہرچہ ہمے دید ہمے کرد باز

میوۂ کو میکرد و بدر ریشخند — پختہ و ناپختہ برو مے فگند

برزگر از کینہ چناں برفروخت — کآتش خشمش ہمہ عالم بسوخت

دانہ بگسترد و تلہ بر نہاد — مرغک غافل بتلہ در فتاد

مرد چو دیوے ز کمینگہ بجست — زد دو سہ گام و بسرش بر نشست

دام بیفگند و بر آہیخت تیغ — تا ببرد گردن او بے دریغ

مرغک بیچارہ بنالید زار — گفت جواں مرد بجاں زینہار

باد چہ افگندۂ اندر بروت — قوتت از من نفزاید ز قوت

دست ز خوں ریختن من بدار — تا سہ نصیحت دہمت یادگار

پند نخست آنکہ محال سخن — ہر کہ بگوید تو باور مکن

پند دوم آنکہ ز غم درگذر — مال چو از دست شدت غم مخور

پند سوم آنکہ مریز آبروے — در پے چیزے کہ نیابی مپوے

گوش کن ار زانکہ نترسی ز رنج — ایں سہ نصیحت کہ بہست از سہ گنج

مرد جہاں بیں کرم آباد کرد — وز پے آزادیش آزاد کرد

مرغک دانا ز کف باغبان — جست چو تیری کہ جہد از کماں

بر سر شاخے شد و آواز کرد — در دل مرد دگر ساز کرد

گفت چہ دانی کہ ز دستت چہ شد — یا چہ شناسی کہ حریفت چہ بد

بر صفت خایۂ بط گوہرے — در شکمم بود بہ از کشورے

بخت نبودت کہ بدست آوری — آنکہ ہمہ عمر ازاں برخوری

مرد پشیمان شد از آزادیش | غصه و غم گشت همه شادیش
باز در آمد بفسون و فریب | در هوس باز شده ناشکیب
گفت بمرغ از سر آن در گذر | صحبت تو به ز هزاران گهر
مونس من باش و دلارام من | تازه کن از وصل خود ایام من
تا چو دل و دیده نکودارمت | گر خوریم خون که نیازارمت
مرغ بخندید و در آمد براز | گفت زهے ابله نیرنگ ساز
تا تو شنیده بدی احوال مال | خون مرا داشته بودی حلال
چونکه شنیدی خبر مال من | در کف تو چون بود احوال من
شرط نکرده بدم لے کینه جوے | باتو که چیزے که نیابی مجوے
از چه شدی طالب پیوند من | زود فراموش شدت پند من
هم نبود خایهٔ بط بے شکی | در شکم کوچک کنجشکی
مرغ کزان بیضه نه افزون بود | در شکمش بیضهٔ بط چون بود
این محال است که شد باورت | هوش و خرد نیست مگر یاورت
مال که خود نیست وگر نیز هست | غم چه خوری چونکه برفتت ز دست
تا نخوری بیهده گرآسا جلال | غم نخوری در طلب ملک و مال

اما فراهان قصبه ایست من اعمال قم و در میان ولایت همدان و قم افتاده و صاحب صور اقالیم میآورد که در نواحی فراهان یوز شکاری خوب بدست آید که در اقالیم مثل آن یوز نیست و بجهت سلاطین آن یوزها را بتحفه مے برند۔

## ذکر ملک الافاضل نزاری قهستانی رہ

مردے لطیف طبع و حکیم شیوه بود و اصل او از بیرجند قهستان است و سخنان مقبول و دلپذیر دارد و دستور نامه را در آداب معاشرت گفته است و آن کتاب پیش مستعدان و ظرفا قدرے دارد و این ابیات باستشهاد از آن کتاب وارد میشود تا وزن ابیات معلوم باشد۔

چهل سال مداح میبوده ام　　هنوزش بواجب نه بستوده ام

واین غزل نیز اوراست۔

بیا که موسم عیش است و وقت ذوق ونشاط　　چو سبزه زار بگستر میان باغ بساط

زبس شقایق گوئی خزانه دار فلک　　بگرد دامن کهسار میکشد سقلاط

خطیب شرم ندارد نشسته بر سر چوب　　زبان بهرزه درازی گشاده چون وطواط

مرا عوام ببانگ ملامت وشنعت　　چنان زنند که قاروره بر عمد ولقاط

مگر بدیدن لیلی وگرنه بر نیاید　　علاج یک دل مجنون بدست صد بقراط

ولے چه سود که بر قامت نزاری دوخت　　قبای شیفته راستہ زمانہ خیاط

بر خیز ساقیا بستان از مدام داد　　قد قامت الصلوٰة بر آمد ز بامداد

گر بر حلال زاده حرام است خون رز　　پس آب ونان حرام بود بر حرامزاد

بسیار در محامد می شعر گفته ام　　من نیز ہم تمام ندارم بنیک یاد

دہقان که در عمارت رز سعی میکند　　عمرش مدام در نظر او مدام باد

از جنت خانه میدهدم این خبر نسیم　　یا از بهشت میوزد این خوش نخرام باد

شادم بقرض کردن وادن توجه مے　　چون من کسے که دید که باشد بوام شاد

کلی طمع مبر ز عنایت نزاریا　　من عبد قد تظلم من رب قد وداد

ونزاری را بعضے موحد وعارف میدانند وبعضے اورا از زمرۂ اسمعیلیه مے گویند ہر چند سخنان او بر شیوۂ مے پرستی وآداب معاشرت واقع شده اما معارف حقایق نیز وارد واز حقیقت سخنان او معلوم میشود که مرد حکیم ومحقق بوده وبد واعتقاد بد بهتان است ہر چند گستاخیهائے که در شرع ممنوع است از و صادر شده

بر آستانۂ میخانه گر سرے بینی　　مزن به پائے که معلوم نیست نیت او

حکایت کنند که سلطان اعظم ابو القاسم بابر بهادر از شیخ الشیوخ صدر الدین الرواسی پرسید که چه میگویند در سخنهائے بلند که بزرگان فرموده اند شیخ فرمود که اگر شیخ محی الدین عربی وجلال الدین رومی وعطار وعراقی واوحدی وحسینی گفته اند محض ایقان واصل عرفان است واگر نزاری وپیر تاج

تولّی وتتابعان ایشان گفته اند ضلالت وبدعت وبوالفضولی است این طریق را دزدی
الفاظ تکمل مے نامند یعنی نامتابع موحد انند این مردم در الفاظ اما وجه تخلص نزاری بعضے گفته اند
که او مردے لاغر اندام بوده نزاری بدان جهت تخلص میکند وبعضے گفته اند نزار از جمله
خلفائے اسمٰعیلیه است واو خود را بدو منسوب میکند اما وجه دوم بعقل نزدیکتر است چون
سخنهائے او ازان طریق گواهی میدهد والعلم عند الله اما خلفائے اسمٰعیلیه خود را منسوب باسمٰعیل
بن جعفر صادقؑ میدانند وبعد ازان امام جعفر اسمٰعیل را امام مے دانند واز دیگر ائمه منکرند
اوّل ایشان مهدی است که در سنه تسع عشر وثلاث مایه در مغرب خروج کرد وآن مملکت را فرو
گرفت ومهدیه را بنا فرمود واولاد وفرزندان او در مصر نیز بودند ومدتها خلافت کردند ودر زمان
مهدی خلیفه عباسی در بغداد خلفائے اسماعیلیه خطبه خواندند وخلفائے بنی عباس در بطلان نسب
مهدی اسماعیلی محضر بخطوط ائمه حاصل کردند که مهدی نانوا بچه ایست از کوچه ونسب او بهتان است
بر اسمٰعیل بن جعفر الصادقؑ وقاضی ابو العباس و ابو الحسن الباهلی و ابن فورک و ابو عوانه اسفراینی
وقاضی ابو المحاسن الرویانی که از فحول علمائے روزگار بوده اند خطوط بران محضر نوشته اند وآن محضر تا
بروزگار خلیفه مستعصم بالله در خزائن خلفا بود بوقت هلاکو خان این محضر را خواجه نصیر الدین
طوسی بنزد خلفائے اسماعیلیه فرستاد بدیار مصر

## ذکر سراج الدین قمری رہ

خوش طبع ولطیفه گوئے وسخن شناس بوده همواره ندیم مجلس سلاطین وحکام بودے
اصلش از قزوین است حکایت آورده اند که در روزگار سلطان ابو سعید خان ضعیفه صفیه نام
بزهد وعبادت مشغول شده بود وعوام الناس را بدان زاهده ارادتے واعتقادے عظیم دست
داده قتقرات خاتون که خواهر رضاعیه سلطان ابو سعید خان بوده بزیارت بی بی صفیه رفته
وسراج الدین دران مجلس حاضر بوده چون طعام خوردند قتقرات خاتون گفت قدرے طعام
نیم خورده بی بی سراج بمن دهید تا بخورم وبه تبرک بخانه برم سراج الدین گفت اے خاتون اگر
شما رغبت نمائید من تمام خورده بی بی را دارم قتقرات خاتون ازین سخن بهم برآمده فرمود

تا سیلے چند بر روئے سراج الدین زوند سراج الدین در مجلس سلطان ابوسعید بسر ود وسے کبود در آمد خان پرسید کہ مولانا را چہ رسیدہ است گفت اے خداوند لطیفہ از ظرفا مردم بہزار دینار مجروند قتفرات خاتون لطیفہ ازمن بدہ سیلے خرید و فی الحال واصل گردید۔

رقیب ساخت دو چشم بضرب مشت کبود دو دجلہ بود رواں چشم من کفش بہ نیل

وکیفیت لطیفہ بخان تقریر کرد وہرگاہ کہ خان قتفرات خاتون را دیدی خندان شدے و گفتی لطیفہ از شاعر خریدہ سراج الدین قمری را با عبید زاکانی و خواجہ سلمان مشاعرہ و معارضہ است وجہت این یک رباعی میان سلمان و سراج الدین قمری تعصب بسیار واقع شدہ و فضلا ہیچ یک را بر یکدیگر فضل نہادہ اند و ہر دو مصنوع است و این رباعی سلمان راست۔

اے آب رواں سر برآوردۂ تست وے سرو جہان چمن سرا پردۂ تست
اے غنچہ عروس باغ در پردۂ تست اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

وسراج الدین قمری گوید۔

اے ابر بہار خار پروردۂ تست وے خار درون غنچہ خون کردۂ تست
گل سرخوش و لالہ مست و نرگس مخمور اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

## ذکر ملک الکلام رکن صاین رہ

شاعرے ملائم سخن و فاضل زیبا کلام است و از قاضی زادگان سمنان بودہ است و در روزگار طغا تیمور خان تقربی زیادہ از وصف یافتہ و منصب پیش نمازی بدو متعلق بودہ۔ وخان امی بودہ و ذوقے داشتہ کہ چیزے بخواند ہموارہ مولانا رکن الدین بصحبت خان بودے حکایت کنند کہ شخصے از وے پرسید کہ خان ہیچ آموخت گفت گریہ خان را چیزے آموختن آسان تر است کہ این خان را یعنی مردہ بہ از زندہ است وخان از پس خرگاہ این سخن مے شنود فی الحال رکن صاین را بند فرمود و مدتے بہ بند مقید و محبوس بود و این رباعی خدمت خان فرستاد۔

در حضرت شاہ چوں قوی شد رایم گفتم کہ رکاب را ز زر فرمایم

آہن چو شنید این حکایت از من ‏ ‏ در تاب شد و حلقه بزد بر پا ہم

در کُن را اشعار خوب بسیار است و در عراق عجم دیوان او مشہور است و دہ نامہ گفتہ و غزلہائے بے نظیر و مقطعات از ہر نوع دران درج کردہ و مستعد انواست اما طغا تیمور خان از نژاد سلاطین مغول است و بعد از سلطان ابوسعید پادشاہی استراباد و جرجان و مضافات آن بر وے قرار گرفت و امرا و سرداران خراسان بدو مطیع و منقاد گشتند و اکثر ولایات خراسان را مسخر ساخت بہولئے بہار سلطان در میدان و ہر غزار رادکان بودے و زمستان در لب آب جرجان و سلطان دوین استراباد قشلاق کردے و در مشہد مقدس رضوی عمارتہا ساختہ اما مردم دون و بد اصل را تربیت کلی مے نمود و بر بزرگ زادگان مخالف بودے و دونان را و سیلو رغالات از مال تمغا ارزانی داشت اکابر از و نفور گشتند و سرداران در روزگار او استیلائے کلی یافتند و او براہ رسم پادشاہی قناعت داشت و دفع سرداران نے توانست کرد آخر الامر بدست یحیی کرابی کہ از جملہ بداران بود بقتل رسید در تاریخ سرداران آوردہ اند کہ ہر سال جہت ملازمت و تجدید عہد سرداران از بیہق پیش خان باستراباد مے رفتند و چون نوبت حکومت بخواجہ یحیی کرابی رسید بر قاعدہ استمرار بملازمت خان شتافت و در سلطان دوین معسکر خان پیوست و در روز سوئم خان بجہت او طوی و دعوتے کشید کہ او را جازہ دہد خواجہ یحیی را شامیانہ زدہ بودند و دور از خان نشستہ و حافظ شقانی در زیر دست شامیانہ پہلوے خواجہ یحیی بود خواجہ یحیی حافظ را گفت این مغول را امروز مے توان کشت حافظ گفت ہمچنین است خواجہ حافظ را گفت بطرف خان رو مردم خواہند گفت کہ تو سخنے داری و گستاخ دار خود را بخان نزدیک گردان و ضربتے بدو زن تا من روان شوم و نوکران مدد نمایند و کار او آخر سازیم حافظ بدین نوع خان را زخم زد و نوکرہا شمشیر کشیدہ و روانہ شدند و مردم خان متفرق گشتند و خان را بقتل رسانیدند و بعد از طغا تیمور خان سلطنت از قوم چنگیز خان بر افتاد و سرداران چیرہ شدند و حالات تاریخ سرداران بعد ازین خواہد آمد و عزیزی در قتل طغا تیمور خان این تاریخ گوید۔

تاریخ مقتل شہ عالم طغا تیمور ‏ ‏ از ہجرت بود ہفتصد پنجاہ و چہار سال

در روز شنبہ از مہ ذیقعدہ شانزدہ ‏ ‏ کین حال گشت واقع از حکم ذوالجلال

# ذکر صاحب قران الاقران وخاتمة الکلام فی آخر الزمان خواجه خسرو دهلوی اعلی الله درجته فی اعلا علیین

کمالات او از شرح مستغنی است و ذات ملک صفات او بغنا کم عالم معنی غنی گوهر کان ایقان و دُرّ دریاے عرفان است عشق بازی حقایق را در شیوهٔ مجاز پرداخته بلکه باغراض حقایق عشق باخته جراحات عاشقان مستهام را از اشعار ملیح او نمک پیدا شده و دلهاے شکسته خستگان را زمزمهٔ خسروانی او میخر اشد پادشاه خاص و عام است از آنش خسرو نام است در ملک سخنوری این نامش نام است و در حق او مرتبهٔ سخن گذاری ختم تمام است قصه کوتاه باید کرد والسلام اما اصل امیر خسرو ترک است و گویند اصل او از شهر کش که آن شهر قبة الخضراء می نامید بوده ست و گویند از هزاره لاچین است که در حدود پاے مرغ و قرشی می نشسته اند و در فترات چنگیز خان آن مردم از ماوراء النهر گریخته بدیار هند افتاده به دهلی مقام گرفته اند و پدر امیر خسرو امیر محمود و مهتر مقدم آن مردم بوده است و آباے امیر خسرو بروزگار سلطان شمس الدین محمد مرتبهٔ امارت داشته اند و سلطان علاء الدین محمد ملک هند با امیر خسرو عنایات مبذول میداشته و امیر خسرو بدرجهٔ امارت رسیده و در ملازمت و اشتغال انواع فضایل را احیا کرده و در معذرت طور ملازمت در خمسه می فرماید

مسکین من مستمند بے هوش ۔ از سوختگی چو دیگ در جوش

شب تا سحر و ز صبح تا شام ۔ در گوشهٔ غم نگیرم آرام

باشم ز براے نفس خود راے ۔ پیش چو خودے ستاده بر پاے

تا خون نرود ز پاے بر سر ۔ دستم نشود ز آب کس تر

مارحش ز دروغ برتر ایشم ۔ معذور درین چگونه باشم

و امیر خسرو را در مدح سلطان علاء الدین محمد و اولاد کرام او قصاید و تصانیف است و چون نسیم عالم تحقیق بر ریاض امید او وزید عالم ناکس را در نظر خود خس دید بارها از ملازمت استعفا خواستے و سلطان علاء الدین ابا نمودے آخر الامر بکلی از ملازمت مخلوق مخلوع شد و بخدمت اهل حق

مشغول گشت و دست ارادت بدامن تربیت الشیخ العارف السالک المحقق قدوة الواصلین
نظام الحق والدین قدس سره زد و سالها بسلوک مشغول بوده و مدح امرا و ملوک را در سلوک
از دیوان اشعار محو ساخت خاطر منور داشت و در کشف حقایق مقامات عالی یافت شیخ الشیوخ
نظام الاولیا بارها گفتی که روز حشر امید دارم که مرا بسوز سینهٔ این ترک بخشند و خواجه خسرو مال و اسباب
بسیار در قدم شیخ ایثار کرد۔ و کتاب خمسه را باشارت شیخ نظم کرد چنانچه این دو بیت میگوید۔

جدار خانقاه او به تقدیم — حطیم کعبه را مانند تعظیم
ملک کرده به سقفش آشیانه — چو اندر سقفها گنجشک خانه

اما شیخ نظام الاولیا از اکمل مشایخ هند بوده و مریدان و خویشان شیخ العارف شیخ فرید شکر گنج
است و سلسلهٔ او بشیخ الاسلام مرشد طوایف انام شیخ مودود بن یوسف الچشتی میرسد قدس الله سرهما
در جواهر الاسرار شیخ العارف آذری ره آورده است که در نهایت حال شیخ مصلح الدین سعدی
علیه الرحمة با امیر خسرو صحبت داشته و بدیدن از شیراز بهند رفته و خواجه خسرو را نسبت بشیخ
سعدی اعتقادی زیاده از تصور بوده و درین بیت اعتقاد خود بیان میکند۔

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت — شیره از خمخانهٔ مستی که در شیراز بود

و جای دیگر فرماید مصرع

جلد سخنم دارد شیرازهٔ سعدی

و فی کل حال ارادت او بشیخ سعدی ظاهر است و دیوان خواجه خسرو را فضلا جمع نتوانستند کرد
چه از روی انصاف تامل نمودند که بحر در ظرف نگنجد و علم لدنی در حرف نیاید و سلطان سعید بایسنغر خان سعی
و جهد بسیار نمود در جمع نمودن سخنان امیر خسرو غالباً یکصد و بیست هزار بیت جمع ساخته و بعد از آن دو هزار
بیت از غزلیات خسرو جای یافته اند که در دیوان او نبوده دانسته است که جمع نمودن این اشعار امری
متعذر الحصول و آرزوی متعسر الوصول است ترک کرده است و امیر خسرو در یکی از رسایل خود نوشته
که اشعار من از پانصد هزار بیت کمتر است و از چهارصد هزار بیشتر است و خمسهٔ امیر خسرو هژده هزار بیت
است و خمسهٔ نظامی بیست و هشت هزار بیت عجب است در بعضی سخنان اطناب و در بعضی ایجاز هر آئینه
ایجاز فصاحت و بلاغت مطلوب و مرغوب است و امیرزاده بایسنغر خمسهٔ امیر خسرو را بر خمسهٔ نظامی

تفصیل دادے وخاقان مغفور الغ بیگ گورگان انار اللہ برہانہ قبول نہ کردے ومعتقد نظامی بودے
ودرمیان این دو شہزادہ فاضل بکرات جہت این دعوے تعصب دست دادہ اگر آن
عصبیت درین روزگار بودے خاطر نقاد جوہریان بازار فضل این روزگار کہ عمر شان بخلود
پیوستہ باد راہ ترجیح نمودندے در رفع اشتباہ کردندے القصہ معانی خاص ونازکیہا کہ امیر خسرو
وسخنان پرشور عاشقانہ او آتش در نہاد آدمی مے زند ودر توحید این دو بیت امیر خسرو راست۔

قطرۂ آبے نخورد ماکیان — تا نکند رو بسوئے آسمان

در معراج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ میفرماید۔

بر آن آئینہ دل وا ببست آہ — کہ در معراج او شک راد ہد راہ

ودر نازکیہا چون درخمسہ او تفکر کنند نکتہا ہست کہ وصف نتوان کرد از انجملہ است۔

خرے را کہ نیمار خر بندہ کشت — سر چو دز نکم بہ کہ سی من بپشت

ودر نہایت حال امیر خسرو اشعار خود را چہار قسم ساختہ وبعضے پنج قسم گفتہ اند اما چہار صحیح است
وہر قسمے را باسمے موسوم گردانیدہ واین است آن اقسام تحفۃ الصغر اشعار ایام شباب وسط الحیات
اشعار آغاز سلوک وحال کہولت غرۃ الکمال اشعار ایام تکمیل واول روزگار شیخوخت وبقیۃ النقیہ
اشعار ایام نہایت فقر وکبر روزگار ہر مرد ما از ین چہار قسم از ہر قسمے غزلے اختیار نمودیم وثبت کردیم۔
من تحفۃ الصغر غزل۔

دل شد زدست ودیدہ از خون نشان بماند — جان سوخت ویار گم شدہ برجائے جان بماند
دنبال یار رفتہ روان کردم آب چشم — آن رفتہ خود نیامد واشکم روان بماند
از ناخن ار چہ سینہ کنم کے بہ دل شود — داغے کہ در درون جانم نشان بماند
مرہم نکرد ریش را پند دوستان — واندر دلم جراحت گفتار شان بماند
اسے دیدہ ماجرائے دل خون شدہ کنون — با دوستان بگو کہ مرا از زبان بماند
یکچند ہر کہ ہست بود مست وبت پرست — عمرے گذشت این دل من ہم بدان بماند
مارا وداع کرد دل ودین ہر چہ بود — الا سر نیاز کہ بر آستان بماند
گفتم کنم بہ توبہ سبک دست نیز ولے — دست صلاح درنہ رطل گران بماند

میخواست دوست عذر جفاہائے و خیال — صد تیر آہ نیم کشم در کمان بماند

خسرو ز آہ گرم بر آتش نہاد نعل — بر ہر زمیں کہ از سم اسبش نشان بماند

من وسط الحیات و این غزل بدیہہ مے گوید پیش سلطان علاء الدین در سر میدان گوے بازی۔

شاہ قباچست کرد رخت بمیدان برید — این سرو بہر کہ ہست در خم چوگان برید

غمزہ زن ما رسید ساختہ دار بد جہان — یوسف ما باز گشت مژدہ بکنعان برید

دست بداماں او نیست مباد ہیچ کس — بوالہوسان فضول سر بگریبان برید

در صف عشاق چوں لاف عیاری زنند — نام جان و ایشیا است گر غمش جان برید

از لبش امروز اگر توشہ شود بوسہ — بہر چہ فردا بجاں منت رضوان برید

مست خراب مرا حاجت نقلی اگر — مست دل خام سوز سوئے نمکدان برید

نیست دل چوں منی درخور شاہین شاہ — پارۂ مردار ابر سگ دربان برید

مرغ بیابان عشق خار مغیلان خورد — مژدہ وصل شکر بر مگس خوان برید

بر در رخ از خون نوشت خسرو خستہ حال — وہ کہ ز در ماندہ قصہ بسلطان برید

من غرۃ الکمال غزل۔

خم تہی گشت و ہنوزم جان ز می سیراب نیست — خون خود آخر ابدل چوں شراب ناب نیست

نالہ زنجیر مجنوں از غلول عاشقان است — ذوق آں اندازۂ گوش اولوالالباب نیست

عشق خصم من بسست اے چرخ تو زحمت مکش — ہر کجا جلاد باشد حاجت قصاب نیست

پادشاہ گو خوں بریز و شحنہ گو گردن بزن — بہر جانی ترک جاناں بد ہر احباب نیست

ہاں و ہاں اے عقل از غمخواریم در گذر — کاندریں جا بہتر از دیوانگی اسباب نیست

گر جمال یار نبود با خیالش ہم خوشم — خانۂ درویش را شمعے بہ از مہتاب نیست

کافر امروز دم نشکار ایک زماں آہستہ باش — کاہوئے بیچارہ را با تیر ترکاں تاب نیست

تشنہ خواہی مردن اے دل زاں لب خنداں درگذر — کاں چہ اگر بجا دہی خوں بر آید آب نیست

گفتہ بودی خسرو اور خواب رخ بنمایمت — ایں سخن بیگانہ را گو کاشنا را خواب نیست

غزل من بقیة النقیة۔

جوان و پیر که در بند مال و فرزندند — نه عاقلان که طفلان ناخردمندند
جماعتی که بگریند بهر مال و منال — یقین بداں تو که بر خویشتن همی‌خندند
خوشا کساں که گذشتند پاک چوں خورشید — که سایه بر سر این خاکدان نیفگندند
بخانه که ره جاں نمی‌تواں بستن — چرا بلهند کسانیکه دل همی بندند
بسبزه زار فلک طرفه باغبانانند — که هر نهال که بنشاندند باز برکندند
جمال طلعت همصحبتاں غنیمت داں — که میروند نه زانساں که باز پیوندند
بقا که نیست درو حاصلی همه هیچ است — چو بنگری همه هر دم بهیچ خورسندند
بساز توشه ز بهر مسافران وجود — که میهماں عزیزند روز کے چندند
اگر تو آدمیٔ در سگاں بطنز مبین — که بهتر از من و تو بندهٔ خداوندند
ترا به از عمل خیر نیست فرزندی — که دشمن اند ترا زادگاں نه فرزندند
مجوی دنیا اگر اهل همتے خسرو — که از همائے بمردار میل نپسندند

وامیر خسرو با وجود فضایل صوری و معنوی در علم موسیقی وقوف تمام داشته و نوبتے مطربے با او بحث کرد که علم موسیقی از جملهٔ علوم ریاضت است و بشرف از علم شعر و شاعری افضل است
وامیر خسرو در الزام مغنی این قطعه گفت۔ قطعه

مطربے میگفت خسرو را که اے گنج سخن — علم موسیقی ز علم شعر نیکوتر بود
زانکه آں علمیست کز دقت نیاید در قلم — لیک این علمیست کاندر کاغذ و دفتر بود
پاسخش دادم که من در هر دو معنی کاملم — هر دو را سنجیده بر وزنی که آں درخور بود
نظم را کردم سه دفتر ور بتحریر آمدے — علم موسیقی سه دفتر بودے ار باور بود
فرق من گویم میاں هر دو معقول و درست — گر دهد انصاف آں کز هر دو دانشور بود
نظم را علمے تصور کن بنفس خود تمام — کو نه محتاج اصول و صوت خنیاگر بود
گر کسے بے زیر و بم نظمے فرو خواند رواست — نے بمعنی هیچ نقصاں نے بنظم اندر بود
ور کند مطرب بسے هو هو و ها ها در سرود — چوں سخن نبود همه بے معنی و ابتر بود

نائے زن را ہیں کہ صوتے دارد و گفتار نے — لاجرم در قول محتاج کسے دیگر بود
پس درین معنی ضرورت صاحب صوت و سماع — از برائے شعر محتاج سخن پرور بود
نظم را حاصل عروسی دان و نغمہ زیورش — نیست عیبے گر عروس خوب بے زیور بود
من کسے را آدمی دانم کہ داند این قدر — ورنداند پرسد از من ور نپرسد خر بود

این قطعہ او راست در تاسف اقربا۔
رفتم سوئے خطیرہ و بگریستم بزار — از ہجر دوستان کہ اسیر فنا شدند
ایشان کجا شدند تا چو گفتم خطیرہ ہم — داد از صدا جواب کہ ایشان کجا شدند

من مقطعات فی مذہب الدہر۔
اقبال را بقا نبود دل برو منہ — عمرے کہ در غرور گذاری ہبا بود
ورنیست باورت ز من این نکتہ شریف — اقبال را چو قلب کنی لابقا بود

ولہ فی شکایت الزمان۔
خسرو چہ حالت است کہ در دہر عالمان — از جاہلان دون دونی باز پس ترند
این نکتہ را ببین و بانصاف خوش براے — کز چار حرف قطرہ دو دریا برابرند

این رباعی را در عشق میفرمایند۔
از شعلہ عشق ہر کہ افروختہ نیست — با او سر سوزنی دلم دوختہ نیست
گر سوختہ دل نہ بر ما دور کہ ما — آتش بدلے زنیم کو سوختہ نیست

از واردات خسروی زیادت ازین این تذکرہ تحمل نکند چہ بحر مواج در حوزۂ حوضے نگنجد
ازان روز زیادہ ازین درین باب خوضے نرفت اما امیر خسرو زندگانی زیاد یافت و در شہور سنہ
خمس و عشرین و سبعمایہ سمند مراد از دہلیز تنگ ہستی بجا پک دستی بسیاحت میدان لامکان جہانید
و طوطی روح خود را از قفس حواس وارہانید و بشکرستان وصال رسانید و مرقد مبارکش در شہر
دہلی است در خطیرہ مشایخ طریقت او شیخ فرید شکر گنج و شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ و چون
قصاید شریفہ مثل بحر الابرار و مراۃ الصفا و انیس القلوب شہرتے یافتہ و فضلاء روزگار بجواب
قصاید او مشغول شدہ اند و داد فصاحت و بلاغت دادہ درین تذکرہ بقلم در نیاید و بعد از

خمسهٔ خواجه خسرو را چندین رسالهٔ نظم و نثر است مثل قرآن السعدین که در حق علاء الدین ملک دهلی
گفته و دول رانی و خضر خانی و مناقب هند و تاریخ دهلی و نه سپهر و خزائن الفتوح و قانون استیفا
وغیره ذلک اما سلطان محمد تغلق شاه در دیار هند پادشاه بزرگ و مبارک پی صاحب دولت بوده
و در دهلی عمارات ساخته و حوض خاص را از روی اخلاص عمارت فرموده پادشاهی مجاهد
و غازی و دانشمند و شاعر پرور بود تا دیار قنوج بگشود و شعرای خراسان از صیت جلال و
آوازهٔ نوال او بهند رفته بمدایح او و آل و احفاد کرامش قصاید و تصانیف پرداخته و از اکرام نعمه
او زله ها ساخته اند و در حدود سنه اثنی عشر و سبعمائه از حضیض انسی باوج قدسی تحویل فرموده و مولانا
مظفر هروی در تاریخ فوت او و ملک شمس الدین کرت این قطعه گوید در یک سال هر دو
وفات یافته اند۔

بروز رزم چو کاوس کی محمد کرت — نهاد بر دل سهراب کی محمد کرت
خدیو کشور اول محمد تغلق — برفت و در عقب شاه کی محمد کرت

## ذکر ملک الکلام خواجه حسن دهلوی رح

او نیز از جملهٔ مریدان و اصحاب شیخ نظام الاولیا بوده و خواجه خسرو و او خواجه تاشان طریقت اند
و او خواجه زاده نیست از شهر دهلی و در شعر تتبع خواجه خسرو میکند و شیرین کلام است و سخن بر حال و
سهل ممتنع دارد اگرچه پر چاشنی نیست اما بغایت پاکیزه و نیک در دوران است مرد گذشته و
اهل طریق بوده و او نیز بر سبیل خواجه خسرو مال و اسباب دنیاوی را استغنا داده خود را در قدم شیخ
ایثار کرده و در روش فقر مردانه سلوک کرده حکایت کرده اند که حسن در دستگاه دکان خبازی نشسته
بود و شیخ نظام الاولیا ببازار با جمعی از اصحاب میگذشت و خواجه خسرو نیز همراه بود چون چشم خسرو
بر حسن افتاد و منظر بس زیبا دید و حرکات موزون و قابلیت در وی مشاهده کرد از حسن سوال کرد که نان چگونه
می فروشی حسن گفت نان در پلهٔ ترازو می کنم و اهل سودا را می فرمایم تا زر در مقابل می نهند هرگاه
زر گران تر آید مشتری را روان می کنم خواجه خسرو گفت اگر خریدار مفلس باشد مصلحت چیست گفت
درد و نیاز بوجه بر میدارم خواجه خسرو از این نوع کلام حسن حیران بماند و کیفیت بشیخ عرض کرد و حسن را

نیز در طلب دامن گیر شد و بخانقاه شیخ آمد و ترک دکان و دکانداری نمود و هر آئینه نظر مردان خدا عجب نباشد۔

آن را که بدانیم که او قابل عشق است     هر شب بنمائیم و دلش را بربائیم

دیوان خواجه حسن درین روزگار عزیز و کم است و صاحب نظران و مستعدان را بسخن خواجه حسن اعتقادے و التفاتی زیاده از تصور است و چون بین الخواص و العوام سخن او شهرتے عظیم دارد زیاده از غزلے درینجا ثبت نشد۔

ساقیا می ده که ابری خاست از خاور سفید     سرو را سبز شد صبا برگ را چادر سفید
باده در جام بلورین ده مرا گر میدهی     خوب باشد آب سرخ لعل را ساغر سفید
ابر چون چشم زلیخا مهر یوسف در نثار     تا ابد چون دیده یعقوب شد عبهر سفید
عنکبوت عمار را گفتم که این پرده چه بود     گفت چون مهمان عزیز آمد که کردم در سفید
ای حسن اغیار را هرگز نباشد طبع راست     راستی نتوان زاغ را هرگز نباشد پر سفید

و فضلا این غزل را جواب بسیار فرموده اند و هیچ جواب این بر حال نرسیده اند و تاریخ وفات خواجه حسن معلوم نبود۔

## ذکر ملک الفضلا خواجو کرمانی رہ

از بزرگ زادگان کرمان بوده و صاحب فضل و خوشگوئے است در سخن و از بزرگان و فضلا در فصاحت و بلاغت بے نظیرے دانند و او را نخل بند شعرا مے نامند و او همواره سیاحت کردے و در کرمان قرار نیافتی و کتاب همائے و همایون را در بغداد نظم کرده و در آن داستان داد سخنورے داده و غزلیات مرغوب درج کرده و از فرط اشتیاق بوطن مالوف در آن داستان این چند بیت میگوید این است

خوشا باد عنبر نسیم سحر     که بر خاک کرمانش باشد گذر
خوشا وقت آن مرغ دستان سرای     که دارد در آن بوم ماوا و جای
زمین تا چه آمد که چرخ بلند     از آن خاک پا دامن همت فگند

بغداد بہر چہ سازم وطن　　کہ ناید بجز دجلہ در چشم من

و در اثنائے سیاحت بصحبت شیخ العارف قدوۃ المحققین رکن الملۃ والدین علاء الدولہ سمنانی رسید و مرید شیخ شد و سالہا در صوفی آباد و صوفی بود و اشعار حضرت شیخ را جمع نمودے و این رباعی در حق حضرت شیخ او راست۔ رباعی

هر کو بره علی عمرانے شد　　چون خضر بسر چشمۂ حیوانے شد
از وسوسہ غارت شیطان وا رست　　مانند علاء دولہ سمنانے شد

و این غزل در توحید خواجو فرماید۔

سبحان من تقدس بالجود والجمال　　سبحان من تعزز بالعز والکمال
آن صانعے کہ صنعت او ہست بر دوام　　وآن قادرے کہ قدرت او ہست لایزال
کیوان بحکم اوست درین دیر پاسبان　　مریخ زاہر اوست درین قلعہ کوتوال
در گوش آسمان کند از زر مغربے　　ہر مہ بامر کن فیکون حلقۂ ہلال
گاہے بر آسمان کشد ابر ثنے زال زر　　گاہے بآفتاب دہد تیغ پور زال
خواجو گر التماس انیں در کند رواست　　از پادشاہ عنایت و از بندگان سوال

ولہ

نزد صاحب نظران ملک سلیمان باد است　　بلکہ آنست سلیمان کہ ز ملک آزاد است
آنکہ گویند کہ بر آب نہاد ست جہان　　مشنو اے خواجہ کہ تا در نگری بر باد است
خیمۂ انس مزن بر در این کہنہ رباط　　کہ اساسش ہمہ بے موضع و بے بنیاد است
دل درین پیر زن عشوہ گر دہر مبند　　کو عروسے کہ در عقد بسے داماد است
ہر زمان مہر فلک بر دگرے می افگند　　چہ توان کرد کہ این سفلہ چنین افتاد است
خاک بغداد بخون شہدا می گرید　　ورنہ آن شط روان چیست کہ در بغداد است
آنکہ شد او در ایوان ز زر افگندے خشت　　خشت ایوان شدہ اکنون ز سر شداد است
گر پر از لالۂ سیراب بود دامن کوہ　　نیست آن لالہ کہ خون جگر فرہاد است
حاصلے نیست بجز غم بہ جہان خواجو را　　خرم آن کس کہ بکلی ز جہان آزاد است

و دیوان خواجو بیست هزار بیت مصنوع باشد بر قصاید غرّا و مقطعات و غزلیات مستحسن
و چهار مثنوی دارد و در لے همای و همایون از انجمله روضة الازهار است جواب مخزن الاسرار
و بغایت مطبوع است و این تذکره زیاده ازین که نوشته شد تحمل ندارد و وفات خواجو در شهور سنه
اثنین و اربعین و سبعمایه بوده ره اما شیخ العارف رکن الملة والدین علاء الدوله سمنانی و هو
احمد بن محمد احمد البیابانی کمال او از شرح مستغنی است او رسوم صوفیه را احیا داده و بعد از شیخ جنید
بغدادی قدس سره هیچکس چون او قدم درین طریق ننهاده و در رساله که تصنیف فرموده و موسوم است
بمفتاح میگوید که هزار طبق کاغذ در راه و رسم تصوف سیاه کردم و صد هزار دینار را ملک پدرے و
میراث صرف و وقف صوفیان نمودم و شصت سال بدعاگوئی و نیک خواهی مسلمانان بسر بردم
اکنون پیر و عاجزم ترک همه گفتم و بگوشه نشستم و در بروے خلق بستم در حکایت آورده اند که
شیخ در ایام شباب بملازمت ارغون خان مشغول بودے و عم شیخ ملک شرف الدین سمنانی از مقربان
پادشاه ارغون خان بوده روزے که خان با علی انیاق در زیر قزوین حرب میکرد شیخ را
در آن روز جذبه رسید قبا و کلاه و اسپ و سلاح را گذاشته از اردوے خان بی اجازه بطرف
سمنان روان شد و بعد ازان در خانقاه سکاکیه سمنان مدتے بهم صحبتے اخی شرف الدین سمنانی بعبادت
مشغول بوده و چندانکه خان مراعات و استمالت داده از خرقهٔ فقر بجامهٔ اهل دنیا در نیامده
و بعد ازان عزیمت دار السلام بغداد نموده و مرید شیخ العارف عبد الرحمن اسفراینی قدس سره شده
و حالات شیخ که در رسایل طریقت نوشته اند مذکور و مسطور است و تواضع و انصاف شیخ دران مرتبه
بود که مولانا نظام الدین هروی شیخ را تکفیر کرده و بار و نوشته که تو کافرے شیخ رقعهٔ مولانا نظام الدین را
بخواند و زار زار بگریست و گفت اے نفس هفتاد سال بتو مے گفتم که تو کافرے و تو باور نمیکردی
اکنون هیچ شبه نماند که اما مسلمانان و مفتی شرق و غرب بکفر تو حکم کرده است گردن بنه
و بعد این مرام نجان و این رباعی انشا کرد۔ رباعی

نفسیست مرا که غیر شیطانی نیست ۔۔۔ و ز فعل بدش هیچ پشیمانی نیست

ایمانش هزار بار تلقین کردم ۔۔۔ وین کافر را سر مسلمانی نیست

و سن مبارک شیخ هفتاد و هفت سال و دو ماه چهارده روز بوده و عزیزی در وفات

آں حضرت عزیزی مے فرمایند۔

تاریخ وفات شیخ اعظم  سلطان محققان عالم
رکن حق و دین علاء الدولہ  بر مسند خود نشستہ خرم
بیست و سوم مہ رجب بود  اندر شب جمعۂ مکرم
از ہجرت خاتم النبیین  ہفتصد بگذشت سی و شش ہم

و شیخ نجم الدین محمد موفق اسفراینی قدس سرہٗ کہ از خلفائے حضرت شیخ است میگوید کہ بارہا شیخ بر زبان مبارک راندی کہ اینکہ مرا در آخر عمر معلوم شد اگر در اول معلوم شدی ترک ملازمت سلطان روزگار نمودمے وہم در قبا خدا پرستی کردمے و پیش ملوک مہمات مظلومان را ساختمے و ہر آئینہ این کہ کسے در قبا اہل عبا باشد از ریا دور تر و محض اخلاص است۔ بیت

لباس طریقت بتقوی بود  نہ در جبہ و دلق خضرا بود

خوشا وقت و مرتبہ صاحب جاہے کہ نزد سلاطین ہموارہ بکار مظلومان پردازد و کار افتادگان را بسازد و ستم رسیدگان را بنوازد و دستہ بعان و تہیدان را برایشان را از دولا اشک حق سبحانہٗ سر سروری او را برافرازد۔

کار درویش مستمند برآر  کہ ترا نیز کارہا باشد

# ذکر مفخر الشعرا امیر کرمانی رہ

شاعر خوشگوے است معاصر خواجو بودہ و غزلی را نیکو میگوید و این غزل او راست۔

بے روے دل آرام دل آرام ندارد  مسکین دل آنکس کہ دلآرام ندارد
ہر چند چمن جائے تماشاست ولیکن  سروی چو تو مہ روے گل اندام ندارد
از حاصل عمرش نبود ہیچ حیاتی  آنکس کہ مے عشق تو در جام ندارد
شیرین نشد از شربت ایام مرا کام  ناکامی تلخست و جہاں کام ندارد
گر عمر بود میر بمقصود رسد زود  لیکن چہ کند تکیہ بر ایام ندارد

# طبقۂ پنجم

## ذکر سلطان العلما عماد فقیہ

مرد عارف و عالم اہل دل بودہ و از صنادید علما و فضلائے کرمان است با خلاق نیکو و سیرت پسندیدہ درجہان مشہور شدہ در روزگار دولت محمد مظفر و اولاد او خواجہ عماد فقیہ در کرمان مرجع خواص و عوام بودے و ہمگنان بصحبت شریف او مایل بودندے با وجود علم و تقوی و جاہ مراتب شاعری کامل بودہ و شیخ آذری در جواہر الاسرار میگوید کہ فضلا بر آنند کہ در سخن متقدمان و متاخران احیاناً حشوی واقع شدہ الا سخن عماد فقیہ کہ اکابر اتفاق کردہ اند کہ اصلا در آں سخن فتورے واقع نیست نہ در لفظ و نہ در معنی و از سخن خواجہ عماد بوئے عبیر میاید بمشام ہنروران و صاحبدلان بلکہ از بوئے جان زیبا ترمے نماید و ایں غزل او راست۔

بیچارہ خستہ کہ ز دار الشفائے دین     قارورہ مے برد بہ حکیمان رہ نشین

از راہ رنج و محنت و بیماریش چہ غم     آں را کہ خضر یار و مسیحا بود قرین

بر لوح جاں نوشتہ ام از گفتہ پدر     روز ازل کہ تربت او باد عنبرین

کاے طفل اگر بصحبت افتادہ رسی     شوخی مکن بچشم حقارت در و مبین

بر شیر ازاں سوار شدند بزرگان دیں سوار     کاہستہ تر ز مور گذشتند بر زمین

گر در جہاں دلے ز تو خرم نمیشود     بارے چنیں مکن کہ شود خاطرے حزین

یارب بجز خدا نتواں خواستن عماد     یا مستعان عونک ایاک نستعین

ولہ

گر ز من یاد کند ور نکند مخدوم است     محتشم را چہ تفاوت کہ گدا محروم است

نہ دریں شہر رود ظلم برار باب نظیر     عاشق دل شدہ ہر جا کہ رود مظلوم است

طلب یار وفادار مکن در عالم     زحمت خود مدہ اے دل کہ وفا معدوم است

پیش عشاق حدیث عقل نتواں گفت     کیں حکایت بر ایں جماعت نامفہوم است

اے دل از ہر کہ موافق نبود در رہ عشق　دیدہ بر دوز کہ دیدار مخالف شوم است
نرسد آتش دوزخ بشہید غم دوست　ہر کہ شد کشتہ شمشیر غمش مرحوم است
در گمانند خلایق ز وجود دہنش　نقطہ ہست بہ تحقیق ولے موہوم است
بر عماد آیہ سر دہنش شد روشن　گرچہ بر دیدۂ صاحب نظران مکتوم است

ووفات خواجہ عماد در شہور سنہ ثلاث وسبعین وسبعمایہ بود و مرقد مبارک او در کرمان است وخانقاہ او الیوم معمور و بہکنان را ارادت کلی است بر خواجہ عماد اما محمد مظفر اصلاً خراسانی است وگویند از قریہ سلامیہ است من اعمال ولایت خواف و بعہد سلطان محمد خربندہ پدر او بیزد افتاد او و پدرش مظفر در رباط خرابہ یزد راہ داری میکردند و او مردے دلاور و شجاع بودہ و از ہمتے خالی نبود و چند نوبت در یزد کارہائے مردانہ کردہ و بروزگار سلطان ابو سعید خان شحنگی یزد برو قرار گرفت و چوں سلطان ابو سعید خان وفات یافت و انقلاب دست داد و او در شہور سنہ احدی واربعین وسبعمایہ خروج کردہ بود و مسند یزد در تصرف نمود و محمد شاہ را بکشت و ابر قوہ و فارس را نیز گرفت و دم استقلال زد و سکہ و خطبہ بنام خود فرمود و از سلطانیہ تا کیچ و مکران او را مسلم شد و استقلال او بمرتبہ رسید کہ ملوک اطراف از و متوہم بودند و ہر جائے کہ روئے آورد سے سر آمد بود سے تا آفتاب دولت او آہنگ افول و زوال کردہ و پسرش شاہ شجاع بر او خروج کرد و او را بگرفت میل کشید و خواجہ حافظ شیرازی دریں معنی گوید۔

دل منہ بر دنیا و اسباب او　زانکہ از وے کس وفاداری ندید
کس عسل بے نیش ازیں دکان نخورد　کس رطب بے خار ازیں بستان نچید
ہر چراغے را کہ گیتی بر فروخت　چوں تمام افروخت بادش در دمید
شاہ غازی خسرو گیتی ستان　آنکہ از شمشیر او خوں مے چکید
گہ بیک حملہ سپاہی مے شکست　گہ ہوے قلب گاہے مے درید
سروراں را بے سبب مے کرد حبس　گردناں را بے سخن سر مے برید
از نہیبش پنجہ مے افگند شیر　در بیاباں نام او چوں مے شنید
عاقبت شیراز و تبریز و عراق　چوں مسخر کرد وقتش در رسید

آنکه روشن بد جهاں ہنیش بدو  میل در چشم جہاں ہنیش کشید

امیر محمد مظفر فرماید در محل میل کشیدن۔

آنم کہ ستون دولتم میل کشید  رختم زور ہند سوئے نیل کشید
پیمانہ دولتم چو شد مالامال  ہم روشنی چشم خودم میل کشید

## ذکر خواجہ سلمان ساوجی

از اکابر شعر است و در ساوہ مرفے متعین بودہ و خاندان او را ہمیشہ سلاطین مکرم میداشتند و لقب او جمال الدین است و پدر او خواجہ علاء الدین محمد ساوجی مرد اہل قلم بودہ است و خواجہ سلمان را نیز در علم سیاق وقوفے تمام بودہ و فضیلت او مشہور است بتخصیص در شعر و شاعری سرآمد روزگار خود بودہ است و شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی رہ میگفتہ کہ انار سمنان و شعر سلمان در ہیچ جا نیست و بر صدق این دعوی کار ہائے کہ او کردہ در شعر پیش فضلا روشن است کہ مزید بر آں متصور نیست خصوصاً قصیدہ خارج دیوان کہ بر قدرت طبع شریف او گواہ عادل است حکایت کنند کہ خواجہ سلمان از ساوہ عزیمت بغداد نمود و بسبب ملازمت او پیش امیر شیخ حسن نویان و دلشاد خاتون آں بود کہ روزے امیر شیخ حسن تیر میانداخت سعادت نام غلامے از غلامان میدوید و تیرمے آورد خواجہ سلمان بدیہہ این اشعار گفت و بگذرانید۔

چو در بار چاچی کماں رفت شاہ  تو گفتی کہ در برج قوس است ماہ
دو زاغ کماں با عقاب سپہ  بایدہم بیک گوشہ آورد سر
نہادند سر بر سر دوش شاہ  ندانم چہ گفتند در گوش شاہ
چو از شست بکشاد خسرو گرہ  برآمد زہر گوشہ آواز زہ
شہا تیر در بند زہ پیر تست  سعادت دواں در پے تیر تست
بعہد تو کس نالہ بر نخواست  بغیر از کماں گر بنالد رواست
کہ در عہد سلطاں صاحب قراں  نکردست کس زور جز بر کماں

و امیر شیخ حسن نویان در بنا تربیت خواجہ سلمان شد و سلطان اویس کہ قرۃ العین خاندان

امارت است وپسر بزرگ امیر شیخ حسن نویان است همواره در علم شعر از خواجه سلمان تعلیم گرفتے ومرتبه خواجه سلمان در دور دولت شاه اویس ودلشاد خاتون درجه اعلیٰ یافت وسخن او در اقطار ربع مسکون شهرت گرفت چنانکه درین معنی گوید۔

من از یمن اقبال این خاندان گرفتم جهان را به تیغ زبان

من از خاوران تا در باختر زخورشید امروز مشهورتر

گویند شبے سلمان در مجلس سلطان اویس بشرب مشغول بود چوں بیرون آمد سلطان فراشی را فرمود تا شمعے با لگن زر همراه او بیرون برد و او را بخانه رساند وصباح فراش لگن زر را طلب داشت خواجه سلمان این بیت بسلطان فرستاد۔

شمع خود سوخت شب دوش وبزاری امروز گر لگن را طلبد شاه زمن

سلطان چوں این بیت بخواند خندان شد وگفت از خانه شاعر طامع لگن بیروں آوردن مشکلست وآں لگن را بدو بخشید۔ تربیت فضلا را سلاطین بروزگار گذشته چنیں بوده وخواجه سلمان راست در مدح خواجه غیاث الدین محمد رشید قصیده۔

سقی الله لیلاً کصدغ الکواعب شبے عنبرین خال مشکین ذوائب

هوا را بگوهر مرصع حواشی زمین را بعنبر مستر جوانب

در خش بنفشه سپاه حبش را روان در رکاب از کواکب مواکب

برآراسته گردن وگوش گردون شبها از گوهر شب چراغ کواکب

شده جبهه صاعد صعودش مقدم شده صور طالع ثریاش غارب

نبات از بر مرکز چرخ گردان چو بر خاطر روشن افکار صائب

دریں حال با من فلک در شکایت همے بر سپهر ستمگار عاتب

ز قید مراد وجفاے زمانه ز بعد دیار وفراق صواحب

ز نیرنگ و زرقهاے جهان مزور ز بازیچهاے سپهر ملاعب

فلک را همے گفتم از جور دورت چرا اختر طالعم گشت غارب

چرا گشت با من زمانه مخالف چرا هست با من ستاره معاضب

کنون پنج ماه است تا من اسیرم　　ببغداد و در دربلای و مصائب
پریشان جمعی و جمعی پریشان　　گرفتار قومی و قومی مجانب
نه رائی قرارم ز جور اعادی　　نه روئی فرارم ز طعن اقارب
مرا هر نفس غصه بر غصه زائد　　مرا هر زمان گریه بر گریه غالب
فلک چون شنید این عتاب و شکایت　　مرا گفت بس کن که طال المعاتب
اگرچه ترا هست جای شکایت　　ولی هست شکرانهات نیز واجب
که داری چو درگاه صاحب پناهی　　مقر مقاصد مقر مآرب
کنون عزم تقبیل درگاه او کن　　باقبال او شو سعید العواقب
مشو یک زمان غائب از آستانش　　که هر کس که شد غائب او هست خائب
فلک چون فرو خواند در گوشم این رمز　　شدم جست بر مرکبی از مراکب
قمر چهرگان شبستان گردون　　کشیدند رخ در نقاب مغارب
فرو شد بدریا شب قیر پیکر　　بر آمد زکه رایت صبح کاذب
بگوشم رسید از محل قوافل　　سهیل مراکب عطیط نجائب
همی راندم اندر بیابان و وادی　　گهی با ارانب گهی با ثعالب
گهی بر فرازی که نعل مه نو　　همی سود در دست و پائی مراکب
گهی بر نشیبی ز اموال قارون　　همی رفت اندر رکاب رکائب
رهی پیشم آمد که از هیبت آن　　بلیند اختی پنجه شیر محارب
سموم غمومش وزان در صحاری　　جحیم حمیمش روان در مشارب
زلالش ملوث بسمّ افاعی　　جمارش محدّب چو نیش عقارب
هوایش ز فرط حرارت بحدی　　که چون موم میشد دل سنگ ذائب
چنان شد که شمشیر چون قطره آبی　　فرو می چکید از کف مرد ضارب
همه راه در اندیشه تا کی بر آید　　ز درگاه صاحب ندای مراحب
جهان معالی سپهر وزارت　　محیط مکارم سحاب مواهب

بریده به آں سر که از خط حکمش      بگردد بیک موئے چوں کلک کاتب

وزیرا بحق خدائی که صنعش      نهد گوهر روح در درج قالب

بتقدیر و تدبیر سلطان حاکم      به آلا و نعمائے رزاق واهب

بتعظیم احمد که با آں جلالت      نگهداشت اندر حصار عناکب

بیاری یاران احمد که بودند      ز روئے هدایت نجوم ثواقب

که تا شد سرم خالی از آستانت      نشد آستینم تهی از ثاقب مناقب

ثنایت بکارم در آورد ورنه      بیکبارگی بودم از شعر تائب

اگر مدح جاه تو گویم نه گویم      بامید مرسوم و حرص مواجب

ولے چشم دارم که از دولت تو      مراتب فزاید مرا بر مراتب

الا تا کشایند خوبان مهروے      خدنگ بلا از کمان حواجب

سرائے ترا باد تا هید مطرب      جناب ترا باد خورشید حاجب

واگرچه بیشتر ازیں اشعار خواجه سلمان ساوجی درین تذکره درج شود محتمل که بتطویل انجامد و کلیات کتابیست که آنچه مستعدان را از بابت شعر و شاعری بکار آید در آں جا یافت شود و خواجه سلمان باشارت سلطان اویس و والده او دولتشاه خاتون قصاید خواجه ظهیر فاریابی را بسیار جواب گفته و صله ایں قصیده و ده سیورغال ستاینده در تحتے و دو بیت از آں اینست۔

در درج عشق لبت نقد جاں نهاد      جنس نفیس یافت بجائے نهاں نهاد

قفلی ز لعل بر در آں درج زد لبت      خالت ز عنبر آمد و مهری بر آں نهاد

و باعتقاد ایں کمینه اگر کسے بے راحت ایں دو بیت صله و بهند هنوز بخیلے کرده باشند۔

سپهر جهاں دیده کردم سوالے      که بهر معیشت زبال و بضاعت

چه سرمایه سازیم که سودم دهد گفت      اگر میتوانی قناعت قناعت

ایں قطعه نیز او راست۔

کنار حرص دلا پر کجا توانی کرد      تو از طمع که سه حرف میاں تهی افتاد

عزیز من در درویشی و قناعت زن      که خواری از طمع و عزت از قناعت زاد

اگر بلفظ دو پای توانگری سهل است　　سعادت سر درویشی و قناعت باد

وله

آوازه جمالت تا در جهان فتاده　　خلقی بجستجویت سر در جهان نهاده
سودائیان زلفت گرد تو حلقه بسته　　شوریدگان مویت بر یکدگر فتاده
سودای زهد خشکم بر باد داده حاصل　　مطرب بزن ترانه ساقی بیار باده
ما نیم بسته دل را از لعل دلگشایت　　آن لب بخنده بگشا تا دل شود گشاده
ای شهسوار خوبان دی دیدن آب حیوان　　رحم آوری چه باشد بر کشته پیاده
سلمان خسته بازی شهمات غفلت کرد　　بازی نگر که داده با این حریف ساده

خواجه سلمان با کبر سن و ضعف چشم در آخر حال دریافت داو از ملازمت استعفا خواسته بقیه عمر بقناعت روزگار گذرانید و سلطان اویس او را در ولایت ساوه سیورغال لایق داده بوده که اوقات بفراغت میگذرانید و در شهور سنه تسع و ستین و سبعمایه این خاکدان ظلمانی بریاض جاودانی تحویل فرمود اما دلشاد خاتون جمیله و کریمه روزگار بوده و حلیله جلیله امیر شیخ حسن نویان است سلطنت بغداد و آذربایجان بعد از سلطان ابوسعید خان بر امیر شیخ حسن قرار گرفت و او را در سلطنت جز اسمی بیش نبوده و کفیل مهام سلطنت شاه دلشاد بوده و بانوی بلقیس منش بود چنانکه خواجه سلمان گوید

هزار بار پروزی شکسته از تمکین　　شکوه مقنعه او کلاه گوشه سنجر

و سلطان اویس پادشاهی لطیف طبع و هنرمند بوده و نیکو منظر و صاحب کرم بوده و در انواع هنر و صلاحیت وقوف داشتی و بقلم واسطی صورت کشیدی که مصوران حیران بماندندی و خواجه عبدالحی که در هنر سرآمد روزگار بوده است تربیت یافته و شاگرد سلطان اویس است علم موسیقی و ادوار خود خاصه او ست صباحت حسن او مرتبه بوده که روزی که سوار شدی اکثر مردم بغداد دوان بسر راه او آمدندی و در جمال او حیران بماندندی و بزبان حال گفتندی -

بوی پیراهن یوسف زجهان گمشده بود　　عاقبت سر ز گریبان تو بیرون آورد

بعد از آن که در عرصه آفاق صیت کرم و آوازه جمال و فضل [illegible] و کمال او منتشر شد و از

رے تا روم مسخر فرمان قضا جریان او گشت منشی دیوان ازل منشور عزل او نوشت و حریف کجباز اجل با او بدغا بازی مشغول شده و در آوان جوانی ازین سرای فانی بریاض جاودانی رسید و در وقت مرگ این ابیات انشا کرد۔

ز دار الملک جان روزی بشهرستان تن رفتم — غریبم بودم اینجا چند روزی با وطن رفتم

غلام خواجه بودم گریزان گشته از خواجه — در آخر پیش او شرمنده با تیغ و کفن رفتم

الا ای همنشینانم شدم محروم ازین دنیا — شما را عیش خود بادا درین خانه که من رفتم

انصاف که سنگ را دل خون شود از سخت دلی این توده خاک و ابر را آب از چشم روان گردد از ظلم افلاک پیرهن غنچه از عزای گلرخان چاک است و گل را تاج لعل ازین اندوه بخاک و سلمان در پای تابوت سلطان اویس زار زار میگریست و این مرثیه میخواند۔

دریغا که پژمرده شد ناگهانے — گل باغ دولت بروز جوانے

دریغا سواری که بهر صید دلها — نمیکرد بر مرکب کامرانے

وقوع این واقعه در شهور سنه خمس و سبعین و سبعمایه بوده و از اکابر شعرا که در روزگار سلطان اویس بودند عبید زاکانی و ناصر بخاری و خواجو کرمانی و میر کرمانی و مولانا مظفر هروی است علیهم الرحمة۔

## ذکر المتاخرین مولانا مظفر هروی رہ

او را خاقانی ثانی گفته اند و از متاخران کسے بمتانت او سخن نگفته مردی دانشمند و فاضل بوده و همواره با شعرای ممالک دعوی کردی و بر سخن شعرا اعتراض نمودی و فضل اشعار خود ظاهر ساختی و بارها گفتی که عمل ارساده خواجه سلمان بسر حد ذهن میرسد اما در میدان سخنوری جولان نے تواند کرد و از نفاثک کرمانی یعنی خواجو بوی سخنوری میآید اما از ظاهر معنی نرسیده و سخن شعرای دیگر را خود مطلقاً وجود ننهادے حکایت کنند که در وقت مردن دیوان خود را در آب انداخت که بعد از مظفر کسے قدر سخن مظفر نخواهد دانست بلکه معنی او را فهم نخواهند کرد و اصل مولانا مظفر از ولایت خاف است از قریه که آن را خضران گویند و در بعضے نسخها او را مظفر خضرانی نوشته اند و در روزگار دولت معز الدین حسین کرت بوده و در مدایح ملوک کرت قصاید

غراو ارد بیت

سلطان معزدین که از دریائے جوداد — دریست آفتاب و حبابیست آسمان

و جائے دیگر بمدح معز الدین کرت میگوید۔

زیر قار قدر تو این نہ سپہر معمر رنگ — توده چناریست باوست و رخشان اخگری

و اورا در اغراق و تشبیہات و خیال خاص شعرا و فضلا مسلم میدارند و این قصیدہ او راست۔

ای برسمن از مشک بعمد از دہ خالے — مسکین دل من کشتہ زخال تو بحالے
از حال من خستہ بتر در دو جہاں نیست — تا نیست دل آشوب تر از خال تو خالے
قد و دہن و جعد و رخ و زلف تو دیدم — ہر یک ز یکے حرف پذیرفتہ مثالے
از سیم الف دیدم و از لسد او میم — وز مشک سر جیمے و از غالیہ دالے
گفتم کہ تو خورشیدے و آں بود حقیقت — گفتی کہ تو چوں ماہی و آں بود محالے
مہ بدر نماید چو ز خورشید شود دور — من کز تو شوم دور نمایم چو ہلالے
ای از بر من دور ہمانا خبرت نیست — کز مویہ چو موئی شدم از نالہ چو نالے
در خواب خیال تو بنزدیک من آمد — گویم کہ مگر ہست مرا با تو وصالے
بیدار شوم چوں تو نباشی بہ خیالت — عشق تو مرا باز ندا ند ز خیالے
یک روز بسالی نکنی یاد کسے را — کز ہجر تو روزیش گذشتست بسالے
روزے بود آخر کہ دل و جاں بفروزم — ز ابروئے کہ شہرے بفروزد بجمالے
از قبضہ ہجر تو شود رستہ دل من — و ز روضہ وصل تو شود رستہ نہالے
فرخندہ بود روز بشبگیر بر آں کس — کز روئے تو ورائے ملک بر زدہ فالے
سلطان فلک قدر معز دول و دین — کز جملہ ملوکش بہ نظیر است و ہمالے
آں قلعہ کشائی کہ ملک بر فلک او را — ہر روز دہد مژدہ بعزی و جلالے
در معرکہ بستاند و در بزم بہ بخشد — ملکے بسواری و جہانے بسوالے
عالم ترہ عادل تر از و ہیچ ملک نیست — الا ملک العرش تبارک و تعالے
کیوان سخطی مہر اثری چرخ محلے — باران حشمے ابر کفے بحر نوالے

ای دهر گرفته ز تو فری و بهائی | وی ملک فزوده ز تو جاهی و جلالی
شاها چو شود لفظ متین یاور طبعم | گوئی که جهد بیرون از سنگ زلالی
در جلوه عروسان ضمیرم چو در آیند | بنماید این آئینه گون حقه مثالی
جان دادن خفاش بدم کار مسیحست | ورنه بکند از گل صد مرغ کلالی
تا در چمن باغ نهالی بر آید | از تربیت اختر و تاثیر شمالی
این روز و شب و روز و مه و سال بیت معین باد | تا روز و شبی هست بعالم مه و سالی

و باوجود فضیلت سخنوری مولانا مظفر هروی بی تکلف بوده و از غایت ناپروائی که اورا بدنیا و دنیاوی بود در نظر مردم مفلوکانه گردیدی و جامهای چرکین پوشیدی و فضلا اورا ازین اطوار منع کردندی گفتی بظاهر و رسن نگاه مکنید زیبائی معنی بنگرید گویند روزی ملک معزالدین بمدرسه بحجره مولانا مظفر در آمد دید که مولانا بر روی خاک نشسته و کهنه کتابی چند خاک آلوده نهاده ملک با او عتاب کرد که درین هفته صله شعر از من هزار دینار گرفته چرا گلیمی زیر پا نینداختی مولانا مظفر گفت ای خداوند این قالی که در زیر پای شماست درین نزدیکی بصد دینار خریده ام و بدست جاروب کرد از زیر کرد و قالی بتکلف ظاهر شد ملک فرمود که اسبی مولانا بی تکلفی از حد گذرانیدی و فراش مدرسه را مقرر داشت که هر روز حجره مولانا را رفت و روی دهد اما ملوک کرت مردم دلاور و بامروت بوده اند و اصل ایشان ترکست و سور نام شخصی از خطا بجبال غور افتاد و بعهد الپتگین خروج کرده ملوک کرت خود را بدو منسوب میکنند و ایشان بعد از ملوک غور که سلطنت از خاندان سبکتگین بدیشان منتقل شد و سلطنت بلخ و هرات و اکثر هندوستان و غزنین و کابل سالها بدیشان متعلق بوده و در تخت هرات و غور و مضافات آن دیار آل کرت چندگاه ملوک بوده اند و آخر ایشان ملک غیاث الدین است که زوال ملک او بردست صاحبقران اعظم قطب دائره خلافت امیر تیمور گورگان بوده - انار الله برهانه صاحب تاریخ مقامات گوید که ملک معزالدین حسین غوری با سلطان سنجر در بادغیس مصاف داد و هفتاد هزار سوار مسلح داشت و بدست سلطان سنجر اسیر شد سلطان از سر خون او در گذشت و گفت این غوری بدگهر چه کرامت بندیست رها کنید تا هر جا که خواهد برود و

هر جا که بتواند باشد از برائے نام نیک و شهرت او رانگشت و بند و قید نفرمود و ملک در
معسکر سنجری چند گاه بفلاکت و ذلت میگذرانید تا کار بدان جا رسید که خود را بدیوانگی مشهور
ساخت و در اردو بازار بالوندان نشستی و طباخان او را طعام دادندے روزی فلک الدین
چتری که صاحب دیوان سلطان سنجر و مقرب درگاه او بود ملک را بدین وضع در اردو بازار
دید بر حال زار ملک رحم آورد و فرود آمد او را دریافت و گفت اے ملک این چه حالت است
ملک این بیت برخواند۔

چگویم حال خود با تو چو میدانم که میدانی ‌‌ ‌‌ که هم ناگفته می بینی و هم ننوشته میخوانی

بعد ازاں روزے فلک الدین در مجلس کیفیت پریشانی و فلاکت ملک را با سلطان
عرض کرد سلطان فرمود که او را بحضور من آرید ملک را پیش سلطان بردند با پوستین کهنه و کلاه
چرکین سلطان گفت آخر حال تو هر چند پریشان شده غم سر خود نمیخوری که این نوع طاقیه بر سر می
نهی ملک گفت اے خداوند ارزد که این سر سر من بود هفتاد هزار کس غم سر من میخوردند۔
اکنون این سر تعلق بتو دارد اگر بار دو بازار می آویزی و اگر بمصر میفروشی و اگر تاج مکلل می پوشانی
و اگر کلاه نمد حاکمی مرا با او لیاقتے این سر نگیر سلطان را بر ملک رحم آمد و املاک و اسباب او
زر خرید ملک را فرمود تا از رقبه ایران بیرون کنند و بملک ارزانی داشت و ملک معز الدین
بعد از عزل سلطنت هفتاد مصحف بخط مبارک خود کتابت کرد والله اعلم۔

## ذکر مولانا حسن متکلم ره

مولانا حسن از شاگردان مولانا مظفر است و نیشاپوریست و مرد اهل فضل است در
صنائع شعر نسخه ساخته بنام ملک غیاث الدین کرت و مستعدانه گفته و این غزل او راست۔

تا نگوئی که مرا از تو شکیبائی هست ‌‌ ‌‌ یا دل غمزده را طاقت تنهائی هست
تو مپندار که از دوری روئے تو مرا ‌‌ ‌‌ راحت زندگی و لذت برنائی هست
مکن اندیشه که تا دور شدی از چشمم ‌‌ ‌‌ دیده را بے رخ زیبائے تو بینائی هست
ناتوانم ز غمت تا تو گمانے نبری ‌‌ ‌‌ که مرا با غم عشق تو توانائی هست

خواندیم بیدل و رسوا و نگوییم که نیم　　هرچه گوئی ز پریشانی و رسوائی هست
اندرین واقعه بر قول تو انکاری نیست　　در من از عیب و هنر هرچه تو فرمائی هست
کس نگفت است در آفاق که در عالم عشق　　مثل من عاشق شوریده سودائی هست
کس ندادست نشان در ختن چین و چگل　　که بتی چون تو بشیرینی و زیبائی هست

اما ملک غیاث الدین کرت بعد از ملک معز الدین حسین در هرات و غور و سرخس و مضافات سلطنت یافت و نیشاپور و طوس و جام را مسخر ساخت و همواره میان او و سربداران سبزوار و امرا جان قربانی جهت حکومت ولایات منازعت بود و در بیشتر اوقات ملک غیاث الدین ظفر یافتی مردے متدین و متهور بوده رعایا از وے شاکی بودند و ظلم کردی و بعضے قانونها که تا این زمان استمرار یافته از بدعتهائے اوست گویند مفخر الصالحین مولانا زین الملة والدین ابوبکر تایبادی قدس سره در زمان او بوده روزے ملک بدیدن مولانا آمد مولانا با او گفت اے ملک زاده در قدرت رب العالمین تو از آن حقیرتری که بتصور درآوری با وجود حقارت تو ترا بر فوجی بندگان خود مسلط ساخته کبر مکن و انصاف پیش آورده مظلومان بده والا حق تعالے بر آن قادر است که ملک از تو بستاند و بدیگرے که بهتر از تو باشد بدهد ملک با مولانا قرار داد که من بعد راه عدل گیرد و از ظلم و بدعت بگذرد و بهمان نوع زندگانی میکرد و از ظلم تجاوز نمی نمود تا جمعی پیش مولانا رفتند که این ملک ظلم از حد گذرانید و ذره ترحم درین مرد موجود نیست مولانا این رباعی بملک نوشت۔

افراز ملوک را نشیب است مکن　　در هر دو لکی از تو نهیب است مکن
بر خلق اگر ستم نصیب است مکن　　از هر ستمی با تو حسیب است مکن

ملک را این هم موثر نبود و از بدعت و ظلم تبرا ننمود مولانا روزی بحاضران مجلس گفت که ملک را ازین ملک ظالم بگرفتیم و به بهتر از او بخشیدیم و عنقریب امیر کبیر صاحبقران امیر تیمور گورگان انار الله برهانه از آب جیحون عبور نموده و لشکر بهرات کشید و استیصال آل کرت نمود هیچ شک نیست که بر عالم ملک و ملکوت رجال الله را حاکم ساخته اند بدبختی که از نظر کیمیا اثر ایشان افتاد محرومی بند و هر صاحب دولت و نیک بختے که ملحوظ نظر عنایت ایشان شد روزگار دولت او بر دوام

وخاندان او باکرام میشود حق سبحانہ این خسرو غازی را کہ ناسخ عدل نوشیروان وسیرت پسندیدۂ او مقبول اقطاب واوتاد زمانست سالہا بر سریر دولت پایندہ دارد۔

آنکہ نابینائے مادرزاد اگر حاضر شود — در جبین عالم آرایش بہ بیند سروری

ہم بزرگی در حسب ہم کامرانی در نسب — کو سلیمان تا در انگشتش کند انگشتری

وزوال آل کرت در سنہ احدی وثمانین وسبعمایہ بودہ۔

# ذکر ملک الشعرا ناصر بخاری رہ

مرد فاضل ودرویش بودہ وشعر او خالی از حالے نیست وبوئے فقر از سخنان او بدل میرسد ہموارہ سیاحت کردی ودر خرقہ درویشان بودی وطاقیہ نمدی وقبائی کتانی داشتی ودیگر از دنیا وی ہیچ چیز ہمراہ او نبود وایں قصیدہ کہ بعضے ابیات آں نوشتہ خواہد شد از اوست۔

درویش را کہ ملک قناعت مسلم است — درویش نام دارد و سلطان عالم است

گر قرص گرم مہر برآرد تنور چرخ — در وقت چاشت سفرۂ درویش را کم است

روزی تو را بنہ ہر حوادث کند ہلاک — گردون حلقہ کردہ کہ چوں مار ارقم است

درہم شود زبہر درم حال آدمے — آری تمام صورت درہم چو درہم است

حکایت کنند کہ خواجہ ناصر بوقت عزیمت بیت اللہ چوں بدار السلام بغداد رسید آوازۂ خواجہ سلمان شنیدہ بود خواست تا او را دریابد روزے دید کہ خواجہ سلمان در بار دے قلعۂ بغداد آب دجلہ را کہ ہنگام بہار بطریق سیل طغیان بود تفرج میکند وجمعی مستعدان باد ہمراہ اند ناصر بخواجہ سلمان سلام کرد سلمان پرسید کہ چہ کسے گفت مرد غریب وشاعرم خواجہ سلمان او را امتحان کرد وفرمود دجلہ را امسال رفتاری عجب مستانہ است ناصر گفت پائے در زنجیر وکف برلب مگر دیوانہ است خواجہ سلمان بر لطافت طبع ناصر آفرین کرد واو را در کنار گرفت ونام او پرسید وشہرت درویش ناصر شنیدہ بود وچندگاہ باہم مصاحب بودند ناصر نیز در حق خواجہ سلمان اعتقادی عظیم داشت وخود را شاگرد خواجہ سلمان مے دانست وایں غزل او راست۔

ما را هوس صحبت جانپرور یار است　　ورنه غرض از باده نه مستی نه خمار است

آتش نفسان قیمت میخانه شناسند　　افسرده دلان را بخرابات چه کار است

در مدرسه کس را نرسد دعوی توحید　　منزلگه مردان موحد سر دار است

تسبیح چه کار آید و سجاده چه باشد　　بر مرکب بیطاقت روح این همه بار است

ناصر اگر از هجر بنالد عجبی نیست　　مهجور ز یار است و پریشان ز دیار است

وله فی مدح سلطان اویس۔

شمع ایران گوییت یا ماه توران خوانمت　　قبلهٔ دل دانمت یا کعبهٔ جان خوانمت

خلق در آسایشند از حسن رویت لاجرم　　رحمت پروردگار و لطف یزدان خوانمت

هیچ عقلی ناگزیر و هیچ جانی دلفروز　　خوشتر از جان جهان آن چیست تا آن خوانمت

خوانمت فردوس چون از چهره برداری نقاب　　ور دو لب چون روح بخشی آب حیوان خوانمت

در وفا بینا و مهر و در صفا فهرست حسن　　در مکارم عین لطف و کان احسان خوانمت

رونق میدان ز تست زینت لشکر توئی　　شهسوار لشکر و خورشید میدان خوانمت

چون کشی در بزم باده دانمت جمشید وقت　　چون کنی بر رخش جولان پور دستان خوانمت

چون بخوبی جمله خوبان بندهٔ حسن تو اند　　پادشاه دلبران و شاه خوبان خوانمت

از رخ گیتی کشا مهدی عالم دانمت　　وز لب معجز نما عیسی مریم خوانمت

چون سلیمان گرچه داری حکم بر دیو و پری　　صد سلیمانی برتبت کی سلیمان خوانمت

سوی خویشم خوان که من خوانم ترا عاشق نواز　　سوی من بخرام تا سرو خرامان خوانمت

گوش کن اشعار ناصر باز دان اسرار او　　تا میان مردمان شاه سخندان خوانمت

## ذکر ملک الکلام امیر یمین الدین طغرائی فریومدی رہ

بوستان فضل و فضایل را وجود شریف او شجره ایست که ابن یمین ثمرهٔ اوست مرد اهل دل و نیکو خلق و صاحب فضل بوده و اصل او ترک است بروزگار سلطان محمد خدابنده در قصبهٔ فریومد املاک و اسباب خریده متوطن شده و مولد امیر محمود ابن یمین فریومد بوده و صاحب سلیقه

خواجه علاء الدین محمد فریومدی که بروزگار سلطان ابوسعید خان سالها صاحب دیوان خراسان بوده و خواجه محتشم بوده امیر یمین الدین را احترام و نگاهداشت کلی کردی و میان امیر یمین الدین و پسرش امیر محمود که مشهور است با بن یمین مشاعره بوده و هر دو فاضل و خوشگوی بوده اند و بعضی از فضلا سخن امیر یمین الدین را تفصیل فرموده اند بر سخن امیر محمود ظاهر آنکه بره است و امیر یمین الدین با امیر محمود نوشت. رباعی

دارم ز عتاب فلک بوقلمون — وز گردش روزگار خس پرور دون
چشمی چو کناره صراحی همه اشک — جانی چو میانه پیاله همه خون

ابن یمین در جواب پدر نوشت.

دارم ز جفای فلک آیینه گون — پر آه دلی که سنگ ازو گردد خون
روزی بهزار غم بشب می آرم — تا خود فلک از پرده چه آرد بیرون

و مکاتیب نظم و نثر که امیر یمین الدین بفرزندش امیر محمود از روم و خراسان نوشته و جواب ابن یمین پدر را شهرتی دارد و این تذکره تحمل آن نیارد و این قطعه امیر یمین الدین راست.

بزرگوار خدایا بسوز سینهٔ آنان — که علم و حکمت تو راه یافت در دل ایشان
بدان دو راحلهٔ رهروان عالم قربت — که مرغ وهم نپرد ببال در مراحل ایشان
بعارفان سراپردهٔ سراچهٔ قدرت — که هیچ نفس مقدس نشد مقابل ایشان
به بی نیازی دیوانگان سلسله دارت — که رمز عشق بود نالهٔ سلاسل ایشان
بآب دیدهٔ جوانان نارسیده بوصلت — که نفس ناطقه لال است در فضایل ایشان
بآه و نالهٔ بیچارگان بی سر و پایت — که جز تو کس نبرد ره بحق و باطل ایشان
بشاهدان معانی که چشم گوشه نشینان — نظر نگاه نمیدارد از شمایل ایشان
بآب دیدهٔ پیران ژنده پوش غریبت — که جز تو نیست کسی زیر ژنده حایل ایشان
بخون پاک شهیدان عشق بیدل و دستت — که هیچ دیده ندیده است دست قاتل ایشان
بآل امشله بمثال آل عبایت — که شد دلیل بزرگان دین دلایل ایشان
بعز قربت پیوستگان عالم پاکت — که جز تو کس نبرد ره بنفس کامل ایشان

که باوجود نعیمے نعیم دوزخ باشد رہائی دہ ازان تا شویم واصل ایشان
بزرگوار خدایا نگویم آن که مرا تو درین جریدہ مقصود ساز داخل ایشان
ولے چو کشتی تن بشکنند ز موج حوادث رسان تو تختہ جان مرا بساحل ایشان

وفات امیر یمین الدین در شهور سنہ اربع وعشرین وسبعمائہ بودہ است ودر قصبہ فریومد مدفون است واحفاد واعقاب او دران ولایت متوطن اند اما وزیر خیر مکرم خواجہ علاء الدین محمد ابا عن جد از صنادید خراسان است ودر روزگار سلطان ابوسعید خان باستقلال وزیر بودہ امور خراسان سالہا بدو مفوض بودہ ودر قصبہ فریومد شهرستان را او بنا کردہ وعمارت عالی است ودر مشهد مقدس رضویہ انواع عمارات ساختہ وبعد از وفات سلطان ابوسعید خان خواست تا امور خراسان را مضبوط دارد ولشکر جمع کردہ سربداران بر وخروج کردند ودر شهور سنہ سبع وثلاثین وسبعمائہ از سربداران هزیمت یافتہ ولشکر سربداران او را در نواحی کهسار استرابا د گرفتہ بقتل رسانیدند۔

# ذکر فخر المتاخرین امیر محمود ابن یمین الدین

وهو محمود ابن یمین الدین فریومدی رہ بیت

چنان بود پدری کش چنین بود فرزند چنین بود عرضی کش چنین بود جوهر

الحق امیر محمود از فضلاء عهد بودہ اخلاقے حمیدہ وسیرتے پسندیدہ داشتہ طبعے ظریف وسخنے دلپذیر داردو از دهقانی نان مال حاصل کردے وفضلا وفقرا را ضیافت کردے واکابر او را حرمتے زیادہ از وصف مے داشتند والیوم در ایران وتوران سخن او را مے خوانند تخصیص مقطعات او که در مجلس سلاطین وحکام وصدور وزراء وفضلا قدرے وقیمتی دارد وما درین کتاب یک قطعہ ودو رباعی ثبت کردیم۔

ایدل آگہ نیستی کز پیکرت باد فنا ناگہ انگیزد غبارے چون زمیدان گردگرد
زاہر خذلان زہر پر قہر چون ریزان شود هرکہ دارد پر و طاعت جان ز دست بر برد
در مصیبت نالہ کم کن کین مثل ماند بلان برہ راہے برد گرگ وا شتلم مے کرد کرد
هر کرا بود اختیار وقت فرصت فوت کرد چون بمرد آن ناسپاس بنجرو نامرد مرد

ما قیاد ریان ندارد خشک تر بیش روزگار　　باده در ده تا فرو ریزم زروئے درد و درد
دم مزن ابن یمین از دهر کین نامهربان　　بس امیر و پیشوا را استخوانها خورد خرد
خواهی که حسد اکار نکو با تو کند　　وارواح فلک را همه رو با تو کند
یا هرچه رضائے او در آن نیست مکن　　یا راضی شوی هر آنچه او با تو کند

وامیر محمود ملاح جمله سربداران است و در شهور سنه خمس و اربعین و سبعمایة ودیعت حیات بموکلان قضا و قدر سپرد و در وقت وفات این رباعی گفت۔

منگر که دل ابن یمین پرخون شد　　بنگر که ازین سرائے فانی چون شد
مصحف بکف و روئے بره چشم بدوست　　با پیک اجل خنده زنان بیرون شد
ز درم راز کتم عدم خیمه بصحرائے وجود　　وز جمادی به نباتی سفری کردم و رفت
بعد از آنم کشش نفس بحیوانے برد　　چون رسیدم بوی از وے گذری کردم و رفت
بعد ازاں در صدف سینه انسان بصفا　　قطرهٔ هستی خود را گهرے کردم و رفت
با ملائک پس ازاں صومعه قدسی را　　گرد برگشتم و نیکو نظرے کردم و رفت
بعد ازاں ره سوئے او بردم چون ابن یمین　　همه او گشتم و ترک دگرے کردم و رفت

ومرقد منور او بفریومد در صومعه والد اوست در پهلوئے پدر رحمهم الله علیهم اما چون مورخان درحالات سربداران خوضے نموده اند و فضلا تاریخی در باب احوال ایشان نوشته اند واجب نمود درین تذکره انتخابے از تاریخ ایشان نموده شود چه آں طائفه فرقه بوده اند شجاع و مردانه و محتشم و بعد از وفات سلطان ابوسعید خان قریب پنجاه سال در اکثر بلاد خراسان حکومت و سلطنت کرده اند و چون تاریخ سربداران از حوصله ضبط مورخان بیرون رفته لیکن اطنابی درین باب رو دخانی از فائده نخواهد بود بباید دانست که سربداران چه مردمانند و تسمیه ایشان چیست و چند کس از ایشان حکومت کرده اند اول عبدالرزاق است دوم وجیه الدین مسعود برادر عبدالرزاق سیم شمس الدین فضل الله چهارم خواجه علی شمس الدین پنجم یحیی کرابی ششم ظهیر کرابی هفتم حیدر قصاب جشمی هشتم حسن دامغانی نهم علی موید۔ عبدالرزاق اول سربداران بود و او پسر خواجه فضل الله باشتینی است که در اصل از خدام شاه جوین بوده و باشتین قریه ایست از قرائے سبزوار

وخواجه فضل الله مرد محتشم وبزرگ بوده ودر املاک و اسباب دنیوی در ناحیه بیهق نظیر نداشته واو را
سه پسر بوده مهین عبدالرزاق و کهتر وجیه الدین مسعود وبعد ازان شمس الدین وعبدالرزاق جوانے
مردانه وشجاع وتمام قد ونیکو صورت بوده واز سبزوار بملازمت سلطان ابوسعید خان
بآذربائیجان رفت وخان چون در او آثار مردانگی وشجاعت فهم کرد او را تربیت کرد ویساول
ساخت وچندگاه بدین شغل اشتغال داشت خان او را بجهت تحصیل اموال بکرمان فرستاد
چون وجوه تحصیل وصول یافت باندک فرصتی تمام وجوه را برانداخت وتلف ساخت متردد
ومضطرب میبود درجوع بوطن نمود تا املاک پدر را فروخته و رباقی دیوان تن نماید در راه خبر وفات
سلطان ابوسعید بدو رسید خرم شد وبنهانی بده باشتین در آمد واقربا را در یافت وآنچه شنیده بود
بازگفت اتباع واقربای او گله کردند که خواهرزاده علاؤالدین محمد فریومدی آمده چند روز است
که درین دیه بیدادی وجور میکند واز ما شراب وشاهد می طلبد عبدالرزاق گفت دنیا بهم برآمده
درچنین حالی عار وننگ روستائی بچه را چرا باید کشید وهم درهمان شب برسر
خواهرزاده علاؤالدین محمد رفتند واو را دستگیر کرده بقتل رسانیدند وعلی الصباح در بیرون دیه
باشتین داری زدند ودستارها وطاقیها بردار کردند وتیر وسنگ براو میزدند وخود را سربدار نام
نهادند وهفت صد کس با عبدالرزاق عهد وبیعت کردند این خبر چون بعلاؤالدین محمد رسید
خواجه جمال الدین محمد را بایک هزار سوار مرد مسلح فرستاد تا دفع ایشان نماید در ظاهر قریه مغیثه
حرب کردند ولشکر خواجه محمد علاءالدین را شکستند وعبدالرزاق مسعود را گفت که زود باید رفت
تا کار علاءالدین محمد بسازیم ودر عقب لشکر شکسته تا فریومد راندند خواجه علاءالدین محمد از ایشان
خبر یافته فرار کرد وباسی صد مرد بجانب استراباد رفت وسربداران در عقب او روانه شدند و
در قریه ولاباد از حدود کوهسار کبود جامه خواجه را گرفتند وبشهادت رسانیدند وکان ذلک فی
شهور سنه سبع وثلاثین وسبعمایه وبعد ازان اموال وخزائن خواجه علاؤالدین محمد را غارت کردند
وبطرف باشتین مراجعت نمودند وبالفور عزیمت شهر سبزوار کردند وشهر را فتح کردند واز اتفاقات
حسنه وآثار دولت ایشان بود که دران حین امیر عبدالله مولای دختر خواجه علاؤالدین محمد را خواستگاری
مے نمود واز تر شیز چهل شتر قماش وزر وابریشم بفریومد میفرستاد واز راه بیابان بقریه دونیه رسن

اعمال بیهق رسیده بودند که خبر بعبد الرزاق رسید برادر خود مسعود را فرستاد تا آن مال را بالکل تصرف کردند
و قوتے و شوکتے یافتند و اسپان و گله سلطان ابوسعید خان و خواجه علاء الدین محمدؒ را نیز قریب
بسه هزار اسپ که در اولنگ رادگان و سلطان میدان بود عبد الرزاق به خود رفته آن
اسپان را تصرف نمود و بسبزوار آمد و دو هزار پیاده را سوار ساخت و خطبه بنام خود خوانده
و مدت یک سال و دو ماه حکومت کرد و جوین و اسفراین و جاجرم و بیار و فجند را در تصرف
خود آورد اما مرد فاسق بود و بدخو و مردم آزار بود و در ماه صفر سنه ثمان و ثلاثین و سبعمایه
بر دست برادرش خواجه وجیه الدین مسعود کشته شده سبب کشتن آن بود که چون عبد الرزاق
حکومت یافت کس پیش خاتون خواجه عبد الحق ابن خواجه علاؤ الدین هندوی فریومدی که
وزیر خراسان بود فرستاد که او را بنکاح خود در آورد خاتون عار داشت که زن او شود جواب
فرستاد که من بعد از شوهر عهد کرده ام که شوهر نکنم عبد الرزاق این سخن بشنید باز فرستاد که اگر
بخوشی میسّر نشود به تحکم این کار خواهم کرد خاتون از نام و ننگ اندیشه کرد و گفت مرا امید ده روز
مهلت دهد تا کار ساختگی کنم بعد ازاں هر چه فرماید حاکم است و بعد از هفته بشب از قلعه
سبزوار بگریخت و عزیمت نیشاپور کرد تا خود را پیش امیر ارغون شاه جان قربانی که دراں روزگار
پادشاه نیشاپور و طوس بود برساند امیر عبد الرزاق خواجه مسعود برادر خود را در عقب خاتون فرستاد
تا او را و متعلقان او را بازگرداند مسعود در رباط سنگلیدر باو رسید خاتون جزع و زاری نمود
که اے خواجه تو میدانی که برادرت مرد فاسق و بے اعتبار است و من ضعیفه آدمی زاده ام خالصاً
لله بران مباش که من رسوا شوم و خواجه مسعود مرد متدیّن و خدا ترس بود خاتون را گفت بسلامت
برو که مرا با تو کارے نیست و بازگشت عبد الرزاق گفت خاتون را آوردی گفت بدو
نرسیدم عبد الرزاق او را ناسزا گفت که تو مرد نیستی مسعود بجواب گفت ترا مرد مسلمان
نشاید گفت که بنیاد کار خود بر فساد نهاده عبد الرزاق خواست تا ضربتے بدو زند مسعود پیش دستی
کرده شمشیر کشید و عبد الرزاق خود را از دریچه حصار بخاک ریز قلعه افگند گردنش خود بشکست
و مسعود بر جائے او بحکومت نشست و اهالی خراسان و بزرگان این کار از مسعود پسندیده
داشتند و کان ذالک فی شهور سنه ثمان و ثلاثین سبعمایه -

# جلوس خواجه وجیه الدین مسعود بن فضل الله باشتینی ره

مردے نیکو خلق وشجاع وصاحب دولت بود مرتبهٔ او ذروهٔ اعلیٰ یافت ونیشاپور وجام را
مسخر ساخت وارغون شاه جان قربانی از و منهزم شد و هفتصد غلام ترک داشت دوازده هزار
سپاهی را علوفه داد و با دو هزار مرد در یک روز هفتاد مرد را در نیشاپور از لشکر جان قربانی
بشکست و هشت هزار مرد سواره و پیاده را در صباح در قریهٔ پوست فروش که همراه امیر محمد
ترکمان بودند و بیست هزار مرد را نماز پیشین در دیه لقبشان که همراه قرابوقاے جان قربانی
بودند بشکست و نماز دیگر همان روز ارغون شاه بسے هزار مرد بسر او رسید و در صحرائے رد و غوش
او را نیز بزد و از عهد آدم تا زمان او این کار هیچ آفریده نکرده و مورخان نیاورده اند و خواجه مسعود در
آخر مرید شیخ الشیوخ حسن جوری قدس سره شد و باتفاق شیخ قصد طغا تیمور خان کردند و در لب
آب اترک با خان مصاف دادند و خان با وجود آنکه هفتاد هزار مرد داشت و ایشان دوازده
هزار مرد بودند خان را بشکستند و دیگر باتفاق شیخ بقصد ملک حسین کرت لشکر کشید و ملک با ایشان
در ولایت زاوه مصاف داد ملک را نیز بشکستند اما خواجه مسعود شخصے را فرمود تا ضربتے بر شیخ حسن
بزد و شیخ کشته شد و شکست ملک حسین معکوس شد و مردم ملک جمع شدند و خواجه مسعود هزیمت کرده
بسبزوار آمد و کان ذالک فی شهور سنه ثلاث واربعین وسبعمایه و چون اکثر بلاد خراسان بتصرف
خواجه مسعود در آمد قصد فیروزکوه و رستمدار کرد و آن ولایت را مسخر کرد و بوقت مراجعت ملک رستمدار
در ابجائے تنگ و بیشه و کوه برود باغی شده شبخون کرد و لشکر سیاه پوش گرد او در آمدند و او و
اغلب لشکرش دران حدود کشته شدند فی اواخر ربیع الاول سنه خمس واربعین وسبعمایه
حکومت خواجه مسعود هفت سال و چهار ماه بود وسعت ملک او از جام تا دامغان و از جنوشان
تا ترشیز بوده و جمعے دیگر که از سربداران بعد از و حکومت کرده اند نوکران و نوابان او بوده اند
و صاحبقران سربداران خواجه وجیه الدین مسعود است و بعد او غلام او آقا محمد تیمور دو سال و دو ماه
حکومت کرد و بر دست خواجه علی شمس الدین شهید شد و نشاتر لشکر سربدار در ۷۴۷ه کشته شدند
و بعد از آقا محمد تیمور کلو اسفندیار که یکے از نوکران خواجه مسعود بود بمسند حکومت نشست و یکسال

ویکسال حکومت نمود و چون مرد ذل و دون بوده کار حکومت از وے زینتے نداشت باز لشکر
سربدار به استصواب خواجه علی شمس الدین بر وخروج کردند و در چهاردهم جمادی الآخر سنه ثمان
واربعین وسبعمائه او را کشتند و میخواستند که خواجه لطف الله بن خواجه مسعود را که او را میرزا لطف الله گفتندے
بر تخت سلطنت نشانند خواجه علی شمس الدین مصلحت ندید که او طفل است و راه و رسم سلطنت
نداند و گفتے وانند خواجه شمس الدین بن فضل الله را که عم او بود بنیابت او بکار حکومت نصب کردند
تا وقتیکه لطف الله شائسته حکومت شود و او هفت ماه سلطنت بعاریت کرد و مردے خواجه
وش و رعیت شکل بوده خود را خلع کرد که من بدین کار شائسته نیستم و چهار خروار ابریشم از خزانه
برگرفت و از غوغائے سلطنت جان بسلامت بیرون برد و مملکت را بخواجه علی شمس الدین سپرد
وکان ذالک فی ذالحجه سنه تسع واربعین وسبعمائه ـ

## ذکر جلوس خواجه شمس الدین حبشی رہ

او مردے دانا و مردانه بود کار سربداران را رواجے داد و با سلطان روزگار طغا تیمور خان
صلح کرد و بیران جمله که ولایاتے که به تصرف خواجه مسعود بوده بتصرف او باشد چهده هزار مرد را مرسوم
داد و رعیت را مرفه الحال داشتی و بکفایت زندگانی نمودی و با محترفات سبزوار شریک شدے
مرسوم مردم را برات نوشتی و در مجلس خود نقد شمردے و دادی و امیر سید عزالدین سوغندی که
پدر سید قوام الدین است که سادات ساری و حکام آنجا از نسل وے اند بروزگار خواجه علی
شمس الدین پیشوائے درویشان حسینه بود و از خواجه علی اندیشناک و متوهم شد و امیر قوام الدین را
همراه داشته بطرف مازندران روانه شد و در راه بجوار رحمت ایزدی انتقال نمود امیر قوام الدین
بطریقه پدر بطاعت و ریاضت مشغول شد و اهل ساری و مازندران مرید او شدند و سلطنت
آن دیار تا بدین روزگار در تصرف اولاد و عقاب اوست اما خواجه علی شمس الدین ابواب فساد را
در سبزوار مسدود ساخت و پانصد فاحشه را زنده در چاه انداخت و سیاست او بمرتبه بود که
هر کس از ارباب و لشکرے طلب کردے وصیت نامه نوشتندے آنگاه نزد او رفتندے و در سبزوار
انبارے ساخت که شتر با بار بر بام او رفتندے و مسجد جامع سبزوار را عمارت کرد و حوضے پایلے

درمیان مسجد جامع سبزوار ساخت و بعضے مردم سبزوار نسبا اورا بحجاج بن یوسف ثقفی
میرسانند و در جبه خانه او پنج جبیه هر روزے مکمل شدے و براکثر بلاد خراسان پنجسال بکبرے
کم حکومت باستقلال کردے و چوں مرد فحش گوی و بدزبان بود اکابر از و نفور شدند و حیدر
قصاب در قلعه سبزوار اورا بکشت و در شهور سنه ست و خمسین سبعمایه عمر او پنجاه و شش
سال بود۔

# جلوس امیر یحییٰ کرابی رہ

وکراب از قرار بیهق است و خواجه یحییٰ نوکر خواجه مسعود بوده پیش خواجه مقرب بودے و
مردے بزرگ زاده است بعد از خواجه علی شمس الدین بر مسند حکومت قرار یافت و سپه سالاری
به پهلوان حیدر قصاب داد و در ولایت سربدار بیفزود و طوس را از تصرف جانی قربانی و امیر علی
رمضان بیرون آورد و خرابیهائے که لشکر جانی قربانی در طوس کرده بودند بتلافی آن مشغول شد
وقنوات ولایت طوس و مشهد را جاری ساخت و درویشان شیخ حسن را حرمت مے داشت
و در روزگار او لشکر غازان خان که پادشاه سمرقند بود تا حدود بیهق آمدند و امیر یحییٰ پذیره شد
خواست تا جنگ کند آن لشکر از و متوهم شده با صلح مراجعت نمودند و در اول سلطنت خواجه یحییٰ
با طغا تیمور خان صلح نمود و در ثانی الحال در سلطان دوین استرآباد قصد طغا تیمور خان کرد و در
روز طوی بزرگ طغا تیمور خان را شهید ساخت و این صورت بشرح قبل ازین گذشته و در شهور سنه
تسع و خمسین و سبعمایه امیر یحییٰ کرابی بر دست منقریان نوکران خود بسعی برادرزادان او علاء الدوله
شهید شد و چهار سال و هشت ماه از و امغان تا جام بخورد بیست و دو هزار لشکرے داشت مردے
نماز گذار و اهل طاعت تلاوت کلام الله بود اما قتال بے باک بود و گاه گاه خشکی سوداغ و جنون اورا
عارض شدے و بعد از و پهلوان حیدر قصاب و اکابر سربدار برادر خواجه یحییٰ ظهیر الدین کرابی را در مسند
حکومت نشاندند جلوس خواجه ظهیر الدین کرابی واو مردے فقیر مشرب و کم آزار بود و یکسال بامارت
و حکومت موسوم بود و بلهو و لعب مشغول بودے و در زمان او سربداران تنزل یافتند و پهلوان
حیدر گفت که مردم از تو نا امیدند خواجه ظهیر گفت که من در اول مے دانستم که این کار را تعهد نمیتوانم کرد

بالحاح شما اختیار نمودم اکنون قربة للّٰه دست ازین بدایت بازداشتم بفراغت بدرویشی خود مشغول شوم و خود را از حکومت عزل کرده و کوچ و اطفال خود را از قلعه سفید و ندکه در شهر سبزوار بقریه کراب برد و عزلت خواجه ظهیر در سیزدهم رجب سنه ستین و سبعمایه بوده است۔

خوش بخت کسانیکه زپا بنشستند | در بر رخ مردمان نادان بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند | وز دست و زبان حرفگیران رستند

## جلوس پہلوان حیدر قصاب

او از دیه جشم است و نوکر خواجه علی شمس الدین بود و در روزگار مشارٌ الیه یکے از تربیت یافتگان حیدر بوده و بعد از خواجه علی شمس الدین در میان سرداران حشمتے یافت مردے پہلوان و اہل مروت بوده و سفرهٔ عام داشته مدتش یک سال و یک ماه حکومت کرد و نصر اللّٰه باشتینی در اسفرائن بدو یاغی شد و او پنج ہزار مرد بدر قلعه اسفرائن آورد و مدت یک ماه حصار را در بندان کرد و بعد از ان روزے پہلوان حسن دامغانی که از بزرگان سرداران بوده و سپه سالار پہلوان حیدر قصاب بوده با محمد حنطابادے و قتلوق بوقا اتفاق کردند و در طہارت گاه پہلوان حیدر را زخم زده شہید کردند و در بیرون حصار شہر سر او را بریدند و پہلوان نصر اللّٰه و پہلوان حسن دامغانی ہر دو تا بیک خواجه لطف اللّٰه بودند نقاره بنام امیرزاده لطف اللّٰه زدند و سر پہلوان حیدر را بسبزوار فرستادند و کان ذالک فی شہر ربیع الثانی سنه احدی و ستین و سبعمائیه۔

## جلوس امیرزاده لطف اللّٰه بن مسعود

چوں پہلوان حیدر بدر حصار اسفرائن کشته شده پہلوان حسن دامغانی و خواجه نصر اللّٰه باشتینی که از اکابر و امرائے سردار بودند امیرزاده لطف اللّٰه را بر تخت مملکت نشاندند و ارباب و اہالی سبزوار بدین کار شادمانیها نمودند و باستقبال امیرزاده بیرون آمدند که آب رفته باز در جوے آمد و تہنیت ہا کردند و نثار ہا ریختند و چوں حکومت او یک سال و سه ماه رسید میان او و پہلوان حسن دامغانی برسرکشتی گیران سبزوار تعصب دست داد و امیرزاده لطف اللّٰه

پہلوان حسن را دشنام داد و پہلوان حسن با او کینہ ور شد در شب بسبزوار رفت و او را
دست گیر کرد و نقارہ بنام خود زد و امیرزادہ لطف اللہ را بند کردہ بقلعۂ وتجروان فرستاد و در
آخر رجب سنہ اثنی وستین وسبعمایۃ او را بقتل رسانیدند۔

## جلوس پہلوان حسن دامغانی

مردی پر دل وجوان مرد بود اما در رائے وتدبیر خطا نمودے ومیان او و درویش عزیز مجدی
تنازع افتاد لشکر کشید ومشہد مقدس را مسخر ساخت درویش عزیز در انجا بعبادت مشغول بود
او را بگرفت وگفت تو مرد اہل طاعتے از خدا مے ترسم کہ ترا بکشم برخیز واز ملک من بیرون رو
درویش عزیز اجابت کرد و او را دو خروار ابریشم داد واز ملکش اخراج کرد و بطرف اصفہان رفت
و در زمان خواجہ حسن دامغانی امیر ولی در استراباد استیصال یافتہ بود ومیان او و امیر ولی
منازعت افتاد و پہلوان حسن شش ہزار سوار مکمل دو اسپہ باستراباد برد و امیر ولی با ہفت
صد سوار لشکر پہلوان حسن را بشکست و درین حال خواجہ علی موید خسرو خود را کہ امیر نصر اللہ
کہستانی مے گفتند در دامغان بگرفت و درویش عزیز را کہ پہلوان حسن او را از خراسان اخراج کردہ بود
از اصفہان طلب کرد خواجہ نصر اللہ را بطرف کعبہ روانہ ساخت وفرصت یافت وباتفاق درویش
عزیز دم سلطنت زدند ومردمی کہ از جنگ گاہ امیر ولی از لشکر پہلوان حسن گریختہ بودند بسیارے
باوازہ خواجہ علی موید بدامغان رفتند واو را بسبزوار دعوت کردند واو ہزار سوار دو اسپہ باتفاق
درویش عزیز برداشت وعزیمت سبزوار کرد و در روز در مغاکی فرود مے آمدند وشب میراندند و
خواجہ حسن دامغانی درین حال بعد از ہزیمت استراباد بمحاصرۂ قلعۂ شقان مشغول بود وخواجہ علی موید
صبحگاہے کہ دروازہ سبزوار کشادند بسبزوار دخول کرد ومردمان مے پنداشتند کہ پہلوان حسن رسید دعا
مے کردند کہ آفتاب دولت خواجہ حسن بکوہ پیوستہ باد و بابا شمس مسکین میگفت کہ حسن بعلی مبدل شد
مردم را تحقیق شد کہ این خواجہ علی موید است وخواجہ نقارہ بنام خود زد وخواجہ یونس سمنانی را کہ وزیر
پہلوان حسن بود بر دار کرد وتعزیت خواجہ لطف اللہ برداشت وکتابت بسرداران سبزوار نوشت
کہ شما بدین دامغانی حرام نمک بد اصل چہ میکنید واز ملازمت او عار ندارید بدانیکہ خزینہ را

قسمت مے کنم اگر دیر رسید یہ مفلس خواہید شد باید کہ سر حسن و امغانی را ہمراہ بیاورید و اگر نہ بدین جانب
میاید کہ زن و بچہ شما در معرض تلف خواہد بود پہلوان حسن در شقان بود کہ خط خواجہ علی موید بسرداران
رسید با حسن خلاف کردند و اورا دستگیر کردند او دانست کہ کار از دست رفتہ زاری مے کرد
کہ مرا زندہ پیش درویش عزیز برید کہ بد و نیکوئی کردہ ام او را سخن نگذاشتند و فخر الدین غلطانی را
فرمودند تا او را گردن زد و سر او را بسبزوار فرستاد و کان ذالک فی شہور سنہ ست و ستین و سبعمایہ
و ایام حکومت پہلوان حسن چہار سال و چہار ماہ بود و در ایام او طوس از تصرف سربدار
بیرون رفت۔

## جلوس خواجہ نجم الدین علی موید

مردے سعادت مند و اہل دل بود و اصیل زادہ و از روزگار خواجہ مسعود در میان سربدار
صاحب اختیار بود و بے مشورت او کار بفیصل نمے رسید بعد از پہلوان حسن دامغانی بر سریر حکومت
باستقلال متمکن شد و کارہا ضبط نمود و رعیت را استمالت داد و در سنہ ست و ستین و سبعمایہ بر مستقر
کامرانی قرار یافت و خطبہ و سکہ بنام خود فرمود و در روزگار او خلائق آسودہ گشتند و از رعایا دہ
سنہ یکی گرفتے و یک دینار دیگر تعرض نرسانیدے و بکدخدائے در زمان سلطنت خود شروع نمود
و پیوستہ جامہ بے تکلف پوشیدے و در سفرۂ او خاص و عام محفوظ گشتندے و ہر سال
تو خانہ خود را بتاراج دادے و شبہا در محلات بیوہ زنان را طعام دادے اول کارے کہ درویش
عزیز بکشت و منکر درویشان شیخ حسن شد و مزار شیخ حسن و شیخ خلیفہ را مزبلہ ساخت و در
ممالک سربدار بیفزود و ترشیز و کوہستان و طبس گیلکی را مسخر ساخت و از دامغان تا سرخس بحوزۂ
تصرف او در آمد و در دولت خود با حضرت امیر کبیر صاحب قران امیر تیمور گورگان یکجہتی
و مصادقت کردے و دوستی و محبت نمودے و بکرات او را با امیر ولی مصاف دست داد و
خصومت ایشان از حد تجاوز کرد و امیر ولی شہر سبزوار را محاصرہ کرد و خواجہ علی موید استعانت
با امیر کبیر تیمور گورگان برد و نا تو نام شخصے را بسمرقند فرستاد پیش امیر صاحب قران و بعد از چہار ماہ
صاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان لشکر بخراسان کشید و خواجہ علی موید تا سرخس باستقبال

امیر تیمور گورگان نموده بنوازش سلطانی مشرف شد و امیر کبیر را از استقبال او با او مصادفت
واقع شد و خواجه علی مملکت خراسان را با امیر تیمور گورگان سپرد و خود بملازمت صاحبقرانی
مشغول گشت و حالات خواجه علی مؤید طویل است و درین تذکره ایراد مجموع نمود حکایت کنند
که صاحبقران را با او التفات تمام بودے و یک زمان از صحبت او شکیب نداشتی و بارها
بر زبان مبارک راندی که من بعمر خود متدین تر و پر قاعده تر از خواجه علی مؤید مردے ندیده ام و
امیر تیمور هر چند آنکه سلطنت خراسان را بدو عرض کرد قبول نکرد و گفت می خواهم که آخر عمر در
قدم شما بسر برم مدت هفت سال خواجه علی مؤید با صاحبقران مصاحب بود و ملازمت می نمود
با خواهرزادگان و اقربا و سلطنت خواجه علی مؤید از ولایت نسا تا ولایت تون و قاین و از سر حد جام
تا دامغان هجده سال بود و هفتاد و سه سال عمر یافت و در مصاحبت صاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان
انار الله برهانه در ولایت حویزه که من اعمال خوزستان است در شهور سنه ثمان و ثمانین
و سبعمائه بسعادت شهادت مشرف شد و نعش او را بسبزوار آوردند و از توهم درویشان
شیخ حسن او را مخفی دفن کردند و بعضے گویند در گنبد امام زاده خسروجرد است و بعضے گویند که در قدمگاه
امام حسن ماه روے که در سوق شهر سبزوار واقع است مدفون است و عزیزی در تاریخ وفات
خواجه علی مؤید این بیت گفته است۔

بر و آل محمد چو نهی یک نقطه     تاریخ وفات نجم دین خواجه علیست

و بعد از خواجه علی مؤید از سربداران سلطنت منتقل شد و خراسان با ممالک سلطان
صاحبقران امیر تیمور گورگان منضم شد۔

## ذکر ملیح النظر فاوزبد الفضلا عبید اکانی ره

مرد خوش طبع و اهل فضل بوده هر چند فاضلان او را از جملهٔ هزالان می دارند اما در علوم و فنون
صاحب وقوف است و در روزگار شاه ابو اسحق در شیراز بتحصیل علوم مشغول بودے گویند
نسخه در علم معانی تصنیف نموده بنام شاه ابو اسحق موشح است که آن نسخه را بعرض شاه رسانند گفتند
که مسخره آماده است و شاه بدو مشغول است عبید تعجب نمود و گفت هر گاه تقرب سلطان

بمسخرگی میسّر گردد و ہزالان مقبول و علما و فضلا محجوب و منکوب باشند چرا باید کہ کسے بر رنج تکرار
پردازد و بیہودہ دماغ لطیف را بدود چراغ مدرسہ کثیف سازد بمجلس شاہ ابواسحق تا رفتہ مترنم
ایں رباعی گشت۔

در علم و ہنر چو من مشو صاحب فن          تا نزد عزیزان نشوی خوار چو من
خواہی کہ شوی قبول ارباب زمن          کنگ آور و کنگری کن و کنگرہ زن

وعزیزی او را ملامت کرد کہ از علم و فضایل اجتناب باوجود فضیلت و ہنر کہ تراست
بخسائس مشغول بودن از طریق عقل بعیدے نماید عبید ایں قطعہ بخواند۔

اے خواجہ مکن تا بتوانی طلب علم          کاندر طلب راتب ہر روزہ بمانی
رو مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز          تا داد خود از کہتر و مہتر بستانی

وہزلیات و مطائبات و اہاجی خواجہ عبید و رسایل کہ دریں باب تالیف نمودہ شہرتے
عظیم دارد و ایراد ایں نوع کلام دریں کتاب پسندیدہ نیاید حکایت کنند کہ جہان خاتون نام ظریفہ و
مستورۂ روزگار و جمیلۂ دہر و شہرۂ شہر بودہ و اشعار لطیف دارد و ایں مطلع در توحید او راست۔

مصوریست کہ صورت ز آب میسازد          ز ذرہ ذرۂ خاک آفتاب می سازد

وجہان خاتون را با عبید مشاعرہ و مناظرہ است و عبید در حق جہان خاتون گوید۔

گر غزلہائے جہان روزے بہندستاں فتد          روح خسرو با حسن گوید کہ ایں کس گفتہ است

گویند کہ خواجہ امین الدین کہ در عہد شاہ ابواسحق وزیرے با قدر و منزلت بودہ جہان خاتون را
بنکاح خود آوردہ و خواجہ عبید دریں باب میگوید۔

وزیرا جہان قحبۂ بے وفاست          ترا از چنیں قحبہ ننگ نیست
برو کس فراخی دگر را بخواہ          خدائی جہان را جہان تنگ نیست

وخواجہ سلمان در حق عبید ایں قطعہ گوید۔

جہنمی و ہجا گو عبید زاکانی          مقرر است بہ بے دولتے و بے دینی
اگرچہ نیست ز قزوین و روستازاد است          ولیک میشود اندر حدیث قزوینی

وزاکان از اعمال قزوین است حکایت کنند کہ خواجہ سلمان نوبتے در سفر محتشم وار بر کنار آبی

فرود آمده بود عبید زاکانی پیاده بدان مجلس رسید سلمان گفت که اے برادر از کجا میرسی گفت از
قزوین گفت از اشعار سلمان یاد دارے گفت یک دوبیت یاد دارم گفت بخوان این
دوبیت را برخواند عبید۔

من خراباتیم و باده پرست … در خرابات مغان عاشق و مست
می کشندم چو سبو دوش بدوش … مے برندم چو قدح دست بدست

این دوبیت برخواند و گفت خواجه سلمان مرد بزرگ و فاضل است این نوع شعر را امرا گمان
نیست که باو نسبت تواند او غالب ظن من آن است که این شعر از زن خواجه سلمان گفته باشد
چه این نوع سخن بدو نسبت کردن اولی است خواجه سلمان بهم برآمد و از روئے فراست دریافت
که این مرد نیست مگر عبید زاکانی و سوگندش داد و اقرار کرد که من عبیدم و با خواجه سلمان عتاب کرد
که نادیده هجو کردن عیب فضلا است و من عزیمت بغداد خاص بجهت تو کرده بودم تا ترا سزا
دهم بخت مساعدت تو شد که از زبان من ایمن گشتی خواجه سلمان عبید را خدمت گارے
نموده ساخت و نقد و لباس بار و بخشید و بعد الیوم بایک دیگر مصاحبت نمودند و همواره خواجه
سلمان از زبان عبید هراسان بود و او را مراعات کردی و در گرفتاری قرض خواهان
گوید۔ غزل

هر دم بعیش خوشدل و من مبتلائے قرض … هر کس بعیش شغلی و من در بلائے قرض
فرض خدای و قرض خلائق بگردنم … آیا ادائے فرض کنم یا ادائے قرض
در کوچه قرض دارم و اندر محله قرض … در شهر قرض دارم و اندر سرائے قرض
غرقه کنم بقلزم و اتیل وجود خویش … گر بشنوم و هنادا بشهری سرائے قرض
عمرم چو آبروئے گدایان بباد رفت … از بسکه خواستم ز در هر گدائے قرض
گر خواجه تربیت نه کند هر عبید را … مسکین چگونه باز رهد از جفائے قرض

بجلال و قدر ذو الجلال و کفی بالله شهیدا که از روزگار عبید گذشته این درد مندے چون
این مظلوم که مولف این تذکره است هیچکس را در نیافته از یک طرف بفلاکت عیلی مبتلا است
و طرفے دیگر از هجوم قرض خواهان در بلا است عبید از این عیب سبکسارتر بود چه اگر قرض داشت

محصل نداشت اگرچہ از وجہ خرید نان بہزل مشغول مے بود و از سفرہ بزرگان زمانے مے ربود
این دعاگو کہ از آغاز نما تا شیر صبح سعادت این خانوادہ دولت را بندہ زادہ بودہ باشد و اجداد این
مستمند درین دولت جان سپاری و نیکو بندگی کردہ باشد الیوم بذلت خاک شوری لب نانے
حاصل سازد و محصلان شاید و علم داران پلید این لقمہ را از دور باہند و این بیچارہ ملک پارسے
موروثی روز بروز بفروشد و از درخانہاے بدگمانان قرض کند و از نہیب محصل روز چوں خفاش
در سوراخی شود و شب بدر خانہاے علمداران داد خواہی نماید لیکن اگر وقوف یا بند ارباب حکم
وفرمان این ذلت در حق این خاکسار نپسندند و علیہ راست ۔

رسد بہ پشتی رویت جمال مہ بکمال　　برد ز نکہت مویت صبا خبر بشمال
زند بہ تیر نظر غمزہ ات نشانہ مہر　　کشد بگوشہ چشم ابرویت کمان ہلال
توئی کہ آب حیات از لبت بود سایل　　خوشا کسی کہ کند با لبت جواب و سوال
کسے گزید بدندان کام آں لب لعل　　کہ شد زبان زدہ در ہر دہن بیان خیال
صبا بہ پشتی زلفت نہاد در دم صبح　　ہزار سلسلہ بر دست و پاے آب زلال
فگند درپس ہر ہفت پردہ مردم چشم　　با نتظار تو بیوستہ جاے خواب و خیال
حرام گشت بغیر از عبید در عشقت　　بشاعران تخیل نماے سحر حلال

اما شاہ ابواسحٰق پیشتر از خروج آل مظفر حاکم شیراز و فارس بود پادشاہے مستعد و شاعر بود
و ہنرمندان را تربیت کردے و فضلا و شعرا را اکرام و موقر داشتی و از نثر او محمد شاہ انجو ست
کہ در عہد غازان خان او را بحکومت فارس فرستادہ بودند و شاہ ابواسحٰق پادشاہ نیکو اخلاق و
پاکیزہ صورت بودہ است واما ہموارہ بعیش و لہو و طرب مشغول بودی و بمعظمات امور پادشاہے
نپرداختے محمد مظفر برو خروج کرد و او را و خاندان او را استاصل ساخت حکایت کنند کہ محمد مظفر
از یزد لشکر کشید و بشیراز بقصد ابواسحٰق آمد و او بعیش و لہو مشغول بود چندانکہ امرا او را گفتندے اینک
خصم رسید تغافل کردی تا حدے کہ گفت ہر کس ازیں نوع کہ در مجلس من سخن کند او را سیاست کنم
ہیچ آفریدہ خبر دشمن بار وسے نمے رسانید تا محمد مظفر بر در شیراز نزول کرد این تہم را بدو نمے
گفتند امین الدین جہرمی کہ ندیم و مقرب شاہ بود روزے شاہ را گفت برخیز تا بر بام

تماشائے بہار و تفرج شگوفه زارها نمائیم که عالم رشک بهشت برین و زمین غیرت کارگاه چین شده و شاه را بدین بهانه بر بام کوشک برد شاه دید در پایے لشکر در بیرون شهر مواجست پرسید که این چه شور و وزیر گفت لشکر محمد مظفر است شاه تبسمے کرد که عجب ابله مردے است محمد مظفر که در چنین نوبهار سے خود را و ما را از عیش دور میگرداند و این بیت از شاه هنگام برخواند و از بام فرود آمد. بیت

بیا تا یک امشب تماشا کنیم | چو فردا رسد فکر فردا کنیم

فضلا این غفلت از و پسندیده نداشتند و عنقریب ملک از دست او بدست دشمن منتقل شد و او بر دست سلاطین آل مظفر هلاک شد و کان ذالک فی شهور سنه سبع و اربعین و سبعمایه و این بیت درین حال مناسب است. بیت

بسے شاه غافل ببازی نشست | که دولت ببازی برفتش زدست

و رعایائے پارس را بدور دولت او وقت خوش بود و بعد از شاه ابواسحق مردم فارس بدحال شدند و تاسف روزگار او مے خوردند و خواجه حافظ شیرازی گوید

بعهد سلطنت شاه شیخ ابواسحق | به پنج شخص عجب ملک فارس بود آباد
نخست پادشهے همچو او ولایت بخش | که گوی عدل ربود او بعدل و بخشش و داد
دوم بقیه ابدال شیخ امین الدین | که بود داخل اقطاب و مجمع اوتاد
سوم چه قاضی عادل اصیل ملت و دین | که قاضی به از و آسمان ندارد یاد
دگر چو قاضی فاضل عضد که در تصنیف | بنائے شرح مواقف بنام شاه نهاد
دگر کریم چو حاجی قوام دریا دل | که او بجود چو حاتم همی صلا در داد
نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند | خدائے عزوجل جمله را بیامرزاد

## ذکر سید فاضل جلال الدین عضد

سید صحیح النسب است و فاضل و شریف الحسب و اصل او از دار العباد یزد بود و پدر او سید عضد بروزگار محمد مظفر وزیر بود و حکایت کنند که روزے محمد مظفر در مکتب در آمد دید

که سیدزاده بکتابت مشغول است پرسید که این کودک پسر کیست گفتند پسر عضد است دید که جمال باکمال دارد و فراستی زیبا و کلامی موزون معلم را پرسید که در مکتب خانه کدام کودک بهتر مینویسد مولانا گفت هرکدام که قلم بهتر تراشد گفت که قلم بهتر تراشد گفت آنکه قلمتراش تیز دارد گفت قلمتراش تیز تر کراست مولانا گفت هرکدام را پدر منعم تر و متمول تر است گفت کدام را پدر منعم تر باشد معلم گفت آنکه پدرش وزیر سلطان باشد محمد مظفر بر وقت ذهن استاد آفرین کرد و سید جلال را طلب فرمود و گفت بنویس تا خط ترا تماشا کنم سید بدیهه این قطعه را نظم کرده بدست سید مظفر داد قطعه این است۔

چار چیز است که در سنگ اگر جمع شود　　لعل و یاقوت شود سنگ بدان خارائی

پاکی طینت و اصل گهر و استعداد　　تربیت کردن مهر از فلک مینائی

با من این هر سه صفت هست ولی میباید　　تربیت از تو که خورشید جهان آرائی

محمد مظفر در حسن خط و زیبائی شعر و قابلیت سید حیران ماند و عضد را گفت این پسر صاحب فضل است هر آرزو که او را ملازمت فرمایم اما چون ساده رو پسیت از زبان مردم اندیشناکم در تربیت او تقصیر مکن و ده هزار درم بسید جلال بخشید که این مال را صرف مردم اهل کن و در کسب فضایل اعمال کن و سید جلال بعد ازان انواع فضایل حیازه کرده در شعر و شاعری سرآمد روزگار خود بوده و سلطان سعید بایسنغر را التفات بدیوان جلال زیاده ازان بوده که شرح توان کرد و شعر او را بر شعر اقران او فضل دادی و سید را در مدح آل مظفر قصاید بسیست که ترجیع هفت رنگ میگوید و فضلا مسلم میدارند و مطلع آن قصیده این است۔

باز از شگوفه گشت فضای چمن سفید　　و اطراف دشت گشت ز برگ سمن سفید

در جنب رنگ ژاله و سرخی لاله هست　　در معدن سیاه و عقیق یمن سفید

و این غزل هم او راست۔

عاشقان اول قدم بر هر دو عالم میزنند　　بعد ازان در کوی عشق از عاشقی دم میزنند

جرعه نوشان بلا را شادمانی در غمست　　شادمان آندل که در وی سکهٔ غم میزنند

تا بر آمد از گدائی کام ما در کوی دوست　　کوس سلطانی ما در هر دو عالم میزنند

از خیالات رخش تسکین همی یابد دلم — حوریان قدس آبی بر جهت چشم میزنند
عقل کل با عشق میگوید که بر من رحم کن — زورمندان پنجه با افتادگان کم میزنند
خیل مژگانت دو صف آراسته در روی هم — ریزش خون میشود هر دم که بر هم میزنند
ساکنان آستان عشق مانند جلال — از فراغت پشت پا بر ملکت جم میزنند

# ذکر مولانا حسن کاشی ره

از جمله مادحان حضرت شاه ولایت پناه امیر المومنین و امام المتقین و یعسوب المسلمین اسد الله الغالب ابی الحسن علی بن ابی طالب هیچکس تهبانت و لطافت او سخن نگفته است مرد فاضل و دانشمند بوده اصل او از کاشان است اما در خطه عامل متولد شده و آن جا نشو و نما یافته چنانچه میگوید۔

رها کاشی اگر در خطه عامل بود — لیکن از جد و پدر نسبت بکاشان میرود

گویند مولانا حسن بعد از زیارت کعبه معظمه شرفها الله تعالی و حرم حضرت رسالت م بعزم زیارت حضرت امیر المومنین ع بدیار عراق عرب افتاد و بعتبه بوسی آن آستان شریف مشرف شد و این منقبت در روضه مطهره خواند۔

ای ز بدو آفرینش پیشوای اهل دین — وی ز عزت مادح بازوی تو روح الامین

دران شب حضرت شاه ولایت پناه را بخواب دید که عذر خواهی میکند که ای کاشی از راه دور و دراز آمده و ترا دو حق است بر ما یکی حق مهمانی و یکی حق شعر اکنون باید به بصره روی و آن جا بازرگانیست که او را مسعود بن افلح گویند از ما سلامش رسان و بگوی که در سفر بحر عمان درین سال کشتی تو خواست غرق شود یک هزار دینار بر ما نذر کردی و ما مدد کردیم و کشتی و اموال ترا بسلامت بساحل رسانیدیم اکنون از عهده بیرون ای و از خواجه بازرگان زر بستان کاشی ببصره آمد و آن خواجه را پیدا ساخت و پیغام امیر المومنین بآن بازرگان رسانید بازرگان از شادی بشگفت و سوگند خورد که من این حال بهیچکس نگفته ام و فی الحال زر را تسلیم کرد و خلعت بر آن افزود و بشکرانه آنکه فریادرس شاه ولایت شده دعوت مستوفا جهت صلحا و فقرای شهر بداد مولانا حسن

در عهد شباب مردی نیکو سیرت و خدا ترس و متقی بوده و غیر از مناقب ائمه نگفتی و بمدح ملوک اشتغال نکردی و قصاید او در مناقب شهرتے دارد و وفات مولانا حسن معلوم نبود که در چه تاریخ بوده والله اعلم مدفن او در سلطانیه عراق است و در عهد سلطان محمد خدابنده واما شهر آمل از جمله بلاد قدیم است و بناے آں گویند جمشید کرده و بعضے گویند فریدون ساخته حالیا چهار فرسنگ علامت شهریت آں محسوس میشود و در هر جائے زمین را بکاوند خشت پخته و سنگ ریخته ظاهر مے شود و چهار گنبد است دراں شهر که مقبره فریدون و اولاد او دراں جا است فی کل حال از روزگار فریدون تا زمان بهرام گور تخت گاه ربع مسکون آمل بوده و در کتاب ممالک و مسالک علی بن عیسی کحال حال ایں چنیں آورده است۔

# ذکر مولانا جلال الدین طبیب رہ

مردے اہل بوده بروزگار آل مظفر در فارس طبیب و حکیم بوده و با وجود حکمت و طبابت شعر ہم میگفت و علم شعر نیک مے دانسته و داستان گل و نوروز او نظم کرده در شهور سنه اربع وثلاثین وسبعمایه و آں کتاب شهرتے عظیم دارد و در میان مبتدیان و جوانان متداول است هر چند مثنوی آں خالی از فتوری نیست اما روان و صاف است چنیں گویند مولانا نسیمی نیشاپوری در یک ماه بیست نسخه گل و نوروز نوشته از قدرت بر کتابت او تعجب است گویند مولانا جلال حقه مفرح از جهت شاه شجاع آورده و خواص آنرا دریں قطعه نظم کرده نزد شاه شجاع عرض کرده:-

| | |
|---|---|
| جلال ساخته است ایں مفرح دل خواه | برسم پیشکش آورده نزد حضرت شاه |
| بدن قوی کند و طبع شاد و فکرت تیز | حدیث نرم زبان جاری و سخن کوتاه |
| شود بدیل مے ناب در تفرح طبع | شود بجائے سقنقور در تهیج باه |
| وگر تناول او در شب اتفاق افتد | منش غذا طلبد هم ز بامداد پگاه |
| جوانے آرد و پیری بدل کند بشباب | موافق بدن است او چو روح بے اشباه |

شاه شجاع مولانا را از جهت ایں ترکیب و ایں نظم تحسین بلیغ فرموده و گفت اے مولانا همه را

نیکو گفتی و همچنان است اما مشکل که پیری بجوانی بدل گردد که کافور جای مشک گرفته و زار بر جای ارغوان نشسته آب جوانی از جوی دیگر است و در پیری از تجارت دیگر و این غزل او راست:

از این دیار بر فتیم و خوش دیاری بود — بآب دیده نشستیم اگر غباری بود
ز آستان شریفت اگر فتادم دور — گمان مبر که درین کارم اختیاری بود
دلا بهجر بسازد بسوز با خواری — که وصل یار بهجری و روز گاری بود
اگر بدولت وصلت نمی رسید گدا — نشست و خواست بخیل سگانت یاری بود
جلال رفت و ترا بعد از این شود معلوم — که این شکسته مسکین چگونه یاری بود

اما ابو الفوارس شاه شجاع چراغ دودمان آل مظفر بود و در علم و مراتب و فضایل یگانه روزگار است بعد از محمد مظفر در عراق عجم و فارس و کرمان سلطنتی باستقلال یافت عالم پرور و شاعر نواز بود و علما و فضلا در علوم بنام او تصانیف مرغوب پرداخته اند و مرشد اهل فضل بوده گویند پیش مولانا قطب الدین رازی شرح مطالعه کردی و باوجود فضیلت نهایتی عظیم داشتی چنانکه ملوک اطراف از و اندیشناک بودند و بعد از روزگار پدرش میان او و برادرش شاه محمود جهت مملکت تنازع بود و در اثنای خصومت محمود متوفی شد شاه شجاع مناسب این واقع میگوید. رباعی

محمود برادرم شه شیر کمین — می کرد خصومت از پی تاج و نگین
کردیم دو بخش تا بیاساید خلق — او زیر زمین گرفت و من روی زمین

سلطان اویس جلایر در جواب گوید:

ای شاه شجاع ملت و دولت و دین — خود را بجهان وارث محمود مبین
در روی زمین اگر چه هستی دو سه روز — بالله که همی رسید در زیر زمین

و شاه شجاع را با سلطان اویس دیگر باره مکاتبات است این قطعه شاه شجاع بسلطان اویس فرستاد.

ابو الفوارس دوران منم شجاع زمان — که نعل مرکب من تاج قیصر است و قباد
منم که نوبت آوازه صلابت من — چو صیت همتم اندر بسیط خاک افتاد
چو مهر تیغ گذاره چو صبح عالمگیر — چو عقل راه نمای و چو شرع نیک افتاد
کمال صولتم از حیله کسان ایمن — بنای همتم از منت خسیس آزاد

نبرده عجز بدرگاه هیچ مخلوقی | که بر بنای تمکن نهاده ام بنیاد
بهیچ گاه جهان رشته دل نیاوردم | که آسمان در دولت بروی من بگشاد
تو رسم و خوی پدر گیر اے برادر من | که شوهریت نیاید ز دختر دل شاد
مکن مکن که پشیمان شوی در آخر کار | ز مکر روبه پیروز و لشکر بغداد
برو تو جان پدر همچو من بمردی کوش | که خواهریت نیاید ز مادر دل شاد

و در جواب سلطان اویس گوید۔

ابا شهی که باوصاف فضل موصوفی | شهنشهی چو تو از مادر زمانه نزاد
ز فاضلان و بزرگان دهر و دانایان | کسی بمدح و بزرگی خود زبان بگشاد
بخوانده ام فراوان درین مختصر عمر | کتاب نظم و تواریخ نثر بر استاد
نخوانده ام نشنیدم ندیده ام هرگز | کسے که چشم پدر کور کرد و مادر گاد
صبا ز خطه شیراز یک ره دیگر | همی سفر کن و بگذر بجانب بغداد
ببارگاه رفیع خلیفه ایام | بناے خطبه شاهان اویس بن دلشاد
سلام من برسان و بگوی بسیارش | که چشم بد بجمال و جلال تو نرساد
مرا تو طعنه مزن زانکه در زمان شباب | جرمی بخطائی نه اختیار افتاد
وگر چنانکه در آری مرا و طعنه زنی | بخالقی که مرا تاج و تخت شاهی داد
چنانکه زور بجاوم زنی پدر را من | اگر بدست من افتی ترا بخواهم گاد

و شاه شجاع بعد از چهارده سال که بکامرانی و استقلال سلطنت کرد بحسرت تمام در روزگار شباب و ایام فضل و اکتساب جهان بی سامان را وداع فرمود روزگار نامساعد بر جوانی و کامرانی او نبخشود و شجاع بود اما نه با سوار اجل مدبر بود اما نه بحکم ازل۔ رباعی

دردیست اجل که نیست درمان او را | بر شاه و گداست حکم و فرمان او را
شاهی که بحکم دوش کرمان میخورد | امروز همی خورند کرمان او را

وفات شاه شجاع در شهور سنه ثلاث و ثمانین و سبعمائیه بوده در وقت رحلت مکتوب بحضرت صاحبقران اعظم امیر تیمور انار الله برهانه نوشته و فرزندان و عشایر خود را سفارش نموده و سواد آن مکتوب مولانا فاضل کامل محقق

شرف الدین علی یزدی نور الله مرقده در ظفرنامه با برادمیر سازد انشائے آں مکتوب بر فضیلت شاه شجاع شاهد است۔

## ذکر ملک الفضلا خواجه حافظ شیرازی علیه الرحمة

نادره زمان و اعجوبه دوران بوده و سخن او را حالتے است که در حوضه طاقت بشری در نیاید همانا واردات غیب است و از مشرب فقر چاشنی دارد و اکابر او را لسان الغیب نام کرده اند سخن او بے تکلف است و ساده اما در حقایق و معارف داد معانی داده فضل و کمال او بے نهایت است و شاعری دون مراتب اوست و در علم بنظیر و در علوم ظاهر و باطن مشار الیه است گنجور حقائق الاسرار سید قاسم انوار معتقد حافظ بودی و دیوان حافظ پیش او علی الدوام خواندی و بزرگان و محققان را سخن حافظ او تے مالا کلام است و القاب و نام خواجه حافظ شمس الدین محمد است در روزگار دولت آل مظفر در ملک فارس و شیراز مشار الیه بوده اما از غایت زهد بدنیا و دنیاوی سر فرود نیاورده و بے تکلفانه معاش کرده چنانکه گوید۔ بیت

سرمست با قبای زر افشان چو بگذری　　یک بوسه نذر حافظ پشمینه پوش کن

و همواره خواجه حافظ بدرویشان و عارفان صحبت داشتی و احیانا بصحبت حکام و صدور رسیدی با وجود فضیلت با جوانان مستعد اختلاط کردی و به همه کس خوش بر آمدی و او را با صناف سخنوری التفاتی نیست الا غزلیات و بعد از وفات خواجه مصاحبان او اشعار او را مدون ساخته اند و درین تذکره غزل از دیوان حافظ را اختیار کرده و ثبت شد۔

ساقی بیا که شد قدح باده پر زمے　　طامات تا بچند و خرافات تا بکے
بگذر ز کبر و ناز که دیدست روزگار　　چین قبائے قیصر و طرف کلاه کے
باد صبا ز عهد صبے یاد مے دهد　　جان دارویے که غم ببرد در ده ای صنمے
بر مکر دهر و عشوه او اعتماد نیست　　ای وای بر کسے که شد ایمن ز مکر وی
در ده بنام حاتم طے جام یک منی　　تا نامه سیاه بخیلان کنیم طے
اشیائے روزگار همی ساز در گرد　　از مروراه باز نمانده است هیچ شے
حافظ کلام فارسی تو رسیده است　　از ملک و مصر و شام بسر حد روم و رے
دو یار زیرک و از باده کهن دو منی　　فراغتی و کتابی و گوشه چمنی

من این مقام بدنیا و آخرت ندهم — اگرچه در پیم افتند خلق انجمنی
هرآنکه کنج قناعت بگنج دنیا داد — فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنی
بروز حادثه غم با شراب باید گفت — که اعتماد بکس نیست در چنین زمنی
ز تند باد حوادث نمی توان دیدن — درین چمن که گلی بوده است یا سمنی
ببین که رونق این کارخانه کم نشود — بزهد همچو توئی یا بفسق همچو منی
بصبر کوش تو ای دل که حق رها نکند — چنین عزیز نگینی بدست اهرمنی
مزاج دهر تبه شد درین بلا حافظ — کجاست فکر حکیمی و رای برهمنی

حکایت کنند که سلطان احمد بغدادی را اعتقادی عظیم در حق خواجه حافظ بود چندانکه حافظ را طلب داشتی و تفقد و رعایت کردی حافظ از فارس ببغداد رغبت نکردی و بخشکه پاره در وطن مالوف قناعت کردی و از شهر و شهرهای غریب فراغت داشتی و این غزل در مدح سلطان احمد بدار السلام بغداد فرستاد۔

احمد الله علی معدلة السلطانی — احمد شیخ اویس حسن ایلخانی
خان بن خان شهنشاه شهنشاه نژاد — آنکه می زیبد اگر جان جهانش خوانی
ماه اگر بے تو برآید بدو نیمش بزنند — معجز احمدی و عاطفت سبحانی
نسب فضل و محبت همه در حق تو اند — چشم بد دور که هم جانی و هم جانانی
از گل فارسیم غنچه عیشی نشگفت — حبذا دجله بغداد و می ریحانی
برشکن کاکل ترکانه که در طالع تست — دولت خسروی و منصب چنگیزخانی

و خواجه حافظ بذله و لطیفه بسیار گفتی و لطائف او منقول است واجب نمود از لطائف خواجه حافظ چیزے درین تذکره نوشتن حکایت کنند که وقتے صاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان انار الله برهانه فارس را مسخر ساخت و در ۷۹۵ شاه منصور را بقتل رسانید حافظ در حیات بود. فرستاد و او را طلب کرد چون حاضر شد گفت من بضرب شمشیر آبدار اکثر ربع مسکون را مسخر ساخته ام و هزاران جای و ولایت ویران کرده ام تا سمرقند و بخارا را که وطن مالوف و تخت گاه من است آبادان سازم تو هر دو به یک خال هندو سمرقند و بخارا را می بخشی در این بیت

که گفته

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را ‌‌ بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را

حافظ زمین بوسید گفت ای سلطان عالم ازین لجوج بخشندگی است که بدین روز افتاده ام
حضرت صاحبقران را این لطیفه خوش آمد و پسند افتاد و با او عتابے نکرد بلکه او را اغنائے فرمود
حکایت کنند که سلطان السلاطین احمد ایلخانی با عدل و داد خلف صدق سلطان اویس
جلائر است بعد از پدر در دار السلام بغداد بر مسند پدر قرار یافت و ملک را از تصرف برادرش
سلطان حسین بیرون آورد و آذربائیجان را تصرف کرد و شوکتے زیاده از وصف یافته حکم او
تا سر حد روم رفتی پادشاه هنرمند و هنرور پرور بود اشعار فارسی و غزل نیکو میگوید و در انواع هنر
چون تصویر و تذهیب و قواسی و سهامی و خاتم بندی وغیر ذالک استاد بود و شش قلم
خط نوشتی و این مطلع او راست ۔

چندانکه می بینم ترا میلم زیادت میشود ‌‌ شاهم زشوق روی تو صبح سعادت میشود

و در علم موسیقی و ادوار صاحب فن است چندین نسخه درین علم تصنیف اوست و خواجه
عبد القادر ملازم او بوده گویند شاگرد اوست و درین روزگار در میان مطربان و مغنیان اکثر
تصانیف او متداول است و با وجود چندین فضائل مرد قتال و نا اعتماد بوده افیون خوردے و
گاه گاه دماغ او خشکی کردی و بے جنایت مردمان اصیل را خوار کردی و باندک بهانه استیصال
مردم نمودے لاجرم رعیت و لشکرے از و نفور گشتند و امرا و سرداران او پیاپی مکاتیب بصاحبقران
اعظم امیر تیمور گورگان نوشتندی تا در حدود سنه احدی و تسعین و سبعمائة صاحب قران
بقمع سلطان احمد لشکر بدیار بغداد کشید و قبل از وصول حضرت صاحب قرانی سلطان این
قطعه فرستاد ۔

گردن چرا نهیم جفاے زمانه را ‌‌ زحمت چرا کشیم پهر کار مختصر
دریا و کوه را بگذاریم و بگذریم ‌‌ سیمرغ وار زیر پر آریم خشک و تر
یا بر هوا و بر سر گردون نهیم پاے ‌‌ یا مرد وار در سر همت کنیم سر

صاحبقران چون مضمون این قطعه معلوم کرد تاسف خورد که کاشکے بسن نظم توانستی گفت

تا جواب شافی نظم کردی اما میشاید که از فرزندان و احفاد من کسے باشد که جواب سلطان احمد بغدادی بگوید قصہ بنام امیرزاده میران شاه زده‌اند و نیز گویند که خلیل سلطان بهادر در جواب بدین منوال پیش سلطان احمد فرستاد

گردن بنه جفای زمانه را مپیچ کار بزرگ را نتوان گفت مختصر

سیمرغ وار ازچه کنی قصد کوه قاف چون صعوه خورد باش فروریز بال و پر

بیرون کن از دماغ خیال محال را تا در سر سرت نرود صد هزار سر

چون سلطان احمد این رقعه را مطالعه کرد دانست که در جنب کوه لشکر صاحبقران لشکر او کاهی است و در پیش صرصر اقبال تیموری پشه پیش نیست الفرار مما لا یطاق من سنن سید المرسلین اختیار کرده بغداد را وداع گفته بروم رفت و ممالک دار السلام بتصرف صاحبقران افتاد و حکومت بغداد را امیر کبیر بخواجه مسعود سربدار که خواهرزاده علی موید است قرار داد و خواجه علی طوسی را بضبط اموال بغداد نصب فرمود خود بطالع سعد مراجعت فرمود و بعد از مراجعت صاحبقرانی باز سلطان احمد از قیصر روم امداد ستانده بطرف بغداد حرکت نمود و خواجه مسعود را قوت مقاومت او نبود بغداد را بوے گذاشت و در وقتے که صاحبقرانے را با تقتمش خان که ملک دشت قپچاق بود خصومت افتاد و سلطان احمد فرصت یافت و چهار سالی دیگر حکومت بغداد کرده چند نوبت دیگر او را با صاحبقرانے محاربه و مصالحه دست داد و این تذکره تحمل ایراد آن قضایا ندارد و در شهور سنه ثمان و ثمان مایه سلطان بر دست قرا یوسف ترکمان که از جمله گله بانان پدر او بود شهید شد و راه و رسم سلطنت از خاندان سلاطین جلایر افتاد و ترا کمه مسلط شدند و حالات ترا کمه و اصل و منشا ایشان بعد ازین خواهد آمد ان شاء اللہ تعالیٰ و وفات خواجه حافظ در شهور سنه اربع و تسعین و سبعمایه بوده و در مصلی شیراز مدفون است و در وقتے که سلطان ابوالقاسم بابر بهادر شیراز را مسخر ساخت محمد معمائی که صدر سلطان بابر بود بر سر قبر حافظ عمارتے مرغوب ساخت۔

## ذکر مولانا شرف الدین رامی رہ

مردے دانشمند و صاحب فضل بوده خصوصاً در علم شعر سرآمد روزگار بوده است و نسخه

در علم شعر ساخته حدایق الحقایق نام و چند صفت در آن کتاب درج کرده که رشید الدین وطواط
در حدایق السحر صنائع را ذکر نکرده از آنجمله میگوید که آورده اند که ایهام کلمه را گویند که بر دو معنی
شامل باشد و بنزدیک من ایهام می شاید که بچند معانی مشتمل باشد و این بیت خواجه عماد را
باستشهاد مے آورد۔ بیت

دل عکس رخ خوب تو در آب روان دید    واله شد و فریاد برآورد که ماهے

و شیخ عارف آذری در جواہر الاسرار قصیدہ از قصاید مولانا شرف الدین ایراد می کند که
تمامت صنائع و بدائع شعر در ان مندرج است و درین تذکره نوشتن آن قصیده محتاج نبود
مولانا شرف الدین بروزگار دولت شاه منصور بن محمد مظفر ملک الشعرائے عراق بوده
تبریزیست و دیوان او درین دیار یافت نیست اما در عراق و آذربایجان و فارس مشهور است
تا ے قصاید و مقطعات آن متین و مصنوع است و مستعدانه و رباعی گفته که اسم ممدوح او خواجه محمد
الماستری از حروف آن بیرون می آید و آن رباعی این است۔

خوار است جهان پیش نوالت یکسر    فخر است زالقاب تو دین را و خطر
تو کان محامدی و از فرط گهر    زالماس ضمیرت سپری شد خنجر

اما شاه منصور بعد از شاه شجاع بر فارس و عراق مستولی گشت و پادشاہے مردانه و صاحب کرم
بوده صاحبقران اعظم امیر تیمور قصد او کرده لشکر بشیراز کشید و او را قوت مقاومت نبود مے
خواست تا فرار نماید روزے که از دروازه شیراز بیرون مے رفت پیرزنی از بالائے بام گفت
حرام باد ترا که مدتے حکومت کردی و اکنون مسلمانان را بدست لشکر بیگانه گرفتار ساخته کجا
مے روی شاه منصور را از سخن پیرزن رقتی دست داده بازگشت و با دو هزار مرد با امیر تیمور
مصاف داد و چند نوبت قلب سپاه صاحبقران را درهم شکست و نزدیک بدان رسانید
که بالکل لشکر امیر تیمور را بشکند حق تعالی فتحش نداد مولانا شرف الدین در ظفرنامه آورده
که چهار نوبت شاه منصور شمشیر بصاحب قران رسانید و قماری ایناق سپر در سر مبارک
آن حضرت کشید و بعد از ان لشکر ظفر پیکر گرد شاه منصور در آمدند و او را هلاک کردند و صاحبقران لئے
در تلف کردن شاه منصور تاسف خورده و گفتی چهل سال مصاف کردم با دلیران و جنگ

آوران نبرد آزمودم بمردانگی وشجاعت شاه منصور ندیدم بیسے راو بعد از قتل شاه منصور سلطنت از آل مظفر قطع شد و بکلی فارس وعراق عجم بتصرف امیر تیمور و اولاد عظام او افتاد در سنه خمس وتسعین وسبعمایه۔

## ذکر مفخر السالکین شیخ کجج تبریزی رہ

عارف ومحقق وسالک بوده وبروزگار سلطان اویس وسلطان حسین پسر او شیخ الاسلام مرجع خواص وعوام بود وسلاطین واکابر معتقد او بودند وخانقاهے برونق داشته وهموار در خانقاه او سماع وصفا مہیا بوده وفرش وروشنائی مرتب وتا روزگار صاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان واولاد عظام او منصب شیخ الاسلام تبریز ومضافات آن تعلق باولاد عظام آن بزرگوار داشته وشیخ را باوجود سلوک وکمال سخنهائے پرحال است ودیوان او را در عراق وآذربائیجان شهرتیست واین غزل از شیخ است۔

| | |
|---|---|
| ما در غمت بشادی جانہا نمی‌خریم | در عشق تو بهر دو جهان باز ننگریم |
| خوش خوش چو شمع ز آتش عشق تو فی المثل | گر جان ما بسوخت بجان باز ننگریم |
| اسرار تو ز کون ومکان چون منزه است | ما تا ابد بکون ومکان باز ننگریم |
| چون شد یقین ما که توئی اصل هر گمان | در پرده یقین بگمان باز ننگریم |
| سود وزیان در طلبت گو زیان شود | ما در طلب بسود وزیان باز ننگریم |
| در کوی تو دوا سپه بتازیم هر دوار | هرگز بمرکب وبعنان باز ننگریم |
| در بحر عشق گرچه کجج بر کنار رفت | ما از کنار تا بمیان باز ننگریم |

اما صاحب کتاب مسالک وممالک مے گوید که تبریز شهر نو است ودر روزگار اسلام آن شهر را زبیده خاتون که حلیله هارون رشید بوده ودختر جعفر بن منصور دوانقی بوده است در شهور سنه تسع وثمانین ومایه بنا کرده وبعد از چندگاه آن شهر بزلزله خراب شد وچند نوبت عمارت کردند ثباتی نداشت تا الواثق بالله حکیم الفاضل ماشاء الله المصری را فرمود تا جهت بنائے تبریز طالع مناسب اختیار کند وحکیم مذکور چندگاه ملاحظه کرده بطالع عقرب آن شهر را بنا فرمود

دتا این روزگار از آفت زلزله خرابی نیافته و امروز تبریز از بلاد معتبر ممالک ایران زمین است هوائی دل کشا و فضائی جانفزا دارد و فضلا در حق شهر تبریز اشعار گفته اند از آن جمله شیخ کمال الدین گفته است۔

تبریز مرا بجائے جاں خواہد بود　　پیوسته مرا دل نگراں خواہد بود
تا در نخشم آب چرانداب شجیل　　سرخاب ز چشم من رواں خواہد بود

وزبیده خاتون ملکه خیره و بانوی مستعده بود هارون با او در امور مملکت مشورت کردے و او از فرط دانش و عقیده پاک هارون را بخیرات و مبرات دلالت کردی و در راه ها و وادیه ها برکها و چاهها ساخته بتخصیص در راه کعبه و در حدود سیستان که ثغر اسلام است و در کوهستان بدخشان حصارها بنا فرمود تا غازیان آن را پناه ساخته با کفار هندو و گبر و سواد و کتور جهاد نمایند و امروز آثار خیرات آن ملکه کریمه در اقطار ربع مسکون ظاهر و باهر است و چون خلفائے بنی عباس خاندان بزرگ و اقربائے رسول بوده اند نخواستم که این تذکره از ذکر خیر ایشان خالی باشد باتفاق جمهور فضلا و مورخان هارون الرشید مردوانا و کریم و فاضل ترین اولاد عباس بوده و با علما و شعرا سری و سری داشتے و فقرا را التفات فرمودے و در رسوم جهان داری دقیقه از دقایق مهمل نگذاشتے مصر را گرفت و برغم فرعون لعین سوگند خورد که این ملک را نیز هم مگر به بنده ای زرخریده گویند خصیب نامی غلامی بر آنجا امیر ساخت صاحب طبقات میگوید که رافع بن هرثمه اعین گفت که من نزد هادی برادر رشید بودم که پیشتر از هارون خلیفه بود شبے در خوابگاه نشسته بودم غلامے برسید که امیر ترا طلب میدارد فی الحال بخدمت روان شدم دیدم که هادی در خلوت خانه نشسته و دو خادمے برپائے ایستاده چون مرا بدید گفت مے خواهم که این شمشیر برداری و نزد و بردی و سر برادرم هارون را ببری و تن او را در چاه اندازی و سر او را بنزد من آوری چون این سخن شنودم جهان در چشم من تیره شد و نیارستم با او درین باب سخن گفتن شمشیر برگرفتم و از خانه بیرون آمدم و بیفتادم و بیهوش شدم چون بهوش آمدم خواستم که شمشیر بر شکم خود زنم و خود را هلاک سازم آواز سرفه صعب از خانه شنودم مثال رعد را چندانکه گوش کردم انقطاع نمی یافت ناگاه خیزران مادر هادی بیرون دوید گفت یا ابا عبدالله دریاب هادی را که کار هادگرگون می بینم من بخانه

درآمدم دیدم که هادی همچو بیهوشان در صحن خانه غلطان و سرفه سهمناک میکند و بهیچ نوع تسکین نمی پذیرد گفتم یا امیر شربتے بخور آب آوردم و بدو دادم فی الحال از فرط سرفه آن آب را رد کرده دیدم که صحن سرای از خون گلگون شد سر او در کنار گرفتم مے گفت لمن الملک الیوم لله الواحد القهار چشم باز کرد و درمیان سرفه گفت ہمی زود تر برو و پیشتر از همه کس با هارون بیعت کن و چشم باز کرد و جان بحق تسلیم کرد۔ نظم

اے برادر مادر دہر ار خورد خونت مرنج چون ترا خون برادر همچو شیر مادر است

رافع گوید من دوان تا خانه رشید رفتم دیدم رشید قرآن مے خواند گفتم یا امیر اجازت است تا در آیم گفت اے رافع امیر هادی نشسته و تو شرم نداری که مرا امیر مے گوئی گفتم انا لله و انا الیه راجعون هارون بر پاے جست در آمدم و گفتم اے امیر امشب را شب تخت است از مولود خود دوان و احوال را باید و گفتم گفت سبحان ذی الملک والملکوت ذی العزة والعظمة والجلال والجبروت و فی الحال جوشن خواست و اول کسے که با او بیعت کرد من بودم و اکابر خیل خیل مے آمدند و بیعت مے کردند تا وقت صبح بشیرے بشارت رسانید که خدا خلیفه را پسر بخشید او را مامون نام کرد و آن شب را لیلة الهاشمیه گفتندے حکایت ابوریحان خوارزمی در کتاب آثار الباقیه گوید که یاقوتی از خزانه اکاسره که آنرا منقار گفتندے بدست مهدی پدر هارون الرشید افتاده بود و آن جوهرے بود شفاف و نورانی چنانچه خانه تاریک را همچو شمع روشن ساختے و گوهر شب چراغ عبارت ازان است مهدی در وقت وفات جوهر بهارون داد هارون آن را چون نگینی بخاتم در انگشت داشتی و بعد از مهدی هادی برادر بزرگتر رشید بخلافت نشست و هارون ملازم هادی بودے روزے هارون بشط بغداد بر کنار شط بغداد نشسته بود ناگاه خادمے از پیش هادی رسید و گفت امیر منقار را مے طلبد هارون گفت نمیدهم از پدر یادگار این مقدار چیزے دارم خادم باز گشت و قصه بعرض خلیفه رسانید این نوبت یکے از اکابر را فرستاد که اگر هارون منقار ندهد بزور از انگشتش بیرون کرده بیاورد آن بزرگ گفت ای رشید حکم خلیفه را اطاعت کن والا انگشتری را بقهر از انگشت تو بیرون کنم هارون گفت از شرق تا غرب را من با او مضایقه ندارم و لیکن پارهٔ با من مضایقه میکند انگشتری از انگشت

بیرون کرد و در آب انداخت هادی بران قضیه وقوف یافت پشیمان شد و جهت منقار
متاسف گشت هم دران ماه هادی وفات یافت و امر خلافت متعلق برشید گرفت اوّل حکمے که کرد آن
بود که غواصے را فرمود تا همان جائے که نگین در آب افگنده بود غواصی نماید غواص بحکم خلیفه غوطه
خورد و همان جوهر را بدست گرفته از آب بیرون آورد خلایق از ارتفاع کوکب طالع خلیفه تعجب
کردند و امر انشارها و شعرا اشعارها درین باب گذرانیدند چنین آورده اند که چون هارون الرشید
در امر خلافت مستقل شد گاه گاه با درویشان و گوشه نشینان صحبت داشتے شبے فضل برمکی را
گفت دلم از طمطراق سلطنت ملول است امشب مے خواهم با عارفے صحبت دارم که از خلایق
وعوایق دنیا وارسته باشد و از وے سخن طریقت و نصیحت گوش کنم شاید که دل مرا ازین ملالت برهاند
و از زندان طمع ببارگاه خورسندی رساند فضل او را بدرخانه سفیان بن عیینه برد و در بزدند سفیان
گفت کیست فضل گفت امیر را در باز کن سفیان گفت چرا مرا خبر نکردے که من بملازمت امیر آمدے
هارون فضل را گفت این نه آن مرد است که من مے طلبم سفیان گفت آن مرد فضیل عیاض است
خلیفه و فضل برمکی روان شدند تا رسیدند بخانه فضیل شنودند که قرآن می خواند و بدین آیه رسیده
که ام حسب الذین اجترحوا السیئات هارون فضل را گفت اگر پند می طلبیم ما را همین
بس است پس بزدند فضیل گفت چه کسانید که درین شب تیره رنجه میدارید مرا فضل گفت
امیر است فضیل گفت امیر را با مثال من چه التفات باشد مرا مشغول مدارید فضل گفت
طاعت اولوالامر واجب است در باز کرد و چراغ را بکشت هارون در تاریکی دست
گرد خانه بر میآورد تا دستش را بدست فضیل گفت خوش دستی است بدین نرمے اگر از آتش
دوزخ خلاص یابد هارون بگریست و گفت مرا پندے بده و گفت ای امیر حق تعالی ترا
بجائے صدیق نشانده و از تو صدق خواهد خواست و بجائے فاروق نصب کرده و از تو عدل طلب
خواهد نمود و ترا همچو ذوالنورین سروری داده از تو حیا خواهد جست و بر منصب امام المتقین علی بن
ابی طالب تمکن داده و از تو علم و عفت پاکان مے طلبد اے امیر جواب خدا را ساخته باش که
بر جائے مردان نشاندند و اگر بدان سیرت نباشی شرمنده شوی آن زمان شرمساری سود ندارد هارون الرشید
گریه یاده شد گفت اے شیخ پند را زیاده کن فضیل گفت اے امیر خدا برا سرائے است بهشت

نام کرده وسرائے دیگر دوزخ وترا دربان هر دو سرائے کرده وشمشیر وتازیانه بدست تو داده تا هر که شرک وخون ناحق کند بشمشیر سیاست کنی وهر که مرتکب ملاهی ومناهی شود بتازیانه ادب فرمائی ای امیر اگر ذره درین دو کار خطیر میل ومحابا و مداهنت وتغافل روا داری یقین بدان که پیشرو در سرائے دوزخ تو خواهی بود هارون چون این حکایت بشنود چندان بگریست که بے هوش شد فضل برمکی گفت ای شیخ بس کن که امیر را کشتی فضیل بانگ بر فضل زد که خاموش باش ای هامان تو وقوم تو اورا هلاک ساختید مرا میگوئی که امیر را کشتی خلیفه بهوش باز آمد وفضل را گفت هیچ مے دانی که ترا چرا هامان میگوید از ان که مرا فرعون کرده است بعد ازان بدره پیش فضیل نهاد که این حلال است از من قبول کن فضیل گفت واویلاهم درساعت گفته مرا فراموش کردی آخر من ترا مے گویم که مردم را از آتش دوزخ نگهدار تو فی الحال مرا مے خواهی که بآتش دوزخ مبتلا سازی این بگفت ورنجیده بدرون رفت۔

مردان قفس هوا شکستند — وز ننگ زمانه باز رستند

در بحر فنا چو غوطه خوردند — جز حق همه را وداع گفتند

## ذکر مفخر الفضلا والعلما ابن عماد

مردے فاضل بوده واصل او از خراسان است اما در شیراز بودی ودر منقبت ائمه معصومین گفتی وغزلهائے پسندیده دارد ووه نامه ابن عماد مشهور است۔

الحمد لخالق البرایا — والشکر لواهب العطایا

واین بیت فاتحه آن کتاب است واین شعر اوراست در نعت سید المرسلین۔

ای برحمت خلق را در مجمع محشر شفیع — پادشاهان جهان حکم مطاعت را مطیع

کار کفر از صولتت همچون مغاک خاک پست — قدر دین از دولتت چون طارم اعلی رفیع

دیده ات از کحل ما زاغ البصر آمد بصیر — گوش تو از استماع سر ما اوحی سمیع

بر سر کرسی چو پایه عرش فرسایت رسید — پایه اش افزود واز ان شد عرصه گاهش بس رفیع

پیش علم تو که شد جبریل را آموزگار — با همه دانش بود پیر خرد طفلی رضیع

چون برافرازی لوا در روز حشر آیند جمع — آدم و من دونه در ظل ممدودت جمیع
آمد از یمن جوار روضهات طوبی لها — پیش گاهے از ریاض گلشن رضوان تقیع
در گلستان ثنایت روز و شب ابن عماد — با هزار آوا بود مانند بلبل در ربیع
در بیان مدحت آورد این معانی را بنظم — گر کنی گستاخیش عفو از کرم نبود بدیع

## ذکر ملک الشعرا مولانا لطف الله نیشاپوری

مردے دانشمند و فاضل بوده و در سخنورے در زمان خود نظیر نداشت و صنایع شعر را از استادان کم کسے چون او رعایت نموده و او در همه نوع سخنورے کامل گویند مولانا از ولایت نصیبے داشته و بکار دنیا کم التفات کردے و ازین سبب گویند که مولانا ضعیف طالع بوده است هر آئینه هر که از دنیا معرض باشد دنیا نیز از وے روگردان خواهد بود چنانچه یحیی بن معاذ رازی قدس سره فرموده که از دنیا منصف تر ندیدم تا بدو مشغولی او نیز بتو مشغول است و چون ترک او کردے او نیز ترک تو مے کند و درین باب حکیم سنائی فرماید۔

خیز تا ز ابروے بنشائیم — گرد این خاک توده غدار
پس بجاروب لا فرو ریزیم — کوکب از صحن گنبد دوار
ترک تازی کنیم و در شکنیم — نفس زنگی مزاج را بازار
تا ز خود بشنود نه از من و تو — لمن الملک واحد القهار

دو روزه حیات مستعار را خواه طالع قوی و خواه ضعیف بدنے که طعمه حشرات قبر است خواه توانا و خواه نحیف و از ثقات استماع افتاده که جمعی که با مولانا صحبت داشته اند بر آنند که آن چه از مولانا نقل کرده اند و در ضعف طالع او بیان واقع است از آنجمله عالم ربانی امیر معز الدین طاهر نیشاپوری ره که از اکابر علما و اولیا است و همگنان را بر سخن او اعتماد است فرمودند که من با مولانا لطف الله شریک درس بودم روزے در قریه قوشقان نیشاپور با مولانا بباغے رفتیم تا جامه بشوئیم مولانا دستار سالوی نو داشته چون جامها شسته شد دستار مولانا را بر آفتاب انداختیم تا خشک شود در اثنائے این حال بقدرت رب العلمین گردبادے پیدا شد و دستار مولانا را در ربود و بهوا برد

وخاک درچشمہائے ما ریخت چون چشم باز کردیم دستار مولانا را دیدیم کہ بکرہ ہوا رسانیدہ بود وبعد ازان از چشم ما ناپیدا شد وندیدیم کہ باد آن دستار بکدام طرف انداخت مولانا را گفتیم عجب حالتے دست داد مولانا گفت یک نوبت دیگر ہمین نوع دستار مرا باد بردہ بود ودرین باب این قطعہ مولانا راست۔

طالعے دارم آنکہ از پے آب | گر روم سوئے بحر بر گردد
ور بدوزخ روم پیئے آتش | آتش از یخ فسردہ تر گردد
ور زکوہ التماس سنگ کنم | سنگ نایاب چون گہر گردد
در بنزد کسے روم بسوال | ہر دو گوشش بحکم کر گردد
اسپ تازی اگر سوار شوم | زیر رانم روان چو خر گردد
این چنین حادثات پیش آید | ہر کرا روزگار بر گردد
با ہمہ نیز شکر باید کرد | کہ مبادا کزین بتر گردد

وہذہ الرباعی فی ہذہ المعنی۔

فریاد ز دست فلک بیسر وبن | کاندر بر من نہ نو بماند نہ کہن
با اینہمہ ہیچ نمی یارم گفت | گر زین بترم کند کہ گوید کہ مکن

خصومت فلک با ارباب فضل نہ امروزے بلکہ حال این جا و دانیست حالت مستمر وپیشہ پیشینہ اوست وشیخ آذری رہ در جواہر الاسرار گوید کہ باعتقاد من این رباعی را مولینا لطف اللہ در مراعات نظیر گفتہ و ممتنع الجواب است وآن رباعی این است۔

گل داد پر پر درع فیروزہ بباد | دی جوشن لعل لالہ بر خاک افتاد
داد آب بچمن خنجر مینا امروز | یاقوت سنان آتش نیلوفر داد

چہار روز و چہار سلاح و چہار جوہر و چہار عنصر و چہار گل کہ مولانا سلیمی را بدین رباعی امتحان کردند مدت یک سال در فکر بود جواب نتوانست گفتن و بہ عجز اعتراف نمود واین رباعی طمع گفت۔

درمرد پر پر لالہ آتش انگیخت | نیلوفر دی بہ یخ در آب گریخت

درخاک نشاپور گل امروز شگفت      فردا بهری باد سمن خواهد ریخت

و مولانا لطف الله را قصاید غراست در مدح نبی و ولی و ائمه معصومین علیهم السلام و از انجمله این قصیده در مذمت دنیا از ان است۔

حجاب ره آمد جهان و مدارش      زره تا ببیند ازوت بر مدارش
چو میجویدت رنج راحت مجویش      چو میداردت خوار عزت مدارش
چنین است گردون گردان گردش      چنین است دوران و دور و مدارش
بدنیای دون مرد بیدین کند فخر      ولی مرد دین راز دنیاست عارش
بکار خداوند مشکل تواند      توجه نمودن خداوند کارش
هرآن آدمی کاندرو ز آدمیت      بهر دم نباشد ز هر دم مدارش
به باد دی و تاب تیرش نیرزد      نعیم خزان و نسیم بهارش
نه با راحت وصل او رنج هجرش      نه با نوش خرمای او نیش خارش
صد اقداح نوشین بهوشش نیرزد      بیک جرعهٔ زهر ناخوشگوارش
رخ دل ز معشوق دنیا بگردان      مکن منتظر دیده در انتظارش
که هست و بود بحر او کشته گشته      بهر گوشه همچون تو عاشق هزارش
چه بینی یکی گنده پیری جوان طبع      اگر چادرش درکشی از عذارش
که دل بردن و بیوفائیست رسمش      جگر خوردن و جانگدازیست کارش
همه غنج و رنجست فن و فسونش      همه بوی و رنگست و نقش و نگارش
کنار از میان تو آن روز گیرد      که خواهی که گیری میان در کنارش
قرار از دل تنگ آنگه رباید      که تو دل نهی بر امید قرارش
نماند ز دستان این زال ایمن      تنی گر بود زور اسفندیارش
کسی را که او معتبر کرد روزی      بروز دگر کرد بی اعتبارش
مرو راست تمکین و تشریف و عزت      که پوشیده پاشید و میداشت خوارش
ز اخیار و ابرار چهره بپوشد      مر اشرار و فجار باشد نثارش

بکس آتش چانش آبی نداد دست — نکر دست چون باد تا خاکسارش
چه بی آب و آتش دلی باد و ستم — هم از آب و خاکش هم از باد و نارش
برست از غم آن دل که عقل هر بے — رها نید از قید این هر چهارش
که دارد فراغ آنکه میلے ندارد — نه پادار ملکش نه با ملک وارش
خنک آنکه شادان و غمگین ندارد — دل از بود و نابود ناپایدارش
به پرهیز او از مناعی که نبود — قبول خرد مند پرهیزگارش
قبول خرد گر بدی رو نکردی — شه اولیا صاحب ذوالفقارش
سلام خداوند داوار داور — برو باد و اولاد و آل و تبارش

وظهور مولانا لطف الله در روزگار دولت خاقان کبیر صاحب قران عالی قطب داره سلطنت امیر تیمور گورگان انار الله برهانه بود و بمدح پادشاه زاده محترم میران شاه بن امیر تیمور گورگان قصیده غرا ادا رده از انجمله مطلع ترجیعی۔

وقت سحر زنند چو مرغان بچنگ چنگ — بنما بروز کین بجوانان چنگ چنگ

ودرین قصیده داد سخن مے دہد امیران شاه بهادر او را رعایت کردی و زر دادی و مولانا باندک فرصتے آن مال را برانداختی و بفلاکت می گردیدی و در آخر عمر و نهایت پیری مولانا از شهر نیشاپور بدیه اسفریس که بقدم گاه امام رضا علیه التحیۃ والثنا مشهور است میل فرمود و باغے داشت دران جا بسر بردی و با مردم کمتر اختلاط نمودی روزی جمعی عزیزان بزیارت مولانا رفتند دیدند در روضه بسته است چندانکه در زدند جواب نداد گمان بردند که مولانا عمداً جواب نمے دہد یکے ازان مردم بر بام سرا در آمد و دید که مولانا سر بسجده نهاده فرود آمد و در سرا بکشود تا عزیزان در آمدند و مولانا سر برنمے داشت شخصے سر مولانا را برداشت دید که مرغ روح بزرگوارش از قفس بدن پرواز کرده و یاران چون باران اشک خونین در فراق آن در دریائے وحدت ریختند و مولانا را بعد از شرایط اسلام در قدمگاه امام علیه السلام دفن کردند و در دستار مبارک مولانا این رباعی در کاغذے نوشته دیدند۔ شعر رباعی

وی شب از سر صدق و صفای دل من — در میکده آن رشح فرشتے دل من

جامے بمن آور دکہ بستان و بنوش     گفتم نخورم گفت برائے دل من

وکان ذالک فی شهور سنه عشر و ثمانمایه مولانا بنهایت پیری رسیده بود اما صاحبقران عالی مقدار سلطان سلاطین قطب الحق والتمکین امیر تیمور گورگان۔

صد قرن در زمان گذرد تا زمان ملک     اقبال در کف چو تو صاحبقران دہد

فضلا و مورخان متفق اند که در روزگار اسلام بلکه از عهد آدم تا این دم صاحبقرانے و سلیمانے زمانے چون امیر کبیر تیمور از کتم عدم پا بہ قدم معمورۂ وجود ننهاده گردن کشان عالم حکم اورا سر نهادند و تاجوران حلقه بندگی اورا در گوش کشیدند علم دولت او چون خورشید از دیار مشرق منسوب شد و باندک اندیشه تا بغرب در ظل حمایت دارد۔

که داده است ز شاهان روزگار بگو     قضیه اسپ ز نعلین و آب از عمان

حالات و مقامات او در حوصلهٔ ضبط بشری نمی گنجد چگونه این تذکره متحمل آن تواند شد اصل و منشای آن حضرت از ولایت کش است و او پسر امیر تراغائی از امرا و بزرگ برلاس که در الوس چغتائے از آن مردم باصل و مرتبه بالاتر نیست و امیر تراغا نبیرهٔ قراچار نویان است که امیر بزرگ چنگیز خان است و امیر قراچار نویان را همراه چغتای خان که یکے از پسران چنگیز خان بوده بحکومت ولایت ماوراءالنهر و ترکستان و مضافات آن دیار فرستاد و اختیار الوس چغتائے در قبضه اختیار قراچار نویان بوده و او برادر امیر تغارچار است که بعهد هلاکو خان شام و مصر بگرفت و نسابه اتراک نسب امیر تیمور گورگان و نسب چنگیز خان را با لنقوا خاتون بهم ملحق مے سازد و این خاتون را یکے از احفاد امام الهام علی زین العابدینؓ بنکاح در آورده واز و این دودمان شریف منتشر شده اند اما ولادت با سعادت صاحبقران در شهور سنه است و ثلاثین و سبعمایه بوده در جلگاه دلکش کش واز آوان صبا و صغر سن آثار کیاست و فر دولت از جبین عالم آرائش لائح و واضح بوده۔

بالائے سرش ز هوشمندی     می تافت ستارهٔ بلندی

و امیر طراغائی همواره صاحبقرانے را در روزگار صبا تحمل معاش فرمودے و او به یاسا و رسوم سلطنت مشغول بودے واز او کارهائے که شیوهٔ عوام الناس بودے در وجود نیامدے

ومردم در رائے وفراست او در تعجب ماندند گویند صاحبقرانی به همراهی پدر در هفت سالگی
بخانه یکی از خویشان خود نزول کرد و او مردی صاحب مال و استعداد در روزگار مساعد داشت
و هفتاد و سه برده داشته از ترک و هند و قیاس اموال ازین توان کرد و آن مرد پیش پدر صاحبقرانی
شکایت کرد که اموال گران مایه خداوند بمن داده اما در ضبط و نسق آن عاجزم و غلامان مرا تمکین
نمی کنند و فرزندان بی صلاحیت اند ازین سبب ترسم که نقصان باموال من راه یابد صاحب
قران در سخن مدخل کرد و گفت فرزندان را حصه از اموال بده و بعد از آن در مال شان مدخل مده
تا بکار خود مشغول باشند و غلامان ترک را بر هندوی سروری ده تا هندوان زیر فرمان
دارند و هر سه غلام را محکوم غلامی که دانا تر باشد مقرر ساز و امیران سه غلام را محکوم آن غلام کن
که امیر ده غلام باشد و آن هفت غلام را که امیر هفتاد غلام باشند بر یک دیگر شان مشرف ساز
بخفیه و مگذار که با یکدیگر گفت و شنود کنند آن مرد فی الحال امیر تراغای را گفت بالله العلی العظیم
که این کودک تو پادشاه روی زمین خواهد شد چرا که ازین سخن فهم می توان کرد که قدرت
رب العالمین است دوات و قلم حاضر کرد و هم دران مجلس خطی از صاحبقران بگرفت که چون
همای دولت از عرصهٔ اقبال را زیر بال آورد از آن مرد و فرزندان و ذریه و اعقاب او کسی
مال و اخراجات نستانند و جرائم او و فرزندان او را نپرسند و قوم او ترخان باشند و تا درین
روزگار در دیار ترکستان القوم ترخانند و ازین نوع فراست در روزگار طفولیت از
صاحبقرانی بسیار واقع شده در شهور سنه احدی و سبعین و سبعمایه صاحبقرانی
بر مستقر کامرانی جلوس کرد و از گذار دباج گذشته بدر بلخ امیر حسین بن امیر قزغن را بقتل
رسانید و امیر حسین گریخته بمنارهٔ بالا رفته و ساربانی را شتری گم شده بود بطلب شتر بر
منارهٔ بالا رفت و امیر حسین را گرفت و فی الحال بمجلس صاحب قران آورد. شعر

بسر منارهٔ اشتر رود و فغان برآرد — که نهان شدم من اینجا بکنیدم آشکارا

و در شهور سنه سبع و تسعین و سبعمایه با نود هزار لشکری بسر توقتمش خان بدشت
قبچاق رفت و خان را شکست و منهزم ساخت و از عقب او در جانب شمال تا جایی براند
که بمذهب حنفی نماز خفتن درست نبود که تا شفق بر جای بود طلوع صبح ظاهر

شدے و دست برو بردم بسدو از قیصر روم باج خورد و ایلدرم را چون موم ساخت و شام را
از گرد سواران ترک مظلم کرد و آل یزید را مخذول کرد و گور معاویه را مخذول گردانید عزیز مصر
باجش داد و شریف مکه خراجش قبول کرد کفار گرجستان از صدائے کوس غازیان لشکر کشتند و آب کر
از ترحم بر ایشان دیده تر ساخت هندوستان از فیحم عساکر منصوره اش ترکستان شد و خراسان
از اسیران و بردگان هند و هندوستانی پر گشت از حد و دهلی تا دشت قپچاق و اقصی خوارزم
از حد کاشغر و ختن تا شام و مصر بضرب تیغ آبدار بقبضه فرمان قضا جریان او در آمدی و شش
سال در اکثر ربع مسکون به نشر آبادی و قهر اعادی سلطنت کرد و رعیت را بنواخت و متقلبان را
برانداخت و در هجدهم شعبان المعظم سنه سبع و ثمان مایه در حین لشکر کشیدن بخطائے در قبضه
اترار که از اعمال ترکستان است ندائے یا ایها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة اصغا
نمود و طوطی روح بزرگوارش از قید قفس خواص قصد معمورهٔ جاوید نمود و هفتاد و دو سال و یکماه
هجده روز عمر یافت و قصر سلطنت او را چهار رکن بود که عبارت از ان چهار شاهزاده که از صلب
مبارک او بیند چون جهان گیر سلطان و عمر شیخ سلطان و امیرانشاه و شاه رخ بهادر گورگان و
احفاد و اولاد بزرگوار صاحبقرانے و این چهار رکن سلطنت تا قیام قیامت الٰهی جهاندار و
بزرگوار باد بر سر این خانواده دولت و جلالت و سایه چتر فلک فرسائے این پادشاه اسلام خلد
زمانه و اهل احسانه که الیوم ممدود است مقرون باد۔ رباعی

سلطان تیمور آنکه مثل او شاه نبود — در هفت صد و سی و شش آمد بوجود
در هفت صد و هفتاد و یکی کرد جلوس — در هشت صد و هفت کرد عالم پدرود

و از مشائخ طریقت و علما و فضلا که در عهد او بودند و سلطان السادات و العرفاء علی ثانی
امیر سید علی همدانی قدس سرهٔ العزیز در کبر سن وفات یافت و ختلان مدفون است و از علما سید الفاضل
المحقق امیر سید شریف جرجانی و مولانا لطف الله نیشاپوری و حیدر یاری بوده اند رحمهم الله۔

## ذکر شیخ العارف کمال الدین خجندی رہ

بزرگ روزگار و مقبول ابرار بوده مرجع خواص و عوام و سرخیل اکابر ایام است چون طبیعت

شریف او بر طریق شاعری مبادرت نموده ازان سبب که شریف او در حلقهٔ شعرا ثبت شود والّا شیخ را درجهٔ ولایت وارشاد است وشاعری دون مرتبهٔ او خواهد بود آنکه پایهٔ شاعری نیز بلند است
چنانچه بزرگواری میگوید۔

مرا از شاعری خود عار نایدکه در صد قرن چون عطار ناید

منشا و مولد شیخ خجند بوده است واز بزرگان آن دیار است وخجند را در صور اقالیم عروس عالم گفته اند ولایتی نزه وسیع ودل کشا است فواکه که دران ولایت حاصل مے شود بتحفه با قالیم مے برند شیخ بعزیمت بیت از خجند بسیاحت بیرون آمد وبعد از زیارت کعبهٔ معظمه بدیار آذربائیجان افتاد وآب وهوا وفضائے خطهٔ تبریز ملائم طبع شیخ افتاد ودران شهر جنت مثال متوطن گشت ودر زمان سلاطین جلایر شیخ را در شهر تبریز جمعیت وشهرتے عظیم دست داده واکثر بزرگان آندیار مرید شیخ شدند ومجلس شریف او مجمع فضلا بوده ودر اثنائے این حال لشکر تقتمش خان از دربند قصد تبریز کردند وبعد از فتح آندیار شیخ را الفرمان منکوحه خان بدیار دشت قبچاق بشهر سرائے بردند ومدتے چهار سال در شهر سرائے بود ودر آمدن لشکر خان به تبریز وبر عزل امیر ولی وفرهاد آقا این قطعه مے گوید۔ قطعه

گفت فرهاد آقا به میر ولی که رشید یه را کنیم آباد
زر به تبریزیان با جر وسنگ بدهیم از برای این بنیاد
بود مسکین بشغل کوه کنی که زموران دشت وکوه زیاد
لشکر پادشاه تو قتمش آمد وهاتف این ندا در داد
لعل شیرین بکام خسرو شد کوه بے هوده میکند فرهاد

وشیخ را در سرائے خوش بوده واکابر مرید او بودند اما در حضرا وسرا آرزومند تبریز وا هالی تبریز مے بوده ودر اشتیاق تبریز این رباعی مے گوید۔

تبریز مرا بجائے جان خواهد بود پیوسته مرا ورد زبان خواهد بود
تا در نکشم آب چرانداب بخیل سرخاب زچشم من روان خواهد بود

وشیخ راست این غزل که در شهر سرائے گفته۔

ای رخت آیت صنع و دهنت لطف خدا — بحدیث شکر آن لب و نطقی بنما ئی
شد ز نظاره کنان خانهٔ همسایه خراب — مه من با تو که فرمود که بر بام بر آئی
خانه تست دل و دیده زباران سرشک — اگر این خانه چکد آب بدانجا نه در آئی
نه تو از دیدهٔ صاحب نظرانی غائب — ماهی و ماه نمودار بود در همه جائی
بوستانیست سرا از رخ آن ماه کمال — بسر آمدی ای بلبل خوشگو بسرائی

و این مطلع نیز در صفت سرائے میگوید۔

اگر سرائے چنین است دلبران سرائے — بیار باده که من فارغم ز هر دو سرائے

و شیخ بعد از چهار سال از سرائے بیرون آمد و میل تبریز نمود و سلطان حسین بن سلطان اویس جلایر در خطهٔ تبریز جهت شیخ منزلے ساخت بغایت نزه و بر لشکر شیخ وقف ها کرد و شیخ در آخر حال معتقد خواجه حافظ شیرازی بوده و حافظ را با شیخ کمال نادیده خلوص اعتقادی موکده بوده همواره سخنهائے شیخ طلب نمودی و از غزلهائے روح صفت حضرت شیخ او را حالی و ذوقی حاصل شدی و شیخ کمال این غزل بشیراز پیش خواجه فرستاد۔

گفت یار از غیر ما پوشان نظر گفتم بچشم — وانگهی دزدیده در ما می نگر گفتم بچشم
گفت اگر کردی شبی از روئے چون ماهم جدا — تا سحر گاهان ستاره میشمر گفتم بچشم
گفت اگر گرد لبت خشک از دم سوزان آه — باز میسازش چو شمع از گریه تر گفتم بچشم
گفت اگر بر آستانم آب خواهی زد ز اشک — هم بمژگانت بروب آن خاک در گفتم بچشم
گفت اگر سر در گریبان غمم خواهی نهاد — تشنگان را مژده از ما ببر گفتم بچشم
گفت اگر داری هوائے ورهٔ وصلم ای کمال — قعر این دریا بپیما سر بسر گفتم بچشم

گویند خواجه حافظ چون این مصرع بخواند که

تشنگان را مژده از ما ببر گفتم بچشم

ذوقے و حالے کرد و گفت مشرب این بزرگوار عالی است و سخن او صافی انصاف آن است که پاک تر و شیرین تر از غزل خواجه کمال از متقدمان و متاخران نگفته اند اما بعضے از او بر و فضلا بر آنند که از نازکیهائے شیخ و قصیدها ئے او سخن او را از سوز و نیاز بر طرف ساخته و این مکابره است

چہ باوجود نازکی ووقت سخن شیخ عارفانہ وپرحال است وازین بیت موحدانہ قیاس مشرب شیخ توان کرد۔ بیت

میخروشد بحر ومیگوید بآواز بلند　　　هرکه دریا غرقه گردد عاقبت هم ما شود

واین غزل از غزلیات ممتاز حضرت شیخ است:۔

گر شبے آن مہ ز منزل بے نقاب آید برون　　　زاول شب تا دم صبح آفتاب آید برون
کے برون آید لبش از عہدہ بوسی کہ گفت　　　چون محال است آب حیوان کز سراب آید برون
خرقہ ہائے صوفیان در دور چشم مست او　　　سالہا باید کہ از رہن شراب آید برون
ہر کجا باشد نشان پائے او آنجا بچشم　　　خاک بر داریم چندانکہ آب آید برون
با ہمہ تقوی و زہد ار بشنود بوی کمال　　　از درون صومعہ مست و خراب آید برون

و شیخ را التفاتے بطرح ملوک وقصاید ومثنوی نبود ومقطعات حسب حال را نیکو میگوید

واین قطعہ شیخ راست۔

طاس بازی بدیدم از بغداد　　　چون جنید از سلوکش آگاہی
سر برون برد زیر خرقہ وگفت　　　لیس فی جبتی سوی اللہی

حکایت کنند کہ بروزگار دولت امیران شاہ بن امیر تیمور گورگان شیخ را بجہت تکیہ داری وخرج وتکالیف اضیاف قرضے چند دامن گیر شدہ روزے میرزا امیران شاہ بدیدن شیخ آمد چون نشستند چہرہ گان بر پادشاہ بر باغچہ شیخ دویدند وبغارت درخت آلوچہ وزرد آلو مشغول شدند شیخ تبسمے کرد وچہرہ گانرا گفت متولان غارت گری را در باغی کنید کہ کمال بیچارہ قرض دار شدہ وبہائے میوۂ این باغچہ وجہ قرض خواہان نمودہ است مبادا کہ شما بوستان را غارت کنید واین مفلس بدست غریمان مشنع گرفتار شود سلطان امیران شاہ گفت کہ شیخ قرض دارد شیخ فرمود دہ ہزار دینار پادشاہ فرمود تا دہ ہزار دینار نقد بیاوردند ودر ہمان مجلس تسلیم شیخ نمودند وشیخ قرضہا را ادا کرد وشیخ را نزد سلاطین وحکام قدرے تمام بودہ ولطائف وظرائف او مشہور است واز شرح مستغنی وفات شیخ در خطۂ تبریز بودہ ودر شہور سنہ اثنی وتسعین وسبعمائہ ودر خطہ فرح بخش تبریز مدفون است والیوم مزار او مقصد اکابر است

وابن قطعه شیخ راست۔

چو دیوان کمال آید بدستت　　　نویس از شعر او چندانکه خواهی

زهر حرفش روان بگذر چو خامه　　　بهر حرفش فرو شو چون سیاهی

امّا سلطان زاده محترم میران شاه گورگان در ایّام دولت صاحبقران هفت سال پادشاه خراسان بود و بعد از آن امیر کبیر خراسان را بشاهرخ سلطان داد و مملکت تبریز آذربایجان و مضافات آن را بامیران شاه داده و چند سال باستقلال در آذربایجان سلطنت وحکومت کرد پادشاه زاده خوش منظر واہل طبع وملایم بوده وشعر از حسن وجاه او شعر گفته اند واز آن جمله است۔

گفتند خلایق که توئی یوسف ثانی　　　چون نیک بدیدم بحقیقت بازانی

امّا روزے پادشاه از اسپ افتاده دماغ او قصور یافت واطبا چندانکه معالجه کردند مفید نیفتاد وضعف دماغ او را طاری شده تا حدے که ما خولیا وجنون پیدا کرد همواره بالوندان صحبت داشتی امرا ونواب را ایذا نمودے وکسے را باز ندادی چنانکه جسد خواجه رشید را از مقبره او که در رشیدیه تبریز است بیرون کرده بفرمود بگورستان جهودان استخوان او را دفن سازند و خان زاده خاتون که حرم محترم او بود وامیر کبیر را با او عنایت کلی بود فرمود بستند سے وایذا وعقوبت کردے وخان زاده از وے بگریخت وبسمرقند رفت پیش صاحبقران نے و پیرهن خون آلود خود را عرضه کرد واحوال پسر با پدر بگفت امیر کبیر گریان شد وهفته باکس سخن نگفت ولشکر کشید و عزیمت آذربایجان کرد وسبب لشکر سه ساله این قضیه است وکان ذالک فی جمادی الاول سنه خمس وتسعین وسبعمایه وسه فاضل وهنرمند که ندیم امیران شاه بودند همچو مولانا محمد قهستانی که ذو فنون بوده ودر علم عربیه وقوف داشت ومولانا قطب الدین ناری و عبدالمومن گوینده که هر سه فاضل بوده اند حکم کشتن داد بعلت آنکه از هم صحبتے ایشان دماغ پادشاه زاده از حال گردید ودو آن سه نادره روزگار را فرمود تا در حدود قزوین از حلق درآویختند ومولانا محمد قهستانی استاد قطب را در محل قتل مے گفت که تو در مجلس پادشاه مقدم بودی اینجا نیز تقدیم کن مولانا گفت اے ملحد بدبخت کار بدینجا رسانیدے وترک لطیفه

همی کنی مولانا محمد قهستانی بوقت قتل این قطعه گفت۔ قطعه

پایان کار و آخر دوراست و لحدا   گر بهروی دگر نه بدست اختیار نیست
منصور وار گر ببرندت بپای دار   مردانه پای دار جهان پایدار نیست

و حضرت صاحبقرانی بعد از آنکه ندمائے مجلس امیرزاده میران شاه را سیاست فرمود
دو ماه او را ندید و ملک آذربایجان را بولد او ابابکر تفویض فرمود و پدرش را بدو سپرد و سلطنت
بامیرزاده ابابکر مقرر شد و او پدر را محافظت کردے و پدر او باسم سلطنت موسوم بودے اما
امور مملکت مطلقاً بید تصرف ابوبکر افتاد و امیران شاه روزگارے بدین صفت بگذرانید
و شهور سنه تسع و ثمان مایه بردست قرا یوسف ترکمان بقتل رسید و امیرزاده ابابکر پادشاه
خوش منظر و شجاع و صاحب همت بود و گویند شمشیر او هفت من بوده و بعد از قتل میران شاه از
ترا کمه منهزم شده بجانب کرمان افتاد و در حدود سنه عشر و ثمان مایه بقتل رسید و عمر او بیست
و دو سال بوده و حکومت او در خراسان سه سال و در آذربایجان یازده سال بوده۔

## ذکر ملک العلماء خواجه عبدالملک سمرقندی رح

از جمله بزرگان سمرقند است و بوقت سلطنت امیر تیمور گورگان شیخ الاسلام بلده محفوظه
سمرقند بوده و در علم و فضیلت و جاه بے نظیر [illegible] بزرگی [illegible] بوده
و خواجه را با وجود فضل و علم اشعار ملائم است و دیوان بساطی ترتیب یافته اوست و این غزل
او راست:-

اے همدم چشم از نظر ما مرو آخر   شیے عمر گرامی ز بر ما مرو آخر
اے جان عزیز از تن رنجور مشو دور   اے سایه رحمت ز سر ما مرو آخر
اے تیغ غمت ریخته خون جگر ما   از دیده چو خون جگر ما مرو آخر
دور از تو ندارد خبر خویش عصامی   اکنون که شنیدی خبر ما مرو آخر

اما نسب بزرگان سمرقند با ابابکر الصدیق میرسد و بوقت حکومت ولید عبدالملک قتیبه بن مسلم
الباهلی سمرقند را چهار ماه حصار کرد و از فتح عاجز شد روزے از بازوے حصار شخصے آواز داد

که ای اعرابان سنح شنائع مکنید که این شهر بدست شما فتح نشود قتیبه گفت پس این شهر را که فتح خواهد کرد
گفت حکایت می را معلوم کرده اند که در روزگار ملت محمدی این شهر کسی فتح کند که پالان شتر نام داشته
باشد گفت سبحان الله انا قتیبه وآواز داد که پالان شتر منم زیرا که قتیب چوب جهاز شتر را گویند
وقتیبه تصغیر آن است وچون اهل سمرقند معلوم کردند که حال چیست دروازه را باز کردند وسمرقند
بر دست قتیبه فتح شد وکان ذالک فی شهور سنه اربع وتسعین من الهجرة النبویه۔

# طبقه ششم

## ذکر سید العارف امیر سید نعمت الله کھنیانی رہ

در دریائے عرفان وگوهر کان کن فکان بوده سلطان ممالک طریقت وسیاح بوادی حقیقت
وده طریقت یگانه بوده در اخلاق مرضیه ستوده اهل زمانه کنایش کار آن جناب درکوه صاف بوده که
در نواحی بلخ است وآن کوهسار یست مبارک وقدمگاه رجال الله مشهور است که سید چهل
اربعین دران منزل مبارک برآورده وورین باب میفرماید:

ظاهرم درکهستانی باطنم درکوه صاف — صوفیان صاف را صدمرحبا باید زدن

وحضرت سید با بسیارے از اکابر صحبت داشته وتربیت یافته اما مربد شیخ الشیوخ العارف
ابوعبدالله الیافعی است وسندخرقه شیخ به شیخ الاسلام احمد غزالی میرسد وشیخ الیافعی مرد بزرگ واهل علم
باطن وظاهر بوده ودر علم تصوف مصنفات عالی دارد وفضیلت او را همین حالت تمام است
که همچون سید نعمت الله عارفی از دامن تربیت او برخواسته که بزرگان عالم بر تحقیق وتکمیل
سید نعمت الله ولی متفق اند وازجهت تبرک دوغزل از سخنان سید درین تذکره بقلم آمد
وآن این است:-

| | |
|---|---|
| جهان سرمست دیدیم که پا از سر نمیدانم | دل از دلبر نمیدانم مے از ساغر نمیدانم |
| بروای عقل سرگردان مرا با کار من بگذار | که من سرمست وحیرانم بجز دلبر نمیدانم |

شدم از ساحل صورت بسوئے بحر معنی باز ‌‌‌‌ چه جائے بحر و بر باشد بجز گوہر نمیدانم

دلم چون مجمر و عشقش چو آتش جان من چون عود ‌‌‌‌ ہمیسوزم روان چون عود من مجمر نمیدانم

من آن نادان دانایم که می بینم نمی بینم ‌‌‌‌ ازان میگریم از حسرت که سیم از زر نمیدانم

چو دیده سو بسو گشتم نظر کردم بهر گوشه ‌‌‌‌ بجز آب دو چشم خود درین منظر نمیدانم

نه هر بابے که میخوانی بخوان از لوح محفوظم ‌‌‌‌ که هستم حافظ قرآن ولے دفتر نمیدانم

بجز یاهو و یامن هو چو سید من نمے گویم ‌‌‌‌ چگویم چونکه در عالم کسے دیگر نمیدانم

ولہ

اے عاشقان ای عاشقان مارا بیانے دیگر است ‌‌‌‌ اے عارفان ای عارفان مارا نشانے دیگر است

اے بلبلان ای بلبلان مارا نوائی خوش بود ‌‌‌‌ زان رو که این گلزار ما از بوستانے دیگر است

اے خسرو شیرین سخن شے یوسف گل پیرهن ‌‌‌‌ اے طوطی شکر شکن مارا زبانے دیگر است

تا عین عشقش دیده ام مهرش بجان بگزیده ام ‌‌‌‌ در آشکارا و نهان مارا عیانے دیگر است

خورشید جمشید فلک بر آسمان چرخ نست ‌‌‌‌ مهر منیر عاشقان بر آسمانے دیگر است

اقلیم دل شار ملک جان شهر تن آمد اینجهان ‌‌‌‌ کون و مکان عارفان در لامکانے دیگر است

رند و درمے خانه ها صوفی و کنج صومعه ‌‌‌‌ مارا سریر سلطنت بر آستانے دیگر است

سید مرا جانان بود همدرد و هم درمان بود ‌‌‌‌ جانم فدائے جان او کو از جهانے دیگر است

حکایت کنند که سید را مشربے عالی بوده و از نذر و حکام و اهل دنیا پیش سید همواره هدیها و نعمتها آمدے و سید قبول کردے و آن نعمتها خوردے و بمستحقان رسانیدے نوبتے سلطان اعظم شاه رخ میرزا از حضرت سید سوال کرد که مے شنوم شما نعمتهائے شبه آمیز تناول میکنید حکمت آن چیست سید این بیت را بر پادشاه خواند۔

گر شود خون جمله عالم مال مال ‌‌‌‌ کے خورد مرد خدا الا حلال

شاه رخ سلطان را این سخن ملائم نیفتاد و از رہے امتحان بعد از چند روز فلان سالار را فرمود که بره بظلم از عاجزی بستان و بهامده و بیار و طعامے ترتیب کن خان سالار حسب الحکم از شهر بیرون آمد دید که پیرزنے بره فربهے بر پشت گرفته مے رود فی الحال بضرب تازیانه بره را

از پیرزن در ربوده بمطبخ رسانیده طعامے ترتیب کرد و سلطان سید را بدعوت حاضر کرد و سید بمشارکت سلطان آن طعام تناول مے کرد شاه رخ از سید پرسید که شما فرمودید که من حلال مے خورم وحال آنکه من بظلم این برّه را از عاجزه فرموده ام ستانیده اند و کیفیت با سید تقریر کرد سید فرمود ای سلطان عالم تحقیق فرمائید که حق تعالی را در ضمن این کار مصلحتے باشد سلطان فرمود تا آن ضعیفه را حاضر ساختند و از وی پرسید که این برّه را بکجا مے بردی پیرزن حکایت کرد که عورتے بیوه ام در رمهٔ گوسفندے دارم که از شوهر بمهر و میراث یافته ام و پسری دارم و درین هفته گوسفندے جهت سودا بسرخس برده خبرهاے نا ملایم از وے شنیدم که خبر رسید که از کرمان نعمت الله سید ی بزرگ بهراة آمده نذر کردهم که اگر فرزند من بسلامت بمن رسد برّه را بپیش سید رسانم در روز فرزند من بسلامت بمن رسید و من برّه را از شادی برپشت گرفته قصد شهر کردم خانسالار شما برّه را بظلم گرفت چندانکه تضرع کردم بجائے نرسید سلطان را معلوم شد که حق تعالی باطن انبیا و اولیا را از حرام و شبه محفوظ مے دارد سید را عذر خواهی نمود و بعد امتحان نکرد و مقامات و حالات سید مشهور و مذکور است مشرب او صافست و بزرگان اوصاف او گفته اند و از صلب مبارک سید خلف الصدق او امیر خلیل الله است حالا سید زاده ها در حدود کرمان و دیار هند و فارس بر مسند عز و بزرگی متمکن اند و مریدان و اصحاب سید در ربع مسکون سیاحت و روش و طریقه پسندیده بزرگان و مریدان او در طریقت و خلق نیکو کوشند و مصاحب اخوان الصفا بقدر طاقت می پوشند و وفات سید در شهور سنه سبع و عشرین و ثمان مائه بوده در عهد شاه رخ سلطان و در دیه ماهان من اعمال کرمان مدفون است و لنگر و خانقاه حالا مقصد اکابر و فقرا است و بقعه دل کشا و پر رونق معمور است و سن مبارک سید از هفتاد و پنج تجاوز کرده بوده که لبیک حق را دعوت اجابت کرد و از این دام غرور بسراے سرور تحویل فرمود بمقام سعداوا برار مرتقی گشت رحمة الله علیه اما خاقان سعید شاه رخ بهادر پادشاهے بود موفق بتوفیق سبحانی و موید بتائید یزدانی بختے مساعد و دولتے موافق داشت عدلے بردوام و شفقتے تمام درباره خاص و عوام داشتی و رعیت آن آسودگی و فراغت که بروزگار دولت او یافته اند از عهد آدم الی یومنا در هیچ عهد و زمان و دور دوران نشان نداده اند سیرت پسندیده و متابعت شریعت گوی مراد و از میدان

سلاطین صبر بوده پنجاه سال رایت جهانداری و شهریاری برافراخت و دیار اسلام معمور و
آبادان ساخت از دیار ختن و کاشغر تا دشت قبچاق و ممالک هند و از مازندران تا دربند و دیار
کرج و از فارس تا بصره و واسطه بخوزه تصرف و تحت حکم او در آمد گویند در یورش اول آذربایجان
سی هزار شتربان در عساکر ظفر پناه شاه رخ بوده قیاس تجمل و اموال دیگر از این توان کرد و
از مورخان بتخصیص مولانا فاضل و مولانا جرده آورده که سی صد پادشاهزاده که قابلیت
تخت نشینی داشته بوده اند بدرگاه شاهرخ اجتماع کرده اند از فرزندان و احفاد و عشایر عظام
آنحضرت و غیرهم رجال و اثق بلکه بیقین صادق که این خسرو جمشید دولت فریدون حشمت بهرام
صولت که وارث این خانواده است باضعاف دولت آن خسروان سالفه برسد بلکه رسیده
است و از کمال طاعت و عبادت و پاکی طینت و اخلاق مرضیه شاهرخ سلطان را مقام
و مرتبه ولایت حاصل بوده و بر مغیبات مطلع شدی و کرامات از و نقل کرده اند از انجمله یکی
آنست که در ملک سحرگاهی بعبادت مشغول بودی ناگاه فریاد بر کشید که قرا یوسف
ترکمان امشب بمرد وقت تاریخ ضبط کردند بعد از دو روز خبر مرگ قرا یوسف رسید دیگر آنکه پدر این
ضعیف نزد شاهرخ سلطان از جمله ترخیان مقرب بود و محرم حکایت کرد که خشک سالی
صعب در خراسان بتخصیص دار السلطنه هرات بتقدیر ربانی واقع شد و بدان مرتبه انجامید که از ابتدای
شتا تا منتصف بهیچ از آسمان نم بر زمین نرسید۔

چنان آسمان بر زمین شد بخیل — که لب تر نکردند زرع و نخیل
بخوشید سرچشمهای قدیم — نماند آب جز آب چشم یتیم

پادشاه اسلام و اکابر ایام از این اندوه متحیر ماندند و بجای ابر نم از دیده ها فشاندند
شبی پدر و من مظلوم وار دست تضرع بدرگاه بی نیاز بر آوردیم که اغثنی یا غیاث المستغیثین
صبحگاهی بیدار نشسته بودم ناگاه قطره باران بر روزن خانه چکید و متعاقب بنیاد باریدن شد
سجده شکر کردم و در خاطر گذشت که یا رب هیچ بنده آگاهی بدین درگاه باشد که حاضر وقت
قطره اول رحمت این بوده باشد و صبحگاهی شادیان قصد ملازمت پادشاه اسلام نمودم
چون بخیرگاه پادشاه در آمدم پیش از آنکه سر فرود آرم و خدمت نمایم گفت ای علاء الدوله اول

قطره باران که چکید من بیدار بودم آیا تو بیدار بودی من گریان شدم و در پای پادشاه افتادم کیفیت رقت پرسید حکایت کردم این مصرع بخواندم

کز کلبهٔ ما نیز رهی هست بدرگاه

لاشک پادشاهی که بعدل و داد و رواج شریعت روزگار گذرانیده ملحوظ انظار رحمت الهی خواهد شد و ما توفیقی الا بالله مآثر و مناقب شاهرخ اظهر من الشمس است زیاده ازین درین تذکره نگنجد ولادت مبارکش چهاردهم ربیع الاول سنه تسع و سبعین و سبعمایه بوده در بلدهٔ محفوظ سمرقند هفتاد و یک سال عمر یافت و هفت سال بروزگار پدر پادشاه خراسان و چهل و سه سال بعد از تیمور گورگان باستقلال در ممالک ایران و توران و دیار هند و ترک سلطنت کرد و در شهر ذی الحجه الحرام سنه خمسین و ثمان مایه روز نوروز چاشتگاه در فشارود من اعمال ری بجوار رحمت ایزدی واصل شد و عزیزی درین باب گوید. قطعه

شاهرخ آن شاه قضا قدرت اسلام پناه | آنکه در بیشه شاهی زده سر پنجه چو شیر
زد بفردوس برین خیمه بذی الحجه و گفت | ماند تاریخ ز ما در همه عالم شمشیر

و پنج شاهزاده عالی قدر از صلب مبارک آن حضرت در وجود آمدند که جمله دُر دریای شاهی و منبع الطاف الهی بودند الغ بیگ و ابراهیم سلطان و بایسنغر بهادر و سیورغتمش بهادر و محمد جوکی میرزا و دو گوهر کان خسروانی چون بارودی و جان اغلن بروزگار طفولیت از عهد بر قدر سپاره اند و این پادشاهان عالی قدر قریب به بیست نفر از شاهزادگان در چمن سروری خرامان بلکه تن مملکت را جان بوده اند آفتاب از رشک جمال شان تیره و عقل کل در ادراک صلاحیت شان خیره بوده اند که ما به فرصتی بروزگار نافرجام قصد آن سلاطین توانا نموده و تن روح شمایل ایشان بزندان لحد فرسوده امروز از آن نامداران عالی رایت و از آن صفدران قلعه کشائی جز افسانه باقی نمانده فاعتبروا یا اولی الابصار.

کجا بیند شاهان با اقتدار | ز هوشنگ و جم تا به اسفندیار
همه خاک دارند بالین و خشت | خنک آن که جز تخم نیکی نکشت

حکایت کنند که در آخر عمر شاهرخ سلطان بقصد نبیره اش سلطان محمد بایسنغر لشکر بعراق

کشید سلطان محمد منهزم شده شاهرخ سلطان سادات و بزرگان و علمای اصفهان را گنهگار
ساخت بسبب آنکه سلطان محمد را اسلام کرده بودند و شاه علاء الدین که از اکابر سادات حسینی بوده
و قاضی امام و خواجه افضل الدین ترکه که از بزرگان و علمای اصفهان بوده اند در شهر ساوه حکم کشتن کرد
بسعی گوهرشاد بیگم آن بزرگان مظلوم را بزاری زار بیگناه بقتل آوردند گویند و نوبت ریسمان
خواجه افضل پاره شد و او فریاد می کرد که پادشاه رخ سیاه رخ بگوئید که این عقوبت بر ما لحظه بیش نیست
اما پنجاه ساله نام و ننگ خود را ضایع مساز چندانکه بزرگان سعی کردند مفید نیامد و آن صورت بر شاه
رخ سلطان مبارک نبود و بعد از هشتاد روز متوفی و بعضی گویند چون آن بزرگان مظلوم از جان
نا امید شدند سلطان و گوهرشاد خاتون را دعاهای بد کردند که همچنانکه فرزندان ما را از ما نا امید
می سازی حق تعالی تخم ترا منقطع گرداناد در آسمان کشاده بود و دعای آن عزیزان آن بیگناه
مظلوم اجابت شده نسل آن پادشاه عالی منزلت منقطع شد و سلطنت تحویل بمرکز اصل نمود
الهی تا قیام قیامت سلطنت باستحقاق بدین وارث مملکت بماند و ملک بدو مستدام باد و هرچند
نوبت شاهرخی و ذریت او گذشت اما در خاندان آن بزرگوار صاحبقرانی در ایران و توران
اولاد عظام او متمکن و مستقر است۔

گر گل بشد چه غم همه سرسبزی تو باد ‌ ‌ ‌ ما را بس است عارض تو یادگار گل

اما از مشائخ و اکابر علما که بروزگار شاهرخ سلطان ظهور یافته اند سلطان العلما شمس الدین
محمد الحافظی البخاری معروف بخواجه پارسا و خواجه صاین الدین ترکه اصفهانی و مولانا فاضل حسین
خوارزمی و قدوة العلما مولانا شرف الدین علی یزدی و از شعرای بزرگ شیخ آذری و
بابا سودائی و مولانا علی شهاب و امیر شاهی سبزواری و مولانا کاتبی ترشیزی و مولانا سیمی بوده اند
که ذکر تصانیف و دواوین این جماعت در ربع مسکون شهرت دارد و گویند چهار هنرمند در پایه
تخت شاهرخ بوده اند که بروزگار خود نظیر نداشته اند خواجه عبد القادر مراغی در علم ادوار
و موسیقی و یوسف اندکانی در خوانندگی و مسطری و استاد قوام الدین در هندسی و طراحی و معماری
و مولانا خلیل الله مصور که ثانی مانی بوده۔

# ذکر ملک الفضلا معینی جوینی ره

مرد فاضل و دانشمند و سالک بوده و از جملهٔ مریدان خاندان مبارک شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحمویست قدس الله سره العزیز و مولد مبارک مولانا معینی قریه آزاداور است من اعمال جوین و در علم شاگرد مولانا فخر الدین خالدی اسفراینی است که در میان علما به بحثی مشهور است و شرح فرائض او نوشته و این غزل مولانا معینی راست۔

از زلف پریشان تو آشفته ترم من　　در کوی تو سرگشته چو باد سحرم من

چون گل بهوای تو گریبان دریده　　شبها تا سحر غرقه بخون جگرم من

تا بو که بیابم ز گلستان تو بوئے　　عمریست که چون باد صبا دربدرم من

با هر خس و خاری نشینی ای گل رعنا　　کز جور و جفائے تو گریبان بدرم من

شمشیر جدائی تو زان کارگرم نیست　　کایام فراق تو ز خود بیخبرم من

طفلان که کشند آن سگ دیوانه تو را　　از سنگ جفا زده شده دیوانه ترم من

و کتاب نگارستان از مؤلفات مولانا معینی است که بطرز گلستان شیخ سعدی نوشته است اما از آن کتاب بسیط تر است و دانشمندانه نوشته و نوادر و امثال و حکمتهای بیحد در آن کتاب درج کرده و مشایخ بحرآبادان کتاب را پیشکش پادشاه الغ بیگ گورگان کردند بوقتیکه سلطان مشار الیه در محل یورش عراق بزیارت اکابر بحرآباد آمده بود پادشاه فرمود که آن کتاب را نوشتند بخوبتر خطی و داعیه مطالعه فرموده و پسندیده داشتی و آن کتاب در ما وراء النهر شهرتی عظیم یافته اما در خراسان کم بدست می آید و الحق نسخه مستطابه است این دو حکایت از آن ثبت افتاد۔

حکایت نگارستان معینی جوینی ره گفت که روزے به نیت حج در بازار بغداد گذشتم جوانی خوبصورت را دیدم که قطعه معلم بر سر حمائل کتابهای دیبه کفش زر افشان بر هم بازرگان بغداد و در پای بنازی هرچه تمامتر می خرامید و سیبے بر دست می بوئید۔

هرجا که میگذشت و هرجا که میرسید　　می شد زمین چو لعل ز عکس خوش تمام

گوئے که می چکید ز گلبرگ عارضش　　بر خاک قطره هائے گلاب عقیق فام

روز دیگر که قافله روان شد او را دیدم در میان حجاج نعلین پا ساز جواهر در پا کرده و دستار مصری
بر سر نهاده و گلاب بر خود می افشاند بر شال کسیکه به گلزار بگذرد و مجمر امید اندیشه کردم که
در طور این سر لیست از دو حال بیرون نیست یا معشوقی است که بنازش می برند یا عاشقی که
از نیازش هنوز نگاه ناز رسانیده اند و در این تفکر افتادم که آیا به حج می رود یا طریقی دیگر اختیار خواهد
کرد گفتم ای برنا کجا خواهی رفت گفت بتخانه گفتم بکدام خانه گفت بتخانه به بهانه که خلقی را آواره کرده
است من نیز میروم تا به بینم که این سرگشتگان بکه میروند و بچه میروند و درین خانه که را خواهند دید و از این
خرمن چه خوشه خواهند چید گفتم این چه استعداد است که تو داری مگر از صعوبت این بادیه خبر نداری
این بیت گفت ـ بیت

دوست آوارگی همی خواهد  رفتن حج بهانه افتاده است

گفتم ای جوان با نعم بدین تن آسانی کار میسر نشود باز کرد و گفت ـ بیت

من نه باختیار خود میروم از قفای او  آن دو کمند عنبرین میکشندم کشان کشان

ای شبلی چنینم آورده اند معذورم فرما ـ

باز از عندلیب نخواهد که بشکند  هر گلبنی که زینت بستان و گلشن است
معشوق گرچه هست ز عشاق بی نیاز  چشمش نیاز عاشق خود نیز روشن است

فرمای گفتم این سبب چرا می پوئی گفت تا مرا از سموم بادیه بلا انگیز خون خوار گوشت ارو که با شمیم
برگ گل چمن ناز خو کرده ام و در حرم وصل دلبران خفته و از نسیم اقبال نجیب شگفته گفتم بیا تا با هم موافقت
و هم رافقت نمائیم گفت لا والله تو مرقع پوشی و من جرعه نوشم و این مصراع برخواند ـ

من رند خراباتم تو اهل مناجاتی

و دفن من خمار بوده ام واکنون لقا یا سبب خمار و شکن در سر واره آن جوان را هم بجا گذاشتم
و بگذاشتم دیگر اتفاق ملاقات نیفتاد تا بمکه رسیدم روزی بوقت افراط گرما دیدم در زیر میزاب
خفته زرد و نزار نه در سر قصب و دستار و نه در پای نعلین همان سلیب و دوست داشت می گوید
و این بیت میخواند ـ

لسعت حیة الهوی کبدی  و ما رقیته و لا راقی

خواستم کہ ازو در گذرم دامنم بگرفت وگفت اے شبلی مرا مے شناسی گفتم بلے از تبدیل حالت بگو گفت داد و فریاد کہ درین راہ بمعشوقی میارند و بعاشقے مبتلا میسازند شبلی گفت پرسیدم کہ ہمان سیب است گفت فریاد از آسیب این سیب اے شبلی دیدی کہ با ما چہ کردند و چون ما را درلکد کوب قہر انداختند اوّل گفتند کہ تو معشوقے غم مخور چون بہ بادیہ مبتلا ساختند گفتند تو عاشقی و چون بعرفات رسیدم گفتند طفلے چون بخانہ رسیدم ندائے در دادند کہ درین حرم محرم نہ و درین در حلقہ ہرچند فریاد برآوردم کہ ایہا المطلوب جواب شنیدم کہ ارجع یا محجوب سوختم ازین تفکر کہ درمیانہ ہیچ نیست و ساختم بدین ترانہ کہ درخانہ غیر فی امروز اے شبلی زارو نزارم و از نازو نازگی بیزارم نے دانم کہ ہچم یا محجوب طالبم یا مطلوب از زمرۂ حجاجم یا بغیر محتاج درین تفکر سوختم و ساختم و ازین اندوہ گداختم نہ بیمارم امّا بیماری ازین تفکر دارم شبلی گفت مرا دل بزاری او بسوخت گفتم بیا تا ترا پیش اصحاب رسانم و ازین حیرت برہانم گفت اے شبلی رہا کن کہ درین حیرت سری دارم و درین تفکر ذوقے مے یابم ازو در گذشتم و شب در حوالی حرم بوظایف عبادت مشغول بودم صباح کہ نیت خانہ کردم دیدم کہ از کنار حطیم جوان سقیم امردہ بر دوش گرفتہ میل بدفن او میکردند و یکے از محرمان سوال کردم از احوال او گفت :-

عاشقان کشتگان معشوقند     بر نیاید ز کشتگان آواز

حکایت چون ذکر مجنون و قصہ لیلیٰ در افواہ افتادہ یکے از خلفائے فرمود تا لیلیٰ را حاضر ساختند و در بعضے از حجرات نشاندند و مجنون را طلب داشتند گفت چگونہ دیدہ بینا دل بچنین صورتے دہد اگر خواہی ترا از حرم خود کنیزکی بخشم کہ از پری برتری جوید و با ماہ برابری کند مجنون گفت مرا چشمی بخش کہ غیر از لیلیٰ در نظرش خوب تر نماید خلیفہ گفت اگر بہتر از لیلیٰ کسے را بہ بینی او را نخواہی گفت من غیر او کسے را نمی بینم۔ بیت

خون باد دیدۂ کہ بہ بیند جمال او     وانگہ نظر کند برخ ماہ و آفتاب

خلیفہ گفت ہیچ دانستہ کہ از لیلیٰ با تو چون است مجنون گفت مرا با چگونگی او کار نیست این قدر دانم کہ تا او بجال من نظرے نہ کرد من ربودہ عشق و مبتلائے وے نشدم خلیفہ گفت اگر خواہی اقربائے لیلیٰ را حاضر گردانم و بفرمایم تا او در بحبالہ تو در آورند گفت من میخواہم کہ آلودہ طبیعت

نشوم او بے تکلف وسایط در مذہب پاکبازی بر من حلال است خلیفه گفت مے خواہی تا لیلیٰ را
بہ بینی گفت کجا ہنیمش گفت دران خلوت خانه ومجنون را یکے از غلامان دست گرفته بدر حجره
لیلیٰ برد چون حضور لیلیٰ احساس کرد رکوی داشت بر چشم خود لبست غلام گفت اے دیوانه امروز
صد چشم وام باید کرد تو پرده بر چشم مے بندی گفت مرا آن بس که از دور می نگرم خبر بخلیفه بردند که
مجنون بلیلیٰ نے نگرد مجنون را طلب داشت وگفت مجلس خاص وحجاب مرتفع واشتیاق مستولی چرا
از مشاہده محبوب تمتع حاصل نکردی گفت غیرت عشق رہا نکرد که جمال معشوق چشم زده عاشق گردد و
این گفت درره صحرا گرفت - بیت

وکف لیلی بعین ازی بہا    ہواہا وما ظہرتہا بالمدامع

## ذکر سید الابرار امیر قاسم انوار قدس سرہ

دردریائے حقیقت وسیاح بوادی طریقت شاہباز فضائے لاہوت وعارف عالم ملک
وملکوت است خاطر فیاض او مفتاح کنوز حقایق است وکلام معتبر او گنج رموز ودقایق واصل
حضرت سیادت مآب معارف دستگاہی از آذربایجان است ومنشار ومولد مبارکش ولایت
سرخاب تبریز است واز اکابر سادات واشراف آن دیار بوده در آوان جوانی مرید شیخ الشیوخ
صدرالدین اردبیلی شد ومدتے در قدم آن بزرگوار بسلوک مشغول بوده وریاضت کلی در تصوف
وفقر کشید ومہذب شده وبعد از ان باجازت حضرت شیخ عزیمت جیلان نموده مدتے درآن دیار
بسر برده وتشنگان بادیه طلب را بزلال عرفان سیراب مے ساخت تا صیت فضیلت وآوازه
کمال او باطراف واکناف رسید قصد خراسان کرد ودر نیشاپور یک چندے ساکن شد علمائے ظاہری
خراسان باعتراض برخواستند مبلغ دار السلطنت ہرات فرمود واہالی ہرات را اعتقاد وذو اخلاص
تام بحضرت سید دست داد وداو ہرجے جاذب بوده منکرے که پیش او رسیدی معتقد شدی
تا بیشتر از اکابر وامیرزادگان پائے تخت ہرات مرید سید شدند واصحاب اغراض این سخن
نزد پادشاه عہد سلطان شاه رخ رسانیدند که این سید را بودن درین شہر مصلحت نیست چرا که
اکثر جوانان مرید او شده اند مبادا ازین حالت فسادی تولد کند پادشاه باخراج سید حکم فرمود

چندانکه امرا و ارکان دولت حکم پادشاه بسید میرسانیدند مفید نبود و سید مے گفت شاه رخ بچه جرم مرا از دیار مسلمانان اخراج مے کند کار بدانجا رسید که سید را بجبر اخراج باید کرد و هیچ آفریده جرأت اقدام نمے نمود سلطان زاده سعید بایسنغر گفت من بلطایف و ظرایف این سید را روان سازم که احتیاج بخشونت نباشد برخاست و بزیارت شد و صحبتے مرغوب داشتند بتقریب سخن عزیمت سید در میان آمد سید فرمود که پدرت پادشاه مسلمانان است مرا بچه دلیل اخراج مے کند پادشاهزاده بایسنغر فرمود که ای خداوند شما چرا سخن خود عمل نمے کنید گفت کدام است آن سخن بایسنغر این بیت برخواند:-

قاسم سخن کوتاه کن　　برخیز و عزم راه کن
شکر بر طوطی فگن　　مردار پیش کرگسان

سید شاهزاده را تحسین فرمود و دعا کرد فی الحال الاغ حاضر ساختند و اکابر امداد نمودند و بطرف بلخ و سمرقند روانه شد و چندگاه دران دیار مرجع خواص و عوام بود و باز بدار السلطنه هرات رجوع کرد و چندگاه دیگر در پایه تخت هرات روزگار گذرانید و اکابر و سادات و علما همواره بصحبت شریفش میرسیدند و پایل خدمت عزیزش بودندے و حضرت سید را اشعار موحدانه و مثنوی عارفانه بسیار است و من نتایج طبع شعر-

از افق مکرمت صبح سعادت دمید　　محو مجازات شد شاه حقیقت رسید
صولت صیت جلال عالم جان را گرفت　　صدمت سلطان عشق باز علم بر کشید
چنگ غمش میزند بر دل هر تارهٔ　　کشف روان میکند معنی حبل الورید
ساقی جان میدهد باده بجام مراد　　مطرب دل مے زند نعرهٔ هل من مزید
راه بوحدت نبرد هر که نشد در طلب　　جمله ذرات را از دل و از جان مرید
در حرم وصل یار زنده دلی بار یافت　　کز همه خلق جهان بار ملامت کشید
وصلت الله یافت قاسم و ناگاه یافت　　زانکه بشمشیر لا از همه عالم برید

و در نهایت حال حضرت سیادت پناہے بعزیمت وطن مالوف از هرات بیرون شده کبرس آن حضرت را دست داده بود و بمحفهٔ نشسته بولایت جام رسیده بدیده خرجرد نزول فرموده و از

سبب حرارت ہوا بباغ یکے از کدخدایان آن قریۃ التجار بردہ ہوائے دل پذیر آن بوستان ملایم طبع افتادہ چند روزے دران باغ اقامت فرمود و میوہ آن باغ را از صاحب باغ باز خرید و آن تابستان دران موضع خرم آسودہ گشت بعضے اکابر کہ مصاحب ملازم سید بودہ اند آن توقف را غنیمت دانستہ اند و آن باغ را از صاحبش خرید ند و سید دران باغ مختصر عمارتے ساختہ و اقامت را برارتحال اختیار نمودہ و ہموارہ از روحانیت حضرت با رفعت قطب الاوتاد شیخ الاسلام احمدؒ جامی قدس سرہٗ فیضے بروزگار مقدس سید رسیدہ در تعظیم شیخ احمد سید راست۔

روضۃ المذنبین احمد جام     آن نہنگ محیط بحر آشام

آسمانیست پر مہ و پروین     بوستانیست پر گل و نسرین

رحمت حق بدوستانش باد     لعنت حق بدشمنانش باد

ہر کہ او دشمن خدا باشد     دشمن جملہ اولیا باشد

و وفات حضرت سیادت مآبی بہ خرجرد در شہور سنہ خمس و ثلاثین و ثمانمایۃ بودہ و مرقد مبارکش در ہمان باغ واقع است کہ بایام حیات ساکن بودہ و جناب عرفان مآب سلطان السادات والاتقیا امیر سید ناصر الملۃ والدین قریش الحسنی نور اللہ مرقدہ کہ ابا عن جداً از اکابر سادات خراسان است برگزیدہ نظر کیمیا خاصیت حضرت قاسمی است در باب رونق مزار بانوار سید قاسم سعی جمیل بظہور رسانید والیوم خاطر خطیر امیر کبیر فاضل موید موفق معین العلما و مرجع الفضلاء۔

آنکہ گر آلاے او را گنج بودی در عدد     نیستی جز راصم را عیب گنگی و کری

وانکہ نابینائے مادرزاد اگر حاضر شود     در جبین عالم آرایش بہ بیند سروری

در پناہ سدۂ جاہ رعیت پرورش     بر عقاب آسمان فرمان دہد کبک دری

ساقیان لجہ او چون شرابی اندر دہند     ہوش گوید گوش را این ساغری کن ساغری

من نمیدانم کہ آن نوع سخن را نام چیست     نہ نبوت میتوانم گفتنش نہ شاعری

نظام ملۃ والدین علی شیر خدا خلد اللہ تعالی جلالہ و ضاعف اقتدارہ کہ گنجینہ الطاف الٰہی و مہبط انوار نامتناہیست مایل بعمارت روضہ مطاہرہ حضرت سید شدہ و بنیاد عمارتے نہادہ کہ گردون ہزاران

چشم زیبائی آن ندید امید کہ عنقریب چون تمنائے صاحب دولتان باتمام رسد و چون علو ہمت اہل دلان ارتفاع پذیرد و زبان اہل زمان از پیر و جوان واہم الاوقات در حق آن حضرت بامروت گوید:-

هرکس کہ بدین نوع کند مال تلف      اورا ثمر سارز آتش دو نرخ تلف
گو بینا کہ فرزند خلف ابن نیکوست      این خیر بہ از ہزار فرزند خلف

حکایت کنند کہ سید در بدایت حال ریاضات و مجاہدات بسیار کشیدہ و در مسجد قزوین باعتکاف نشستی و بعد از انکہ مردم بیرون رفتندے خود را از گیسوئے مبارکش در آویختی و بذکر مشغول شدی تا غایت کہ پائے مبارکش آماس کردی و بآن مبتلا بودی تا چند نیش حجام برساق پائے مبارکش زدہ بود و در وقت پیری آثار آن زخمہا بر وجود شریفیا وظاہر بودی حکایت کنند کہ در نہایت حال حضرت سید بہ تنعم روزگار گذرانیدے و فربہ و سرخ و سفید شدہ بود یکے از بزرگان از آنحضرت سوال کرد کہ نشان عاشق صادق چیست سید فرمود لاغری و زردی مرید گفت مر شمارا حال خلاف این است فرمود ای برادر ما عاشق بودیم وقتے واکنون معشوقیم محب بودیم گاہے این زمان محبوبیم و از مثنوی برخواند:-

من گدا بودم درین خانہ چو چاہ      شاہ گشتم قصر باید بہر شاہ

ولادت باسعادت پادشاہ زادہ بایسنغر در شہور سنہ اثنی و ثمان مایہ بودہ جملے داشت باکمال و اقبال و دولتے مساعد و در ہنر پروری و ہنرمند نوازی شہرۂ اقالیم شد و خط و شعر در روزگار او رواج یافت ہنرمندان و فضلا با آوازۂ او از اطراف و اکناف روے بخدمتش آوردند گویند کہ چہل کاتب خوشنویس در کتابخانہ او مشغول بودندے و مولانا جعفر تبریزی سرآمد کتاب بودہ و ہنرمندان را عنایتہا کردے و شعرا را دوست داشتے و در تجمل کوشیدے و ندیمان و جلیبان ظریف داشتے و از سلاطین روزگار بعد از خسرو پرویز چون بایسنغر سلطان کسے بعشرت و تجمل معاش نکردہ و شعر فارسی و ترکی نیکو گفتی و بہ شش قلم خط نوشتی و این تخلص میرزا بایسنغر راست:-

گدائے کوی او شد بایسنغر      گدائے کوی خوبان بادشاہیست

حکایت کنند کہ خواجہ یوسف اندکانی بروزگار بایسنغر بہادر در گویندگی و مطربی در ہفت اقلیم نظیر نداشت لحن داوودی یوسف دل مے خراشید و آہنگ خسروانی او بر جگر ہائے مجروح نمک میپاشید سلطان ابراہیم از شیراز چند نوبت خواجہ یوسف را از بایسنغر سلطان میرزا خواست کہ بجہت او بفرستد بایسنغر این بیت خواند:-

با یوسف خود نمے فروشیم      تو سیم سیاہ خود نگہدار

و درمیان الغ بیگ گورگان و بایسنغر بہادر و ابراہیم سلطان لطیفہا و مکاتبات بسیار واقع شدہ کہ این تذکرہ تحمل ایراد آن لطایف نمے کند روزگار غدار و گردون ستمگار در آوان شباب قصد آن شاہ کامگار نمودند و موکلان قضا و قدر بر جوانی نبخشودند و شبے از افراط شراب بفرمان رب الارباب بخواب گران فنا گرفتار شد و سکنہ ہرات سبب آن وفات سکتہ پنداشتند۔ شعر

گویند کہ مرگ طرفہ خوابیست      آن خواب گران گرفت ما را

و شاہزادہ نیم مست بمصطبہ خاک خرامید تا صباح محشر با خمار یافتگان حشر سرگران برخیزد و از ساقیان "وسقیہم ربہم شراباً طہوراً" برای خمار شکستن کاساً دہاقاً طلب دارد رجا واثق کہ حاکم رحیم کہ از جنایت او درگذرد و از بحر رحمت شبنمے او را بنوازد نشست کرم فرماید و قوع واقعہ بایسنغر سلطان در دار السلطنہ ہراۃ در باغ سفید بودہ در شہور سنہ سبع و ثلاثین و ثمان مایہ عمر او سی و پنج سال بودہ و شعرا کہ در روزگار شاہ رخ سلطان بملازمت بایسنغر بہادر میبودہ اند بابا سودائی است و مولانا یوسف امیری و امیر شاہی سبزواری و مولانا کاتبی ترشیزی و امیر یمین الدین نزل آبادی رہ و اموال و اقطاع بایسنغری بعد شاہ رخ سلطان ششصد تومان کپکی بودہ از ولایت استرآباد و جرجان و دہستان و طوس و ابیورد و نسا و جنوشان و سمنان و از عراق کاشان و از فارس شبانکارہ و شعرا در مرثیہ سلطان بایسنغر اشعار گفتہ اند اما امیر شاہی بدین رباعی بر ہمگنان فایق آید۔ رباعی

در ماتم تو دہر بسے شیون کرد      لالہ ہمہ خون دیدہ در دامن کرد
گل جیب قبائے ارغوانی بدرید      قمری نمد سیاہ در گردن کرد

# ذکر بلیغ الکلام بساطی سمرقندی

از جملهٔ شاعران خوشگوییست و غزل رانازک میگوید بعهد سلطان بهادر بن امیران شاه گورگان در خطه سمرقند ظهور یافته و گویند حصیر باف بوده و اول حصیری تخلص داشته خواجه عصمت الله البخاری رہ چون قابلیت ذهن او بدید گفت حصیر قابل بساط بزرگان نیست ترا بساطی تخلص کردن اولی است و او معتقد خواجه عصمت و منکر شیخ کمال الدین خجندیست و این غزل شیخ کمال را که مطلعش اینست جواب میگوید۔

نشان شب روی اندر و سر زلف پریشانش      دلیل روشنست اینک چراغ زیر دامانش

و این تخلص از جملهٔ غزل بساطی است که در جواب شیخ کمال خجندی گفته است :۔

در نظم بساطی را کمال از خود مدان کمتر      که پرورست چون هر سه آب دیده سلمانش

و این بیت در دعا تے بنسبت باد مے گوید۔

با آنکه چون چراغ سحر شد جوانه مرگ      هم دیر زیست مدعی زود میر ما

و این غزل بساطی فرماید۔

می چکد دمبدم از میم دهانش آبحیات      صاد چشمی را که مثل او ندیدم هیچ ذات

من ز بخت شور خود بر بام اسے پسته دهن      تا بگرد شکر تو رسته میگردد نبات

تشنه لب در کربلائے هجر میمیرم عجب      بسکه بر چشمه حسن از دیده میبارم فرات

از دهانش بوسه جستم زکات حسن را      گفت خاموش ای گدا هیچ کسے بشنید کاب

آن پریرخ با بساطی گفت از روئے عتاب      گر از این بازی نگردد آبا نمیخری نبات

مے گویند که شبے مغنیان در مجلس سلطان خلیل مطلعی از شعر بساطی خواندند پادشاهزاده را خوش آمد فرستاد بساطی را طلب کرد بعد از تحسین یک هزار دینار بدو بخشید و آن مطلع این است۔

دل شیشه و چشمان تو هر گوشه برندش      مستند مبادا که بشوخی شکنندش

الحق انصاف آن ست که صلهٔ این مطلع را کم همتی نموده با وجود بخشندگی و خزانه امیر تیموری سلطان زاده خلیل الله بعد از وفات صاحبقران اعظم تیمور گورگان انار الله برهانه بر تخت سمرقند

جلوس کرد پادشاہزادہ صاحب حسن و نیکو خلق و بخشندہ و ظریف طبع بودہ خزانہ تیمور گورگان را کشود
کہ صاحبقران در مدت سلطنت از خرابی ایران و توران جمع کردہ بود بحو ابر نیسان بلکہ کان
لعل و در بدخشان و بحر عمان ہم جواہر بر لشکریے و رعایا نثار کرد و فضلا در عہد او نوازش یافتند
و بزبان حال بسرائیدن مقال او مشغول بودند۔ شعر

در زمانت خاک را کس باز نشناسد ز زر     مال را از بسکہ کردہ دست جودت پائمال

و کاتبے ہمانا درین شیوہ در میدان سخنوری جلوس مینماید۔ بیت

درم ز دست تو ہر ارض را طبق طبق است     گہر ز جود تو ہر چرخ را سپر سپر است

آخر الامر آن گنج کہ بشمشیر صاحبقرانی جمع کردہ بود سلطان خلیل بنثر بخش کردہ چہار سال در تخت
سمرقند و دیار ماوراء النہر سلطنت کرد عاقبت خدایداد حسینی و خداے داد چتہ و بردی بیگ
و باقی امرا بر خروج کردند بسبب آنکہ شاد ملک آغا کہ از حرمکان امیر حاجی سیف الدین بودہ از
روے تعشق بنکاح در آوردہ آن زن در امور پادشاہی مداخل نمود امرا برتافتند و در سنہ احدی
عشر و ثمان مایہ شہزادہ خلیل را گرفتہ ببند طلا مقید ساختند و گوش و بینی شاد ملک آغا را بریدند و
شاہزادہ را بقلعہ شاہ رخیہ فرستادند و امراے خوارج بدار السلطنہ سمرقند بحکومت مشغول شدند و
پادشاہزادہ خلیل سلطان در حالت حبس از ہجرت آن حضرت این رباعی فرمودہ۔

دیروز چنان وصال جان افروزی     امروز چنین فراق عالم سوزی
افسوس کہ بر دفتر عمرم ایام     آن را روزی نویسد این را روزی

و چون آوازہ استیلاے امراے نمک حرام و قید امیرزادہ سلطان خلیل بہ سمع اشرف شاہ رخ
سلطان رسید سپاہ گران مایہ جمع کردہ از ہرات عزم سمرقند نمود و چون رایت ظفر پیکر شاہ رخی
از جیحون عبور فرمود آن مخاذیل قوت مقاومت نداشتند تخت گاہ سمرقند را گذاشتہ بطرف
ترکستان گریختند و اموال و چہار پایان اہالی سمرقند و مضافات آن را بغارت بردند حکایت کنند کہ
شاہ رخ سلطان چون بر تخت سمرقند مجلس کرد گنج و خزانہ تیموری نہاد کہ در گرگ سرا در رگ
سمرقند مخزون بودہ چون دماغ ابلہان از عقل آن خزانہ را تہی و چون سویداے جاہلان از علم آن
گنج را خالی یافت ناگاہ سر عصاے آن حضرت بدرمی مسکوک باز خورد آن درم برگرفت در جیب

انداخت و با صحاب گفت با بدین درم از میراث و گنج پدر محظوظ شدیم و از خزانه تهی بیرون شد
حکایت کنند که پادشاهزاده خلیل در قید این غزل بگفت و نزد شاهرخ فرستاد:—

یا واهب العطیة و یا معطی المراد — ما طاقت فراق نداریم از ین نه یاد
ادبار شد مجاور و خوش گفت مرحبا — اقبال شد مسافر و خوش گفت خیر باد
بادی که از دیار محبان رسد کن — جانم فدای نکهت آن طرف باد باد
غمگین و شادمان چو ازین دیر بگذرد — غمگین مشو زمحنت و از بخت تیز شاد
داغ جهان ز سینه کاوس کی برفت — شادان ز بخت تیره کجا بود کی قباد
حکم خدای داو بدست سنان مرا — کفر است پیش خلق ز حکم خدای داد
در شد فراق خلیل از مقیدی — روزی تراسپهر ملاعب او هد کشاد

و چون شاهرخ سلطان از انشای شاهزاده خلیل این غزل بخواند گریه شد و همت پادشاهانه
بر استیصال آن قوم کافر نعمت مصروف ساخت و امیر شاه ملک که از امرای بزرگ شاه رخ بود
بتدبیر خلاف درمیان آن مردم انداخت و خدای داد حسینی را بکشت و خود آواره شد و
ملک ماوراء النهر بتصرف شاه رخ افتاد و سلطان خلیل از قید خلاص شده بدولت بساط بوسی
عم بزرگوار مشرف گردید شاهرخ سلطان انچه امکان شفقت باشد در حق شاهزاده خلیل مبذول
داشته او را همراه بخود از جیحون عبور فرمود سلطنت و حکومت سمرقند خلف الصدق الغ بیگ مقرر
داشت و امیر شاه ملک را در ملازمت پادشاهزاده مذکور بایالت و حکومت آن دیار مفوض گردانید
و کان ذالک فی شهور سنه احدی عشر و ثمان مایه بعد از آنکه سلطان خلیل را شاهرخ سلطان بهرات
آورد سلطنت و ایالت ری و قم و همدان و نیشاپور تا حدود بغداد بدو ارزانی داشت داد او کوس
و نقاره خانه همراه او کرده امرای بزرگ را بمشایعت او تا چند منزل فرستاد و سلطان خلیل
دو سال و نیم دران دیار بنیابت عم سلطنت کرد و در هیجدهم رجب المرجب سنه اربع عشر و ثمان
مایه در ری بجوار رحمت حق واصل شد و بیست و هشت سال عمر یافت و به وقت مرگ این
بیت انشا کرد بیت

گفتم بجاهلی نکشد کس کمان ما — مرگ آمد و کشید و گج آمد کمان ما

# ذکر ملک العلما و زبدة الفضلا خواجه عصمت الله البخاری رح

مردیست بزرگزاده و اهل فضل بوده و نسب او بجعفر بن ابی طالب میرسد و در خطهٔ بخارا آبا و اجداد
خواجه عصمت مردمان فاضل و بزرگ بوده اند و پدر او خواجه مسعود از اکابر بخارا است و خواجه
عصمت الله با وجود فضایل و حسب و نسب در شیوه شاعری مشار الیه است خواه بقصیده گوئی
و خواه بغزلیات و مثنوی و مقطعات و غیر ذالک و در روزگار دولت سلطان خلیل انار الله برهانه
خواجه عصمت الله تربیت کلی یافت و شاهزاده او را احترامی زاید الوصف میداشت و او را جلیس
و انیس شاهزاده بودی تا حسودان و صاحب اغراض تصور کردند که خواجه را نظری بجانب شهزاده است و
ساحت دل آن عزیز از آن مبرا بود و سلطان خلیل علم شعر از خواجه تعلیم گرفتی و چون شهزاده خلیل را
عزل واقع شد خواجه عصمت در فراق آستان بوسی آن شاه گرامی این غزل گفت :-

کاش فرمودی بشمشیر جدائی کشتمی — تا بخاری در چنین روزی ندیدی دشمنم
باغبان گو در ته دیوار گلزارم مکش — سینه چون گر کشد خاطر بسرو و سوسنم
شهسوارم کی خرامد باز تا دیوانه وار — خاک خون آلوده خود را بر سر راه افگنم
خون دل زان ریخته میبارم ز مژگان دو عین — کز فراقش لشکر خونیست هر مو بر تنم
تازه عصمت کی شود تا از دوران خلیل — کین بتان فی را که ناحق سے پیشم بشکنم

واین مطلع نیز در حق سلطان خلیل گوید :-

دل کباب است کز و شور بر انگیخته اند — و ز نمکدان خلیلش نمکی ریخته اند

غزلیات عاشقانه و سخنان عارفانه خواجه عصمت در روزگار شاهرخ سلطان شهرتی عظیم
یافت چنانکه مردم را از مطالعه و ملاحظه سخنان فضلای گذشته یاد نیامدی و الیوم سخنان خواجه
متروک است :-

دیگ عصمت در سخن از جوش رفت — عاشقان را قول او از گوش رفت
سبز خنگ چرخ اسب نوبتی است — هر کسی را پنج روزی نوبتی است
طوطی بیرون شد از باغ جنان — بلبلان راهست گلبانگ این زمان

این چمن را بوده بلبل بیشمار  عندلیبان یاد دارد صد هزار
سیر آن بلبل ازین گلشن گذشت  بلبلی دیگر بجای او نشست
بلبلی کین بوستان حالا گزید  عاقبت او نیز بر خواهد پرید

و چون قصاید خواجه عصمت را فضلا مستحسن داشته اند این قصیده که در وصف دیوان اشعار سلطان خلیل انشا کرده و قصیده این ست که ثبت شد۔

این بحر بیکران که جهانیست در برش  غواص عقل کل نبرد پی بگوهرش
مه عکسی از لوامع لوح مذهبش  خورشید عکسی از صفحات مصورش
حوران روضه را ز حیا کرده در قصور  نقش بتان لاله رخ حور پیکرش
بر لوح چرخ گرم همی گردد آفتاب  از بهر چهره کردن اوراق دفترش
گیرد ز شب سیاهی از مه دوات زر  جلد از ادیم ثور دهد چرخ اخضرش
از رشته سیاه و سفید شب و سحر  شیرازه کرده بر دو طرف صنع داورش
سرخی کشیده عکس شفق گاه جدولش  پرگار سیم داده سپهر دو پیکرش
گویا نمود در دل شب مهر مشتری  چون تافت از حواشی خط نقطه زرش
از این مقله ریخته یاقوت هر که دید  بر سیم خام نقش خطوط معنبرش
هر حرف او ز گنج معانیست جوهری  جز صیرفی که فهم کند نرخ جوهرش
هر خط دلکشی که محقق شده بحسن  تعلیق کرده بر صفحات مصورش
هر معنی بدیع که زو یافته ظهور  عقل از برای کسب هنر کرده از برش
هر عقد گوهری که بنظم اندر آمده  منظوم منتظم شده در سلک مسطرش
سلمان ور اقتباس ز نور قصایدش  در روح سعدی از غزل روح پرورش
خاقانی از بدایع شعرش گرفته فیض  مسطور انوری بمعانی انورش
و از مثنویش روح نظامی در ابتهاج  و ز فرد و قطعه ابن یمین مدح گسترش
سرگشته در حواشی او میر و قلم  در حیرتم که تا چه خیال است در سرش
گفتم ز راه فکر و تامل درو روم  آگه شوم ز حسن معانی مضمرش

بودم درین مشاهده حیران که هاتفی — دادم خبر ز صاحب شعر مطهرش
کاین است مخزنی که عزیزان نهاده‌اند — مجموعهٔ بدائع شاه سخنورش
سلطان خلیل آنکه چو مشار بدو رسید — بنشست آتش فتن از تیغ و خنجرش
جمشید شیر حمله که این است گر ز او — گردون همی محدب گردون مقعرش
گردون بقوس از پی آن شد در انقسام — تا باید اتصال به سهم مدورش
ای سروری که قدر رفیع تو هر که دید — نه چرخ همچو ذره نماید محقرش
هر کو بکجبتین خلاف تو مهره باخت — غم در بساط رنج و بلا کرد ششدرش
دشمن ز خنجر تو ندیدی ره گریز — سوی اجل اگر نشدی مرگ رهبرش
دریا اگر ز بیگهری کف بر آورد — سازی ز ابر جود بیک دم توانگرش
نافه که از روایح او دهر خرم است — بوی از تو برده است دماغ معطرش
ساید کلاه گوشهٔ عصمت بر آسمان — گر تو بخاک تیره شماری برابرش
تا سر بر آستانهٔ خدمت نهاده است — گر التجا بغیر برد خاک بر سرش
بر فرق هر گدا که نهی افسر قبول — عار آید از تجمل دارا و قیصرش
افزونی معانیش از فیض مدح تست — ورنه چه آید از سخنان مکررش
هر دون که زبند و نکند ترک خدمتت — گردد میان هردو بسازی مخیرش
همواره شمس تا زپی اکتساب نور — در حکم آفتاب کند هفت کشورش
پاینده باد ذات تو بر اوج سلطنت — دولت معین و مسند اقبال برترش

اما خواجه عصمت بعهد سلطنت شهزاده الغ بیگ گورگان ترک مداحی سلاطین نموده و سلطان مشارٌ الیه را ستایش نمود و همواره مجلس شریف او مقصد و مجمع شعرا و فضلا بودی و از اکابر شعرا که معاصر و مصاحب خواجه بوده اند مولانا بساطی سمرقندی و مولانا خیالی بخاری و مولانا برندق و خواجه رستم خوریانی و طاهر ابیوردیست رحمة الله علیهم و وفات خواجه عصمت الله بروزگار الغ بیگ گورگان در شهور سنه تسع و عشرین و ثمان مائة بوده نور الله مرقده اما شاه مغفور سعید الغ بیگ گورگان سقی الله روضته و انار الله برهانه پادشاه عالم عادل قاهر صاحب همت

بوده و در علم نجوم مرتبه عالی یافت و در معانی مو سے مے شگافت درجه عالمان بعهد او به ذروه اعلی بوده و فضلا را بدوران او مراتب عظمی و در علم هندسه فایق نما و در مسایل هیئت مجسطی کشا بوده فضلا و حکما متفق اند که بروزگار اسلام بلکه از عهد ذی القرنین تا این دم پادشاهے بحکمت و علم مثل الغ بیگ گورگان بر مستقر سلطنت قرار نیافته و در علوم ریاضی وقوف تمام داشته چنانچه رصد ستارگان بست باتفاق علماے عهد چون فخر العلما و الحکما قاضی زاده رومی و مولانا غیاث الدین جمشید و آن دو بزرگوار فاضل آن کار را باتمام نارسیده وفات یافتند و سلطان همگی همت بر اتمام آن کار گماشته باقی رصد را میرزا باتمام رسانید و زیج سلطانی اخراج نموده بنام خود نوشت و الیوم نزد حکما آن زیج متداول و معتبر است و بعضی آن را بر زیج نصیری ایلخانی ترجیح میکنند و در خطه سمرقند مدرسه عالی بنا فرموده که در اقالیم تربیت و قدر آن مدرسه نشان نمے دهند و اکنون دران مدرسه عالی زیاده از صد نفر طالب علم متوطن و موظف اند و بعهد پدرش شاه رخ بهادر چهل سال باستقلال سلطنت سمرقند و ماوراء النهر کرده و در رسوم سلطنت و داد و عدل قاعده هاے پسندیده داشته گویند که بعهد او از یک جریب زمین که چهار خروار محصول حاصل او بوده چهار دانگ فلوس مال و خراج مے گرفته اند که بحساب درهم نقره یک دانگ میباشد

عدل بر شاه چون امیر شود آهو از شیر شرزه سیر شود

حکایت کنند که فراست و قوت حافظه آن پادشاه مغفور تا حدے بود که هر جانورے که انداختی و آن جانور هر شکارے که کردی تاریخ آن را ضبط کرده بر نسخه نوشتے که بچه روز بوده و در کدام محل و از جانوران چه جانور صید شده از قضا آن کتاب غایب شد و چندانکه طلب کردند آن کتاب را نیافتند مستحفظان کتاب خانه ترسناک شدند پادشاه فرمود غم مخورید که تمام آن قضایا من اوله الی آخره بیاد دارم و کاتبان را طلب فرموده پادشاه تواریخ میگفت و آن تاریخ و قضایا را کاتبان کتابت مے کردند تا آن دفتر باتمام رسید قضا را بعد از مدتے نسخه اول پیدا شد هر دو نسخه را باهم مقابله کردند اختلاف جز چهار پنج موضع نیافتند و این نوع نوادر از طبع و ذهن آن حضرت فراوان نقل کرده اند حکایت کنند شیخ عارف آذرے ره فرمود که من

درشهور سنه ثمان مایه در قراباغ همراه خال خود که قصه خوان امیر کبیر صاحب قران اعظم
تیمور گورگان بود بخدمت الغ بیگ گورگان افتادم در ایام طفولیت و مدت چند سال نشاط
کودکی با شاهزاده بازی کردمی شعر و حکایات گفتمی و او را چنانکه رسم اطفال است با من انسی و حالی
بودی تا در شهور سنه اثنی و خمسین و ثمان مایه که پادشاه مذکور خراسان را فتح کرد و با سفراین
نزول فرمود که بعد از آن که شیب از شمام شباب مشتعل شده بود بر خواستم و بخدمت پادشاه
شتافتم از دور که مرا دید با در لباس فقرا و صلحا بعد از تقدیم سلام و پرسش فرمود که ای درویش تو
مصاحب و جلیس قدیم مے نمائی آیا تو خواهر زاده قصه خوان ما نیستی من تعجب نمودم از ذهن
و ادراک و حافظه پاک پادشاه گفتم بلے هستم حکایت قراباغ و غزلخوان و عجیبها و بسی آن دیار
درمیان آورد و آنچه بیاد داشتم جواب گفتم و ازین وقت از خاطر آن پادشاه بسیار نقل است
زیاده تذکره تحمل نیاورد و بعد از وفات شاهرخ سلطان الغ بیگ گورگان از ماوراء النهر لشکر
بخراسان کشید و ملک موروثی طلب کرد امیرزاده علاء الدوله با او مخالفت نمود و در حدود سرناب
مرغاب با دغیس حرب افتاد ظفر الغ گورگان را بود تمامی خراسان را مسخر ساخت و نود هزار
لشکرے داشت و دران هجوم و ازدحام خراسان خراب و یباب شد و آثار آن خرابی الیوم ظاهر است
و در شهر رمضان سنه اثنی و خمسین و ثمان مایه وقتے که پادشاه الغ بیگ بضبط خراسان
مشغول بود شهر سمرقند را ابوالخیر خان محاصره کرد و لشکر الغ بیگ چون غنیمتی بیحد یافته بودند و
مے خواستند تا آن غنایم را بوطن رسانند فوج فوج فرار مے نمودند الغ بیگ چاره جز
انصراف ندید و بوقت عزیمت عراق از پل آب روشن که از توابع جوین است مراجعت
نمود و دران حال یار علی ولد اسکندر قرا یوسف چه سالها در قلعه ترتو که از توابع دار السلطنت هرات
است محبوس بود خلاص یافته خروج کرد و هرات را بگرفت و این نیز مادهٔ ضعف الغ بیگ
گورگان شد بلخ و مضافات آنرا اول خود بعبد اللطیف داد و خود از جیحون عبور نمود و بواسطه اعزاز
و اکرام که در حق فرزند کهتر بجا مے آورد عبد اللطیف را شیطان اغوا کرد تا بر پدر عاصی و یاغی شد
و مدت سه ماه در کنار جیحون با عبد اللطیف الغ بیگ گورگان محاربه مے نمود تا در اثناے آن
حال اهل ارغون که از تراکمه ترکستان اند سلطان ابوسعید را بپادشاہے بر داشته از اردوے

الغ بیگ گورگان جدا شدند و بشهر سمرقند آمده شهر را محاصره کردند ضعف الغ بیگ را این خود سکه
بود که بر زر زدند بضرورت روگردان شده میل سمرقند نمود و عنقریب عبداللطیف جیحون را
عبره کرده عزم سمرقند کرد و الغ بیگ پذیره شد و در شعبان المعظم سنه ثلاث و خمسین و ثمانمایه بنواحی
شهر سمرقند میان پدر و پسر مصاف دست داد عبداللطیف ظفر یافت و الغ التجا بقلعهٔ سمرقند
برد امیران شاه قورچی که از تربیت یافتگان او بود او را در قلعه راه نداد و حرام نمکی
ظاهر ساخت و بالضرورت بجدّ تُرکستان گریخت و عبداللطیف بر تخت سمرقند جلوس کرد و
همانا الغ بیگ گورگان را گماشتگان او در شاه رخیه مدخل زیاده نداد ندمیخواست تا التجا
بابوالخیر خان برد باز اندیشه که شفقت فرزندے درمیان است بطرف فرزند بے مروت سمرقند
مایل شد در شهر رمضان در سنه مذکوره ناگاه پیش فرزند بے محابا درآمد و آن بدبخت در اول پدر را
مراعات و اکرام نمود اما شیطان بر او امیر شده دل او را بر قتل پدر حریص بر گردانید در لب آب
سوخ که بیرون سمرقند هست آن پادشاه عالم عادل را بدرجه شهادت مرتقی گردانید بعد از هفت
ماه و کسری سیاف اجل انتقام از و نیز کشید و دوستگانے که چشانیده بود لاجرم عاقبت ظالمان
چنین باشد۔ بیت

پدرکش پادشاہے را نشاید  وگر شاید بجز شش مه نپاید

امّا بزرگوار استاد البشر فخر الدین رازی اعلی الله درجته در کتاب حدایق الانوار میآورد
که در خاندان اکاسره هیچ پادشاہے اصیل تر از شیرویه نبوده که او شیرویه بن پرویز بن هرمز
بن انوشیروان بن قباد بن فیروز بن یزدجرد بن بهرام گور است و بهرام پشت بر پشت تا
باردشیر بابکان مے رسد و اردشیر نیز پشت بر پشت بر کیقباد مے رسد و کیقباد نیز پشت
بر پشت با فریدون مے رساند و افریدون نیز بچند صد اب بکیومرث میرسد و کیومرث بن عم نسا
عجم آدم است و آن شاه اصیل کار خسیس کرد و پدر را بکشت و بعد از شش ماه بعلت طاعون
بجهنم رسید و در خاندان خلفا نیز اصیل تر از خلیفه مستنصر نبوده مستنصر بن متوکل بن معتصم بن
رشید بن مهدی بن منصور بن محمد بن عبدالله بن عباس است و چند پشت خلیفه بوده است
و نسب آل عباس بنی هاشم و افضل انساب بنی آدم است مستنصر را نیز پدر بکشت و

ششماه زیاده نزیست تا معلوم شود که بنسبت محترم فخرنشاباکرد تقوی وخداترسی شرطست
وحال عبداللطیف بن الغ بیگ بن شاه رخ بن امیر تیمور گورگان واجداد امیر تیمور اکابر وسلاطین
بوده اند واین پادشاهزاده شوربخت در حجرات تربیت شاه رخ نشوونما یافت وشاه رخ
سلطان را با او زیاده از تمامی احفاد واولاد اهتمام ومحبت بودی باوجود این همه اعزاز واکرام
وحسب نسب او نیز چون او شوریده بخت که ذکر ایشان رفت شهره ایام ونکوهیده خواص وعوام
شد واین بیت در حق او مناسبتے دارد۔ بیت

گر تو بدانی که بد چگونه قبیح است     هیچ نیاید ز تو که نیک نه باشد

والغ بیگ گورگان عمر شریف او پنجاه وهشت سال بود وسلطنت او در خراسان هشت ما
در سمرقند بعهد پدرش چهل سال وتاریخ وفات آن حضرت عزیزی برین منوال
گفته است۔ قطعه

الغ بیگ بحر علوم است وحکم     که دین نبی را ازو بود پشت
ز عباس شهد شهادت چشید     شدش حرف تاریخ عباس کشت

واز علما ومشائخ طریقت وشعرا که بروزگار شریف الغ بیگ ظهور یافته اند مولانا علاء الدین الشاشی
که در علم ظاهری یگانه بود واز مشائخ خواجه حسن عطار قدس سره واز شعرائے بزرگ خواجه عصمت الله
البخاری ومولانا بدخشی بوده علیهما الرحمه۔

## ذکر مفخر الظرفا مولانا ابواسحق شیرازی رہ

مرد لطیف طبع ومستعد وخوشگوئے بوده در شهر سبزوار همواره مصاحب حکام واکابر بودی
واز اجناس سخنورے واشعار اطعمه را اختیار نموده ودرین باب چون او کسے سخن نگفته ورسالهائے او
در باب اطعمه مشهور است اما اگرچه منعمان را جهته یدرقه اشتها وآرزوئے طعام نفعے بدید عاجل اما
مفلسان وبینوایان را ضررے میرساند چه آرزو زیاده می گرداند ودسترس چون نه باشد
مجوب با محروم مے شود عسل گوئی دهان شیرین نگردد اما از گفته هائے ابواسحق هرچند مفلسان را
ضرر است اما جهته خاطر منعمان واصحاب تنعم یک رباعی ومثنوی چند خواهیم آورد وبسیار

مستعدانہ فرمودہ۔ شعر

نرگس کہ شبیہ است بچشم خوش دلبر　　گویند طبقے دارد از سیم پر از زر
در دیدہ اسحاق نہ زر دارد و نہ سیم　　شش نان تنک دارد یک کاسہ مزعفر

حکایت کنند کہ بروزگار پادشاہزادہ اسکندر بن عمر شیخ بہادر مولانا اسحٰق ہموارہ ندیم مجلس بودہ چند روزے بہ مجلس پادشاہ حاضر نشد روزے کہ بہ مجلس آمد شہزادہ پرسید کہ مولانا کجا بودی زمین خدمت ببوسید و گفت اے سلطان عالم یک روز حلاجی میکنم و سہ روز پنبہ از ریش برمی چینیم و این فرو خواند۔

منع نگس از پشمک قندی کردن
از ریش حلاج پنبہ برداشتن است

و گویند مولانا ابو اسحٰق ریشی دراز داشتہ از قاعدہ بیرون و از گفتہائے مولانا ابو اسحٰق مثنوی در جواب شیخ سعدی کہ در مناظرہ و سوال و جواب جنگی وارد ات جنگ گفتہ و او در باب چنگال گفتہ است :۔

بر کنار سفرۂ صاحب ولے　　چون نشست افتاد او را مشکلے
لوت خواران دید پیرامون خوان　　مرغ و یاقوت و مزعفر درمیان
قلیہ پیش ماست تا بنہادہ سر　　نان و بریان دست ہر دو در کمر
فرنی و پالودہ رو در روئے ہم　　رشتہ و لوزینہ ہم زانوئے ہم
درمیان قوتے بہم برگشتہ بود　　کز بیانش عقل کل سرگشتہ بود
چرب و شیرین بود و تر حلوانہ بود　　پایش از سر سر ز پا پیدا نبود
سر بسر اجزائے او بے استخوان　　روغنش رفتے چو خون اندر رگان
چرب و نرم و گرم و خوشخوار آمدہ　　محرم ہر صاحب اسرار آمدہ
مرد صاحب دل چو درد آشنائے حال　　کرد از ترتیب و ترکیبش سوال
گفت اصلم روغن خرما و نشست　　ذوق شیرینی من در ہر دہا نست
اردہ و روغن برم لال آمدست　　نام من از غیب چنگال آمدست

مرد معنی چون ازو بشنید راز — گفته یک یک حال خود گوئید باز
اولاً خرما سخن آغاز کرد — سرگذشت خویشتن سرباز کرد
گفت بر نخلم چو برگ و ساز بود — چشمها بر منظر من باز بود
پرورش میبافتم از ماه و خور — ابر و بادم بود فراشان در
سبز و سرخ و زرد می بودم لباس — از سیه کاری بپوشیدم پلاس
از رهِ قهرم قضا بر سر بخواست — آنچنان کانار تن من جان بکاست
از سر نخلم بشیب انداختند — زان فرازم بر نشیب انداختند
هر زمانم هم نشین دیگر است — آب خوردم از زمین دیگر است
در سفر با گردگانم در جوال — میکشم از کلکل او قیل و قال
گه گلیم ارده وارم من بدوش — گاه دارم فوطه نان سترپوش
یک زمانم جوز باشد هم نشین — ساعتی با شیر و انجیرم قرین
در میان شیره ام مے پرورند — با برنج شیر نرمم می خورند
ناگهان در دیگ حلوائی شدم — بعد ازان دوشاب خرمائی شدم
این زمان در چنگ چنگالم اسیر — میخورم مالش ز هر برنا و پیر

ولہ

روغن آمد از پی او در مقال — یک بیک میگفت با او شرح حال
گفت بودم در میان فرشته دم — در درون گوسفندان حشم
هر زمان در سبزه گردیدمے — هر گلے از مرغزاری چیدمے
دایه ام دوشیده از پستان میش — دردهم بیگانه کرد از یار خویش
مایه ام بنهاد مقداری که خواست — شیر بودم بعد ازانم کرد ماست
بعد ازان در مشک بازم مسکه کرد — بر سرم بگذشت چندین گرم و سرد
آن زمان در معرض آتش شدم — تا ز درد صافی و بیغش شدم
مدتے در چنگ افتاده به بند — تازه مے بودم ببوئے گوسفند

گاه در کاچی شدم گه در اماج — ساعتی در کاک و روزی در کماچ

در کلیچه یک زمان سر گشته ام — در میان یکسمات آغشته ام

با عسل هر گه که تنهامی شوم — همچو شبنم زیر و بالامی شوم

گاه از ماتم شوم در شب غریب — گه رسد از سفرهٔ سورم نصیب

گاه دارم با حریسه ماجرا — گاه در دست برنجم مبتلا

چنگ چنگالی مرا دارد بدست — گوشمالی میدهد هر جا که هست

ولهٗ

بعد نان از حال خود اظهار کرد — مرد معنی واقف اسرار کرد

گفت بودم گندم باغ بهشت — رسته از آب و گل عنبر سرشت

تا که افتادم بانبار جهان — بارها در چاه گردیدم نهان

بعد از ان در خاک راهم کاشتند — مدتی بی مونسم بگذاشتند

حق بلطفم روزئی دیگر بداد — وز نوم فیروزی دیگر بداد

سرکشی آغاز کردم از غرور — دلبری میکردم از نزدیک دور

باد قهرم بر سر سبزم وزید — شد جوانی نوبت پیری رسید

سر جدا کرد از تنم دهقان پلاس — گاه پاشید و پوشیدم پلاس

پایمال گاو گشتم ناگهان — تا شدم القصه در بار خران

بر سرم گردید سنگ آسیاب — تا بر آمد گردم از جان خراب

گه مقید در ین انبان شدم — گاه در غربال سر گردان شدم

مشتها خوردم بهنگام خمیر — تا نهادم پای بیرون از فطیر

بعد از ان در آتش سوزان شدم — نان شدم شایستهٔ هر خوان شدم

این زمان در چنگ چنگالم اسیر — میخورم مالش ز هر برنا و پیر

چنگ چنگالم مرا دارد بدست — گوشمالم میدهد هر جا که هست

با تو این ترکیب هم هست این زمان — روح روغن نفس خرما جسم جان

مالشت داوند درلاک فلک　　شد مگس ران گرد بر خوانت ملک
آن مگس در آن زمان ابلیس بود　　گرد چنگال تو در تلبیس بود
قصد شیرینی کند دائم مگس　　زین مگس ایمان نشد چنگال کس
از عبادت رو مگس را پی بساز　　با مگس چون کودکان چندین مناز
از برائے زاد راه آن جهان　　خیز و چنگالی بنه در توشه دان
باش چون بسحاق دایم چرم و نرم　　درمیان آب سرد و نان گرم
نان گرمست شهوتے حیوانیست　　آب سردت حکمت انسانیست
سر انسان درمیان نان و آب　　گفته شد والله اعلم بالصواب

زیاده ازین برین اوصاف خوان نعمت ابو اسحق دراشتها حدتے پیدا مے کند و مصلحت گرسنگان مفلس نیست اللهم ارزقنا بغیر حساب اما پادشاهزاده محترم اسکندر بن عمر شیخ بهادر بن امیر تیمور گورگان در شیوه مکارم اخلاق و مردانگی و کرم قصب السبق از اکران و اکفا ربوده و بعد از وفات صاحبقرانے بر فارس و عراق متولی گشت شهزاده معاشر و خوش طبع بوده لشکر آراسته جمع نمود و فارس را از تصرف برادرش پیر محمد میرزا بیرون آورد و در رمضان سنه سبع و ثمان مایه با معصوم و بسطام که امرا قرا یوسف ترکمان بودند در پل خروره مصاف داد و بعد از ان با آهنگ برادرش میرزا رستم لشکر به اصفهان کشید و شهر را محاصره کرد رستم بهادر از و گریخت و بآذربایجان رفت و او اصفهان را بگرفت و خواجه احمد صاعد را که بزرگ و قاضی اصفهان بود بقتل رسانید و در چهارم ذی الحجه سنه ثلاث عشر و ثمان مایه استیلائے اسکندری در فارس و عراق عجم درجه اعلی یافت همواره بشکوه و مهابت خود نازان بودی و از روئے تفاخر ابیات مهابت انگیز خواندی و از جمله ابیات که انشا نموده این است. بیت

یاجوج حادثات جهان را چه اعتبار　　با من که در شکوه چو سد سکندرم

چون آواز استیلائے آن شهزاده عالی مقدار بگوش شاه رخ سلطان رسید که اخوان و عشایر نزد او حقیر و بے مقدار شده اند و نیز داعیه تسخیر دارالملک اصلی دارد و غوغائے سلطنت

بانفراد دماغ او را مشوش میساز د شاهرخ سلطان در شهور سنه عشر ثمان مایه بقصد امیرزاده
اسکندر لشکر بعراق عجم کشید امیرزاده رستم التجا بشاه رخ سلطان آورد و از حارو و اصفهان اسکندر
میرزا منهزم شده عاقبت بدست شاه رخ گرفتار شد و بسعی گوهرشاد آقا شاه رخ بدان رضا داد
تا چشم آن شاهزاده که غیرت عیون حور العین بود همچون عین نرگس از نور عاری ساختند و دیده
آن جوان جهان دیده را از نور بینائی معزول گردانیدند و کان ذالک فی یوم الجمعة ثانی جمادی الاول
سنه عشر ثمانمایه و از فضلا و شعرا که بروزگار سلطان اسکندر در عراق و فارس ظهور یافته اند
از علما مولانا معین الدین نطنزی است که در علم سرآمد روزگار بوده مقامات و حالات
اسکندری در تاریخ او و در قید عبارت آوردی و از فضلا و شعرا مولانا حیدر بوده که در ترکی و
فارسی اشعار ملیح و پسندیده و جواب مخزن اسرار شیخ نظامی بترکی امیرزاده اسکندر
پرداخته ره۔

# ذکر مولانا برندق ره

مردے خوش طبع و ندیم شیوه بوده و طبع او مایل بمطائبات و هزل بوده اشعار مضبوط و متین
دارد و مداح و تربیت یافته شاهزاده عالی مقدار بایقرا بن عمر شیخ بن امیر تیمور گورگان است
از بخارا و سمرقند در ملازمت آن پادشاهزاده بخراسان و عراق آمده و شعرا را با او جز طریق مدار
او مواسا چاره نبود چرا که مردے فصیح و تیز زبان بوده همگنان از و هراسان بودند او را استادی
خطاب کردندی و در حق خواجه عصمت الله این بیت بدو منسوبست۔ بیت

در بخارا خواجه عصمت گرچه دارد شهرتے　　در خراسان خواجه عصمت نیست بی عصمت است

واین غزل مولانا برندق فرماید۔

لب شیرین تو با تنگ شکرے ماند　　در دندان تو با عقد گہرے ماند
قند با آن همه دعوی لطافت کو راست　　یک حدیث از شنو و پیش تو سرے ماند
گر بستان بخرامی پے ایثار رهت　　گل خندان بدهن خرده زرے ماند
باد را در شکن زلف مسلسل مگذار　　که سقیم است دران راه گذرے ماند

یادگار بگذارند کسان در عالم　　　　از برندق سخن فضل و ہنر مے ماند

گویند بوقتیکہ پادشاہ زادہ بایقرا در تخت بلخ جلوس یافت مولانا برندق را پانصد دینار انعام فرمود و پروانچی دویست دینار نوشت مولانا این قطعہ نظم کرد و بشاہزادہ رسانید۔

شاہ دشمن گداز دوست نواز　　　　آن جہانگیر کو جہاندار است

پیش یوزالتون ہر انعام　　　　لطف سلطان ببندہ بسیار است

سی صد از جملہ غائب است کنون　　　　در برانم دو صد پدیدار است

یا مگر من غلط شنیدستم　　　　یا کہ پروانچی غلط کار است

یا مگر در عبارت ترکی　　　　پیش یوزالتون دویست ہزار است

چون شہزادہ این قطعہ را مطالعہ کرد خندان شد و مولانا را تحسین کرد و گفت در عبارت ترکی پیش یوزالتون را ہزار دینار میگویند و فرمود در مجلس ہزار دینار نقد تسلیم مولانا نمودند و این بیت بر خواند:۔

بحر عمانست گویا خاطر فیاض شاہ　　　　ابر نیسانست گویا دست گوہربار او

اما سلطان عالی مقدار عمر شیخ بہادر قرۃ العین صاحبقرانی تیموری بود و از فرزندان در نظر صاحبقرانی ہیچکس را بدستور او جاہ و اقبال نبود و در اوّل ملک فرغانہ را کہ اندکان گویند بدو ارزانی داشت و او از غایت شجاعت و مردانگی دمار از روزگار خان مغول بر آورد و قمرالدین را منکوب ساخت و مغولان او را سر نہادند و دست تعدی ایشان سرحد کوتاہ کردند و از توہم او دم ابی با آسائش نمے خوردند روزگارے آن دیار را ضبط فرمود و چون حضرت صاحبقرانی در چنین عالم آرائش آئین سروری تفرس فرمود فارس را تا حدود بصرہ و خوزستان بدو ارزانی داشت و آن سلطان عالی مقدار دوست پرور دشمن سوز از قضائے کردگار در جنگ قلعہ از قلاع خوزستان تیر خورد و بدرجہ شہادت رسید و حضرت صاحبقرانی را آتش فراق آن خلاصہ دودمان دود از نہاد برآورد و این رباعی مناسب حال خود میگفت و مے گریست۔ رباعی

اے راندہ بمیدان قضا از من پیش　　　　بر ریش دلم زدہ زمحنت صد ریش

گفتم که تو وارثم شوی در همه کیش     رفتی و مرا گذاشتی وارث خویش

و منصب آن شاهزاده مغفور را صاحبقرانی بفرزندان گرامی آن حضرت نامزد فرمود
هر یکے ازان شاهزادگان بحکومت و سلطنتی مخصوص بودند چنانچه شطری از حالات امیرزاده اسکندر
و امیرزاده رستم گذشت اما کیخسرو خسرو فریدون سیاوش منظر بایقرا بهادر از جمله اولاد عمر شیخ بهادر بود
یگانه و نازش اهل زمانه حسنے که یوسف در خواب ندیده و شجاعتے که رستم در هفتخوان اوصاف
آن نشنیده و این ابیات همانا اوصاف آن شاهزاده راست:-

در رزم رستمی تو و در بزم حاتمی     گردون ترا عنان قدح بهر آن دهد
تا بحر و بر نیے چو به پشتت قدم نهاد     وز مهر کین کشتی چو بدستت عنان دهد

و بایقرا میرزا بعد از واقعه برادران در فارس خروج کرد و لشکر جرار نیزه گذار جمع نموده دم استقلال
و ملک گیری زد و در سخاوت و مروت داد مردی بداد و گویند در حسن صورت و سیرت مردانگی
در خاندان صاحبقرانی مثل شاهزاده بایقرا ظهور نیافته شاهرخ سلطان بدفع او لشکر
بفارس کشید در ثانی شعبان سنه ثمان عشر و ثمان مایه واد میخواست تا با شاهرخ
سلطان مصاف دهد اما اخلاف کردند و از و روگردان شدند و او براه بیابان بطرف
کیچ و مکران افتاد و مدتے در صحاری و بیابانها میگردید و در حدود گرم و غور بار دوم بر شاهرخ
سلطان خروج نمود و علی الدوام شاهرخ از و ترسناک و اندیشه مند بوده در حدود سنه
تسع عشر و ثمان مایه آن شاهزاده عالی مقدار بدست شاهرخ گرفتار شده میخواست تا
او را هلاک نسازد و بر جوانی و جمال او ببخشاید گوهرشاد بیگم سعی نموده آن دردانه شاهی را
بدرجه شهادت رسانید حکایت که چون بایقرا بهادر را بحضور سلطان شاهرخ رسانیدند
گفت تو بایقرا نیستی منکر شد گفت کسیکه خود را السلاطین مانند ساز و کشتنی است و تجاهل
اکفاف که شیوه شاعران و دروغ گویان است آن پادشاه عالی بر خود بست و آن کس بتحقیق
شاهزاده بایقرا بود اما تدبیرے کرد که بدنامی برادرزاده کشتن بدان سلطان عاید نگردد والقصه
شیرینی ملک تا اعتماد زهر برادر را شکرے پندارد و دل بستگی این سرائے ناقرجام دل آدمی را
خلوت خانه دیو غرور مے گرداند (بیت)

دنیا نیرزد آنکه پریشان کنی دلے　　زنہار بدمکن که نکرده است عاقلے
این پنج روزه مہلت ایام آدمی　　آزار مقبلان نکند ہیچ مقبلے
درویش پادشه نشنیدم که کرده اند　　بیرون زیک دو لقمه روزی تناولے

حق تعالیٰ ذات ملک صفات این پادشاه اسلام را بر مسند خلافت و سلطنت متمکن دارد که چراغ دودمان تیمور گورگان از شراره تیغ گوہر فشان او روشن و خراسان از بہار عدل او گلشن بہشت چندانکه بایقرا بہادر و عمر شیخ بہادر در روضه جنان فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر درجات است این خسرو غازی و فرزندان و عشایر و اقربا کرام او در بسیط زمین سلطنت و مملکت مستدام باد۔

# ذکر ملک الشعرا خواجه رستم خوریانی رہ

خوریان قریه ایست من اعمال بسطام و خواجه رستم ازان قریه است مردے خوش طبع و لطیف سخن بودی و احیانا عملداری کردی و معاشر بود و آنچه از عملداری بدست آوردی در وجه عشرت صرف نمودے گویند بوقت وزارت خواجه حافظ رازی که یکے از وزیران فاضل بوده در زمان امیرزاده عمر بن امیران شاه که کافی ملک مدبر دولت بود عمل دہستان بخواجه رستم فرمود و خواجه رستم پیرانه سال بلہو و طرب زندگانی مے نمود و خواجه حافظ او را درین طور ملامت کرد و او این بیت در جواب خواجه حافظ فرستاد۔

این خرقه که من دارم در رہن شراب اولی　　وین دفتر بے معنی غرق می ناب اولی

واین غزل خواجه رستم راست:۔

گر ز خرگه ماه من بیرون رود　　دود آه عاشقان از آسمان بیرون رود
آخر ای عاشق ز ظلم یار آہے بر مکش　　باز ناید تیر ہر گه کز کمان بیرون رود
می برآید ہر زمانم آه دود از روے یار　　ترسم آخر در میان آه جان بیرون رود
گو بیا از آسمان منشور غم آمد به ما　　کی تواند کس که از مضمون نشان بیرون رود
رحم کن بر جان رستم بیش از آن روز یکه او　　از میان گیرد کنار و از جہان بیرون رود

وخواجه رستم سمرقندی نیز ہست مرد خوش گوست اما سخن او درین دیار شہرتے ندارد و دیوان

رستم خوریانی مشهور است مشتمل بر قصاید و غزلیات و مقطعات اما شاهزاده عمر بن امیران شاه
گورگان بعد از واقعهٔ پدرش در ری و فیروزکوه حکومت یافت پادشاهزاده مدبر بود و استراباد
را مسخر ساخت و با شاهرخ سلطان در مقام عصیان و خلاف آمد و از جرجان و استراباد و مضافات
لشکری جمع کرد و آهنگ سلطان شاهرخ نمود و در حدود ولایت جام با شاهرخ سلطان مصاف
داد و منهزم شد و کان ذالک فی شهور سنه تسع و ثمان مایه گویند سلطان عمر بوقت آنکه
بحرب سلطان شاهرخ می رفت در طوس بزیارت شیخ العارف قدوة المحققین شیخ محی الدین
غزالی طوسی علیه الرحمه رفت و گفت شیخا التماس می کنم که فاتحه در کار من کنی تا خدای مرا
بر شاهرخ ظفر دهد شیخ در جواب فرمود که هرگز من این فاتحه نخوانم زیرا که شاهرخ پادشاهی عادل
و خدای ترس است و تو بیباک و متهور و او ترا بجای پدر است سلطنت طلبیدن و فتح تو از
طریقت و شریعت دور است و من این خود هرگز نکنم شاهزاده عمر از شیخ رنجیده بخشم بدنگریست
گفت مرا چون بینی گفت ترا مخلوقی می بینم بقوت از همه کمتر و بجهل از همه بیشتر و بمرگ با همه برابر
و بقامت از همه کهتر شهزاده می خواست تا شیخ را ایذا رساند باز اندیشه کرد که کار من از اینها
او بزرگتر در پیش است اگر خدا مرا فتح دهد یقین دارم که همت درویشان اثر ندارد چرا که کار بعکس
نماند و اگر شکسته شوم خود از راستی چرا رنجیده شوم برخاست و از پیش شیخ بیرون شد اصحاب
شیخ و مریدان گفتند له شیخ اگر این مرد را خدای فتح دهد ما در خراسان نتوانیم بود شیخ فرمود که فضای
خدا از خراسان افزون بلکه از هجده هزار عالم اگر در خراسان نتوانیم بود در عراق باشیم اما از ریا و سخط
خدای هیچ جا التجا نمی توانیم برد خوشا وقتی که مشایخ طریقت با سلاطین کلمهٔ حق بدین منوال
میگفته اند و اندیشه نمی کرده اند خلاف این روزگار که ابواب کلمهٔ حق مسدود شده۔

## ذکر مولانا بدر شروانی

در شیروان و مضافات آن سالها بخوش گوئی روزگار گذرانیده الحق شاعری کامل و خوشگوی
و متین طبع بوده مولانا را تتبع این قطعه در ستی او گوید قطعه

لقب کاتبه وارده ای بدر اما　　محرر سیاهم نازآسمانم

محمد مرا نام هست و بدین ... بانگشت سبابت بر فرازم

مولانا بدرالدین این بیت فرموده است

مستانه ز مرغ دل ساز کبابی ... وز دیده گریان نمش زن نمکیابی

و بعضی مردم سخن مولانا بدر را از شعر کاتبی فاضلتر میدانند و این اعتقاد باطل است ۔

## ذکر مولانای فاضل مولانا شرف الدین علی یزدی ره

فضیلت او از شرح مستغنی است و در فنون علوم مشارٌ الیه بوده و با وجود فضل و علم از مشرب بانصیب بوده و در تهذیب اخلاق صفاتی باطن و ظاهر زینت یافته و با بسی از عارفان و محققان صحبت داشته و الفاظ او در اکثر علوم مشهور است بتخصیص در معما که خواص او ست و جهت تبرک از اشعار مولانا این قطعه درین تذکره ثبت افتاد ۔ قطعه

اگر ابلق دهر در زین کشی ... وگر خنگ چرخت بجنیبت کشد
وگر روضه عیشت از خرمی ... خط نسخ بر گرد جنت کشد
مشو غره کین دور دون ناگهت ... قلم بر سر حرف دولت کشد
جهان باره عمر و یکران ظلم ... درین تنگ میدان بنوبت کشد
گهت بر نشاند بر رخش مراد ... گهت زیر پالان نکبت کشد
زمانه چو باد است و باد از نخست ... نقاب از رخ گل بعزت کشد
پس از هفته در میان چمن ... تنش را بخاک مذلت کشد
دهد مرغ را دانه صیاد غدر ... پس در خم دام حیلت کشد
چه آنکس که در بزم شادی و بخت ... می شادی از جام عشرت کشد
چه آنکس که در کنج دیوار درد ... خمار غم از درد و محنت کشد
سرانجام دست اجل هر دو را ... دوان بر سر کوی رحلت کشد
بینا و کحل سعادت بچشم ... که در چشم دل میل غفلت کشد
خلاصش ز دام مشقت مباد ... که از بحر دنیا مشقت کشد

هرآنکس که زد سایبان رضا — عجب گر ز خورشید منت کشد
بیا سا اگر بهره مندی ز عقل — که دانا به بیهوده زحمت کشد
کسی یافت عزت که بگسست امید — رجا پیشه ناچار ذلت کشد
خوشا شیر مردی که پای وقار — شرف وش بدامان همت کشد

و بروزگار شاهزاده ابراهیم سلطان بن شاه رخ بهادر مولانا شرف الدین علی در فارس و عراق مرجع اکابر بوده و شاهزاده مشارٌ الیه همواره طالب صحبت مولانا شریف الدین بوده و اعتقادے عظیم و ارادت نسبت بمولانا بوده و از مولانا درخواست کرده تا تاریخ مقامات و حالات صاحبقرانی را در عبارت آورد و مولانا در وقت پیری آن کتاب را بالتماس شاهزاده ابراهیم تالیف نمود و بظفرنامه موسوم ساخت و فضلا متفق اند که مولانا داد فصاحت و بلاغت در تالیف آن کتاب داد و آل و احفاد و ذریت صاحبقرانے را تا انقراض عالم ازین خدمت پسندیده آن بزرگوار نام و آثر باقی خواهد بود و الحق صاف تر از آن تاریخ از فضلا هیچکس ننوشته و اگرچه پرکار تر نوشته اند اما طرفه تاریخیست ظفرنامه و بر طبائع اقرب و از تکلفات زائد دور گویند که مدت چهار سال مولانا روزگار صرف نمود تا آن تاریخ باتمام رسید و ابراهیم سلطان نیز مبلغی اموال صرف کرد و تاریخی که روزنامه چیان و منشیان در روزگار امیر بزرگ ضبط نموده بودند از خزائن سلاطین از ممالک جمع مے نمود و بعضے را از مردمان عدل و معتمر که در روزگار صاحبقرانی متکفل مهام سلطان بوده اند و بر قول ایشان اعتماد بود تفحص و تحقیق مے نمودند و حق تعالی توفیق رفیق گردانید و آن کتاب مبارک بر نهج و صدق و راستی باتمام پیوست اما شاهزاده ابراهیم سلطان بن شاه رخ سلطان در رجب المرجب سنه تسع عشر و ثمانمایه بسلطنت فارس موسوم گشت و بر تخت پادشاهی جلوس کرده پادشاه زاده هنرمند و هنرپرور و مستعد بوده و در ملک داری و رعیت پروری یگانه بود و در شعر و خط سرآمد زمانه گویند قانون و دفاتر فارس بخط خود نوشته و زیبائی خط بغایتے رسید که نقل خط قبلة الکتاب یاقوت المستعصمی کردی و فرستادی و فروختی از ناقدان هیچکس فرق نیارستی کردن و درین روزگار کتبه هائے که بر عمارات و مدارس و مساجد نوشته در فارس باقیست و در جهاد و تعلیها مزین بخط شریف اوست بین الکتاب الیوم معمول است

درایام جوانی بامراض مزمنه مبتلا شد و روزگار غدار در روزنامه حیات او رقم عزل و خط فنا کشید بتاریخ سنه اربع وثلاثین وثمانمائه سمند حیات از میدان جهان جهانید و خود را بسر لے سرور رسانید واز تنگ این تنگ میدان وارهانید ؎

رفت او و ماند اندر دور گیتی یادگار　　لطف خط و لطف طبع او بر صفحهٔ روزگار

# ذکر مولانا علی دُرودزد استرآبادی

مردے خوش طبع و نیکو سخن بوده است دیوان او در سائر اهل شهرت دارد و از اقران مولانا کاتبی است و چون سخن او ساده است زیاده از یک رباعی و مطلعے ثبت نشد ـ مطلع

فریاد ما ز دست نگار نقاره چیست　　یا ما چو راه جنگ ندارد نقاره چیست

و در وبائے عام که در استرآباد در حدود سنه اربعین وثمانمائه دست داده منکوحهٔ او وفات یافته و در مرثیه او این رباعی گفت ـ رباعی

زین واقعه چون دل بدو نیم است مرا　　از مردن خویشتن چه بیم است مرا
گم شد صدفے چنین بدر دُرودزدی من　　دری دو سه در خانه یتیم است مرا

# ذکر مقبول الابرار مولانا کاتبی رہ

هدایت ازلی در شیوه سخن گذاری مساعد طبع فیاض او بوده که از بحر معانی چندین لآلی خسروانی از رشحات کلک گوهربار او ترشح یافته ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء معانی غریبه صید دام او شده و توسن تند نکته دانی طبع شریف او رام گردیده و باوجود لطافت طبع و سخنورے مذاق او را جامی از خمخانه عرفان چشانیده اند بلکه او را از وادی فقر بسر حد تحقیق رسانیده اند نام و شهرت دنیا در نظر همتش خسی نبودی و شاعر طامع نزد او ناکسی بودی و شاهد این حال در تجنیسات ده باب القسلم دُر نثار او رسیده ـ

شاعر آید نام تو سنجر کند　　تا قماش و سیم و تو سنجر کند
رو حدیث بے ریا را مدح گو　　خاک ره بر فرق مرد مادح گو

نام او محمد است ابن عبداللہ مولد و منشا او قریہ طریق وراوش بوده من اعمال ترشیز و مابین نیشاپور
و ترشیز واقع شده است در ابتدائے حال بہ نیشاپور آمد و از مولانا یحییٰ خط تعلیم گرفتی تا در کتابت
ماہر شد زیبا نوشتی و وجہ تخلص کاتبی بدان سبب است و در علم شعر نیز وقوف یافت غزلہائے
مصنوع و مطبوع گفتی و مولانا یحییٰ از روی حسد بار و دل گران شده بعداوت او برخاست او
از نیشاپور قصد دار السلطنت ہرات نموده و ہموارہ بے تکلف و تعین گردیدی و بشعر و شاعری
مشغول بودی اگرچہ استحقاق تصدر داشت اما در صف نعال ظرفا بسر مے برد سلطان بایسنغر او را
در جواب قصیده کمال الدین اسمٰعیل فرمود کہ مطلع آن این است :-

سبزہ کہ تاجور آید بہ بوستان نرگس کہ ہست در چمن باغ مرزبان نرگس

او جواب کمال را بر وجہے بگفت کہ مقبول فضلا بود ہمانا از حسد اقران و اکفا شکستگی کہ سخنان
او را امیدا و ند پادشاہ زادہ التفات بدو نفرموده او رنجیده از ہرات بیرون آمد و بابیات
ظہیر الدین متسلی گشت و ہموارہ این شعر مناسب حال خود مے خواند :-

ہنر نہفتہ چو عنقا بماند ازان کہ نماند کسے کہ باز شناسد ہمای را از خاد
ہزار بیت بگفتم کہ آب ازان بچکید کہ جز زدیده وگر آبم از کسے نکشاد
ہزار دامن گوہر نثار شان کردم کہ ہیچکس شبۂ در کنار من ننہاد

بدان عزیمت بجانب استرآباد و گیلان از انجا بدار الملک شیروان افتاد و ملک زادہ اعظم
امیر شیخ ابراہیم شیروانی او را نگہداشتی و تربیت کلی فرمودی و زر دادے و از غایت ناپروائی
بکار دنیا باندک فرصتے آن مال تلف کردی از شیخ ابراہیم صلہ قصیده ردیف گل کہ بعد ازین تمام
آن قصیده نوشتہ خواہد شد کاتبی را دہ ہزار دینار درم شیروانی بخشیده او در کاروان سرائے شماخی
آن نقد بیک ماہ پریشان ساخت و بشعرا و فقرا و مستحقان قسمت نمودی و بعضے نیز از وی وزدیدند روزے خادم را
فرمود کہ طبخی کند از جملہ آن نقدہائے یک من آرد موجود نبود این قطعہ را گفت قطعہ

مطبخی را وی طلب کردم کہ بغرائی پزد تا شود از آشکارو ہمسان ساختہ
گفت لحم و دنبہ گر یابم کہ خواہد داد آرد گفتم آن کو آسیائے چرخ گردان ساختہ

بعضے احباب و مصاحبان او را ملامت کردند کہ پادشاہ درین نزدیکی ترا دہ ہزار دینار داده

باشد تو اکنون بهای یک من نداری مبادا که سلطان ازین حال منکر شود مولانا فرمود اگر من تحویلدار
خزانچی سلطانم بدین زر تا به جواب محاسبه بگویم والّا که او احسانی بمن نمود که یک کس بودم
و من بهزار کس این احسان قیمت نمودم هرگاه او از من احسان خود باز خواهد من نیز بدان کسان که
داده ام حواله نمایم که او مستحقان را بر من دلالت کرده شما غم گنجینهٔ شیروان شاه را نخورید که بدین تهی نخواهد
شد و نیز غم من ندارید و بر مفلسی من دل تنگ مباشید که گنج معانی من همراه دارم و از مایهٔ مروت
من مفلس نخواهد ماند مولانا از شیروان با آذربایجان افتاد و در مدح اسکندر بن قرایوسف قصاید غرا
انشا کرد و آن ترکمان جلف بغور سخن او نرسید و بدو التفاتی و احسانی نفرمود از تراکمه اسکندر ملول
شد این قطعه در حق اسکندر گفت ۔

زن و فرزند ترکمان را گاو | همچو مادر سکندر پدرستی
آنچه ناگاه مانده بود از وی | وا دگاون به شکل چغتاستی

و از تبریز عزیمت اصفهان نموده بصحبت شریف مفخر الفضلا خواجه صاین الدین ترکه مشرف
شد و در علم تصوف پیش خواجه رساله ها گذرانید و تربیتها یافت و شناخت و کمالی دست داد و کاتبی
از دنیا و مافیها معرض بود و باجازت آن بزرگ دیگر باره عازم دار المرز گشت از سخنان او
بوی فقر و قناعت بمشام صاحبدلان می رسید این غزل او راست ۔

ای خوش آن روز که از تنگ تن و جان برهم | هر تعلق که بجز عشق بود زان برهم
درد سر تا بکی و محنت سامان تا چند | ترک سر گیرم و از محنت سامان برهم
برو ای رشتهٔ جان سوزن عیسی بکف آر | تا بدوزم دل و از چاک گریبان برهم
رسته ام از بد و از نیک مرا قیدی نیست | جز نکویان و نخواهم که از ایشان برهم
کاتبی نیست خیالات جهان جز خوابی | ناله کن که ازین خواب پریشان برهم

و انصاف آن است که در اقسام سخن پروری کاتبی صاحب فضل است و درین تذکره وجوب
نمود از قصاید و غزلیات او ثبت نمودن تا نموداری باشد و این قصیده در مدح شیروان شاه
گویا ر قصایده :۔

باز با صد برگ آمد جانب گلزار گل | همچو نرگس گشت منظور اولو الابصار گل

آب گل را شیشهٔ قندیل عرش اولی که هست ‏ شبنم باغ جمال احمد مختار گل
گاه پوشد سرخ و گاهی سبز در فصل ربیع ‏ چون گل شمشاد باغ حیدر کرار گل
بهر غزل عامل منصوب و نصب نامیه ‏ آل تمغائیست از سلطان دربار گل
می رباید گل بعیاری ز بلبل نقد صبر ‏ سرخ عیاریست پنداری زهی عیار گل
بیضها آورد بلبل تخم گل چون سرخ دید ‏ تا کند آن نرگس بیمار را تیمار گل
در خسوفی کاش بودی دسته بستر آفتاب ‏ تا ندیدی داغهای سرخ بر رخسار گل
در چمن هر برگ گل روی عزیزی دیگر است ‏ ای عزیز من روا نبود که داری خوار گل
خشتی از فیروزه دارد خشتی از یاقوت سرخ ‏ همچو قصر خسرو خوش خلق نیکوکار گل
دوش بلبل این غزل میخواند بر سرو بلند ‏ غرق شبنم شد بگلشن ز آب این اشعار گل
کای دهانت غنچه و خط سبزه و رخسار گل ‏ سنبلت را دوست نرگس لالهات را یار گل
از پی سوفار تیرت هست ترکی عشوه ساز ‏ گوزه پر پر سر از شوخی و برد ستار گل
بر سر کوی تو بی بال و پرم تا رفته ‏ باغ بلبل را قفس باشد چو بنهد بار گل
زخم رخسارم بد و رچشم مستت دور نیست ‏ جز گلی می نشگفد در گلشن خمار گل
پای چون گل می نهی در باغ بر روی سمن ‏ زان همی ترسم که یابد از سمن آزار گل
ای صبا نقش قدمهای سگ کویش مروب ‏ خاک راه ما مشو از بهر ما بگذار گل
گشت گلشن همچو باغ از نوبهار عدل شاه ‏ تا درو چون غنچه از هم پرده پندار گل
کعبهٔ دین شاه ابراهیم کاندر بادیه ‏ از نسیم خلق او آرد مغیلان بار گل
ای موالید از نبات باغ قدرت چون سه رنگ ‏ وی عناصر از گلستان جلالت چار گل
در زمان نوبهار عدل و ابر رحمتت ‏ باغ را از خار پر خس شد در و دیوار گل
وصف خلقت گر کند افسونگری افسون مار ‏ مار شاخ گل شود ز افسون و نقش مار گل
حاسدت گر پا نهد بر سوی گل در گلستان ‏ ریزدش از زیر پای شیشه پای افگار گل
زهره ابریشم دهد از چرخ تا دوزد سهیل ‏ ما زداران ترا بر بهله بلغار گل
نیر عدلت راست بر رغم کمان چرخ پیر ‏ خار پیکان غنچه پر بلبل زه و سوفار گل

هر نفس دست صبا دانی ورق گردان چراست ‏ وصف خلقت همچو بلبل میکند تکرار گل

کاتبی در باغ وصف گلشن خلقت نوشت ‏ شد دواتش لاله و خط سنبل و طومار گل

خسروا هر تو شاخ کلک گوهربار من ‏ کرده‌ام منظوم همچون گوهر شهوار گل

خاک این گلزارهم و آورده‌ام رنگین گلی ‏ نیست آوردن عجب شاها بهار از خار گل

کلک من آورده همچون شاخ گل گلهای تر ‏ بلکه شاخ گل نیارد بار این مقدار گل

چون زند گلبانگ بر الفاظ رنگین معنیم ‏ هست گویا بلبلی کو راست در منقار گل

معنی رنگین و نازک بین در ابیات بلند ‏ این چنین پیوند کم گیرد بر اسفیدار گل

نوبهار نظم من فالم مقام گل بس است ‏ همچو وی از باغ اکنون گو بپس سر خار گل

همچو عطار از گلستان نشاپورم ولیک ‏ خار صحرای نشاپورم من و عطار گل

پیش ازین اهوست خوانان قصهٔ گل بر خطا ‏ زانکه تصدیع آورد چون نافهٔ تاتار گل

روزگاری باد عمرت را چنان با امتداد ‏ هر ربیعی از فصولش آورد صدبار گل

وله

دیدم بخرابات سحرگه من مخمور ‏ خورشید قدح پیش همی بر طبقی نور

سلطان خرابات بدر آن شده نزدیک ‏ نزدیک نشینان حرم صف زده از دور

عیسی نفسی بود در آن مجلس تحریر ‏ بگرفته هم او دست گرامی عاشق مهجور

از گوش بکش پنبهٔ غفلت چو صراحی ‏ تسبیح شنو از دل هر دانهٔ انگور

در حشر که بی نور شود مشعل خورشید ‏ روشن شود آتشکده تا روم صور

منشور من ای کاتبی از عرش نوشتند ‏ اینک قلم و لوح گواه خط منشور

وله

روز وصل آمد که میجستم نشانش سالها ‏ غم کجا خواهد شدن ای من ضمانش سالها

شد بدل هجران بوصل و داغ غم دارد هنوز ‏ زخم خونین گر دود دلی ماند نشانش سالها

هر عزیزی کو براه کعبه زد طبل فنا ‏ شد نظرگاه عزیزان استخوانش سالها

کی شوند از لعل ساقی سیر مستان عشق ‏ گر شراب اینست نوشیدن توانش سالها

آبرو دایم از دوای کاتبی پاینده باد | بر سر ما سایهٔ سرو روانش سالها

ولہ

هزار آتش جان سوز در دمم پیداست | اگر نه لشکر عشق آمد این چه آتشهاست
برون ز گوش کسان عشق را سخن سست | کجاست گوش حریفان و این سخن ز کجاست
ز شهر عقل بصحرای عشق منزل گیر | که شیر چرخ سگ آهوان این صحراست
برون مرو ز سرا پرده فلک ای ماه | مراد خواه که سلطان درون پرده سراست
شهید میکده چون شمع سالها سر خویش | فگنده دیده به تیغ و هنوز بر سر پاست
پراست گوش جهان از صدای نغمهٔ عشق | ببرس کاتبی از کلک خویش کین چه صداست

لطایف و اشعار مولانا کاتبی زیاده از آن است که این تذکره تحمل توان کرد و در مدایح ملوک قصاید غرای او مشهور است و بین الفضلا مذکور و بار دوم از عراق عجم بدیار طبرستان و دار المرز رفت و در شهر استرآباد اقامت نمود و بزرگان و حکام آن دیار با وی خوش بوده و در هنگام فراغت دانشمند با جواب خمسهٔ شیخ نظامی مشغول شده چنانچه مشهور است که اکثر از کتاب مخزن را جواب گفته بر وجهی که پسندیدهٔ اکابر است تا بروزگار فضل و اکتساب گردون ستمکار قصد ودیعت او نمود و در وبائی عام که در اطراف ممالک در شهور سنه تسع و ثلاثین و ثمان مایه واقع بود و آن فاضل غریب مظلوم در استرآباد دعوت حق را لبیک اجابت گفت از این بیشه پر اندیشه بغرفهٔ فرح بخش جنان رسیده و در وقت وبا و حدت طاعون این قطعه انشا کرده :-

زآتش قهر وبا گردید ناگاهان خراب | استرآبادی که خاکش بود خوشبوتر ز مشک
و ندر او از پیر و برنا هیچ تن باقی نماند | آتش اندر بیشه چون افتد نه تر ماند نه خشک

و مرقد مولانا کاتبی در خطهٔ استرآباد است در بیرون مزار امام زاده موسوم است بنه کوران و بعد از غزلیات و مقطعات و قصاید او را چندین نسخهٔ مثنوی است مثل مجمع البحرین و ده باب تجنیسات و حسن و عشق و ناصر و منصور و بهرام گل اندام و غیر ذالک امانسب اسکندر پسر قرا یوسف است ولد قرا محمد و اصل ایشان از جبال غازقرواست من اقصائے ترکستان و بعهد قدیم بآذربایجان و دیلیس افتاده اند مردم صحرانشین بوده اند سلطان اویس جلایر

ایشان زاگله باقی و چوپانی فرمود و قرا احمد برولد او سلطان احمد بغداد خروج کرد و تبریز را بگرفت
و باز از سلطان احمد منهزم شد سلطان احمد از آنکه در صحرائے خوی مناره ساخته و قرا یوسف آن
مناره را ویران ساخت و سرهائے اقربا را دفن کرده برجائے آن لنگری بنا فرمود و سلطان احمد
بردست قرا یوسف کشته شد و او استیلا یافت و صاحبقرانے تیموری قرا احمد و قرا یوسف را بارها از
آذربایجان و مضافات رانده بروم گریخته اند و تا نتیجه آید از صاحبقرانی درمیان بود آتش فتنه آن
مخاذیل مشتعل نمے شد و همواره منکوب و گریزان بجانب روم و شام مے بودند اما بعد از وفات صاحبقرانی
باز قرا یوسف فتنه ظاهر کرده بنوعے که ذکر رفت امیران شاه گورگان را بشهادت رسانید سلطان عادل
شاهرخ بهادر بدفع او مشغول گشت و او درچنین خصومت وفات یافت و بعد از او اسکندر رایت
سلطنت بے استحقاق برافراخت و بعد از پدر جلادت و مردانگی بجائے رسانید که با شاهرخ بهادر
مصاف داد و میمنه و میسره سپاه شاهرخی را درهم شکست اما حق بر باطل غلبه کرد و بالآخر مخذول و شکسته
شد و بجانب روم گریخت و کان ذالک فی یوم الاربعا سابع عشر من رجب المرجب سنه اربع
و عشرین و ثمانمایه و شاهرخ سلطان هرچند مملکت آذربایجان را برادلاد و امرا بزرگ عرض کرد
از ترس اسکندر قرا یوسف هیچکس آن را قبول نکردند بالضرورت آن ملک را بے سالار گذاشته
بدارالملک اصلی معاودت کرد و عزیزی این بیت فرمود :-

سکندر لشکر ما را زد و بگریخت  شه ما مملکت بگرفت و بگریخت

القصه میان شاهرخ سلطان و اولاد قرا یوسف و تراکمه سالها خصومت باقی بود
بعد از آن دو نوبت دیگر شاهرخ بهادر لشکر گران بسر تراکمه کشید آخر الامر در شهور سنه
تسع و عشرین و ثمانمایه اسکندر بیکی منکوب و ضعیف شده التجا بقلعه النجق که در حوالی نخجوان
بود برد و سلطان شاهرخ جهان شاه بن قرا یوسف را با آذربایجان امیر ساخت تا قلعه النجق را
محاصره نماید و اسکندر را ولد او قباد نام که بر قمارے پدر عاشق بوده است در شب باتفاق
کنیزک هلاک ساخت و شر او را کفایت نموده ملک آذربایجان بحکم یرلیغ شاهرخ
بر جهان شاه بسلطنت قرار گرفت و جهان شاه و اولاد او بعد ازین خواهد آمد
انشاء الله تعالی۔

# ذکر مولانا علی شهاب ترشیزی رہ

مرد صاحب فضل بوده و در علوم صاحب وقوف بوده و میان اکابر و اشرف حرمتی داشت و بروزگار خود یکی از مستعدان بوده و میان او و شیخ عارف آذری مشاعره و مناظره افتاد و شیخ این قطعه راست۔

سر دفتر ارباب هنر خواجه علی ای آنکه ترا لطف طبیعت ازلیست
خواهی تو مرا پسند و خواهی مپسند واند همه کس که حمزه استاد علیست

و نام بندگی شیخ آذری حمزه بود و مولانا علی شهاب این رباعی بجواب فرستاد۔

ای حمزه بدان که عرش حق جای علیست بر کتف رسول از شرف پای علیست
استاد علیست حمزه در جنگ ولی صد حمزه بعلم و فضل لالای علیست

هر چند مولانا علی این رباعی را مستعدانه فرموده و در منقبت و شرف شاه ولایت اما کنایتا بشراکت اسم خود این شرف درین محل مضاف نمودن از حرمت و در میدان علم و فضل خود را علما و فضلا بخود معترف نبوده اند و این بیت درین محل مناسب است۔ بیت

چه حاجت بگفتن که زر مغربیست محک در میانست گوید که چیست

و این قصیده مولانا علی شهاب راست در مدح محمد جوکی انار الله برهانه۔ قصیده

چو پرده از رخ چون آفتاب بر داری بجان و دل کندت مشتری خریداری
کمند زلف چو بر بام آسمان فکنی ستاره را بزمین بوس خویشتن آری
غلام غمزه خونریز و چشم جادوی تو جهان بشعبده بازی فلک بخونخواری
فرو فتاده خم آن زلف را که توبه کند سحر ز نامه کشائی صبا ز عطاری
بعزم عشق تو ام دست مجلسیست که آن بخون دل بهم آورده ام بدشواری
طبق صحیفه رخساره و جرعه دان دل تنگ قنینه دیده باده سرشک گلناری
جفا و جور تو ز اندازه در گذشت مگر ز روزگار در آموختی جفاکاری
ز دوستان نصیحت شنو که لائق نیست چو دشمنان ز تو مه چهره جفاکاری

اگر بحضرت خسرو رسد شکایت من | تو این جفا که کنون میکنی کجا یاری
خدایگان جهان تاج بخش روئے زمین | جهان لطف و کرم عالم نکوکاری
خدیو ملک محمد ستوده جو کی شاه | که ختم گشت بدو منصب جهانداری
شہے کہ جملہ اقالیم معترف شده اند | که ختم گشته بدو سروری و سالاری
مهندسان قضا این مغاک خاکی را | زعدل شامل او مے کنند معاری
کلاه دولتش از فرق خسران جهان | ربود افسر شاهی و تاج جباری
ایا شہی که اگر چرخ رتبتے طلبد | ورائے پایه جاہت ز قدر نگذاری
سپهر برق عنان با براق نهضت تو | بخیره خیره برد لنگیش برهواری
سم سمند ترا از هلال زیبد نعل | روا بود که کواکب کنند مسماری
درون پرده کان و صمیم خاره سهم | زراز نهیب کف جود تست متواری
هزار نقش مروت بخامه انعام | تو بر صحیفه حاجات خلق بنگاری
بدرگه تو ز حد خطا و چین و چگل | هزار ترک کمر بسته اند بلغاری
جهان پناها دارم که شعر من بنده | ز جنس این سخنان ضعیف نشماری
و بیر چرخ چو اشعار من کند تحریر | بجان کند ورق آسمانش طوماری
همیشه تا که سر زلف دلبران مانند | گہے بعنبر و گاہے بمشک تاتاری
ممهد از تو بعالم قواعد نیکی | مشید از تو بگیتی رسوم سرداری

حکایت کنند که مولانا علی همراه موکب ظفر پیکر سلطان جو کی بولایت قندهار افتاد و شهزاده مشارٌ الیه مولانا را در رکاب خانه ثانی معین فرموده بود شبے پادشاه از فرط اشتیاق بمستقر سلطنت این بیت مے خواند:-

کنونکه باد صبا مشکبار میگذرد | دریغ عمر که بیہودہ بار میگذرد

مولانا فی الحال پیش سلطان دوید کہ اے شاه عالم این بیت این چنین نیست شهزاده گفت که پس چگونه است مولانا بخواند:-

کنونکه باد صبا مشکبار میگذرد | دریغ عمر که در قندهار میگذرد

شهزاده گفت واقعا که چنین است و عنقریب کوچ کرده بایل به تخت هرات شد و همگنان
از شدت هوای عفین این محنت آباد متخلص شدند پادشاهزاده کامگار محمد جوکی بهادر بن شاهرخ
سلطان پادشاهے مردانه و صاحب تمکین و خردمند و بزرگ منش بود و پدر را بحال او نظر عنایت
دایما شامل بوده و در سر میخواست تا به ولیعهدی او را مفوض سازد و برائے مصلحت ظاهر
نے ساخت و آن شاهزاده کامگار همواره بقوانین سلطنت مشغول بودے و در تیراندازی
و کمانداری این بیت شامل حال اوست ۔

تیر تو چه مرغیست که چون شاه رباید ‌‌ ‌‌ ‌‌ خال از رخ زنگی لب شب تیره ظلما

حکایت کنند که بعهد شاهرخ سلطان چنان اتفاق افتاد که چهار رسول از جوانب ملوک
اطراف بدرگاه شاهرخی اجتماع کردند یکے از ملوک روم و یکے از ملک شام و یکے از ملک هرموز
و یکے از ملک شیروان روز عید این چهار رسول حاضر و پادشاه بعزم عیدگاه سوار شده پیش از ادار
سنت عید بتماشائے وار کرد منتصر بایستاد و فوج فوج امیرزادگان و تیراندازان و جوانان نامدار
که بنوک پیکان و خدنگ جان ستان عقده جوزاے فلک کشودندے و بضرب سهام عقاب نشان
پر از نسرین آسمان بربودندے بمیدان درآمدند بحدیکه تازیان تیزرو همچون بخت نامساعد
مدبران از کار فرو ماندندے و پیکان سیمین ساق تیر آور همچون پیکان بر زمین نشستندے ۔

هیچکس برخلاف تقدیرے ‌‌ ‌‌ ‌‌ از قضا برکدو نزد تیرے

علم خسرو سیارگان بلند شد و ترک سنت ناپسند مے نمود پادشاه اسلام را ناموس [illegible]
دامنگیر شده بانگ بر امیرزاده جوکی زد که ورای آن شاه جوان بخت کمان سخت جلوه ساز تیر انداز
سمند خوش گام مرصع لجام برانگیخت ۔

تیر اول ز شست ره گیرش ‌‌ ‌‌ ‌‌ برکدو زد که دو شد از تیرش

نفیر از نقارخانه برآمد و آوازه زه از کمانداران بچرخ عالی رسید پادشاه روئے زمین
ازین بهجت و خورسی همچون حلوائے عید لب شیرین کرده بوسها بر [illegible] ابروان مقوس آن خلاصه
چرخ مقرنس زد و مناسب حال این بیت خواند ۔

ای محراب دو ابرو قبله مقصود من ‌‌ ‌‌ ‌‌ در سجود نسبت دایم سرے گرد آلود من

و ولایت ختلان که از امهات اعاظم بلاد هیاطله است بشاهزاده جوکی بخشید و مقرر شد که از نه اسب که پیشکش بدرگاه شاهرخ آورند یک سر اسب شاهزاده جوکی را باشد و کان ذالک فی شهور سنه ثلث و ثلثین و ثمان مایه الیوم آثار و امثال که از آن پادشاهزاده یادگار مانده در پای تخت هرات وغیره نزد کمان داران مرتبه درجه عالی است و از شیوه بدمهری روزگار نافرجام و از غدر و ظلم شور اعوام آن پادشاه زاده به روزگار جوانی بامراض مزمنه مبتلا شد و چندگاه صاحب فراش مے بود از دلالت مرض و اضطراب تبدیل مکان نموده از شهر هرات بجد و سرخس نهضت فرمود و در شهور سنه ثمان و اربعین و ثمان مایه بجوار رحمت حق واصل گشت چهل و سه سال عمر یافت و شاهزادگانی که از صلب مبارک آنحضرت پشت و پناه اکابر روزگار بودند۔

دو عین مملکت بے حقد و بمکر — محمد قاسم و سلطان ابو بکر

آفتاب اوج سروری و کوکب افق صلاحیت و صفدری بودند بر عادت مستمر بساط بوقلمون فرزین کجرو اجل بدستیاری فلک فیل روز بقصد آن شاهزادگان شاه رخے بازی داد تا باندک فرصتے از اسب مراد شان پیاده ساخته بشه مات فنا مقید مطمورهٔ مسطورهٔ خاک گردانید۔ بیت

عجب نیست از خاک اگر گل شگفت — که چندین گل اندام در خاک خفت

شاهزاده محمد قاسم بموت طبیعی رخت بدروازهٔ فنا بیرون برد اما سلطان ابوبکر بدست خدیعه و مکر الغ بیگ گرفتار شد و آن جوان از صفائی دل و اعتقاد درست بدو پیوست و آخر الامر الغ بیگ گورگان از آنکه مردم ولایت و لشکرے همچون ذره هواخواه آن خورشید فلک مهتری میبودند اندیشه خلاف مردم نموده باوجود آنکه با او عهد مؤکد ساخته و سوگند بغلاظ و شداد خورده از غایت غلظت و قساوه با او قلبی نموده در شهور سنه اثنی و خمسین و ثمان مایه در ارک سمرقند بزندان کوک سرا آن سرو خرامان را ببوستان جنت الماوی فرستاد و دوستکانی آن جرعه را کمتر از ساغر وے نیم چشید که کرد که نیافت و که خواهد کرد که نخواهد نیافت گویند این رباعی در وقت قتل سلطان ابا بکر نزد الغ بیگ فرستاد:—

اول که مرا بدام خویش آوردے — صد گونه وفا و لطف پیش آوردے
چون دانستی که دل گرفتار تو شد — بیگانگی تمام پیش آوردے

سلطان الغ بیگ ازکرده پشیمان شد و سودے نداشت انگشت تحیر بدندان گزیدی و
شبها ازین اندوه واویلا کنان گردیدے و این بیت را خواندے۔

وقت دریاب ہر باب کہ سودے ندہد ۔ نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند

پردهٔ غفلت پیش چشم اہل روزگار حایل است وطبع انسان بر ایذائے بیگناہان مائل خوشا وقت
اہل دلے کہ از غرور ونخوت بپشیمانی وندامت وخجلت عزیزان گذشتہ عبرت گیرد و بنور یقین وسرمہ
تحقیق دیدہ را مکحل سازد وعنان توسن نفس تیز گام محنت انجام را از دست دیوان ہوا ستانیدہ
بدست قضائے خدا سپارد صاحب اخبار طوال آوردہ است کہ امام شعبے گفت کہ من در قصر
دار الامارت کوفہ پیش عبد الملک بن مروان نشستہ بودم کہ ناگاہ خلیفہ روئے بمن کرد و گفت اے
استاد از انچہ دیدہ واز پیشینگان شنیدہ حکایتے مناسب حال بیان کن گفت اے خلیفہ حاجت
بشنودہ نباشد ومن معاینہ درین قصر حالتے عجب دیدہ ام اگر اجازت فرمائی بیان کنم
گفت بگو گفت عبید اللہ بن زیاد را دیدم درین قصر نشستہ وسر مبارک امام حسین رض را
در طشتی پیش او نہادہ مختصر مدتے بران نگذشت مختار بن ابی عبیدہ ثقفی را دیدم ہم بہمان جا بشوکت
نشستہ وسر عبید اللہ در طشتی پیش او نہادہ وبعد از اندک مدتے مصعب بن زبیر را دیدم
ہم درین مکان قرار یافتہ وسر مختار پیش او افتادہ وامروز تو نشستہ ودرین منزل مشاہدہ میکنم
وسر مصعب اینک پیش تو نہادہ ہست عبد الملک گفت عجب وحشت انگیز سخنے گفتی گفت عجب
عبرت آمیز سخنے گفتم واین بیت برخواند۔

اعتبر یا ایہا المغرور بالعمر المدید ۔ این شاد و بن عاد صاحب القصر المشید

عبد الملک ساعتے سر تفکر پیش افگند وآہ ندامت از درون دل برکشید واین بیت برخواند۔

بنوبت میستانند جان اجل ہر روز یاری را ۔ دران فکرم کہ این نوبت رسد روزی بجان من

## ذکر شیخ العارف فخر الملۃ والدین آذری رہ

تافت برارباب معنی نیر اقبال او ۔ شاہباز اوج بینش بود وہمت بال او

عارفے مجرد ومحققے عالی ہمت بود وبکار دنیا کم التفات نمودے وعلی الدوام طالب صحبت

اہل اللہ بودی چہل سال بر سجادہ طاعت بفقر و قناعت روزگار گذرانید و خاطر شریف را به
نیل آرزو تیغ نفس نرنجانید در فضیلت و علوم ظاہر و باطن آراستہ و در طریقت و مجاہدت
صادق دم و راسخ قدم بود و ہو علی حمزہ بن عبدالملک الطوسی البیہقی والد شیخ از جملہ سربداران
بیہق بودہ و نسبت او بہ معین صاحب الدعوات احمد بن محمد الزمجی الہاشمی المروزی تغمدہ اللہ بغفرانہ
میرسد و پدر شیخ خواجہ علی ملک بوقت سربداران در اسفراین صاحب اختیار بودہ و شیخ بہنگام
جوانی بشاعری مشغول شد و شہرت یافت و ہموارہ بمدح سلاطین و امرا مشغول بودے و در مدح
شاہرخ سلطان این قصیدہ در طور کفر کہ مطلعش این است بگفت۔

چیست آن آبے کہ تخم فتنہ بر می افگند　　خسرو گردون ز سہم او سپر می افگند

و درین قصیدہ داد سخنوری دادہ و خواجہ عبدالقادر عودی بمعارضہ شیخ برخواست و شیخ را چند
قصیدہ خواجہ سلطان امتحان کردہ بمعارض شدہ جواب بر شیخ بگفت کہ پسندیدہ اکابر بود و پادشاہ
اسلام بتعریف شیخ مشغول شد و او را وعدہ حکم ملک الشعرائی فرمود و در اثنائے آن حال نسیم جمال تحقیق
بریاض خاطر عاطر او وزیدہ و آفتاب جہان تاب فقر بر روزن کلبۂ احزان او پرتو انداخت۔

او در طلب حکومتے مے فرسود　　حق سلطنت فقر بدو لطف نمود

و قدم در کوی فقر و فنا نہاد و ترک و تجرید و سود و زیان بر باد فنا بر داد و صحبت شریف
شیخ الشیوخ قبلۃ العارفین شیخ محی الدین طوسی الغزالی قدس سرہ العزیز مشرف شد و از و آداب طریقت
نمود و کتب احادیث بخدمت او گذرانیدہ در خدمت شیخ مذکور عزیمت حج نمود و شیخ محی الدین
در محروسہ حلب از دار دنیا رحلت نمود و بعد از آن شیخ رجوع بسید نعمت اللہ قدس سرہ
نمود و مدتے در خدمت سید بسلوک مشغول بودہ و از آن حضرت اجازت و خرقہ تبرک یافتہ
و بعد از ریاضت و مجاہدت و سلوک بسیاحت مشغول گشت و بسے اولیا اللہ را دریافتہ
و خدمت کردہ و دو نوبت پیادہ بحج اسلام رفت و مدت یکسال در بیت اللہ الحرام مجاور شد
و کتاب سعی الصفا در حرم بنوشت و آن کتاب مشتمل است بر کیفیت مناسک حج و تاریخ کعبہ معظمہ
شرفہا اللہ تعالی بعد از آن بدیار ہند افتاد و چند گاہ در آن دیار بسر برد حکایت کنند کہ ملک ہند
سلطان احمد از جملہ پادشاہان گلبرگہ بود و شیخ را پنجاہ ہزار درہم انعام فرمود کہ بعبارت ایشان

یاسا لک یا ہندو گویند کہ بطریق حمل آن را مقرر داشتہ اند شیخ را فرمودند کہ بشکرانہ پیش ملک سر زمین نہاد شیخ آن مال را قبول نہ کرد و منع آن سجدہ نمود و درین باب میگوید:—

ما ترک ہند و جیفہ و جنجال گفتہ ایم      باد بروت جو نہ بیک جو نمے خریم

بعد از سفر ہند پائے در دامن ہمت کشید و از ساحت عالم ملک بتماشائے عالم ملکوت سر بجیب تفکر و درویشے فرو برد و سی سال بر سجادۂ طاعت نشست و بدر خانہ ہیچکس از ارباب دولت تردد نکرد بلکہ اصحاب دین و دولت و ارباب ملک و ملت طالب صحبت او بودند و ہموارہ بخدمت شریفش التجا کردندے گویند کہ سلطان محمد بایسنغر بوقت عزیمت عراق بزیارت شیخ آمد شیخ او را در قانون عدالت و رافت نصیحت فرمود شاہزادہ اعتقادے عظیم بہ شیخ دست داد و فرمود تا بدرۂ زر پیش شیخ ریختند شیخ آن مال را قبول نکرد و این شعر خواند:—

زر کہ ستانی و برافشانیش      ہم بہ از ان نیست کہ نستانیش

مولانا مجاہد ہندی کہ یکے از طالبعلمان آن روزگار بودہ دران مجلس حاضر بودہ یک مشت از ان زر بر داشت و گفت اے شیخ این مال تو بزور بر خود حرام کردے و خدا بر من حلال کرد و مجاہد آن زر بے مجاہدہ بیرون برد سلطان خندان شد و شیخ راست این قصیدہ در معارف و توحید قصیدہ۔

| | |
|---|---|
| ای برون از عقل ما عشق ترا رائے دگر | گفتگوی ما ہمہ جائی و تو جائے دگر |
| صد ہزاران گنج الا اللہ داری در وجود | اژدہائے لاست بر ہر گنج آلائے دگر |
| گوہر ذات ترا غواص فکرت در نیافت | زانکہ ہست این تخم حیرت در دریائے دگر |
| ہست در میدان میقات کمال کبریات | صد ہزاران طور بر ہر طور موسائے دگر |
| گر لقائے ہمت عشاق خود سازی مقام | بر تر از جنت بباید ساخت ماوائے دگر |
| ہر کسی را از تو در جنت تماشائی بود | ما نمی خواہیم جز رویت تماشائے دگر |
| با خریداران بہا کن باغ جنت را کہ ہست | مفلسان را درین بازار سودائے دگر |
| نعمت خوان کرم بر ہر کہ خواہی عرضہ کن | صوفیان را ہست ازین خوان ذوق حلوائے دگر |
| نیست عنقائے خرد را در قدم اہلیکہ ہست | در پس قاف قدم ہر گوشہ عنقائے دگر |
| گر چنین مستان بیازار قیامت بگذریم | بر سر ہر کو انگیزیم غوغائے دگر |

کرده دست قدرت مشاطه صنعت بلطف　　تو عروس خاک را هر روز آرایی دگر
پرده داران وصالت را برای امتحان　　از پی هر وعدهٔ امروز و فردایی دگر
قادرا پاکا بنور باطن آنها که هست　　در رخ ایشان ز آب لطف سیمایی دگر
خاصه آن شمع نبوت درة البیضای شرع　　کز فروغش هست در هر ذره بیضایی دگر
پس بچار ارکان دین آن چار یار با صفا　　هر یکی در منزلت موسی و عیسایی دگر
کاذری را از جمال خویش برخوردار دار　　در دو دارش نیست چون غیر تو دارایی دگر

ولہ

نبد هنوز در خلوت ازل مفتوح　　که دست عشق تو میزد در سراچهٔ روح
خمار شام عدم در دماغ جانها بود　　که ریخت مهر تو در جام می شراب صبوح
لب جسد نمک روح ناچشیده هنوز　　که بود شور تو در سینه و دل مجروح
بآب میکده زان بیشتر که غسل کنیم　　بدست عشق تو کردیم توبهٔ نصوح
گهی بیاد تو طوفان ز آذری برخاست　　که بود غرقهٔ بحر عدم سفینهٔ نوح

ولہ

مارخت دل بمنزل حیران کشیده ایم　　خط در سواد خطهٔ راحت کشیده ایم
باشد کلید مخزن حکمت بدست ما　　در چشم حرص کحل قناعت کشیده ایم
ای دل متاع حادثه نقدیست کم عیار　　بسیار در ترازوی همت کشیده ایم
ترسم که بر سفینهٔ توفیق ناکشند　　این خط که بر جریدهٔ طاعت کشیده ایم
فردا عذاب حشر نیاید بچشم ما　　در جنب آنچه که ز فرقت کشیده ایم
قدر دیار خویشتن و وصل یار خویش　　از ما شنو که محنت غربت کشیده ایم
مست آن میی ایم که در مجلس ازل　　با آذری ز جام محبت کشیده ایم

ولہ

بیاد چشم او هر جا می آید　　من بدمست را آنجا میارید
مرا گر زانکه روزی کشته یابید　　به تیر آن کمان ابرو سپارید

درین غم سوختیم اے مہ رویان    کہ ما را ہم داغے کی آید
خدا را مطربا صوفی ما را    بہای وہوی نی درہی ہی آرید
سماع آذری طوفان عام است    دگر مطرب ببزم او نیارید

ولہ

زحکمت بیاموز مست نکتہ    کہ در ہر دو عالم شوی سرفراز
لباس طریقت چو در بر کنی    ز ذلت مرنج وز عزت مناز

ولہ

در انبساط نشاط بساط خاک نگر    مثال رقعۂ شطرنج عرصہ پندار
ہمان مثابہ شطرنج وان مقابل ہم    دقیقہاے سیاہ وسفید لیل ونہار
جہان رسان شعبدہ نماے شطرنجی    زعقل ونفس دو شطرنج باز دعویدار
بہوش باش کہ گردون شطل پرست دغا    سپہر شعبدہ افزا حریف بس طرار
زفیل بند حوادث پیادۂ توفیق    کسے ببرد کہ کرد او تامل بسیار
گرت ہواست کہ رخ بر بساط شاہ نہے    درین بساط چو فرزین مباش کج رفتار
زکشت ہا دنہ آنکس کہ احتراز نکرد    بباخت اسپ مراد خود آذری بقمار
زمانہ با ہمہ کس غائبانہ مے بازد    حذر کنید ز منصوبہاے او زنہار

حقایق ومعارف کہ شیخ را از عالم غیب دست دادہ زیادہ از تحمل این تذکرہ است
ودیوان شریف او در اقالیم مشہور گشتہ زیادہ ازین نوشتن باطناب مے انجامد وبعد از دیوان
اشعار شیخ را چندین رسالہ ہست نظم ونثر مثل جواہر الاسرار کہ مجموعہ ایست از نوادر وامثال وشرح
ابیات وغیر ذالک وسعی الصفا وطغراے ہمایون وعجائب الغرائب مرقد منور او در قصبہ اسفراین
است ہشتاد ودو سال عمر یافتہ ودر شہور سنہ ست وستین وثمانمایہ املاک خود را شیخ برقعہ کہ
ساختہ ودر انجا مدفون است وقف کردہ بر صلحا وزہاد وفقرا وطلبۂ علوم والیوم بر سر روضۂ مطہر
شیخ رونق ورسم افادہ فرش ودرویشانی مرتب وزوار را بداں مرقد التجا است وسلاطین وحکام
بجہت حرمت روح پر فتوح شیخ احسان وشفقت بسیار درباره مجاوران مے کنند تا تکالیف

مسلم مے دارند والسلام علی من اتبع الهدی و خواجه احمد مستوفی در تاریخ وفات شیخ این قطعه گفت

دریغا آذری شیخ زمانه — که مصباح وجودش گشته بی ضو

چو او مانند خسرو بود در شعر — ازان تاریخ موتش گشت خسرو

چراغ دل بمفتاح حیاتش — بانوار حقایق داشت پرتو

اما شاهزاده عالی قدر سلطان محمد بن بایسنقر انار الله برهانه. بیت

در صد هزار قرن سپهر پیاده رو — نارد چو او سوار بمیدان روزگار

پادشاهزاده کریم طبع و مستعد و سخن شناس و مردانه و شجاع و زیبا منظر بود و بعد از وفات بایسنقر بهادر منصب اقطاع و مرتبه او بر امیرزاده علاء الدوله متعلق شد و گوهرشاد بیگم بدو مایل بودی و بر سلطان محمد و بابر سلطان جز اسم و رسمی نبودی و چون سلطان محمد بدرجه صفدری و بهادری رسید و فر دولت از جبین عالم آرائش واضح گشته شاهرخ سلطان میخواست تا او را بمرتبه سلطنت مرتقی سازد و طرفی از ممالک بدو ارزانی دارد و امرا و ارکان دولت بدین مهم یک جهت بودند اما گوهرشاد بیگم امتناع مے نمود که سلطان محمد جوانی متهور است مبادا سرکشی کند آخر الامر پادشاه اسلام عنایت کرده امرائے سعی نمودند سلطنت قم و ری نهادند و مضافات تا سرحد بغداد بسلطان محمد مقرر شد و آن شاهزاده بهر تبلیغ چند خود در آن دیار سلطنت کردی آخر الامر تهور جوانی و نازش بحکومت و کامرانی بر جد بزرگوار عصیان ظاهر ساخت و قصد همدان نموده و حاجی حسین را که والی آن دیار بود بقتل رسانید و بعد از فتح همدان لشکر کشیده اصفهان را نیز مسخر ساخت و امیر سعادت بن امیر خاوندشاه را که حاکم اصفهان بود مقید ساخت و چون خبر عصیان او بشاهرخ سلطان رسید با امرا درین امر اشارت کرد امرا صواب ندیدند که پادشاه اسلام متوجه یکے از احفاد خود شود و گفتند که هیچکس بر ولایت عراق اولی تر از سلطان محمد نیست مصلحت آنست که پادشاه رنجه نشود و چه از ناموس ملک و در ینهاید که قصد فرزند کند خلعت جهت شاهزاده باید و عراق را بدو مسلم داشت پادشاه را این مصلحت صواب افتاده مے خواست چنان کند گوهرشاد خاتون بدین مصلحت راضی نشد چه طرف علاء الدوله میرزا را مرعی میداشت که بعد از سلطان ولیعهد باشد و ندانست که باقتضائے

خداکوشش غیر مناسب است بارہا سلطان عہد با خاتون گفتی کہ من پیر ناتوان شدہ ام بیت

شعلہ کافورم از مشکم دمید　　شد جوانی نوبت پیری رسید

لابد ملک از فرزندان نسبت بدوسہ روزہ پس و پیش چہ مضایقہ باشد و این بیت خسرو مناسب این حال است. بیت

امروز میرم پیش تو تا شرمسار من شوی　　بر تو چہ منت جان من زیرکہ فرمان در رسد

خاتون باز آن پادشاہ را از طریق احسان بگردانید و باکراہ پادشاہ ربع زمین عازم عراق شد و بر قصد سلطان محمد نہضت فرمود و جہت ناموس چنان نمود کہ عزیمت دار السلام بغداد و قصد اسفندیار بن قرا یوسف دارد و آن یورش بلشکر بغداد شہرت یافت و عزیزی در اثنائے آن حال گفت. بیت

کوس دولت تا در بغداد باید کوفتن　　چشم زخم خلق را اسفند باید سوختن

و در شہور سنہ خمسین و ثمان مایہ پادشاہ ربع زمین از دار السلطنت ہرات عازم عراقین شدہ دران حین سلطان محمد بمحاصرہ شیراز مشغول بود چون خبر نزول شاہرخ سلطان بقشلاق ری رسید سلطان محمد از شیراز برخواست و امیرزادہ عبد اللہ بن امیرزادہ ابراہیم سلطان کہ حاکم فارس بود از استیلائے عمزادہ خلاص یافت و سلطان محمد از نواحی کوشک زرویران شدہ بجانب کردستان و نواحی بغداد فرار نمود و شاہرخ سلطان بجدود کم و سادہ نزول نمود چنانکہ ذکر شد بزرگان اصفہان را سیاست فرمود و در فشار دو سے قشلاق معین ساخت و سلطان محمد در شکایت اخوان و حسب حال خود نزد شاہرخ سلطان این غزل انشا نمودہ ارسال داشت۔

منکہ ہمچون ذرہ سوئے ابر پنہان کردہ ام　　از جفائے روزگار و جور اخوان کردہ ام

داشتم من حرمت سلطان سپاہ یدم بجنگ　　نوکران خویش را ہر سو پریشان کردہ ام

رستم دستان نکردہ آن جنگ با افراسیاب　　آنکہ با حاجی حسین در خاک ہمدان کردہ ام

در عراق از نوکر خود امتحان میخواستم　　شاہ پندارد کہ من قصد سپاہان کردہ ام

قصد من کرد انجہان شاہ و سپاہ لشکرش　　از کمینگہ آن سپاہ با خاک یکسان کردہ ام

دیگر از عیش و ما را رزم میدان از روبست | من بمردی زندگانی همچو ایشان کرده ام
نقد سلطان بایسنغر خان بهم کاندر مصاف | بر سمند باد پا هر لحظه جولان کرده ام
من محمد نام دارم بهر دین احمدی | جان خود را من فدای شاه مردان کرده ام

از قضاے خدا چنانچه ذکر شد شاه رخ سلطان بری بجوار رحمت حق پیوست و جوانان و امیرزادگان اغلب رغبت بسلطان محمد میرزا کردند و او پادشاهی باستقلال و عظمت سلطنت برکمال یافت و تمامی عراق عجم و فارس و کرمان و خوزستان تا بصره و واسط بقبضه ضبط در آورد و بعد از آنکه الغ بیگ گورگان بر علاء الدوله ظفر یافت گوهر شاد بیگم و ترخانیان و اکثر امرا و وزراء شاهرخی که از الغ بیگ خایف بودند رجوع بسلطان محمد میرزا نمودند و علاء الدوله میرزا نیز چون از جمیع جهات ناامید شد التجا باو نمود آفتاب دولت سلطان محمدی آهنگ صعود و ارتفاع کرد و بدان قدر که حد وهم باشد در باره همگنان شفقت نموده گوهر شاد بیگم را باعزاز و اکرام ملازمت نمود و امرا و وزراء نیز بدستور شاه رخ سلطان مراتب و منصب مقرر کرد۔ بیت

نشست خسرو روی زمین باستحقاق | فراز تخت سلاطین بدار ملک عراق

و چون اسباب جهانداری و مراتب کامگاری مهیا شد غرور و نخوت که آئین فرزندان آدم است دامنگیر دولت آن دوحه سعادت شد و بخلاف معاودات برادرش ابوالقاسم بابر بهادر که بر تخت خراسان جلوس یافته بود مشغول شد و چندانکه ناصحان و امرا میخواستند تا رفع نزاع نمایند میسر نشد و در شهور سنه ثلث و خمسین و ثمان مایه سلطان محمد با لشکری گران سنگ از عراق بقصد برادر عازم خراسان شد و در حدود فرهادجرد که از اعمال ولایت جام است میان برادران مصاف دست داد۔ بیت

گر افتادی سر یک سوزن از میغ | نبودی جای سوزن جز سر تیغ
نشد در میان درعها تیر | چو بر برگ گل تر باد شبگیر

آخر الامر مبارزان عراق بر مجاهدان خراسان ظفر یافتند و سلطان بابر بطرف قهستان و نسا گریخت و سلطان محمد بر ملک سروری قرار یافته بدار السلطنه هرات بر تخت شاهرخی جلوس کرد و آن زمستان بکامرانی در هرات بسر برد و بفصل بهار بابر نیرو گرفته و از جلایر و تراکمه استراباد لشکری

قوی بدو پیوست باز شهزاده سلطان محمد آهنگ برادر نموده و حاجی محمد قونه شیر را که یکی از امیر
زادگان شاهرخی بود و در عهد دولت سلطان محمد تربیت یافته از حدود مشهد مقدسه رضوی علیه التحیة والثنا
با لشکری گران مایه بایلغار بجانب بابر سلطان روانه ساخت و بابر سلطان در مشهد با حاجی
محمد مصاف داده و لشکر او را بشکست و حاجی محمد را بقتل رسانید. بیت

چه کند بنده که گردن ننهد فرمان را　　چه کند گوی که تابع نشود چوگان را

ذره را نزد خورشید قدرتی نباشد و مملوک در قبضه تصرف مالک چه وزن آرد چون سلطان محمد
از واقعه حاجی محمد وقوف یافت متردد گشت و از تدبیر غلط اندیشه مند شد و با جمعی از
پهلوانان و جوانان گزیده و داسب فی الحال بطرف برادر ایلغار نمود و بعد از روزی که سلطان بابر
حاجی محمد را بقتل رسانیده بود و فتح یافته و باطمینان تمام نشسته نماز دیگر پنجشنبه غره صفر سنه
اربع و خمسین و ثمان مایه بر سر برادر راند با هفت صد مرد و سی هزار مرد که در معسکر بابری بودند
شکست و بابر فرار نمود و غنایم بی حد و مر بر زمین ماند که آن مختصر مردم ضبط نیارستند کرد و از قضا
در آن حین امیرزاده علاء الدوله که از قبل سلطان محمد حاکم غور و گرمسیر و یکه النگ شده بود فرصت یافته
بهرات آمده بر تخت سلطنت جلوس کرد و اورق سلطان محمد که در حین ایلغار در رادکان گذاشته
بود و خواجه غیاث الدین پیر احمد وزیر را امیر اورق ساخته چون جهان بهم برآمد و خبر امیرزاده علاء الدوله
شنیدند هر دو اورق یکدیگر را غارت کردند و ویران شدند و خبر ویرانی اورق بسلطان محمد رسید از مشهد زار
مضطرب شد بطرف رادکان آمده آثار اورق و تجمل او جهت بر جای ندید و خبر جلوس علاء الدوله نیز بشنود
و متردد گشت چاره جز انصراف جانب عراق از راه چهار رباط و یزد آهنگ عراق نمود و در غیبت سلطان
محمد امیرزاده خلیل بن امیرزاده محمد جهانگیر بر فارس مستولی شده و شیخ اعظم ابو الخیر خوی را بقتل رسانیده بود و بر
سلطان محمد عاصی شده و در حدود اصطخر سلطان محمد با او مصاف داد و او را بشکست و باز باستقلال در عراق
و فارس بسلطنت تمکن یافت و همان خصومت میان او و بابر سلطان قایم بود تا در شهور سنه خمس و خمسین و ثمانمایه
باز بآهنگ خراسان و جنگ برادر از عراق لشکر بخراسان کشید و تا حد فره و نه کوه دو واقعان بیامد بابر سلطان
در حدود سلطان آباد بود و بزرگان سمرقند در میان ایشان باصلاح مشغول شدند و بسخن صلح برادر را
فریب داده عنصر بی نقص عزم نموده بخراسان مایل شد و بجوین نزول فرمود و از جوین باسفراین آمد بعضی

ازامرا عرض کردند که ای سلطان عالم نقض عهد نامبارک است یا بینی که چنین نشدی اما چون بودنی بود
حالا مصلحت نیست که بجانب بابر میرزا توجه نمائی صواب آنست که عزم سلطنت هرات کنیم و
چون بدولت تخت هرات بگیری کوچ و فرزندان مرحوم بابر سلطان جمع در هرات اند ضرورتا
مرحوم بابر فوج فوج بتو رجوع خواهند کرد سلطان محمد آن مصلحت نشنوده بانگ بر امرا زد که دیگر پیش
من این سخن نگوئید مردم گمان برند که من از بابر ترسیدم زن بر من حرام باد که اگر با بابر صد هزار مرد
مسلح باشد من بصد سوار بروی نزنم چون امرا چند بار این سخن بروی گردانیدند در غضب شد و او مردی
بود بدگمان و زبان بد داشت و فحش بسیاری گفت و امرا را دشنام میداد و گویند در مستی
بر ریش شیخ زاده قوش ربائی که از امرای تربیت یافتگان او بود بول کرد و امرا ازو نفور گشتند و
بمرگ خود راضی شدند و روز یکشنبه سیزدهم ذالحجه سنه خمس و خمسین و ثمان مایه در حدود جناران که نزدیک
اسفراین و دربند شقان است میان سلطان محمد و بابر مصاف دست داد و امرای سلطان
تمامی روی گردان شدند و شیخ زاده حرام نمک نفاق پیش گرفته و امیر مرحوم نظام الدین بن فیروز شاه
حق نعمت ولی نعمت رعایت نموده حسب المقدور کوشش نمود و از جانب بابر سلطان شیر احمد که
حاکم استراباد بود بقتل رسید و آخر الامر شکست بر جانب سلطان محمد افتاد و آن پادشاه
دلاور بعد از مردانگی و کوشش و از غدر امرای حرام نمک بدست بابر سلطان اسیر شد
اصبحت امیراً و امسیت اسیراً

جهانا ندانم چه آیین تست | که این از سپهر کهن کین تست
گر از بهر این پنج روزه سپنج | با خوان چنین [illegible] دشمنی
کسی گر بگردون لوا بر کشد | نیرزد بدان کو برادر کشد
ولیکن چنین گفت دانا حکیم | که شیرین بود ملک اما عقیم
اگر گفت دانا عقیم است ملک | تو گر تن درستی سقیم است ملک

و پرده پندار پیش نظر بابر سلطان حایل شد باغ صله رحم گشت و آب شفقت بقهور آتش
غضب گردید و عروس خوارزم در تتق فرمان شوخی محجوب شد بقتل برادر رضا داد و سیاف قهر الهی
به تیغ بی دریغ اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون سلام علی محمد را بسیاست گاه

فنا رسانیده ہذه الرباعیہ لمؤلفہ

ای ہمنفسان عجب سرائیست جہان — باشید ازین سرائے بد مہر جہان

اینست درین جہان دون کار جہان — چون کار جہان چنین بود وائی کہان

حکایت کنند کہ سلطان محمد قبل از جنگ بیکروز در سر آب ریزی نعمان کہ از اعمال اسفراین است فرود آمد و نزدیکان وجوانان و مبارزان لشکر خود را دل مے داد کہ مردانہ باشید و حق نعمت من فرو نگذارید سہ ہزار جوان بیکبار دستارہا از سر بر داشتند و گفتند سرہای ما فدای راہ تست روز دیگر شہزادہ را بگذاشتند و بگریختند و گویند کہ از ان لشکر الآخون شاہزادہ کہ ریختہ شد بینی ہیچکس خونی نشد تا معلوم رای اولوالابصار باشد کہ بر اطاعت وتملق عوام کالانعام اعتماد می نیست :-

دہ خداوندے زعاریتت بحق — تا خداوندیت بخشد متفق

این خداوندی کہ دادندت عوام — زود بستانند از تو ہیچو وام

وفضلا وعلما وشعرا کہ بروزگار سلطان محمد بایسنغر ظہور یافتہ مولانا معظم قدوۃ الفضلا مولانا شرف الدین علی یزدی واز شعرا مولانا حسن و ولی قلندر و بدیعی سمرقندیست۔

## ذکر مولانا سیمی نیشاپوری رہ

مردے مستعد و ذو فنون اوّل در نیشاپور بودی و بعد از ان در مشہد مقدس رضوی علیہ التحیۃ والثنا ساکن بودی و بمکتب داری وادیبی مشغول بودی و بشش قلم نوشتے و در علم کتابت و ہنر شعر و علم معمار در روزگار خود نظیر نداشت و رنگ آمیزی کاغذ و سیاہی ساختن و افشان و تذہیب حق او بودہ و درین علوم رسایل دارد و در انشا و ترسل و غیر ذالک صاحب فن بودہ و اولاد و اکابر در مکتب او متعلم بودہ اند و بحسب تجربہ بمکتب او را مبارک یافتہ اند و مولانا عبدالحی کہ در خط سیاق و دبیری سر آمدست شاگرد سیمی بودہ است و این مطلع سیمی راست :-

دل مسکین حاجتمند مشتاق — بعشق ابرویت شد لسنہ بر طاق

صبا برگ شگوفہ پیش گل برد — کہ ای گل میرئی را خردہ داری

ومولانا یحیی از سخنوریست بامدک مثل قناعت کردی و بنوعیکه ذکر شد مطلعها گفتی اما معماهای او بین الفضلا متداول است و این معما او راست۔

بر لب بام آمد آن مه گفت بادهر دلنت     کافتاب عمرت اینک بر لب بام آمدست

و درین معما چند اسم مختلف میگویند که اخراج میشود چون این ضعیف را درین علم چندان وقوفی نیست والعهدة علی المستخرج و بعهد شاهزاده علاء الدوله گویند مولانا یحیی در یکشبانه روز سه هزار بیت نظم کرده و نوشته در معرکه که خواص و عوام مشهد جمع بوده اند و دهل و نقاره میزده اند نه بتقاضای حاجت برخواست و نه طعام خورد و نه خواب کرد و آن ابیات سه تکیه بوده که بامتحان نظم کرده و نظم ابیات آن داستانها بعضی روان و بعضی مصنوع بود و عقل درین صورت عاجز میشود که این حال فوق طاقت بشریست اما این سخن در افواه عوام افتاده والعهدة علی الراوی و عجب تر از این نقل میکنند که در شبانه روزی دوازده من طعام و میوه خوردی و بی ثقل هضم کردی زهی اشتهای صادق و زهی طبع موافق۔

کس بدینسان طعام تا نخورد     کو بدین نوع نظم تا نکرد

فائدہ:- یکی از حکمای هند گوید که اگر همه عالم یکسی ثابت باشند و معده بد بود و اینکس چه کند۔

جوی قوت ز طبع و صحت تن     به است از ملک فریدون برمن

اما شاهزاده علاء الدوله بن بایسنغر پادشاه نیکو منظر و خوش طبع سالها بر مسند بایسنغری قرار یافت و بعد از وفات جد در دار السلطنه هرات قائم مقام شاهرخی شد و گنج شاهرخی که سالها جمع کرده بود در ان بکشود و چون باد بهار که درم بر سر ساکنان بستان نثار کند دست جود برگشاد و بهره تمام بلشکری و رعایا رسانید و گویند که گنج شاهرخی بدست جود علاء الدوله صرف شد و بیست هزار تومان نقد نقره مسکوک بود سوای طلا آلات و جواهر و تجملات و دیگر عاقبت ازان چه بهره جز مضاعفه بخت ندید و از آن خلق عظیم جز عبوس از چهره اخوان ابنای روزگار خود مشاهده نکرد۔

حکمت:- پادشاهان جهان عزیزان را تخت توانند داد اما بخت نی و خسروان در مراتب خدام توانند افزود اما عمر نی و ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم۔

آنرا که نیک بخت ازل آفریده از     بالشی چه حاجتست کفایتکه میکند

اگر پادشاہ بگنج و مال پادشاہ بودے بایستی کہ ملک و مال پیوستہ بدست پادشاہ صاحب اقبالے کہ مالک این گنج شد برخورداری از دنیا و آخرت یافت :-

قوت از بخت طلب کن نہ زمیراث پدر
روزی خویش ز حق دان نہ زمزرع و ثمر

و سلطان علاء الدولہ بنوعے کہ ذکر شد از استیلائے الغ بیگ شکست یافت و چندے متحصن شد بعد ازان بدست برادران ہرچند گاہ ذلیل شدی و ہرجا کہ روی آوردی بخت تیرہ پشت باو کردی :-

ہر روز بمنزلی و ہر شب جائی
میکرد فراق بر سرم سودائی

بیچارہ مسافران بحر عالم
چون زورق شکستہ بہر دریائی

گاہ در غور و گاہ در ساری
نہ مدد از کسے و نہ یاری

گاہ در دشت بود سرگشتہ
گہ ز راہ عراق برگشتہ

کو در از درشتی سخت ناہموار آن شاہزادہ عالی مقدار دل خون میشد و سنگ حرمان بر سر میزد و ابر از بیحیائی طالع واژگون آن شاہزادہ محزون رقتے در دل پیدا شدی و کوہ سنگدل بزبان صدا و ابر بآب چشم معنی ندائے این بیت مناسب این حال مے خواند :-

نہ ز بختم رسدے یاری نہ ز یار امید لطف
آہ من چون میزیم بخت آنچنان یار اینچنین

آہ از جفائے روزگار و داد ز بوالعجبی این ملک غدار کہ تیرہ بود در دولت او اعتماد است و ہنوز نامہ اقبال او ہر او ہر کس کہ ازین غدار ہر دو نہ گذشت شقی نیست سعید است :-

ایدل بکام خویش جہان را تو دیدہ گیر
در وی ہزار سال چو نوح آرمیدہ گیر

ہر گنج و ہر خزانہ کہ شاہان نہادہ اند
آن گنج و آن خزانہ بدست آوریدہ گیر

ہر بردہ کہ ہست ز بلغار و روم و چین
آن بردگان بسیم و زر و خود خریدہ گیر

ہر اطلس بینج کہ از روم و ششتر است
آنہا برائے خویش قبا ہا بریدہ گیر

ترکان تنگ چشم سہی قد خوش خرام
سیب ذقن گزیدہ و لبہا مزیدہ گیر

با دوستان ہمدم و یاران ہمنفس
بنشستہ و شراب مروق چشیدہ گیر

مال چیست چون مگس و تو چو عنکبوت — چون عنکبوت گرد مگس آرمیده گیر
درد او حسرتا و دریغا بروز مرگ — صد بار پشت دست بدندان گزیده گیر
سعدی نشست چون قفس و روح همچو مرغ — روزی قفس شکسته و مرغ پریده گیر

القصه نصیب جام علاء الدوله از خم فلک دُردِ درد بود تا آخر از بی شفقتی برادرش سلطان
بابر بجلادی سرا اقبال جهان بین او را میل ادبار کشید اما حق تعالی بچشم عنایت بدو نگریست مردم
چشم او را از حادثه میل محفوظ داشت و چندگاهی بتکلف خود را نابینا می ساخت و عاقبت از
مشهد مقدس فرار کرد و بعد از آن واقعه اعتماد بر جانب برادر و هیچ آفریده نداشت روی بدشت
قبچاق آورد و چندگاه وجود او چون وجود کیمیا معدوم و آوازه او چون آوازه عنقا بود و بعد از
وفات بابر سلطان در شهور سنه احدی و ستین و ثمان مایه باز از طرف ازبک و دشت قبچاق
بخراسان آمد و ولد او ابراهیم سلطان متصدی سلطنت خراسان بود باز بدستور سابق در دست
فرزند مقهور و ذلیل شد و چند روزی چو نوروز در هنگام نوروز آن سال در دار السلطنه هرات
حکومت شکسته بسته نمود و جهانشاه پادشاه را از طرفی مزاحم و سلطان سعید ابوسعید میرزا
از طرف خود هیچ باد سحر از میانه برخواست که من آخر الامر عاجز وار در ملازمت پسر عازم جبال
غور و غرجستان شد و غوغاتی و تمنائی مملکت را آن دو عاجز بدین دو پادشاه قوی
گذاشته و در حدود غرجستان و آن دیار چند نوبت میان پدر و پسر منازعت و مصالحه
افتاد و آخر هر دو متفق شده در حدود کولان که از اعمال بادغیس است با سلطان ابوسعید گورگان
مصاف دادند و شکست یافتند و در آن فرار علاء الدوله میرزا بحدود رستمدار افتاد و شب و روز آن
سلطان زاده محترم محروم دعا کردی که سرگردانی از حد گذشت و جفای فلک بی اندازه گشت
تا در شهور سنه ثلث و ستین و ثمان مایه در حدود رستمدار ازین جهان غدار بروضه دار القرار
تحویل فرمود:-

وارست شد از جفای اخوان جهان — شد سیر دلش ز نعمت خوان جهان
مانند جهان ز گلشن دهر گذشت — چون گل دو سه روز بود مهمان جهان

# ذکر مولانا یحیی سیبک نیشاپوری رح

مردے فاضل و در اکثر علوم صاحب وقوف بود و بر درگاه خاقان مغفور شاهرخ سلطان بفضل و استعداد شهرتے یافت و در علم شعر و خط صاحب فن بوده و چندے نامه منظم آورده و کتاب اسرارے و خماری تالیف نموده و سخنان اکابر و استادان تضمین در آن نسختین آورده این بیت از آنجمله است:

مکن اسرار خالص بالقند و زعفران معجون  برنگ و بوی خال و خط چه حاجت روی زیبا را

و مولانا یحیی در صنائع شعرے مبالغه دارد که پیے آن سخنورے نمی کند چون او مرد قانع و از ملازمت اهل دنیا مجتنب بوده سخن او زیاده شهرتے نیافت و الا او از سخنوران معتبر است اشعار و مطلع هائے او بین الشعرا مذکور و دیوان او درین دیار مشهور است و این مطلع او راست:

آن ترک که صد خانه کمانش بپی انداخت  سویت فکنم گفت خدنگی و نینداخت

وله

همچو بلبل هائ هوی کن که بر خواهد پرید  مرغ روح از شاخسار عمر تا هی می کنی

وله

تو ای سرخیل مهرویان چه نامے  ملک یا حور یا رضوان کدامے
چو در بستان خرامی سرو نازی  مهی هرگاه بر بالائے بامے
مرا رخسار و زلفت هست مطلوب  انیس وقت جان صبح و شامے
نسیما بگذری گر بر دیار رشق  فبلغ عند معشوقی سلامے
مران از کوی او ما را رقیبا  فلا ترد مسایل عن کرامے
گل اندر غنچه تر دامن بود لیک  دریده جامهٔ در نیکنامے
گدائے تست فتاحے مسکین  فحسبی عند اقران احتشامے

توفی مولی الفاضل نور مضجعه فی حدود سنه احدی و خمسین و ثمان مایة.

# ذکر مولانا غیاث شیرازی نور الله مضجعه

مرد خوش طبع دانا و مورخ و حکیم شیوه و خوش طبع بوده و سرآمد و مقدم اہل طریق و از معرکہ گیران فارس بوده و شاعر پہلوان است و در مناقب خاندان طیبین و طاہرین قصاید غرا دارد و اشعار او مشہور است اما مردے منصف بوده و در تعصب و تشیع مثل ابنائے جنس خود نیست و اعتدال رعایت میکند و این قطعه او راست۔

| | |
|---|---|
| نہتک در سخن گفتن زیان است | تأمل کن تأمل کن تأمل |
| بکار بد چو نیکان تا توانی | تعلل کن تعلل کن تعلل |
| بفضل و علم راه حق تو انیافت | تفضل کن تفضل کن تفضل |
| نکو فالی بود اقبال مردان | تفأل کن تفأل کن تفأل |
| ز اندیشه فرو شو لوح بینش | توکل کن توکل کن توکل |
| مکن ابن غیاث از کس شکایت | تحمل کن تحمل کن تحمل |

گویند مولانا کمال مرد زیبا سخن و لطیف منظر بود و در شہر شیراز در میدان سعادت نماز دیگر بساط انگندی و بسخن گوئی و مناقب خوانی مشغول شدی و ترکیبہا و دیه فروختی و از کتاب جاماسب نامه و احکام خبر گفتی و مردم را ابد و اعتقادے بودی و او را رعایت کردندے و ہر روز تا او را ازین باب مبلغی در آمد بودے روزے ابراہیم سلطان مولانا را طلب داشت و پرسید که از مذاہب چہارگانه کدام بہتر است گفت اے سلطان عالم پادشاہے در درون خانه نشسته است و این خانه چہار در دارد و از ہر در که درائی درین خانه سلطان را توان دیدن تو چہار کن تا قابلیت خدمت سلطان حاصل کنی از درِ سخن گوی و از صدر نشینان جوی شاہزاده دیگر باره پرسید که ای مولانا متابعان کدام فاضل ترند گفت صالحان ہر قومے و ہر مذہبے سلطان را این سخن از مولانا خوش آمد و مولانا را انعام و اکرام فرمود ہر آئینه کسے را که اندک وقوفے از عالم معنی است از قبول و رد خود را دور میدارد و یقین میداند که او را بجہت فضول نہا فریده اند تخصیص در قبول و رد اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود که کفر طریقت و شریعت است الا ہمه را بزرگ و فاضل دانستن

وبہ حق داشتن و عطار درین باب فرماید۔

الا ای در تعصب جانت رفتہ ۔۔۔ گناہ خلق در دیوانت رفتہ

مشو از ابلہی پر زرق و پر مکر ۔۔۔ گرفتار علی ماندی و بو بکر

گہی این یک بود نزد تو مقبول ۔۔۔ گہی آن یک بود از کار معزول

گرین بہتر وران بہتر ترا چہ ۔۔۔ کہ تو چون حلقہ بر در ترا چہ

ہمہ عمرت درین محنت نشستی ۔۔۔ ندانم تا خدارا کی پرستی

یقین دانم کہ فردا پیش حلقہ ۔۔۔ یکی گردند ہفتاد و دو فرقہ

چہ گویم گر ہمہ زشت ار نکو یند ۔۔۔ چو نیکو بنگری جویای او یند

الٰہی نفس سرکش را زبون کن ۔۔۔ فضولے از دماغ ما برون کن

دل مارا بخود مشغول گردان ۔۔۔ تعصب جوی را معزول گردان

## ذکر مولانا بدخشی رہ

از جملہ فضلا است و در شہر سمرقند بعہد دولت الغ بیگ در سخنوری مرتبہ عالی داشت و سرآمد شعرائے روزگار بود و سلطان و اکابران عہد او در سخنوری مسلم میداشتند و در مدائح پادشاہ مشار الیہ قصاید غرا دارد و دیوان او دران دیار مشہور است و قصیدہ ردیف آفتاب بر قدرت و لطافت طبع او گواہی میدہد و این دو بیت از جملہ آن قصیدہ است :۔

ای زلف شب مثال ترا بر در آفتاب ۔۔۔ از شب کہ دید سایہ کہ افتد بر آفتاب

زاغیست طرہ تو ہمایون کہ آشیان ۔۔۔ بالائے سرو دارد و زیر پر آفتاب

## ذکر مولانا خیالی بخاری رہ

از جملہ شاگردان خواجہ عصمت اللہ بخاریست مردے مستعد و خوش طبع بودہ و سخنان درویشانہ و پاکیزہ دارد و دیوان او در بدخشان و ماوراء النہر و ترکستان شہرتے عظیم یافتہ و این غزل او راست۔

ہر کہ زین وادی بکوی بخت و دولت میرسد ۔۔۔ از رہ و رسم قدم داری و ہمت میرسد

از خروش کوس شاہان این ندا آید بگوش — کین سرا ہر پادشاہے را نوبت میرسد
فرصت صحبت مکن فوت از پے مقصود خویش — حالیا خوش بگذران کانہم بفرصت میرسد
آخر ای سرگشتہ وادی ہجران پیش ازین — تشنہ لب منشین کہ دریاہائے رحمت میرسد
از رہ غربت خیالی عاقبت جائے رسید — ہر کہ جائے میرسد از راہ عزت میرسد

اما خیالے دیگر در سبزوار و خیالے دیگر در تون بودہ اند و بدیشے گفتہ اند فاما در جنب مولانا خیالی بخاری خیال ایشان محال است۔

## ذکر ایلچ الشعرا بابا سودائی

طبع متین و سخن شاعرانہ مضبوط دارد و اصل بابا سودائی از ابیورد است و او مرد ظریف و اہل دل بودہ و سلاطین و حکام او را محترم میداشتہ اند و بعضے بر آنند کہ بابا اہل ولایت بودہ است و اول خاوری تخلص مے کرد و در ثانی الحال او را جذبہ رسیدہ سر و پا تے برہنہ چند سال در دشت خاوران مے گردید و بعد ازان بسودائی اشتہار یافتہ و بروزگار خود سرخیل شعرا بودہ و این طائفہ او را حرمتے و عزتے میداشتند۔

حکایت آوردہ اند کہ اہالی ابیورد از مردم جانی قربان بغایت در زحمت بودند و چند نوبت از ایشان شکایت نزد سلاطین روزگار بردند مفید نبود و بسبب آنکہ مردم بقوت و مکنت بودند و سرداران ایشان را نزد سلاطین مقدارے و جاہے بود و بابا سودائی در ابیورد دہی داشت سگان نام و حالا آن موضع مدفن او ست و تعلق باولاد او میدارد و مردم جانی قربانی در محصول آن دیہ خرابی مے کردند بابا قصیدہ در باب آن مردم مے گوید ابتدا بمدح شاہرخ سلطان و من بعد شکایت مردم جانی قربانی مے نماید و شاہرخ سلطان بضبط آن مردم مشغول شدہ و بعضے ازان مردم را بمرو و طوس بردہ پراگندہ ساختہ و این است بعضے ازان قصیدہ:—

ملک ویران شد از جانی جانی قربان — وز قر لباسے پسر محمد توقان
چشم ظالم نپیچے بسر دیا مگرہ دون — گروہ دزدی و دغا پیشہ بے نام و نشان
در دماغ ہمہ شان فکر کلاب و خرسان — در خیال ہمہ شان ذکر خروج و طغیان

نائب دست چپ نیست بگو سعد الملک　　بردم اسب گره ازچه زند تا بستان

هست دانا و دلیل همه مولا قاسم　　خوش دلیلیست اذا کان غرابا برخوان

پادشاها بکن این قوم مخالف را دور　　یا بکن کوه کلات چو فلک را ویران

و در ختم قصیده در دعائے دولت شاهرخ سلطان این بیت نیکو گفته است۔ بیت

نیک خواهان ترا دولت برلاسی باد　　بدسگالان ترا محنت جانی قربان

حکایت کنند که بروزگار بابا سوادی در ابیورد چنان اتفاق افتاد که قاضی ابوسعید خر بود و خواجه جلال استرجانی قربان و صدر الدین سگ داروغه و محمد گله گاو محصل مال و مناسب این حال بابا سوادی این قطعه فرمود:-

بادر دلسان ابیاوی است　　چرخش همه غصه است و غم ناد

داروغه سگ است و قاضیش خر　　عامل شتر و محصلش گاد

تنها چه بود نصیب رعیت　　لت خوردن و زر شمردن و داد

گویند بابا قصیده در منقبت امیر المومنین و امام المتقین و یعسوب المسلمین اسد الغالب علی بن ابی طالب انشا فرموده و در پایان قصیده مذمت سلاطین روزگار فرموده و سلاطین آن روزگار ترک بدعتها کرده متنبه شده اند و ابیست بعضے از ان قصیده:-

بر لوح سیم صبح بکلک زر آفتاب　　بنوشته نام احمد و القاب بوتراب

یعنی دو بود اسم و مسمی همان یکے　　احول دو دید شان و یکے بود در حساب

برخوان حدیث لحمک لحمی و سر مپیچ　　بشنو رموز دمک دمی و رخ متاب

از خیل انبیا نبی الله هاشمی　　وز جمع اولیا اسد الله بوتراب

سخن شعرا در دل سلاطین اثر مے کند اگر چنانچه علمائے روزگار ما کلمه حق بجا آورند و زبان نصیح فرو نه بندند اثر خیر مید بدا ما این باب درین روزگار مسدود شده و این غزل اوراست۔

عنبرست خال و رخت ورد و خطت ریحان است　　دهنت غنچه و دندان و در و لب مرجان است

گوهرت نطق و زبان طوطی و خندق انگشت　　زنخت سیب و برت سیم و دلت سندان است

پیش دندان تو در بحر بدرویشی در　　گوش بگرفت که درویشی درویشان است

فرقت روئے تو ز اندازہ طاقت بگذشت　　پیش ازین صبر ندارم کرم از مردان ست

مید ہار جان بیکے بوسہ دل سودائی　　گفتمش دل نہ ہی گفت کہ دل سلطان است

قصاید غرا کہ بابا در جواب شعراء بزرگ گفتہ مشہور است و لطایف و ظرایف او بین الخواص والعوام مذکور ہر کراز بادہ شوق اشعار بابا نشہ رخ رجوع بدیوان او کند و با باعمر دراز یافت از ہشتاد سال سن او تجاوز کرد توفی فی شہور سنہ ثلث و خمسین و ثمان مایہ و دفن فی سگان من اعمال ابیورد۔

# ذکر طالب جاجرمی

غزل را نیکو میگوید و از کدخدازادگان جاجرم بودہ و شاگرد شیخ آذری است در اوائل حال سفر اختیار کردہ در دار الملک شیراز اقامت ساخت و آنجا قبول تمام یافت و اشعار او در ملک فارس شہرت کلی گرفتہ و در جواب شیخ سعدی اشعار دارد و غزل شیخ را مطلعش اینست۔

دیدہ از دیدار خوبان برگرفتن مشکل است　　ہر کہ ما را این نصیحت میکند بیحاصل است

طالب در جواب این تتبع کردہ :۔

ایکہ بے روئے تو ما را زندگانی مشکل است　　تلخی داغ فراقت ہمچو زہر قاتل است

حاصل عمرم تو بودی اے نگار لالہ رخ　　تا تو رفتی از برم عمر من بیحاصل است

در غمت بگریستم چندانکہ آبم سر گذشت　　از پیت زانرو ہمی آیم کہ پایم در گل است

اے نسیم صبحگاہے با من بیدل بگوی　　کین زمان آرام جانم در کدامین منزل است

اے ہمای دولت از ما سایہ خود بر مگیر　　نیر اقبال تو بر ہر کہ افتد مقبل است

ما ز آب دیدہ خود غرقہ بحر غمیم　　از غریق آنکس چہ داند کو بروئے ساحل است

یار رفت و با من طالب حدیثے ہم نگفت　　وہ کہ تا روز قیامت این غبارم بر دل است

و طالب مناظرہ گو و چوگان در شیراز بنام عبداللہ بن ابراہیم سلطان نظم کردہ شاہزادہ او را صلہ داد و نوازش فرمود و او مردے معاشر و ندیم شیوہ بود ہموارہ بجوانان و ظریفان اختلاط نمودی و بادنک فرصتے آن مال برانداخت مدت سی سال در شیراز بدل خوشی و ظرافت و عشرت روزگار گذرانید در حدود سنہ اربع و خمسین و ثمان مایہ وفات یافت و در پہلوے خواجہ حافظ شیرازی در مصلاے

شیراز مدفون است اما شاهزاده عبدالله بن ابراهیم سلطان شاهرخ پادشاهزاده کریم طبع و زیبا منظر
خوش خلق بود و بعد از وفات پدر در مملکت شیراز و فارس بحکومت نشست از واقعهٔ شاهرخ
سلطان محمد بایسنغر او را از فارس اخراج نمود و او التجا بعم خود الغ بیگ آورده او را تربیت کلی
نمود و دختر خود را بدو داد و او را همراه بسمرقند برد و بعد از قتل عبداللطیف خزانهٔ الغ بیگ که عبداللطیف
از غایت خساست و بخل دست بران نکرده بود سلطان عبدالله همچون باد بهار بر ساکنان آن دیار
نثار نمود گویند تا صابون بخش کرد قیاس اموال دیگر بدین توان کرد۔ بیت

درین خرابه مکش بهر گنج غصه و رنج    چو نقد وقت تو شد فقر خاک بر سر گنج

روزگار دون که خسیس نواز است و کریم گداز سنگ تفرقه در اوقات مجموع آن شاهزاده
انداخت و سلطان ابوسعید بر و خروج کرد و بمددگاری ابوالخیر خان در شهور سنه اربع خمسین
و ثمان مایه در نواحی شهر سمرقند بر و مصاف داد و سلطان عبدالله بر دست سلطان ابوسعید شهید شد
از باد هوا آمد و بر خاک فنا شد۔

# طبقهٔ ششم

## ذکر منظور عنایات نامتناهی امیر شاهی سبزواری نور مرقده

فضلا بر آنند که سوز خسروی و نازکیهای کمال و لطافت حسن و صفای سخن حافظ در کلام امیر شاهی
جمعست و همین لطافت او را کفایت است که در ایجاز و اختصار کوشیده که خیر الکلام ما قل و دل۔

یک دسته گل دماغ پرور    از خرمن صد گیاه خوشتر

مولد و منشا امیر شاهی سبزوار است و هو آق ملک بن ملک جمال الدین فیروزکوهی است و اجداد او
از بزرگان سربدار بوده اند و از جمله خواهرزادگان خواجه علی مؤید است بعهد سلطان شاهرخ که کار
سربداران تراجع افتاد و او رجوع بشاهزاده بایسنغر نموده و شاهزاده را بدو نسبت و التفاتی
بودی و بعضی اسباب و اموال و املاک موروث که در تصرفات سربداریه جوزه دیوان افتاده بود بسعی

بایسنغر میرزا پدر و رد کردند و اورا منصب ندیمی و تقرب آن حضرت دست داد گویند ملک
جمال الدین پدر امیر شاهی یکے از سربداران را کارد زده و کشته بود بروز جانور انداختن شاهزاده
بایسنغر روزے در النگ کہستان جانورے انداخت چنان اتفاق افتاد که پادشاه
و امیر شاهی تنها به یک جائے ماندند و سواران در عقب جانور تاختند در آن حال شاهزاده روئے
با امیر شاهی کرده گفت پدرت در پیش برون کارد هلاک دشمن مثل امروز فرصتے رعایت
کرده و مردانه رفته امیر شاهی متغیر شد و گفت "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" مقرر است
که پسر که بکار پدر مشغول نباشد او را با و لیاء پدر نتوان گرفت و من بعد از خدمت سلاطین
اعراض نموده سوگند یاد کرده که تا زنده ام خدمت سلاطین نکنم و بعد الیوم روزگار
بفراغت گذرانیدے و در شهر سبزوار املاکے که داشت بعیش و خوش دلی بزراعت مشغول
شدی و دایما بفضلاء و اہل استعداد مصاحب بود و سلاطین و امراء و حکام او را حرمت داشتندے
و امیر شاهی مردے بود هنرمند زمان خود و انواع هنر داشت و بے نظیر بود و کاتبے در کتابت
استاد بود و در تصویر بکیفیتے که این بیت مناسب حال اوست۔ بیت

گر به چین نسخه تصویر ز پیش تو برند　　تا چهار رید بدر فن خود مانی را

و در علم موسیقی ماہر و عود را نیک نواختے و در آئین معاشرت و حسن اخلاق و ندیمے مجالس
اکابر قصب السبق از اقران و اکفا بود و این قطعه را بعضے بدو منسوب مے دارند بوقتے در مجلس
یکے از سلاطین او را مؤخر بر جمعے نشانده بودند۔ قطعه

شاها بدار چرخ فلک در هزار سال　　چون من یگانه نماید بصد هنر
گر زیر دست هر کس و ناقص نشانیم　　اینجا لطیفه ایست بدانم من این قدر
بحر است مجلس تو در بحر بے خلاف　　لؤلؤ به زیر باشد و خاشاک بر زبر

و چون غزلیات امیر شاهی بسیار مشهور است و او را جز طور غزل از اصناف سخنورے
اختیارے نبود و از غزلیات چند بدانکه بعضے از آن در دیوان او مسطور نیست سه غزل ثبت
شد غزل۔

نه کنج وصل تمنا کنم نه کنج حضور　　خوشم بخواری هجر و نگاه دورا دور

بسعی پیش تو قدرے نیافتم چکنم ... کہ شرمسارم ازین جستجوئے نامقدور
تنے چو موئے شدہ زرد و زار و نالانم ... ز تاب حادثہ ہمچون بریشم طنبور
بگرد کوئے تو گشتن ہلاک جان منست ... چو پر کشودن پروانہ در حوالی نور
سروش غیب بشاہے خطاب کرد مرا ... ببندگی تو در شہر تا شدم مشہور

واین غزل در شہر استراباد گفت بوقتیکہ شہزادہ ابو القاسم بابر بہادر او را بجہت تصویر کوشک گل فشان از سبزوار استراباد بردہ بود۔

تو شہریار جہان ما غریب شہر توئیم ... وطن گذاشتہ بے خانمان زہجر توئیم
دوائے دل نشود نوش جام جم را ... کہ ناز پروریہ پیمانہائے زہر توئیم
ز لطف بر سر ما دست رحمتے می نہ ... کہ پایمال حوادث ز تاب قہر توئیم
چو لالہ خون چکد از نو بہار عارض تو ... چو غنچہ چاک دل از لعل نوش بہر توئیم
شدار ز وفائے تو مشہور عالمی شاہی ... بس است شہرت ما کز سگان شہر توئیم

ولہ

باز این سر بے سامان سودائے کسے دارد ... باز این دل ہرجائی جائی ہوسے دارد
از کنج غمش دیگر در باغ مخوان دل را ... کآن مرغ کہ من دیدم خو با قفسے دارد
ہر کس بمراد دل دارد بجہان چیزے ... ما ایم و دل ویران آن نیز کسے دارد
شبہا سگ کویش را رحمے نبود بر من ... خوش وقت اسیرے کو فریاد رسے دارد
از کوے بتان شاہی کم جو رہ برگشتن ... کین بادیہ ہمچون تو آوارہ بسے دارد

ولہ

در جمع خوبرویان ہم صحبتیست ما را ... کاسباب خرمی را صد گونہ ساز کردہ
از بادہ ہائے وصلش ہر کس گرفتہ جامے ... چون دور ما رسیدہ بنیاد ناز کردہ
لب بر لبش نہادہ خلقے بکام و شاہی ... از دور چون صراحی گردن دراز کردہ

عمر امیر شاہے از ہفتاد سال تجاوز آوردہ بود کہ در بلدۂ استراباد بعہد دولت بابر بہادر وفات یافت و نعش او را ببلدۂ فاخرہ سبزوار نقل کردند بجانقاہے کہ آبا و اجداد او ساختہ اند کہ بیرون شہر سبزوار است

بجانب نیشاپور وکان ذالک فی شهور سنه سبع وخمسین وثمان مایه وشیخ آذری وخواجه فخرالدین
اوحدی مستوفی ومولانا یحیی سیبک ومولانا حسن سلیمی معاصر امیر شاهی بوده اند وگویند بایسنغر
سلطان یک چند تخلص شاهی کردی چون دید تخلص شاهی بر امیر اقملک قرار گرفت و در شرق
و غرب شهرت پذیرفته ترک نموده قسام ازل هر چه رقم کرد عدول از آن محال است بعضی را
شاهی صورت میدهند و بعضی را شاهی معنی هر کرا هر چه داده اند مزید بر آن متصور نیست بیت

ندانم تا رقم چون رفت در رد قبول ما      همه از انتها ترسند و من از ابتدا ترسم

اما سلطان عالی رای عالم آرای ابوالقاسم بابر

کلک او بد کلید مخزن جود      تیغ او کار ساز ملک وجود

رایت جهانداری در عهد او بذروهٔ عیوق رسید لشکری داشت آراسته جوانان بیدل نوخاسته
تجملی که چشم اسکندر در جهانداری بخواب ندیده وسپاهی که فریدون آوازهٔ آن نشنیده. بیت

آنچه شهرخ بجهد و کوشش و رنج      جمع آورد در صد و چل و پنج
از سلاح دستور و اسب و غلام      و آنچه بر دمی توان نهادن نام
پیش بابر جسد بو بیدل زاد      چرخ آن جمله بر طبق بنهاد

حق سبحانه و تعالی او را سروری و با وجود کهتری بر برادران مهتری کرامت فرموده مع هذا خسرو
درویش دل بود و صفدر حقیر نواز دوازباطن مردان باخبر و دست عطای او ناسخ ابر آذار بود و دل
صاف او مختار اخیار و ابرار اما بجهت آنکه او پادشاهی بود موحد عارف و کم آزار و سهل البیع امرا و
ارکان دولت او مستقل شدند و رعیت از آن معنی متضرر شدند ملک را شاه ظالم به از مظلوم
عاجز عادل حکایت کنند شاهرخ سلطان در وقتی که در ری بجوار رحمت الهی پیوست شاهزاده
بابر در معسکر شاهرخی بود و میل استرآباد نمود و امیر هندو یاقوت را که بعهد شاهرخ سلطان زیاده
منصبی و مرتبه نداشت و مفلوک بود در ان حین استرآباد بملازمت شاهزاده شتافت و
محل و ارتفاع یافت بر مقتضای آیه والسابقون السابقون اولئک المقربون هندو که
امیرالامرا شد چون او مردی مسن روزگار دیده و مبارز بود شاهزاده برای تدبیر او کار کردی نوبتی
با شاهزاده گفت ای سلطان عالم برادران و ابنای اعمام تو در ممالک مستقل اند گنج و سپاه بدست

ایشان افتاده و بزرگ‌زادگان این دولت ملازم آن جماعت اند اگر سخن مرا گوش کنی بتحمل
که ملک بتو انتقال کند والا با وجود این مردم همانا که تو از ملک محروم خواهی بود شاهزاده گفت
کدام است آن مصلحت گفت آنکه مردم دون و بد اصل را تربیت مکن که بزرگ‌زادگان
بتو سر در نیاورند دوم بخشندگی بافراط مکن تا آوازهٔ جود تو مردم بتو رجوع کنند سوم آنکه بیاق
سخت مکن که مردم ایذا رسد و از تو امن باشند چهارم آنکه لشکر را از غارت و دست اندازی
منع مکن تا بجهت جمع شوم خود کار تو از پیش برند و چون کار تو از پیش رود ملک بر تو مسلم گردد و زنهار که این
کارهای موهوم را ترک کنی و خلاف این قاعده‌های بدنمائی که این ما همه جهت تو ضرور است شاهزاده چون
دانست که جهت بنای دولت او این سخنها میگوید از و پذیرفت و چنان کرد و سلطنت بدو
استحکام یافت اما چون بدعتی و قاعده مستمر شده بود هیچ دفع آن میسر نشد مسلمانان از
تدبیر خطای هند و چند گاه در پریشانی تمام گذرانیدند حقا که تدبیر آن ظاهربین غلط محض بود بهر
خداوند تبارک و تعالی دولت در عادل تعبیه کرده نه در اراده لشکری و رعیت پروری و نام نیکو و ذکر
جمیل و نشر رافت ببندگان خدا آفریده نه در کوشش و توفیر خزاین

پارسی چو فسانه میشوی ای بخرد — افسانه نیک شو نه افسانه بد

القصه شاهزاده بابر پانزده سال بکامرانی سلطنت راند و بهر جائی که روی آوردی دولتش
مساعدت نمودی و بخت و اقبال یاوری کردی سرداران او دم پادشاهی میزدند و امرای
او اساس سلطنت داشتند حاتم طی اگر زنده بودی سخل سخاوت و جود طی کردی و از معنی
او معن بن زائده زیاده نبودی و بعد از واقعه برادرش سلطان محمد عازم فارس و عراق عجم شد و
آن ملک را مسخر ساخت و در اکثر ایران زمین خطبه بنام او خواندند و بهر جائی و بهر ملکی که روی
آوردی تاب او نیاوردندی و مطیع رای جهان آرای او شدندی و در عهد دولت او عراق
از دست تصرف آل تیمور بیرون رفت و ترکمانان بر آن بلاد مستولی شدند در شهور سنه خمس و خمسین
و ثمان مایه و آن استیلا از جهت بی تدبیری شاهزاده بابر بود که بعد از قتل برادرش سلطان محمد
بتعجیل بی یراق بعراق نهضت نمود و جهانشاه و ولد او بی یراق فرصت یافتند و شاهزاده
بابر را فرصت آن نبود که بترکمه مشغول گردد عراق را بازگذاشت و ایشان بر عراق حاکم شدند

وبعد ازان سلطان بابر جهت دفع جهان شاه ولشکر ترکمان یراق کلی ولشکر بی قیاس جمع نموده
ومتوجه عراق وآذربایجان گردد دران حال سلطان ابوسعید در شهور سنه سبع وخمسین
وثمان مایه از ماوراءالنهر لشکر کشید و پیر درویش هزاراسپی برادر او میرزا علی را که والی بلخ
بود بقتل رسانید وشاهزاده بابر بعزیمت جانب تراکمه را فسخ کرده از قشلاق استرآباد وجرجان
بقصد سلطان ابوسعید لشکری بجانب سمرقند کشید از پنج آب جیحون گذشت او در شهور ثمان وخمسین
وثمان مایه بلده محفوظه سمرقند را محاصره کرد ومدت دو ماه دگر سری از طرفین قتال ومصاف بود
چون زمستان در رسید از جهت صعوبت سرما وتلف چهارپایان ومشقت لشکریان سلطان
بابر بصلح راضی شد بزرگان درمیان افتاده اصلاح نمودند شاهزاده بابر بطرف خراسان مراجعت نمود
ودران سفر مشقت بسیار مردم بابر کشیده بازگشت ومجموع گرسنه وبرهنه بوطن رسیدند وآن چشم زخمی
بود دولت بابری را وبعد ازان نهضتی نکرد وبفراغت وخوشدلی وعشرت روزگار گذرانیدی
وسلطان بابر کریم شامل خواص وعوام در رافت وتواضع بالا کلام بوده طبعی موزون وسخنی
چون در مکنون داشت واین غزل بابر است غزل

در دور ما ز کهنه سواران یکی می است — وانکو دم از قبول نفس میزند نی است
این سلطنت که ما ز گدائیش یافتیم — دارا نداشت هرگز وکاوس کی است
دانی کمان ابروی جانان سیه چراست — کز گوشه باش دود دل خلق در پی است
دارد بزلف او دل زنار بسته ما — سودای کفر وکافری وهرچه در وی است
بابر رسید ناله زاریت بر آسمان — لیلی وقوف یافت که مجنون پی حی است

در شیوه سخاوت وجود بابری حکایات فراوان منقول است از انجمله حکایت کنند که چون بابر
سلطان قلعه عماد را که تخت گاه اصلی بود مسخر ساخت بدره جواهر نفیس پیش او آوردند بدره ازان
یکی از مخصوصان خود بخشید وجیه الدین اسمعیل که وزیر آن حضرت بود گفت ای سلطان عالم
اول سر بدره بگشای شاید خراج اقلیمی را جواهر درین بدره باشد گفت ای خواجه مقرر است
که درین بدره جواهر نفیس خواهد بود الا از آن است هرگاه که سر بدره بگشایم جواهر دل پذیر باشد
دل مرا مفتون سازد واز گفته پشیمان شوم همان بهتر است بیت

از شمع رخش دیده همان به که بدوزیم     چون فائده نیست نه بینیم و نه سوزیم

بزرگان و حکما مقرر داشته اند که بهترین سیرتی در بنی آدم کرم است و این شیوه پوشنده معایب است:-

اما کرم را نیز طرفین است چون بتفریط رسد آدمی از مرتبهٔ انسانیت بطریقهٔ شیطنت مبدل می شود إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ هر آینه که صراط مستقیم که اوسط امور است اختیار حکما و فضلا است حکایت آورده اند که معاویه بن ابی سفیان روزی میگفت که الهاشمی جواد المخزومی متکبر و التیمی شجاع و الاموی حلیم این حکایت بعرض امام البررة و قاتل الکفرة اسد الله الغالب علی بن ابی طالبؑ رسانیدند آن حضرت فرمود که عجب مردی مدبر و مکار است معویه درین سخن مقصودی دارد مدار کار قبیلهٔ قریش برین چهار فرقه است آن که هاشمی را بسخاوت تعریف کرد مقصودش آنست که هاشمیان باین نام نیک غره شوند و هر چه دارند بافراط و تفریط بخشند و محتاج مردم و درویش شوند و هیچکس در عالم به درویشان خوش نیست و اطاعت فقرا مردم کمتر میکنند و بدین جهت از حکومت و خلافت معزول شوند و آن که مخزومیان را متکبر وصف کرده میخواهد که آن مردم بدین خصلت مذموم مشهور شوند و مبغوض طباع خلایق گردند و آنکه تیمی را شجاع گفته غرض آن است که آن فرقه بهمت اسم و رسم خود را در معارک خوف و خطر اندازند که مردم ایشان را پهلوان و شجاع گویند و بکلی مستاصل شوند و آنکه قوم خود را حلیم نامید حلم چیزی است که هیچ خوف و خطر ندارد و محبوب خلایق است میخواهد او و خاندان او در نظر مردم محبوب و مقبول باشند از خطرات دور و بامر خلافت نزدیک والسلام اما چون آفتاب دولت بابری باوج صعود رسید و ممالک مشید و قوانین ملک ممهد شد عین الکمال آن خورشید اقبال را هبوط و زوال کشید بوقتی که دلهای خلایق بر دور دولت او قرار یافته بود و دنیا بنهایت آبادی و تنعم او جاری گشته در آغاز نیم شب صباح جوانی و تنعم و کامرانی شاهزاده از عمر و زندگانی بمحل ناقابل آنجهانی تحویل فرمود و ماتم رسیدگان آن ناگاه خاک درگاه آن خسرو گردون پناه را بر سر کرده بسی خروشیدند زاری کنان فرخواندن بیت میکوشیدند بیت

کی فلک آهسته رو کاری چه آسان کرده     ملک ایران را بمرگ شاه ویران کرده

آفتابی را فرود آورده از اوج خویش — بر زمین افگنده و با خاک یکسان کرده
نیست کاری مختصر چون ناحقیقت میرزی — قصد خون و مال خلق و قلع ایمان کرده

چون شاه بابر درویش دل و عارف و موحد بود چندان تعلقی باین خاکدان غدار نداشت مانند اولیاءالله آگاه رفت. بیت

عاشقانی که با خبر میرند — پیش معشوق چون شکر میرند

بهنگام رحیل همگنان را از رفتن خود آگاهی داد و وصیت فرمود و فرزندش شاه محمود را با امرا و ارکان دولت سفارش کرد و از مردم مشهد مقدس بحلی حاصل و شاهد جمال معشوق بوده بکلمهٔ توحید تمسک جست و این بیت میخواند.

جان بحق واصل شد و من در پی حق میروم — گرچه دشوار است ره من لیکن آسان میروم
دوست وقت رفتن اندر روی من خندید و گفت — من چو دیدم روی او زان روی خندان میروم
صرصر مرگم برفتن می کند تعجیل و من — از خفیفی چون صبا افتان و خیزان میروم

نعش ارجمند آن خسرو سعادتمند را امرای نامدار بر دوش گرفته در روضهٔ منور سلطان الاولیاء علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثناء برده نماز بر نعش شاهزاده باقامت رسانیدند و بجوار مرقد رضا بعد از رضای خادمان رضوان مآب در مدرسهٔ شاهرخی برقبه طرف قبله مدفون ساختند و هیچکس را از سلاطین نامدار بعد از رحلت از دنیا این قدر و منزلت دست نداد.

گر دو روزی بتواضع بسر آری دنیا — بعد رفتن کنف روضه مقامت باشد
حق تعالی روح پرفتوح آن خسرو دنیا را — در آخرت مسرور داراد بالنبی و آله

الامجاد تاریخ وفات بابری عزیزی گفته.

شاه بابر شهی که از عدلش — عدل نوشیروان شدی ناسخ
بود راسخ چه در سخا و کرم — گشت تاریخ فوت او راسخ

واین تاریخ دیگر روشن تر است.

ناگاه قضا ز قدرت سبحانی — بر خاک فگند تاج بابرخانی
در هشتصد و شصت و یک ز تاریخ رسول — در سادس عشرین ربیع الثانی

واز اکابر علما و شعرا که بعهد بابری ظهور یافته اند از مشایخ طریقت شیخ الشیوخ الفاضل العارف
صدر الحق والدین محمد الرواسی الکاشی است ره و از علما مولانا فاضل العلامه مولانا محمد حاجرمی و از
شعرا مولانا طوطی ترشیزی و خواجه محمود برسه و مولانا قبری زه تاب نیشاپوری ره -

## ذکر مولانا حسن سلیمی رحمة الله علیه

مردی سلیم و نیکو نهاد و اهل دل بوده و در شاعری طبع قوی داشته و در منقبت امیر المؤمنین و
یعسوب المسلمین علیؑ و اولاد بزرگوار و ائمه معصومین قصاید غرا دارد و لایت ناهمارا چون او دیگری
از مداحان نظم نکرده گویند اصل او از تونست و در سبزوار متوطن بوده ابتدای حال عملداری کردی
روزی براتی بر بیوه زنی بنوشت و آن عجوزه فریاد کنان پیش وی بدو کرد و گفت ای مرد این
برات نا موجه بحکم که تو بر من نوشته سلیمی گفت بحکم سید فخر الدین که وزیر ملک است پیرزن گفت ای ظالم اگر
در روز عرض اکبر دامنت گیرم و تو گوئی که من بحکم سید فخر الدین بر تو ظلم کرده ام ایا خدای تعالی در آن روز این
سخن از تو قبول کند یا نی در وی نهاد سلیمی از سخن عجوزه پیدا شد فریاد برزد که نه والله نه والله و بهمان ساعت
دوات و قلم بشکست و سوگند خورد که بدت العمر گرد شراخواری و عملداری نگردم و بقول و عهد
خود وفا کرد و حق تعالی که مقلب القلوب است انشاء الله که دلهای سخت عملداران خونخوار
نابکار این روزگار که شیوهٔ ایشان طمع بمال مسلمانانست و کیش ایشان دروغ و بهتان است ازین
کردار بد بگرداند و راستی و شفقت بر ایشان ارزانی دارد - بیت

تا کی این فعل سگی انسان شو ای همتای دو　　تا کی آزار مسلمانان ای مسلمان شرمدار
متلف مال مسلمانی و نام اکفی الکفاه　　وزد اموال شهانی و لقب امن الدیار

و بعد ازان مولانا سلیمی براه حق در آمد و در لباس صلحا و فقرا سیاحت کردی و بزیارت حج الاسلام و بعتبه
بوسی مرقد ائمه مشرف شد و او را قصاید غرا است در توحید و منقبت و درین تذکره قطعه ثبت شده - قطعه

الهی باعزاز آن پنجتن　　نبی و ولی و دو فرزند و زن
که در دین و دنیا مرا هیچ کار　　برآری به فضل خود ای کردگار
بیکی حاجتم را نمائی بکس　　برآرنده آن تو باشی و بس

دویم روزی من ز جای رسان — که منت نباید کشید از خسان
سویم چون بهر گم اشارت بود — بآن لا تخافوا بشارت بود
چهارم چنانم بسپاری بخاک — که باشم ز آلودگی جمله پاک
به پنجم چو تن بگسلاند کفن — رسانی تنم را بآن پنجتن

یارب العالمین وارحم الراحمین بفضل خود و بآب روی مردان که همگنان را بدین دولت سرافراز گردان و وفات مولانا حسن سلیمی در ولایت جهان ارغیان بوده بوقت زیارت مشهد مقدس در شهور سنه اربع وخمسین وثمان مایه وجسد او را نقل کرده اند بسبزوار وانجا مدفون است ره۔

## ذکر مولانا محمد بن حسام ره

بغایت خوش گویست و باوجود شاعری مرد اهل فضل بوده و قناعتی وانقطاعی از خلق داشته از خوسفست من اعمال قهستان از دهقنت نان حلال حاصل ساختی وصباح که بصحرا رفتی تا شام اشعار خود بر دسته بیل نوشتی و بعضی او را ولی حق شمرده اند و در منقبت گوئی بعهد خود نظیر نداشت قصاید غرا دارد واین قصیده در نعت حضرت رسول او راست که بعضی ازان ثبت کرده میشود۔

ای رفته آستان تو رضوان بر آستین — جاروب فرش مسند تو زلف حور عین
باد صبا ز نکهت زلف تو مشکبوی — خاک عرب ز نزهت قبر تو عنبرین
از لعل آبدار تو ارواح را شفا — وز زلف تابدار تو حبل المتین متین
موی تو سایبان قنادیل آفتاب — لعلت خزانه دار لبت گوهر ثمین
ذات تو همچو نام کریم تو مصطفی — حسن تو همچو خلق عظیم تو نازنین
ماه منیر مملکت آراستی طه و ها — شاه سریر مسند اعلای یاسین
چابک سوار شب را و اسری بعبده — کاندر رکاب او ز سما شهپر امین
عیسی [illegible] قصر دنی در مقام قرب — [illegible] مهار [illegible] نشین و آخرین

بابا ستے مهربان نبی آدم و شفیع — فرزند آدم از همه لیکن خلف ترین
ای بر سریر کنت نبیاً نهاده پاے — آدم هنوز بوده مخمر بماء و طین
ای رهروان راه حریم آله را — شرع تو تا برو زابد شارع مبین
ای نقل کرده رایت رایت آفتاب — وی نقل بوده رویت رویت ز ناظرین
ای مالک ممالک ایاک نعبد — وی سالک مسالک ایاک نستعین
رویت بر آستان لعمرک مه تمام — در باغ فاستقم قد تو سرور استین
یک جاریه ز حضرت با احترام تست — ترک چهار بالش قصر چهار رین
فیروزه ے ممالک لا ینبغی نیافت — تا کرده نقش خاتم لعل تو بر نگین

توفی ابن حسام فی شهور سنه خمس و سبعین و ثمان مایه -

## ذکر مولانا عارفی الهروی نور مضجعه

مردے خوش طبع بوده و مدایح ملوک روزگار و امراے نامدار بسیار گفته و در شیوه مثنوی مایه بوده انچه مشهوراست مالا بد حنفی مذهب را نظم کرده و ده نامه بنام وزیر باستحقاق خواجه پیر احمد ابن اسحاق گفته و غزلهاے دلپذیر و مقطعات ملائم در آن کتاب درج نموده و این غزل اوراست - غزل

از غمزه جادوے تو چون شد اشارت — نقد دل و دین چشم تو بر بود بغارت
ای خسرو خوبان بگدایان نظرے کن — درویش نوازیست گل نخل امارت
دیرینه سرائیست جهان دور ز شادی — این کهنه رباطیست میرا ز عمارت
گلگونه رخسار ز خوناب جگر ساز — در مذهب عشاق جز این نیست طهارت
گر عارفی بیدل شده را بنده شماری — از صدق دعاگوی بود روز شمارت

## ذکر مولانا جنونی علیه الرحمة

مردے خوشگوے و ظریف بوده از اندخود ست اما در دار السلطنت هرات ساکن بوده

امرائے نامدار و ابنائے روزگار بود و خوش بوده اند و امیر مرحوم غیاث الدین سلطان حسین ابن
امیر کبیر فیروز شاه بود گوشهٔ خاطرے مرعی میداشت و طبع او بر جانب هزل مایل بودی و بیشتر
شعرا را هجو گفتے و حافظ شربتے را هجو هائے رکیک گفته که نوشتن آن طریقه ادب نیست
و این غزل او راست :-

گفتمش عید است و آن رخسار و ابرو ماه عید　　گفت آرے روشنست این حال پیش اهل دید
گفتمش از چیست ماه نو چنین مشکل نما　　گفت از آنکه دور شرم ابروے من ناپدید
گفتمش غوغا بشام عید از ان ابرو چراست　　گفت هر کس دید این غوغا دگر خود را ندید
گفتمش در وعدهٔ وصل تو اشکم سایل است　　گفت بسیار این گدا در کوے ما خواهد دوید
گفتمش تا ماه دیگر بر جنونی بگذری　　گفت اگر صبر کنی این هم بسر خواهد رسید

## ذکر مولانا یوسف امیری رح

از جملهٔ شعرائے متعین است بروزگار شاهرخ سلطان و از اشهرت دست داده و همواره با ناموس
زندگانی میکرده و امرا و ارکان دولت او را نگاهداشت مے فرمودند و قصاید غرا در مدح خاقان کبیر شاهرخ
میرزا و اولاد عظام و امرا دارد و این قصیده در مدح بایسنغر میرزا او راست - قصیده

بتی که رونق مهر برد روئے رخشانش　　ز پسته تنگ شکر ریخت لعل خندانش
شکست رونق یاقوت و آب لولوے برد　　رواج تیزی بازار در و مرجانش
صبا بطبلهٔ عطار از ان سبب ماند　　که مایه دارد از ان زلف عنبر افشانش
بگرد آن لب چون نوش خط او خضریست　　نشسته بر طرف جوئے آب حیوانش
میان آن رخ و خورشید فرق نتوان کرد　　چو سر بر آورد از مشرق گریبانش
ز دست نرگس مستش اگر دلے بجهد　　کند بسلسلهٔ زلف بند زندانش
دلم مشوش و عالم چنین شوریده　　ز چیست از شکن طره پریشانش
ز دست او بجهان داستان شوم گرفتے　　چگونه باز رهم من ز مکر دستانش
دلم بدرد گرفتار گشت در غم او　　مگر کند نظر عالم بلطف درمانش

خدایگان سلاطین مظفر دولت و دین ... که بهر ملوک جهان نافذست فرمانش

سپهر مهر عطا بایسنغران کز طبع ... کشیده غاشیه بر دوش مهر و کیوانش

بسا که زیر و زبر گشت هفت طاق سپهر ... ز رشک رفعت خرگاه طاق ایوانش

ز آسیای فلک ور نشور گرم اثیر ... ز ماه می پزد از قرص مهر و مه نانش

حمل بر آتش خورشید میشود بریان ... بدان امید که روزی نهند بر خوانش

میان صف جنیبت کشان موکب اوست ... هزار بنده چو افراسیاب و خاقانش

ایا شهی که همی زیبد از لطائف حق ... نثار بارگهت رحمت فراوانش

بچشم باصره تشبیه کائنات رواست ... چو هست ذات شریف تو عین انسانش

ز شوق کف تو گوهر همی نیارد یار ... هوای مولد دریا و مسکن کانش

جهان اگر ز عناصر شود تهی سازند ... ز چار پایه تخت تو چار ارکانش

جهان پناها در مدح تو مرا شعریست ... که صدره از ره تحسین ستود حسانش

هم از لطافت معنی هم از جزالت لفظ ... گذشت بنده بصد مرتبت ز اقرانش

کسی که کسوت شعرش بود چنین خوش نیست ... بجز ثنای تو باشد طراز دیوانش

همیشه تا که بطومار آسمان باشد ... گهی ز ماه سجل گه ز مهر عنوانش

مباد ملک ترا تا بدامن محشر ... ز انقلاب حوادث زوال و نقصانش

## ذکر ملک الفضلا خواجه فخر الدین اوحدی مستوفی سبزواری

حکیمی صاحب فضل بوده و در فنون علوم صاحب وقوف تخصیص در علم نجوم و احکام که درین فن بروزگار خود نظیر نداشت و در علم شعر و شاعری سر آمد عصر بود و در خط و انشا و استیفا و طب و تواریخ مشار الیه مستعدی بجامعیت او بروزگار او نبود و خواجه از اعیان سبزوار است و خاندان ایشان را مستوفیان خوانند و ذکر آن مردم در تاریخ بیهقی مذکور و مسطور است و خواجه فخر الدین اوحدی را با وجود حکمت و فضل و کمال مشرب فقر و درویشی حاصل شده بود و همیشه در صحبتش جمعی از ظرفا و مستعدان با فاده و استفاده علوم مشغول می بودند و یک هزار جلد کتاب خواجه جمع نموده از عربی و فارسی و غیر ذالک

وکتب راکه بخط مبارک خود اصلاح و تنقیح و مقابله نموده و در جهان فانی بغیر از صید نکته و الی کالای نداشت و بجز ذکر خیر و کتابی چند یادگاری و میراثی نگذاشت امرای اطراف و وزرای اکناف خدمات پسندیده جهت خواجه روان کردندی و آن مال را خرج جلیسان و مستعدان نمودی و الیوم منزل و مکان آن نادرهٔ زمان مقصد فضلا است جناب فضایل مآب حکمت آیات قدوه ارباب الفضلای و الحکمای مولانا غیاث الدین محمد ادام الله فضایله که اگر جالینوس زنده بودی در حکمت از او استفاده نمودی الیوم حق گذاری بجای آورده و صله رحم مرعی میدارد و جانشین خواجه او جد است و در منزل شریف آن بزرگوار بر قاعدهٔ زندگانی شریف او بلکه باضعاف آن درس و افاده منتظم و مهیا است. بیت

زنده است کسیکه در دیارش ... ماند خلفی بیادگارش

و چون با وجود فضایل خواجه از جمله شاعران کمل است و دیوان شریف او مشتمل است بر قصاید و مقطعات و غزلیات مختار را واجب نمود قصیده و یک قطعه درین تذکره ثبت نمودن و این قصیده خواجه راست در منقبت امام الانس و الجن ابوالحسن علی بن موسی الرضا علیه افضل التحیة و الثنای چرخیات زیبا فرموده است و آن قصیده این است :-

گردون فراشت رایت بیضای آفتاب ... وز پردهای دیده شب شست کحل خواب
صبح چمن عذار چو خوبان شوخ چشم ... پرده ز رخ فگنده برون آمد از حجاب
نظارگی ز منظر این کاخ زرنگار ... صد لعبت سمن سلب نیلگون ثیاب
مصباح صبح چهره فروز آمد از ظلام ... چون نور شیب شعله زنان از شب شباب
سیمین طراز گشت چو خرگاه خسروان ... پرده سرای چرخ که بد عنبرین طناب
هر کوکبی نمونه صفریست فی المثل ... حیران شده محاسب عقل اندر آن حساب
جوی مجره بین چو بفردوس جوی شیر ... طفلان چرخ از و شده فارغ بشیر ناب
کیوان که گوی برد برفعت ز همسران ... میل غروب کرد بآهنگ اغتراب
برجیس را زده غم رامی ره شکیب ... آری چگونه صبر کند رعد بی رباب
رفته بغرب برق براق ترک چرخ ... چون تیغ تهمتن نهان در نهانه غراب

یوسف رخی چو مہر گرفتار دلو چاه　　یونس وشی چو تیر ز ماہی در اضطراب
از بزم زہره تا بثریا ہمے رسید　　افغان عود و بانگ نی و نالهٔ رباب
ناچیده مه ز گلشن نیلوفری گلے　　ناگه سپر فگند چو نیلوفرش در آب
کف الخضیب رایت نصرت فراشته　　بر اوج آسمان چو دعاہائے مستجاب
عقد پرن ز نور چنان مینمود راست　　کاندر میان سلک گہر لؤلؤ خوشاب
عیوق ازان عنان عزیمت بر اوج تافت　　کاندر طلوع ہست ثریاش در رکاب
ہمسلک باہم از پے آنند شعریان　　کین سیم ناب باشد و آن گوہر ناب
قلب الاسد گره زده بر جبہه خشمناک　　با طرفه ہر دم از طرفے دیگرش عتاب
ببریده غفر رشته پیوند از بدان　　زان رو درست گشته به یکتاش انتساب
رامی کمین کشا شده بر کرگسان چرخ　　وز بہر دام حوت رسا گشته رشته تاب
طفل سہا چشیده لبن از بنات نعش　　کرده شہاب پہلوئے شیر زیان کباب
گر با ذنب قرین نشود راس دور نیست　　واجب بود ز صحبت نا اہل اجتناب
ظلم ظلام تا کند از روئے شام دفع　　ہر گوشه گشته برق زنان بیرق شہاب
در پرده سخن نگر اجرام راستی　　چون شاہدان که جلوه نمایند در نقاب
گشته فلک ز گوشه پروین گہر فشان　　بر روضهٔ مقدس سلطان دین مآب
سر خیل اصفیائے مکرم که ذات او　　ایزد ز خاندان کرم کرد انتخاب
شاہنشه کلام کلیم خلیل حق　　مکی طالبی سیر ہاشمی خطاب
سلطان جعفری نسب موسوی گہر　　گو بود در سراب جہان مالک الرقاب
علام علم دین علی موسی رضا　　خضر سکندر آئین شاه فلک جناب
در راه شرع قافله سالار جن و انس　　در باب علم مسئله آموز شیخ و شاب
افعال کاملش ہمه بے عیب و اختلال　　و اقوال صادقش ہمه بے شک و ارتیاب
بر باد داده خاک درش آبروئے بحر　　و آتش فگنده خاک رہش در دل سحاب
گردون بطوع چاکریش کرده اختیار　　و آتش ز شوق دشمن جاہش در التہاب

آب از حیای ابر نوالش درارتعاش — اختر بطبع بندگیش کرده ارتکاب

با حلم او زمین نزند لاف از درنگ — با عزم او زمان نکند دعوی شتاب

یابد او ز نسیم ولایت دماغ جان — آری دهد هر آینه بوی گل از گلاب

سلک سخا گوهر او یافت انتظام — بحر کرم ز فیض کفش دید آن شعاب

شاهان نهند رخ بسته ادات چو بردرش — خیزد ز عرش نعره طوبی لمن اناب

از تاب قهرش اطلس نه توی چرخ را — حاصل همین بود که قصب را زماهتاب

پیر و بیر چون ز فصاحت کند سوال — مفتی کلک او انا افصح دهد جواب

بر امر و نهی اوست مدار جهان شرع — زین خوبتر چگونه توان کرد احتساب

هر سفله نیست در خور آداب حضرتش — نبود لئیم باغ جنان لایق دواب

خواهد دلم تنها بطریق خطاب گفت — بشنو بگوش جان که خطابیست مستطاب

ای قهرمان کشور عصمت باصل و نسل — شه والی جهان ولایت چو حیدر باب

حرف محبت تو هم از ابتدای کون — کلک قضا رقم زده بر تخته تراب

ایزد بدست لطف رسانید سایه — آنجا که نه رسد قدم سعی اکتساب

ملک کمال و کشور قدر تو ایمن است — از دستبرد حادثه و پای انقلاب

در علم انبیا و در اسرار اولیا — هم وافر النصیبی هم کامل النصاب

لعل از حیای گوهر ذات مبارکت — هر دم بخون چهره کند چهره را خضاب

گاه از نسیم خلد و هار گوهر صدف — گاه از سموم قهر تو دریا شود سراب

صافی دلان ز مهر تو در عین انتباه — سرگشتگان ز کین تو در تیه التهاب

گو خصمت از معالجه رنج حادثه — غافل مشو که ماده هست اندر انصباب

گشته عقاب عنف تو چون تیر چار پر — بدکیش را عقوبت و بدخواه را عقاب

نمرود وار پشه کین تو خصم را — بر مغز غصه دست زنان ساخت چون ذباب

رنج حصار هلاک کند حاسد ترا — آری بر عقاب بود آفت عقاب

در جنب روضه تو چه باشد ریاض خلد — پهلوی شاخ سدره چو جولان کند سداب

باشیر مردے تو چو تاب آورد کسے | کز بیم شیر نرہ شود زد توان و تاب
در دین کسے کہ غیر تو دانست پیشوا | گوئی گناہ باز نمید اندازِ ثواب
افلاک را مدار از آن شد زمین کہ ہست | یک مشت خاک در کف اولاد بو تراب
گاہ شدن جناب رسالت شعار را | بود آخرین سخن سخن عترت و کتاب
دریا دلا سپہر جنابا توئی کہ ہست | بحر محیط با کف جودت کفی خلاب
ما بندہ ضعیف و تو سلطان کامران | ما خادم کمین و تو مخدوم کامیاب
اوحد کہ تافت از ہمہ عالم رخ امید | زین آستانہ رخ نتابد بہیچ باب
مپسند کآسمان کندش خستہ ستم | واخترِ بجائے شربت عذبش دہد عذاب
این خاک را ز جام رضا بخش جرعہ | آندم کہ دست ساقی لطفت دہد شراب

وخواجہ را مدت العمر بعد از آن کہ بہشتاد و یکسال رسید دامن عصمت زغبار این خاکدان پر محنت درچیدہ بمعمورہ جاوید خرامید ورستہ شمان شتین و ثمان بایہ وخواجہ مجرد گذرانید واز برکت اولاد واحفاد محروم بود بلکہ از غصہ سعادت و شقاوت این جماعت مصون۔ بیت

غم فرزند و نان و جامہ و قوت | باز دارد ز سیر در ملکوت

وقال سنائی فی الحدیقہ:۔

کدخدائی کہ مایہ ہوس است | کدخدا کن ترا خدا یے بس است

وخواجہ را جمعی بتاہل دلالت میکردند و در معذرت یکے از ایشان این قطعہ انشا کردہ:۔

ہمدمے میگفت با اوحد ورا شائے سخن | کای تو آگاہ از رموز چرخ و راند آسمان
ہم باستحقاق ملک فضل را مالک رقاب | ہم باستعداد اقلیم سخن را قہرمان
مریم طبع گہر زایت چرا کردست قطع | چون مسیحا رشتہ پیوند از وصل زنان
مرد را ہرگز نگیرد چہرہ دولت فروغ | تا بنور زن نہ پیوند و چراغ خانمان
حیف باشد غنچہ سان بر جان خود بستن گرہ | چند روزے کاندرین باغیم چون گل میہمان
گفتمش اے یار نیکو خواہ میدانم یقین | کز نکو خواہان نمیشاید بجز نیکی گمان
وصل آن ہرچند باشد پیش مرد کامجوے | روح را راحت کفیل عیش و عشرت را ضمان

لیک با او شمع صحبت در نگیرد از اتک　　من سخن از آسمان میگویم او از ریسمان

## ذکر امیر امین الدین نزلابادی رہ

انواع فضیلت حسب با نسب سیادت ضم داشت و نزلاباد از اعمال بیہق است و امیر امین الدین مرد ظریف و خوش طبع بودہ با کاتبی و خواجہ علی شہاب در شاعری دعوی میکند گویند جمعی از فضلا و شعرا تحسین قصیدہ شتر حجرہ کاتبی میفرمودند و در بدیہہ این قطعہ گفت۔ قطعہ

اگر کاتبی در سخن گم گہی　　بلغزد بر و دق نگیرد کسی
شتر حجرہ را گر نکو گفت لیک　　شتر گربہا نیز دارد بسی

و امیر الدین را در مثنوی گوئی طبع فیاض بود و چند کتاب مثنوی پرداختہ مثل خطاب شمع و پروانہ کہ آن را مصباح القلوب نام کردہ و داستان عقل و عشق کہ آن را کہ السلوۃ الطالبین موسوم ساختہ و قصہ قسیح و فتوح و غیر ذالک و این غزل او راست۔ غزل

دیدہ چون آئینہ روئے تو دیدن گیرد　　از تحیر زہرہ آب چکیدن گیرد
دل من در سر آن زلف سیہ مضطر بست　　مرغ در دام چو افتاد طپیدن گیرد
باز نگر نخیت خیال تو ز چشم بیخواب　　میرود اشک کہ او را بدویدن گیرد
لرزہ بر تن فتد آن لحظہ کہ من آہ کشم　　شاخ لرزد چو نسیم بوزیدن گیرد
گر رسد شادی وصلت با مین یک نفسے　　جسم چبود کہ در او روح پریدن گیرد

## ذکر درویش قاسم تونی رہ

مردے اہل طریق بودہ و شاعری متین گوئے و خوش سخن است و بجہت انقطاع و تجرد روئے بجانب اہالی مناصب نمے گرد و در بند نام و شہرت نبودہ بتحقیق دانستہ بود کہ الشہرۃ آفۃ و الخمول راحۃ در توران معیشت کردے کہ نام اصلی آن گلخن است و از بوستان دونشان فراغتے داشتے کہ نزد محققان نامش گلخن و پیش تن پروران اسمش گلشن است

ودر این باب گوید:-

انہمت بلند نیا شد کہ قاسمی | شہرہری گذارد وقانع بتون شود

واین غزل قاسمی راست ۔ غزل

بازم سجہ زلف تو دل پائے بند شد | مرغ ہوا بدام اسیر کمند شد
گلنار چہرہ چون کہ برافروختی بنار | خالت بگرد آتش سوزان سپند شد
ایام ہجر روئے خود از ما مکن سوال | دیوانہ را مپرس کہ از ماہ چند شد
دل راکہ بود معدن عقل ومحل ہوش | راہش پری وشی زدو جائے گزند شد
این قدر ومنزلت نہ بخود یافت قاسمی | از قدر یار پایہ قدرش بلند شد

# ذکر ملک الشعرا مولانا صاحب بلخی المشہور شریفی

مرد مستعد وصاحب فضل بودہ است ودر فنون علوم شرع داشت مثل طب وموسیقی وغیر ذالک ومع ہذا در شاعری مکمل بود ودر مدایح شاہان بدخشان وسادات عظام ترمذ قصاید غرا فرمودہ واو راست این مطلع قصیدہ کہ در مدح سلطان علی اکبر ترمذی گفتہ:-

در وقت تبسم لب جان پرور دلبر | چون رشتہ آلیست درو سی ودو گوہر

وله

وصل یار ما ز عمر جاودانی خوشتر است | لعل جان بخشش ز آب زندگانی خوشتر است
زلف او چون سر فتنہ است در دور قمر | بارخ او عشق ورزیدن نہانی خوشتر است
در تعلق ہر رگ جان را بدوانسی بود | پاکبازان را بدلبر میل جانی خوشتر است
گرچہ پیغام از نسیم صبح با یاران نکوست | درد دل با دلبران گفتن زبانی خوشتر است
عاقبت کانیست باقی جملہ اینہا در دہر | ای شریفی گر تو اینہا را بدانی خوشتر است

واین مطلع نیز باو منسوب است:-

تو ئی کان نمک ما شور بختان | خدا این داد ما را وترا آن

اما ملوک بدخشان خاندان قدیم وپادشاہان کریم بودند بعضے نسب ایشان را با سکندر

فیلقوس مے رسانند کہ ذی القرنین مشہور است از بزرگان سلاطین ایران و توران ہموارہ ایشان را توقیر و احترام بودہ و پادشاہان ولایت بدخشان بہ ملازمت و تردد ی ذلالع بودہ اند و آن حال از زمان سلاطین ماضیہ استمرار یافتہ بود سلطان ابوسعید گورگان چون نزہت و لطافت ولایات بدخشان معلوم کرد خواست تا آن مملکت نیز داخل تصرف او شود بہ استیصال شاہان بیگناہ مشغول شد لشکر فرستاد و آن ملک را مسخر ساخت و بقصد شاہ سلطان محمد و اولاد و اقربائے او اشارت فرمود در شہور سنہ احدی و سبعین و ثمان مایہ آن خسروان مظلوم بحکم سلطان ابوسعید بدرجہ شہادت رسیدند و خاندان قدیم آن پادشاہان کریم ویران و نسل ایشان منقطع گشت و قصد آن خاندان مبارک بر سلطان ابوسعید میمون نبود بسالے درست نکشید کہ او نیز جرعہ کہ چشانیدہ بود چشید شعر

| | |
|---|---|
| مکن بد بمردم کہ کیفر بدست | نہ چشم زمانہ بخواب اندر است |
| برایوانہا نقش بیژن ہنوز | بزندان افراسیاب اندر است |

## ذکر منصور قراہ بوغہ نور مرقدہٗ

مردے خوش طبع بود و غزل رانیکو گفتے و در روزگار شاہرخ سلطان بملازمت شاہزادہ علاء الدولہ اشتغال داشت و از دیوان شاہزادہ اورا بعلمداری بولایت بزرگ فرستادندے و او شعرا و فضلا را نگاہداشت نمودے و ہموارہ با خوش طبعان اختلاط کردے و مردندیم شیوہ بود و از اعیان ولایت طوس است و اصحاب دیوان شاہرخے وا یما از حساب بر سمے گرفتند و این غزل اوراست :-

| | |
|---|---|
| اے چشم خوشت بلائے مردم | در دیدہ تو ئی بجائے مردم |
| مردم تو بچشم در نیاری | چیز دگرے ورائے مردم |
| از بہر نشست سرو قدت | چشم آب زدہ سرائے مردم |
| چندم بکشی و زندہ سازی | آخر نہ توئے خدائے مردم |
| منصور ز غم بمرد و وارست | از جور تو از جفائے مردم |

وگویند خواجه منصور این غزل را پیش مولانا الفاضل عبدالوهاب طوسی که سرخیل فضلاے روزگار بود برخواند مولانا را بد و طریق مطایبت و مباسطت بود ے بگفت من نیز بیتے بر این غزل الحاق میکنم و این بیت گفت۔

یا رب تو مرا حکومتے ده  تا من بدهم سزاے مردم

و این بیت مولانا مشهور گشت و بسمع سلاطین او رسید و چون خواجه منصور بسوء النفس شهرتے داشت امرا و فضلا چون او را بدیدندے این بیت را برو خواندے و خواجه منصور را بدین جهت سوء المزاج با مولانا دست داد و این بیت در حق مولانا بگفت :۔

قاضیا بر سر یتیمانے  خوش نشان میخوری بکر پشتی
گفته آفتاب شرع منم  آفتابے و لے یتیم کشتی

وفات خواجه منصور در شهور سنه اربع و خمسین و ثمان مایه بوده و او بعد از واقعه شاهرخ صاحب دیوان محمد خدایداد شد و شروع در مهمات مشار الیه نمود و اختیارے زاید الوصف او را دست داد و چون محمد مذکور مرد بے بیباک و مجنون طور بود و در ثانی الحال بخواجه منصور متغیر شد و او را بند فرمود و مبلغے از و بمصادره ستانید و در زجر و تعدی عوانان مشهور خواجه مظلوم به بیماری صعب مبتلا شد و در وقت سکرات موت نزد محمد بن خدایداد و این بیت فرستاد۔ بیت

رمقی بیش نماندست ز بیمار غمت  قدمے رنجه کن ای دوست که در میگذرد

امیر محمد ببالین او حاضر شده عذر خواست و بیرون رفت و صباح از برادر مولف این تذکره امیر رضی الدین علی طالب ثراه پرسید که آیا حال خواجه منصور چون شد و او در آن شب فوت شده بود امیر رضی الدین علی این بیت بر امیر محمد خواند۔ بیت

منصور ز غم بمرد و وا رست  از جور تو و جفاے مردم

حقا که خواندن این بیت درین محل از گفتنش مقبول تر افتاده باشد و امیر رضی الدین علی جوانے فاضل بود و همواره نزد سلاطین مقدارے داشتی و در شجاعت و مردانگی منظر و مخبر یگانه بود و شعر فارسی و ترکی نیکو گفتی و این غزل او راست :۔

میکنی جور و جفا جانا مکرر باش گو  آخر این غم بر سر غمهاے دیگر باش گو

ناوکم در سینه و در دست تیغ آئی بقتل — سهل باشد جان من این نیز بسیار باش گو

عاشقان را چون میسر نیست در عالم مراد — دولت وصل بتان هم نامیسر باش گو

با خیالش ساعتی در منظر جان خلوتیست — نیست جز جان محرمی آن نیز در بر باش گو

حاکمی تا آب و باد و خاک را باشد دوام — سلطنت بر شاه بابر خان مقرر باش گو

## ذکر مولانا طوسی علیه الرحمة

از جمله شاعران چون او کسی در مثل گوئی شروع ننموده امثال عوام را نیکو گفتی مردی خوش طبع و معاشر بود اما چون قیمت عوام را در نظر خواص نیست مثل ایشان نیز مثل ایشان باشد اعتبار سخن عام چه خواهد بودن و مولانا طوسی بعهد شاهزاده بابر سلطان شهرتی عظیم یافت پادشاه مذکور او را نوازش فرمودی و قصیده ردیف سرو در مدح آن حضرت او راست مطلعش این است :-

ایکه باشد بندهٔ آن قامت چون شمشاد سرو — در چمن چون بگذری بر پا جهد آزاد سرو

و هم این غزل او راست :-

آنکه بر رخ چو مه زلف دو تا می آرد — عاقبت بر سر این شهر بلا می آرد

وانکه چون سرو قدش از چمن روح نخاست — بر من دل شده بیگه که جفا می آرد

عالمی را بسخن سوخت ندانم که چو شمع — این همه چرب زبانی ز کجا می آرد

همره باد صبا سرمه خاک در تست — هر سحر باد خوش و نور صفا می آرد

بخیال خم ابروی تو دایم طوسی — رخ به اخلاص بمحراب دعا می آرد

وله

موئیست با خیال میانت بچشم ما — ای سرو راست گوی میان تو و خدا

و مولانا طوسی در قصیده و مقطعات و مثنوی کوشیده و دیوانی [illegible] این قطعه گوید :-

من چو طبع لطیف خواهم کال — غزل بیشتر توانم گفت

گر بگویم قصیده‌ای که نیست — من خوشا بیشتر توانم گفت

و مولانا طوسی بعد از واقعہ شہزادہ بابر با آذربایجان و عراق افتاد و امیر جہان شاہ و پیر بداق او را تربیت فرمودند و درین مدت دران دیار بسر بردہ در خطہ شیراز بودی و تا این روزگار در حیات بودہ و الیوم مے نماید کہ درگذشتہ است. بیت

او نیز گذشت ازین گذرگاہ — و آن کیست کہ نگذرد ازین راہ

اما امیر جہانشاہ بن قرا یوسف پادشاہے قاہر و صاحب دولت بود و لیکن مردے نا اعتماد و بدخوے سرداران را بہر بہانہ محبوس کردے و حبس او زندان ابدی بودے چنانکہ ذکر شد شاہرخ سلطان در سنہ تسع و ثلاثین و ثمان مایہ حکومت آذربایجان بہ او تفویض کرد و او بعد از واقعہ شاہرخ و نکبت سلطان محمد بایسنغر بعراق و آذربایجان و اکثر ایران زمین مسلط شد و عراقین را از تصرف اولاد شاہرخ بیرون آورد و سی و پنج سال باستقلال حکومت کرد و تا آنکہ بعد او مسلط شاہد و جباری و قہاری او مرتبہ عالی یافت و فضلا بر آنند کہ در روزگار اسلام از وی بد اعتقاد تر پادشاہے ظاہر نشدہ اسلام را ضعیف داشتی و فسق و فجور اقدام نمودے و در سنہ احدی و ستین و ثمان مایہ بعد از واقعہ بابر بہادر میل خراسان و استرآباد نمود و با میرزادہ ابراہیم بن علاء الدولہ در بیرون شہر استرآباد مصاف داد و ظفر یافت و اکثر امرائے نامدار الوس جغتائے در آن حرب بر دست جہان شاہ بہ قتل رسیدند و آن حال الوس جغتائے را چشم زخمی و شکستی عظیم بود و جہان شاہ تخت ہراة مسخر ساخت و قریب ہشت ماہ در دیار خراسان حکومت کرد و در اثنائے حال بر فحوای کلام معجز نظام وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ نسیم اقبال از مہب اقبال و زیدن و سلطان السلاطین ابو الغازی سلطان حسین کہ امروز مسند سلطنت بمقدم میمون آن حضرت آراستہ است از خطہ مرو شاہجہان خروج کرد و با معدودے در شکر بجانب استرآباد کشید و با امیر حسین ساعتلو کہ از جملہ شہزادگان و عشایر جہان شاہ والی استرآباد بود مصاف داد و در ہمان دست برد کہ جہان شاہ با الوس جغتائے بجا آوردہ بود بضرب شمشیر جہانستان خسرو جمشید صولت از لشکر ترکمان انتقام حاصل ساخت و اکثر مردان کارے و سرداران نامی جہان شاہ از تیغ گوہر بار این خسرو نامدار منشور عزل و فنا خواندند و حسین بیگ از اقربائے او را عوض قصاص امرائے جغتائے بہ شمشیر قاتلہ بہ نہادند و بہانا ورشا تربت سزاوار

است که درباره مساعی جمیله خود این خسرو عالی بدین ابیات شاهنامه یشعر

اگر من نرفتی بمازندران / بگردن برآورده گرز گران

که کندی جگرگاه دیو سپید / کرا بد ببازوی خود این امید

وسلطان عادل الغازی درآن حال متوجه شد جهان پادشاه و مملکت عراق جهان شاه ازین صورت منکوب و ملول شد وضعف در او اثر کرد و از دار السلطنه هرات بانکبت تمام آهنگ عراق کرد و بضرورت با سلطان ابوسعید صلح کرده بازگشت وسلطان الغازی بدولت در استرآباد بمستقر کامرانی قرار یافته و جهان شاه از دامغان میگذشت و بخون اقربا و متعلقان ملتفت نمی گشت و شاه عالم ابو الغازی سلطان حسین او را کالعدم تصور میکرد ؎

زهی نهایت دولت شهی مراتب جاه / که داد حضرت عزت بفر دولت شاه

خفا که هر فقیر و غنی و مستمند و مستغنی دعای دولت این خسرو عالی تبار واجب و لازم است که اگر نه مساعی جمیله و کوشش او بودی کدام کس از خاندان سلطنت رفع شر و فساد ترکمان نمودی و در خاتمه این تذکره شطری از حالات و مقامات این خسرو جمشید دولت نموده انشاء الله تعالی

و چون جهان شاه مخذول بعراقین رسیده جمعیت او در ولایت کثیر شد و از غایت حرص غلظت قلب با ولد خود پیر بوداق دشمنی ظاهر ساخت و او بپدر عاصی شد و از شیراز بدار السلام بغداد نهضت نمود و جهان شاه بر قصد فرزند عزیمت بغداد نمود و یک سال و نیم محاصره کرد بغداد را و در حین محاصره این بیت بفرزند نوشت :-

شاه منم ملک و خلافت مراست / تو خلفی از تو خلافت خطاست

ای خلف از راه خلافت متاب / سایه میفگن که منم آفتاب

غصب مکن منصب پیشین ما / غصب روا نیست در آیین ما

پیر بوداق در جواب فرستاد :-

ای پدر دل و دولت بقای تو شاد / باد ترا شوکت و بخت و مراد

تیغ مکش بر رخ فرزند خویش / غصه مکن گوهر دل بند خویش

پخته مکن دو دم خامه هر زمان / من نه آنم آدم و تو نزادی زمن

شاخ کهن علت بستان بود — نخل جوان زیب گلستان بود
خطهٔ بغداد بمن شد تمام — کی دهم از دست بسودای خام
چون تو طلب میکنی از من سریر — من ندهم گر تو توانی بگیر

پیر بوداق جوان پر دل و کریم بود جهان شاه مدبر و مکار و فهیم بود مشرب میان پدر و پسر
واقع بود و بهیچ صورت اتفاق دست نداد —

گو زن جوان گرچه باشد دلیر — نیارد زدن پنجه با پیر شیر

جهان شاه از سر ستیزه در فرط گرمای نواحی بغداد با سپهی بیمر در حر تابستان و رعایا و
لشکری را معذب با سید اشت کار بجای رسید که فرزندان طفل لشکریان که در گهواره بودند از گرما
فنا گردیده می شدند و مردم سرها و بدن در زمین کنده در آن جاهای خزیدند و درون شهر بغداد نیز از
امتداد محاصره قحط خواست و باکولات و ذخایر از اهل شهر تمام شد پیر بوداق عاجز شده بصلح
راضی شد و در اثنای صلح محمدی که ولد جهان شاه بود از خلاصی برادر و تسلط او دیگر باره اندیشه
مند شده پدر را بران آورد که در قتل پیر بوداق بخاموشی رضا داد و بهانه پیشین روز سه شنبه چهارم
ذی الحجه سنه احدی و سبعین و ثمانمائه بر آن مدبر با جمعی امرای جهان شاهی بقصد کشتن بدار الشهر
بغداد در آمدند بوقتیکه پیر بوداق در شهر روز غافل نشسته بود بسلامتی او در آمدند و آن معدن احسان
و سماحت را بدرجه شهادت رسانیدند : —

خاک بر سر جهان فانی را — که ز مهر دوروزه سیه بنیاد
قصد خون پسر کند والد — در قفای پسر پدر دل شاد
و آن برادر که قاصد جانست — ملک الموت و انش نه همزاد
از قرابت غرض نیست بدی — بود خویش شیر بن پور زیاد

آبای علوی و امهات سفلی که موثران موالید ثلاثه با وجود شفقت پدری و مهر مادری
بنگر که موالید را اول در مهد عزت نه طبقات حسن می پرورانند و آخر بذل حرمان پایمال حوادث
می گردانند فریاد از این پدران فرزند کش و داد از این برادران برادر سوز که نه در قلب غلیظ این
آبا آن دست و نه در دل بی رحم این برادران شهر می اخوان الصفا شفقت پدر و از بیرون برده اند

واین شهر بنکو درا به برادران خسرو سپرده اند. بیت

عجب در ماندهٔ نیکو بیندیش میان این همه بیگانه سان خویش
نهادی نا شده را نام خواهر خسرو سه را لقب کردی برادر
برادر خیز از اینها چیز مطلب چراغ [illegible] از وی مطلب
خودی را یک طرف کن زود برخیز تو خویش خویش باش از خویش بگریز

چون امیر پایق رکنی بود از ارکان سلطنت جهان شاه را قصد فرزند نمودن تخصیص سپاهان فرزند رشید در بنیاد و بی نقصی دولت جهان شاهی شد و بر آن فعل مبارک بنیاد دولتش برگردید و از نهایت حرص و آز باوجود فرصت ممالک شیخ بدیار بکر که مستقر آبا و اجداد امیر کبیر ابو الحسن بیگ است نموده لشکر بدان دیار کشید و امیر حسن بیگ در وقت مراجعت از طریق تدبیر احتیاط او را غافل ساخته ناگهان بدره کوهی در حدود دیار بکر به سر جهان شاه آمد و او را با اکثر فرزندان و امرا و ارکان دولت به قتل رسانید و از دودمان قرا یوسف دود نکبت بر آمد و روز دولت تیره گشت. برآمده کان فالک [illegible] شهور سنه اثنی و سبعین و ثمان مایه و جهان شاه هفتاد ساله بود که وفات یافت سیزده سال نیابت شاهرخ سلطان در آذربایجان سلطنت کرد و بعد از وفات آن حضرت بیست و دو سال در عراقین و آذربایجان و فارس و کرمان باستقلال پادشاهی راند و جهان شاهی یکی بجای رسانید تا عاقبت [illegible] جهان شاهیش بجای رسانید شاهی جهان خورسند [illegible] وقت خوشا دلی که این حرفه اش بضاعت است. —

گیرم که روزگار ترا امیر [illegible] کند آخر [illegible] نامه عمر تو طی کند
گیرم فریدون شوی ز سلیمان [illegible] با او وفا نکرد جهان با تو کی کند

## ذکر سید شرف الدین رضا سبزواری ره

مرد صاحب حسب و نسب بود و طبع لطیف و اشعار دلپذیر بر داشت و [illegible] خواجه علی موید آبا و اجداد او وزیر بوده اند و در عهد خاقان شاهرخ بهادر امیر شرف الدین کفیل مهمات

سلطانی بود و منصب معتمدی و پیشوائی ناحیت سبزوار که از اعاظم نواحی خراسان است
بدان سید شریف متعلق بوده و از سادات عریضی است در صحت نسب عریضیان اکابر متفق اند
گویند بوقت وزارت دستور الوزرا شمس الکفاة خواجه غیاث الدین پیر احمد خوافی الله ... سید را جهت تقصیری متهم گردانیدند و مدتی در بند بود و شکسته را از دست اخلاص بر بسته اخلاص
آن سید خاص بود و بصدر رفیع وزیر این رباعی انشا کرد و فرستاد مستخلص گشت

ای آصف جم مرتبه کیوان قدر　　مانند هلال حلقه در گوش تو بدر
بسیار خنک نشسته است در شهر هرات　　زنجیر من و کلاه نوروزی صدر

و امیر اویس صدر مردی خنک بود و در شصت سالگی و هفتاد روز پیش از حمل کلاه نو
روزی بر سر نهادی و آن کلاه سفید بر سر او چون برف نمودی که بر قلل کوه نشسته بودی
و امیر شرف الدین را غزلیات مختار بسیار است و اما جوابی که قصیده امیر خسرو ست که مطلعش
این است ذکر کرده میشود

ما بسته دردیم و دوا را نشناسیم　　تا تشنه دردیم صفا را نشناسیم

و این جواب که سید فرموده است

ما چند ز مستی سر و پا را نشناسیم　　خود را نشناسیم و خدا را نشناسیم
از آب و هوا ست تن و با روح ملولست　　حکمت نبود کاب و هوا را نشناسیم
با یوسف جان را بدو سه قلب نخریم　　معذور بهی دار بها را نشناسیم
نه مفتی دینیم نه قاضی ولایت　　ارباب صف روی و ریا را نشناسیم
میریم و سلام امرا را نگزینیم　　سوزیم و فریب وزرا را نشناسیم
در ملک فنا ما و تو موجود نباشد　　ای خواجه عارف تو و ما را نشناسیم
ای خواجه درین گوشه که ما را طلبی تو　　مطلب که بجز گوشه رضا را نشناسیم

و سید شرف الدین بروزگار حکومت امیر یار حسن و حسین برادرش تو کلان او که مهلت
بنا بود بران سید مظلوم تحمیل شده بود بدرجه شهادت رسید در حدود سنه ... است
خمسین دشمنان باید

## ذکر حافظ حلوائی نور مرقده

بروزگار دولت شاهرخ یکے از شعرا متین بوده و سخن او شهرتے دارد و این غزل او راست:-

اے بدو چشم تو نظر بازیم | از نظر خویش نه اندازیم
---|---
اے ز قدرت جمله سرافرازیم | وقت پیشه باز کہ بنوازیم
چند براستے چو سگ از در مرا | من سگ کوی تو ولے تازیم
مرو رقیب تو چو دیدم ترا | کشته شد آن کافر و من غازیم
چند چو چنگم بدہی گوشمال | وقت شد اے شاه کہ بنوازیم
باخته بودم بتو نرد مرا | داو رقیب تو ولے بازیم
حافظ حلوائیم و از کمال | معتقد سعدی شیرازیم

## ذکر مولانا طوطی علیه الرحمة

شاعرے خوشگو مستعد بوده و اصلا ترشیزی است و بروزگار دولت سلطان الاعظم ابو القاسم بابر ظهور یافت و شهرت گرفت و قصیده را متین مے گوید و بمدح سلطان مشار الیه قصاید غرا دارد و از انجمله در جواب خاقانی قصیده بردیف ریخته او راست:-

شب براُفق باز از شفق یاقوت حمرا ریخته | گردون ز انجم بر طبق لولوی لالا ریخته
---|---

و افاضل قصاید او را بر قصاید اقران او ترجیح مے نهند و مولانا طوطی مردے ظریف و نیکو منظر بوده و با وجود شاعری در فضایل دیگر وقوف و در علم طب شعوری داشت و این بیت را در حق مولانا بدیهی بخاری گویند و از ظرایف بدیهیات اوست:-

هر دم ز بیّنی بدیهی بخاری ستا | طوطی منم و ترا عجب بینی کار است
---|---

و در حدود سنه ست و ثمانین و ثمانمایه طوطی روح مولانا بدار السلطنت هرات از قید قفس حواس پرواز ه اوج عزت طیران نمود و وقت رفتن این غزل گفت و وصیت نمود تا بر قبر او کتابت نمودند-

وقت آن شد که دل از دام هوس باز رهد | طوطی روح ز بیداد قفس باز رهد
تا بکی جور رقیب و ستم یار کشد | وقت شد کز ستم ناکس و کس باز رهد
بحریم حرم وصل برد محمل تن | از بیابان غم و محبس تن باز رهد
طوطی روح رسد در شکرستان وصال | بازشاهیست ز غوغای مگس باز رهد

دو سه روزی بعاریت درین محنت آباد و در کشاکش طبایع و اضداد بسر بردن و آخر بناکامی و دوستکامی ساقی اجل خوردن چه عشرت حقا که طوطی روح را که مرغ باغ ملکوت است مجلس دنیا قفسیست و روزگار زندگانی نزد عاقل و دانا قفسی است. بیت

مرغ باغ ملکوتم نیم از عالم خاک | دو سه روزی قفسی ساخته اند از بدنم

## ذکر قنبری نیشاپوری رح

مرد عالمی بود و اما در شاعری هر ابیات و مخمسه یافته و قصاید را محکم و پر معانی میگوید و بعضی افاضل در کار او حیران بودند و از برای جواب قصاید او کار امتحان میکردند و سخن او را محکم می یافتند و در آخر عمر در مشهد مقدس رضویه ساکن بود و بعضی اوقات در دارالسلطنه هرات بودی و در مدح سلطان بابر قصیده گفته است ...

این گهرها بین که در دریای اخضر کرده اند | زین شناعل آتش نورین که چون بر کرده اند
کشتی سیماب گون در بحر قلزم رانده اند | بیضه کافور در طشت معنبر کرده اند
آتشین اجرام را چون مهره سیاره یابی | اندرین بحر زمرد گون شناور کرده اند
بر مجره بدر پرگرد از سرانبان بود | کش عمود از سیم خام و کفه از زر کرده اند
شمعها یا برسر اعلام بر ایجاد عرش | آنها یا از عرض قندیل هم بر کرده اند
این سخن مجمر سیماب گون بین کاندرو | صد هزاران اخگر از اجرام اختر کرده اند
وین معنبر کشتی ظلمت پر از سیماب نور | بادبان کز بادش از افلاک لنگر کرده اند
شاهدان مطربان چرخ زنگاری نقاب | این غزل را در مدیح شاه از بر کرده اند
در ازل کین طاق مینائی مدور کرده اند | شکل مطبوع تو بر نقش مصور کرده اند

لمعه از پرتو اقبال جهان افروز تست / آنکه نامش پرفشان خورشید انور کرده اند

وله

بوی از زلف دلاویز تو تا چین برده اند / خون دل در نافهٔ آهو معطر کرده اند

نخل بالای ترا در خلد جان طوبی لهم / قدسیان سرو کنار حوض کوثر کرده اند

قنبری مولای شاه و بندهٔ فرمان تست / قابلان زآتش غلام شاه اکبر کرده اند

تاج بخش سلطنت سلطان نشان تاج و تخت / کش ندا از آسمان شاه مظفر کرده اند

شهریار مشرق و مغرب ابوالقاسم که هست / هر حکایت کز سلیمان پیمبر کرده اند

با بر آن سلطان عالی که زره تعظیم و قدر / خادمانش را لقب فغفور و قیصر کرده اند

بندگانش اعدای دولت را هم از پشت پدر / اولین منزل که صحرای محشر کرده اند

یک طرف یاجوج ظلم و یک طرف ملک امان / تیغ شه را در میان سد سکندر کرده اند

چون نبوت مصطفی را پادشاهی شاه را / در دو عالم این هدایا را میسر کرده اند

تیغها نصر من الله بر صفوا عهد کنده اند / نیزه ها انا فتحنا جمله از بر کرده اند

در همایون موکب شاهنشه آخر زمان / فتحها را آشکار و کسر مضمر کرده اند

ای سلیمان رتبتی کز روی قدرت بندگان / ملک صد جمشید و افریدون مسخر کرده اند

سایهٔ حق دار ظل ظلیل ذات او / آفتاب سلطنت را سایه گستر کرده اند

ملک همت را سلیمان و نگین خاتم است / خاتم ملک ترا از جرم خنجر کرده اند

تا ثنا و مدحت خواند خطیب چرخ پیر / پایهای چرخ عالی هیچ منبر کرده اند

خسروا آن باد هم من بنده کز انشای من / در مدیحت قدسیان صد جلد دفتر کرده اند

ملک عالم شاه را و ملک مداحی مراست / شهریاران بوده اند و مدح دیگر کرده اند

حلقه در گوشم چو دولت بر در شاهی ترا / حلقه وارم از درت چون حلقه بر در کرده اند

خاک راهم یک نظر بر حال زار من فگن / سنگ را خورشید و مه از نور و گوهر کرده اند

بندگان را پرورش در رحمت شاهنشهست / رحمت شاهنشهی را بنده پرور کرده اند

تا جهان باشد جهانداریت بادا جاودان / کین جلالت جاودان بر شاه مقرر کرده اند

# ذکر طاہر بخاری نور مرقدہ

واو موسوم است بشیخ زادہ طاہر مردے خوش طبع بودو بروزگار سلطان بابر قصبہ دار السلطنہ ہرات کردہ با فضلائے پایہ تخت اختلاط کردہ واشعار دلپذیر لطیف دارد خصوصاً درغزل گوئی عدیم المثل روزگار خود بودہ و در دار السلطنہ ہرات نیز غزلے از گفتار او شہرت یافت و پادشاہ روزگار بسیار آن غزل را پسند نمود و از فضلا و شعرا اکثرے جواب گفتہ اند و آن غزل این است ہذہ الغزل :-

تا آرزوئے آن لب میگون کند کسے | بسیار غنچہ وار جگر خون کند کسے
منعم مکن کہ ہیچ بجائے نمے رسد | سعیے کہ در نصیحت مجنون کند کسے
خلقے ملامتم کند و من بر این کہ آہ | از دل چگونہ مہر تو بیرون کند کسے
دل مے برند و یا و اسیران نمیکنند | یا رب بدلبران جہان چون کند کسے
گفتی کہ طاہر از پی خوبان دگر مرو | دیوانہ را علاج بافیون کند کسے

وطاہر ابیوردی نیز بودہ و بروزگار سلطان بایسنغر شاعری زیبا سخن است این مطلع غزل او راست :-

از چمن بگذرد آن سروسہی قدراوان | نیست غیر از تو درین باغ کسے خوراوان

# ذکر مولانا ولی قلندر

غزل را نیکو میگوید و از جملہ شعراء سلطان محمد بایسنغر بودہ و بعد از واقعہ آن خسرو جمشید اقتدار از ملک عراق بایل بخراسان شدہ از جملہ اشعار او یک غزل درین تذکرہ ثبت شد :-

ساقی بیا کہ غم شد و آثار غم نماند | جامی بدست گیر کہ دوران جم نماند
در عرصہ جہان غم سود و زیان مخور | چون در بضاعت فلکی بیش و کم نماند
از ترکتاز غمزہ شوخ ستمگرت | جان ماندہ بود در تن و آن نیز ہم نماند
تا کے دمم دہی کہ بسوز درون من | مسدود شد از رہ نفس و جائے دم نماند

ریش دلی ولی زغمت یافت التیام　　چون زخم دید راحت مرهم الم نماند

## ذکر سلالة الامرا امیر پادگار بیگ

از جملهٔ امیرزادگان صاحب قرانی بود و امیر جهان ملک امیر بزرگ امیر تیمور گورگان بوده و بروزگار شاهرخ سلطان نیز منصب و مرتبه داشت و امیر پادگار بیگ مردی خوش گوی و لطیف طبع بوده و بروزگار شاهرخ امارت موروث و بفضل مکتسب مبدل و بعهد بابر سلطان از غوغای امارت براحت قناعت و مسکنت راضی شد و روزگار برفاهیت گذرانیدی و با اهالی فضلا اختلاط نمودی و بعضی اشعار او را بر اشعار اهل روزگار او فضل می نهند و انصاف آن است که بسیار خوش گوی است این مطلع او راست :-

آمدی ای شمع و مجلس را چو گلشن ساختی　　پای بر چشم نهادی خانه روشن ساختی

و این غزل نیز او راست :-

آن پری روی که دیوانه خویشم خواند　　کاش باز آید و دیوانه ترم گرداند
وقت آن شد که زلیخای جهان را از نو　　دولت یوسف نوروز جوان گرداند
از شگوفه درم افشاند چمن بر سر گل　　عیش را باد صبا سلسله می جنباند
نعره بلبل خوش خوان بسحر دانی چیست　　سرخوشان سوی چمن رو که ترا میخواند
عاقل آنست درین دور که سیفی ماند　　چون بویرانهٔ غم گیرد و خود را داند

## ذکر خواجه محمود برسه ره

مردی لطیف طبع و خوشگوی بوده و در شاعری مرتبه و قدری یافت که بوصف در نیاید بروزگار امیرزاده علاء الدوله در نیشاپور بودی و بعد از آن رجوع به مشهد مقدسه کرده مرید شده خود پیشه بوده و فضلا و شعرا بدین جهت با او اجیانا از جاده حرمت پای بیرون نهادند و زبان بهجو او میکشادند از خراسان غربت اختیار کرده به بدخشان افتاد و شاه سعید سلطان محمد بدخشانی چون مرد فاضل و اهل بود و اندیشه مند و از شعر و شاعری باخبر محمود را تربیت کلی کرده

و آن اموال که شاه بدو بخشیدی پایه دست او شد و او بدین جهت مالدار و تاجر و خواجه بزرگ گردید تا جایکه بروزگار سلطان ابو سعید بمالداری شهره بود و ده نامه بنام علاء الدوله میرزا گفته و در صنعت تجنیس و رعایت قافیه نیز کرر نمود الحق نیکوست و ما یک بیت از آن ده نامه بیاوریم تا وزن و صنعت آن معلوم شود و این است آن بیت در نعت رسول الله صلعم۔

عرش پرور دگار میدانش ہمچو کوثر ہزار میدانش

و در حدود سنه احدی و ستین و ثمانمایه در دار السلطنه هرات در باغ زاغان حرسها الله عن الحدثان سلطان ابو سعید جشنی فرمود که در عظمت و شوکت نقصانی نداشت و شعرای اطراف در تهنیت آن جشن اشعار گذرانیدند و خواجه محمود نیز این قصیده در آن حال میگوید:۔

ای سده رفیع ترا سدره آسمان از چار طاق قدر تو یک طاق آسمان

صحن طرب سرای ترا نزهت کرم کریاس کبریای ترا رونق جنان

گیتی شبیه منظر گردون مثال تو با صد هزار دیده ندیده است در جهان

از فوق عرش فرق بود تا تحت فرش از غرفهای قصر تو تا فرق فرقدان

قصرت نگارخانه چین یا خورنق است کز لطف زیب غیرت باغست بوستان

فراش بارگاه ترا زیبد ار کشد بالای هفت خرگه افلاک سایبان

از ساحت که روضه رضوانست یا بهشت رضوان و حور هر دو فتادند در گمان

بهر نثار بزم تو آورده است دهر هر گوهری که خازن کان داشت در دکان

بخشد بمطربان نواساز تو از نشاط اقصی القضاة محکمه چرخ طیلسان

خنیاگران بزم ترا شاید ار بود در دف بروز جشن جلاجل ز اختران

از ابتدای خلق جهان تا بنفخ صور سوری بدین صفت ندید هیچکس نشان

امروز هست زهره و خورشید را شرف و امروز هست مشتری و ماه را قران

این قصر جنت است در و صد هزار حور هر یک بحسن ماه ده عمر جاودان

شمشاد قامتان سمن چهره در چمن در سایهای سرو صنوبر شده چمان

واین قصیده در صفت جشن سلطان ابوسعید طولی دارد و خواجه محمود از سلطان نوازش و
تحسین یافت و بعد از تحسین و احترام نوبت او با ختشام رسید و در شهور سنه اثنی و سبعین و ثمانمایه
کوکب حیات او از صعود بقا به هبوط فنا میلان نمود و مالی که اندوخته بود و به چشم حرص و طمع
که بران حطام دوخته نوبت زندگانی چون گل بباد داد و خورده ها را برخاک نهاد و عزیزی
این دو بیت را زیبا فرموده:—

دنیا چه کنی جمع که مقصود ز دنیاست — دلق کهن و نانی و باقی همه فاضل
ناکامی و رنجست همه حاصل دنیا — ور کام شود حاصل از ان نیز چه حاصل

اما سلطان اعظم ابوسعید گورگان از احفاد و کرام امیران شاه بن امیر تیمور است پادشاهی
دانا و قاهر و توانا بود و صاحب شوکت و رعیت پرور و عدلی و رائی تمام و هیبت و سیاستی
مالا کلام داشت در شهور سنه اربع و خمسین و ثمانمایه بر سلطان عبدالله بن ابراهیم سلطان بن
شاهرخ بهادر در دارالسلطنه سمرقند خروج کرد و بر وی ظفر یافت و سلطان عبدالله را بقتل آورد
و سلطنت سمرقند باستقلال بدست تصرف او در آمد و هشت سال بر قاعدت سلطنت سمرقند
و ماوراء النهر و ترکستان نمود و در شهور سنه ثمان و خمسین و ثمانمایه شاهزاده عالی قدر اویس
که از احفاد بایقرا بود و عمزاده پادشاه اسلام ابوالغازی سلطان حسین بهادر است که امروز
ممالک ایران و توران بوجود شریف و عدل لطیف او آراسته است خروج کرد و لشکر ترکستان و امرای
ترخان و سرکشان دوران جمله دوست صفت میل آن قرة العین سلطنت نمودند و آن شاهزاده
خسروی بود زیبا منظر و ستوده مخبر مرد دانا و شجاع و صاحب کرم و خیر اندیش۔ بیت

گوئی ثریای تابان منظر لطیف — فرهمای و سایه لطف خدای بود

افراسیاب وار تمامی ولایت ترکستان را بتخت حکم در آورد و سلطان ابوسعید از غایت پردلی
و شیر دلهای امرا و سرداران را که از آن شاهزاده بودند بدست آورد تا همچون گردون ستمگار با او
بدغا بازی مشغول شدند و او بدست سلطان ابوسعید افتاد و آن خسرو نا انصاف آن شاهزاده مظلوم را
شهید ساخت و بعد از آن بر تخت ملک سمرقند نشست و وجاهت و نام و شهرت او در اقالیم
اشتهار یافت و بعد از واقعه بابر سلطان بطمع ملک خراسان نموده و از جیحون عبور کرده ببلخ قرار گرفت

و بعضے امرائے امیرزاده بابر که بنواحی بلخ و مضافات آن بودند رجوع بسلطان ابوسعید
نمودند و در سنه احدی و ستین و ثمان مایه باهنگ تسخیر دارالسلطنه هرات از بلخ متوجه بخراسان
و هرات را گرفت و گوهرشاد آغا را بقتل آورد و عنقریب از جهت تسلط اولاد امیرزاده
عبداللطیف که بنواحی بلخ خروج کرده بودند شهر هرات را گزاشته بجانب بلخ قشلاق نمود و هنگام
بهار آن سال جهان شاه ترکمان هرات را مسخر ساخت و سلطان ابوسعید لشکرے بقصد او مستعد
با کماندارن و پهلوانان از ممالک ماوراءالنهر و ختلان و بلخ و مضافات آن جمع کرده متوجه هرات
شد و جهان شاه از جهت تسلط سلطان العادل ابوالغازی سلطان حسین در استرآباد و قتل
کردن او حسین بیگ ترکمان را سخت شکسته دل شده بود و با سلطان ابوسعید صلح نمود
و خراسان بوے گذاشت و بطرف عراق روانه شد و سلطان ابوسعید باستقلال در خراسان
بسلطنت نشست و مهابت او در دلها قرار گرفت و رعایائے خراسان با او خوش بودند و در اوایل
سنه ثلث و ستین و ثمان مایه علاءالدوله میرزا و ولد او ابراهیم سلطان و امیرزاده سنجر که از ابنائے
ملوک تیموری بودند هر سه پادشاه اتفاق کردند بدفع سلطان ابوسعید لشکر کشیده و در کولان
بادغیس حربے عظیم میان ایشان و سلطان ابوسعید دست داد و نزدیک باران رسید که
ظفر یابند آخرالامر بفرمان رب الارباب سلطان ابوسعید ظفر یافت و شاهزاده سنجر را بقتل رسانید
و سلطان علاءالدوله و ابراهیم سلطان فرار نمودند و از عجایب حالات آنکه در ثانی الحال
که مملکت خراسان بر سلطان ابوسعید قرار گرفت شاه محمود ولد بابر میرزا و سلطان علاءالدوله
و ابراهیم سلطان فرزند او که یکے در سجستان و قندهار بود و یکے بر ستمدار و یکے در مشهار زار که از
اعمال بادروست در عرض دو ماه این سه سلطان عالی قدر وفات یافتند و کشته شدند و ممالک
صافی بتصرف ابوسعید در آمد؛—

چنین است رسم سرائے غرور یکے جا ئے ماتم یکے جائے سور

و بعد از واقعه سلاطین مذکور سلطان ابوسعید فارغ البال پادشاه ملک خراسان و ماوراءالنهر
و بدخشان و کابل و خوارزم شد و آفتاب دولت او آهنگ صعود و اوج نمود و مدت هشت سال
خراسان را ضبط و سلطان الغازی سلطان حسین از جهت حرمت داری یاد

مقاومت نکرد و ملک باو گذاشت اما سلطان ابوسعید همواره از این پادشاه رستم دل
سهراب منش اندیشه‌مند بود و دمے آب بآسایش نمے خورد تا چند گاہے فلک بدین کردار بازی
کرد و سلطان ابوسعید دو نوبت از خراسان بارفع امیرزاده جوکی بن عبداللطیف بسمرقند و
شاهرخیه لشکر کشید و عاقبت آن شاهزاده را بقتل رسانید و حالات سلطان الغازی سلطان حسین
که با سلطان ابوسعید واقع شده در ذیل حالات همایون سلطان الغازی در خاتمه کتاب خواهد
آمد انشاء الله تعالیٰ و سلطان ابوسعید رعایائے خراسان را که از انقلاب بابری و ظلم غارت
جهان شاهی ویران و بے آب شده بودند بسایه معدلت و رافت درآورده با رعیت نوازشها
نمود و بارعتها بر انداخت و بعد از واقعه جهان شاهی تمام ارباب عراق عجم و کرمان و مضافات
رجوع بدو کردند و او شحنه و داروغه یا اسب بام مے فرستاد و رعایا بطوع حکومت او را قبول
میکردند تا از حدود کاشغر تا تبریز بقبضه حکم او و تسخیر امرا درآمده و طغیان و غرور دامنگیر آن پادشاه نامدار
شد و از خراسان در حدود سنه ثلث و سبعین و ثمان مایه لشکر بے پایان جمع نمود و آهنگ عراق
و آذربایجان کرد و اولاد جهان شاه و لشکر ترا کمه نیز رجوع بدو کردند و در اقطار آفاق دست
بالائے دست خود ندید پائے از درجه انصاف بیرون کشید و از ثقاه و عدول استماع افتاد
که بارها بر زبان راندے که معموره عالم جائے یک کدخدائے بیش نیست و ندانست که
همه اولاد آدم میراث عالم اند:-

گدا را کند یک درم سیم سیر | فریدون بملک عجم نیم سیر

آخر چون بحدود آذربایجان رسید امیر کبیر ابوالنصر حسن بیگ نوهر قدره بسیار با او در صلح
کوفت میسر نشد آخر چون از صلح نا امید شد بمردانگی و کوشش پائے همت فشرده به تدبیر روز
بروزگار سلطان ابوسعید را ضعیف مے ساخت و لشکر ابوسعید را از مشقت راه دور و دراز
که رفته بودند و از گرسنگی و سرما ستوده شدند و مرگ و اسیرے راضی گشتند از ثقاه یکے نقل کرد
که من شبے در پهلوے یکے از مقربان پادشاه سعید بگذشتم آواز مناجاتے بگوش من آمد
احساس کردم آن مرد دعائے گفت که الٰهی حسن بیگ را توفیق ده تا ظفر یابد و زن و فرزند ما را
اسیر کند و ما را بیرون برد چون این شنیدم متحیر شده پیراو درآمدم و آن مرد را ملامت کردم که چه

کفران وناسپاسی است که نسبت باولی نعمت خود میکنی همه اگر این گویند و تو نیز این گوئی که پرکشیده
و تربیت یافتهٔ این درگاهی چنین مگوی و شرمی بدار آن مرد در جواب من گفت
راست میگوئی اما من این مناجات از اضطرار مسلمانان و خام طبعی این پادشاه
میکنم آیا تو معلوم نداری که حق تعالی بیک نظر لطف از فارس تا بغداد و از شیر تا روم بدار ارزانی
داشته که نصف عالم توان گفت البته میخواهد که تمامی دنیا را بیک ماه مسخر کند و شفقت بندگان
خدارا خوار می پندارد و من آن مرد را چون محق یافتم روی از ملامت بر تافتم و بخواندن این
بیت پرداختم. بیت

کار آسان گیر با طباع زنان کز پی طبع　　سخت میگیرد فلک بر مردمان سخت کار.

القصه چشم زخم روزگار بر آئین سلطنت آن خسرو نامدار راه یافت و لشکری بدان انبوهی و
آراستگی از جمعی ترا که منهزم شدند و سلطان سعید نه از حقارت لشکر و سپاه بلکه از قدرت الله بهم بر آمد
تیر تدبیر بر هدف صواب نیفتاد و شمشیر جلادت در غراب بطالت محجوب ماند.

قضا چون زگردون فرو هشت پر　　همه زیرکان کور گشتند و کر

خسروی که در عرصه کاردانی پرویز را اسب طرح دادی در غریبی و ندامت ذلیل شد و
جمشیدی که پایهٔ فلک رابع در رتبت همسری میجست مقید دام ضحاک بلا گردید.

آن مصر مملکت که تو دیدی خراب شد　　و آن نیل مکرمت که تو دیدی سراب شد

القصه امرای خراسان که از آن پادشاه هراسان بودند زنهار که از نامداران سمرقند
در دل داشتند عزم خدمت یاغی کردند و آن پادشاه نامدار را ضائع گذاشتند و فلک بزبان
حال بدیشان گفت.

ای دوست بیهوده میازار دل دوست　　ترسم که پشیمان شوی و سود ندارد

راصد آن ساعت منحوس چنین نمودند که روز دوشنبه بیست و یکم رجب المرجب سنه ثلث
وسبعین وثمانمایه را دولت سلطان ابوسعید معکوس و باب دولت آن خسرو سعادت مسند
مدروس گشت و علی الصباح روز مذکور چون پادشاه مغفور بر عذر امرا اطلاع شد دید که تدبیر از دست
و تیر قضا از شست رفته چاره جز انهزام ندید با معدودی چند خواست تا از آن گرداب

بساحل امان رسد ترکمانان در پے او افتادند و بدست زنبیل ولد امیر حسن بیگ آن خسرو
نامدار گرفتار شد:-

ازجفائے گردش دوران بے انصاف عاق　　ماہ گردون جلالت شد گرفتار محاق

امیر ابوالنصر حسن بیگ از غایت احسان میخواست کہ آسیبی بدان خسرو عالی مرتبت رساند
وحق خلاص قدیم کہ آبا و اجداد او را بخاندان صاحبقرانے تیموری مؤکد بود رعایت داشت
کہ متغیر گردد و بعضے از امرائے ترا خنہ کہ جہت خون گوہر شاد آغا آن پادشاہ کریم را کینہ در دل
داشتند امیر حسن بیگ را از راہ صواب بگردانیدند تا بقتل آن پادشاہ کامگار رضا داد و بعد از
چند روز از تاریخ مذکور در حضرت ہموقان آن شاہ سعید را بدرجہ شہادت رسانیدند

ماتم سرائے گشت سپہر چہارمین
روح القدس بتعزیت آفتاب شد

اکابر الوس جغتائے کہ مدت عمر بعزت و کامگارے بسر بردہ بودند بذلت و ادبار
گرفتار شدند اما امیر کبیر حسن بیگ پادشاہے خردمند و پیش بین و اصیل و اہل ناموس
و صاحب کرم بود از روئے انصاف و الطاف بعز بزان و اکابر نظر فرمود و ہیچ آفریدہ را
الا انعام و اکرام آسیب زحمت نرسانید و با خود اندیشہ کرد کہ حق تعالی او را فتحے بزرگ چنین
ارزانی داشت شکر آن بر مقتضائے کلام بزرگ ہمت و دولت خود واجب دانست
و نیز از شمشیر کین سلطان الغازی ظل اللہ خلد ملکہ واندیشہ مند بود کہ اگر با بوس
جغتا آسیبی رساند شمشیر آبدار خسرو عالی تبار با نتقام بادر ساند کہ بانتباع جہان شاہ در استرآباد
رسانید حمایت لطیف و رعایت منیف حضرت پادشاہ اسلام از خراسان دستگیر اسیران شد بیت

گرنہ در سایہ اقبال تو دارند پناہ　　از بد حادثہ گردند ہمہ خلق تباہ

حق تعالی سایہ دولت رفیع این پادشاہ صاحب توفیق را بر سر بیچارگان خراسان
ممدود دارد و خسرو شہید را بجنان کہ در دار دنیا محبوب و لہا بود شہید در آخرت نیز مشہود
شہدا مسعود و سعد گرداند و سلطنت سلطان ابو سعید در خراسان ہشت سال و در ماوراء النہر ہشت سال کہ
مجموع شانزدہ سال و یکسال دیگر از حد بغداد تا نواحی فرغانہ و ترکستان و از دیار ہند تا حدود خوارزم

خطبه وسکه بالقاب شریفش مزین گشت و در عدل و داد و سیاست آیتے بود و عمر شریفش از چهل و دو سال تجاوز کرده بود که بدرجه شهدا وسعدا مرتقے گشت والیوم اولاد عظام کرام او که قرة العین سلطنت وخلافت اند در دیار ماوراء النهر وبخارستان وکابل بسلطنت متمکن اند وپادشاه جهان را باایشان طریق شفقت ورافت ثابت است وایشان را حقوق اخلاص بدرگاه عالی مؤید ومحکم وازاکابر ومشائخ علما وشعرا که بعهد سلطان ابوسعید ظهور یافته از مشائخ سلطان الطریقت خواجه عبید الله واز علمائے قاضی القضاة مولانا قطب الدین احمد امام الهروی واز شعرا مولانا عبد الصمد بدخشی وخواجه محمود برسه رحمهم الله علیهم اجمعین ٭

# خاتمه

دربیان حالات ومقامات اکابر وافاضل که الیوم بوستان خرد بنور فضل ایشان پیراسته وقانون ملک بوجود عدلشان آراسته است مد الله تعالیٰ ظلال فضایلهم حقیقتے است که مدبران سپهر مدور ومهندسان کارخانه اخضر بفرمان رب داور بهر دور وازقران وعصر وزمان طائفه را ملحوظ انظار عنایت وفرقه را مستوجب شمول عاطفت مے گردانند وخاطر ادراک وآئینه ادراک آن زمره را بصیقل هدایت منور مے سازد واین هدایت البته بعنایت صاحب قرانے منوط ومربوط است که اصحاب فضل واستعداد وارباب صلاح ورشاد را بواسطه مددگارئے الطاف وتربیت واعطاف بمحل ومراتب اشراف رساند وبے شایبه ذات شریف این پادشاه کامگار وفریدون جم اقتدار را رتبت الله تعالیٰ ارکان مملکته اسالیب فضل وبلاغت حاصل است وجوهر ذات ملک صفاتش بتربیت اهالی فضایل مایل لاجرم روزگار که تابع فرمان قضا جریان اوست به تبعیت ذات شریفش همواره بتربیت اهالی فضایل اقبال مینماید وشیخ نظامی درین باب میگوید :-

بدانش چو شه باشد آموزگار ہمه اهل دانش کند روزگار

فائده ، حکم حکما است وبه بدیهه عقل ثابت ودرست که طبایع سلاطین بهر شغل که مشغول

گرددا ہالی آن روزگار تتبع او نمایند را امام غزالی مے فرماید کہ بروزگار عمر بن عبد العزیز چون بیکدیگر رسیدندے از نماز و روزہ و نوافل و ذکر و اوراد پرسیدندے و بروزگار سلیمان ابن عبد الملک از نکاح و عشرت و الوان طعام و عشق بازی و ہر آئینہ مثال این حکایات مطابق این حدیث نبوی است کہ الناس علیٰ دین ملوکھم چون سیرت و اخلاق اعلیحضرت خلافت پناہے جم جاہے غزالنصار دولت القاہرہ بر ہنرمندے و ہنر پروری دانست بیشک اکابر دولت و اعوان حضرت بار فعتش در اکتساب فضایل قصب السبق از اقران و اکفاء بودہ اند و ہر یکے در فنون فضایل ید بیضا نمودہ اند:-

سعی سلطان ہنر پرور خورشید محل — دایم از ہمت عالی بہ فضایل کوشید
دین امیر الامرا و دین حامی ملک — بر عروس ہنر از مرتبہ زیور پوشید

حمایت عنایت ازلیے و رعایت بدایت لم یزلی ارباب فضل را بعد از آنکہ از نوایب روزگار و حوادث گردون غدار پائمال حرمان بودند بطراوت ہدایت این امیر کبیر مسرور و بعنایت این صفدر شہیر مشہور ساخت:-

آنکہ در بیشہ دین صولت او شیرے کرد — فضل را زندہ عنایات علی شیرے کرد

ہر چند ہمین الطاف این بزرگوار اطراف آفاق را مستعدان و فضلا بہ تیغ زبان مسخر ساختہ اند و ہر انجمن و بر زن سخن فضیلت و ہنر در میانست اما حالات و تذکرہ فضلا و مستعدان این روزگار را قلم ضعیف این نحیف از عہدۂ تحریر و تسطیر بیرون نمیتواند آمد و نیز عنان مرکب قلم از دست رفتہ است سعی بندہ بران جملہ است کہ این سرکش بدلجام را رام گرداند و از ہرزہ روی و ترک تازی منع نماید۔ بیت

فریاد ز دست خامہ قیر اندود — کو را ز دلم بد شمن و دوست نمود
گفتم ببرم زبانش تا گنگ شود — ببریدم از ان فصیح تر گشت کہ بود

القصہ مصلحت آن است کہ این شغل حوالہ بدیگرے رود کہ درین راہ بسعی خویش بپوید سرگشت فضلا این روزگار بگوید:-

افسانہ چند ما بعالم گفتیم — گو ہر گوید فسانہ بہ یکبار دگر

شش جهات را حواله بدیگران کردیم و وجود شریف شش فاضل را که خلاصهٔ هفت اقلیم اند برگزیدیم که طبع سلیم هر یکے گنجینهٔ معانی و فضایل است و این اشراف عظام امر و بر گزیدهٔ پادشاه ایام و ستون عرش اسلام اند با وجودیکه متکفل مهمات مسلمانان و معتمد و مؤتمن حضرت سلطان اند انواع فضایل و علوم را حیازه کرده اند و در هنر پروری و هنرمند نوازی سنت اکابر ماضیه را تازه مے دارند و عجائب آنست که اشتغال دنیا و فضایل ضد آن لا یجتمعان اند و این جماعت بتوفیق حق بدین دو امر منیع موفق و مسعود شده شک نیست که همت کیمیا خاصیت پیر طریق دستگیر این قوم است ؎

پیر باید راه رو تنها مرو     از سر عمیا درین دریا مرو

لاشک پیر طریقت این قوم نیست الا محقق واصل و مدقق فاضل و موحد کامل ـ بیت

حافظ مرید جام می است اے صبا برو     وز بنده بندگی برسان شیخ جام را

چون بتقریب شمه از اوصاف کمال بندگی مولانا بتحریر پیوست واجب باشد شطرے از محاسن اخلاق آن حضرت نمودن و از بدایع کلام شریفش شمه بیان کردن هر چند مقام این بزرگوار مد الله فضایله و برکاته عالیست و شعر و شاعری دون مراتب بزرگوارش خواهد بود مدح و ثنا کردن آن چنان است که شیخ بزرگوار مے فرماید ؎

گل آورد سعدی سوئے بوستان     بشوخی چو فلفل بهندوستان

اما گاه گاہے هماے همت عالیش از فراز اوج عرفان بنشیب دامگاه شاعران میلانی مے نماید ازین جهت از روئے تبرک و تیمن ذکر حالات و مقامات و تحریر اشعار آن حضرت خواهد پیوست ـ

## ذکر مولانا عبد الرحمٰن جامی

ساقی جان جام معنی پر شراب ناب ساخت     بعد ازانجا حریفان را ز می سیراب ساخت

در مصطبهٔ جامی تا کشاده شد مجلس رندان نامی درهم شکست عروس لفکر تا نامزد این مرد معنی شد

مخدرات حجرات دعوی عقیم شدند طوطیان شکرشکن هند را سواد دیوان و منشآتش خاموش
ساخت و شیرین زبانان و فارسیان مملکت فارس تا شهد اشعارش نوشیدند دیگر
انگشت بر نمکدان بلیغ گویان نزدند ۔

جام جان افزای جامی جرعهٔ توفیق یافت　　شورش او بر ذوق از شعر شیرین کمال
کوکب سعدی آمد ثانی سعدی بنور　　کرد نجم طالعش با سهم خسرو اتصال
حالیا او خسرو وقت است و ماضی دیگران　　پیش دانایان ماضی هست و الحق فضل حال

اصل و مولد مولانا مخدوم ولایت جام است و مسقط راس مبارکش قریه خرجرد و منشأ مبارکش
دار السلطنت هرات و ابتدای حال بتحصیل علم و ادب مشغول بود تا سرآمد علمای روزگار شد
با وجود علم و فضل مقام برتر طلب میداشت تا درد طلب دامنگیر همت عالیش گشت و دست
ارادت بجناب عرفان مآب شیخ الاسلام والمسلمین سعد الملة والدین الکاشغری قدس سره العزیز
زد که آن مرد معنی از مریدان و خلفای خاندان مبارک حضرت شیخ الشیوخ بهاء الحق والدین
بود و بندگی مولانا مدتی در قدم مولانا سعد الملة را مقام عالی در تصوف و فقر پیدا شد
هر آینه نظر کیمیا خاصیت مردان خدا کبریت احمر است ۔

تا نیفتد بر تو مردی را نظر　　از وجود خویش کی یابی خبر

وبعد از روزگار مولانا سعد الدین مولانا خلف الصدق و جانشین مسند طریقت آن
مرد خداست و برکت انفاس شریفه مردان طریقت جناب مولانا امروز مقصد طلاب معانی و مقر
سعادات جاودانیست سلاطین اطراف عالم از علو همت بندگی مولانا استفاده میگیرند و فضلای
اقالیم مجلس فسیح او توصل میجویند دیوان شریفش زیور مجالس فضلاست و منشآت
لطیفش دیباچه بدایع اهل شام و ما از اشعار لطیف آن حضرت چندی ایراد کنیم تا زیور
این کتاب گردد و من وارداته ادام الله برکاته غزل

از غبار خار عشق تو در سینه دارم خارها　　سر دم شکفته بر زخم زبان خارها گلزارها
از بس فغان و شیون من چنگ پست خم گشته تنم　　اشک آمده تا دامنم از هر مژه چون تارها
رو جانب بستان فگن کز شوق تو گل در چمن　　صد چاک کرده پیرهن بشسته بخون خارها

تا سوی باغ آری گذر سرو و صنوبر را نگر — عمرے پے نظارہ سر بر کردہ از دیوارہا

زاہد بمسجد بردہ پی حاجی بیابان کردہ طے — آنجا کہ باشد نقل و می بیکاریست این کارہا

ہردم فروشم جان تر ابوسہ ستانم در بہار — دیوانہ ام باشد مرا با خود بسے بازارہا

تو بودہ یار ہر خسے من مردہ از غیرت بسے — یکبار میرد ہر کسے بیچارہ جامی بارہا

و در آخر حال کہ جہان را از دبدبہ چاوش سلطان عشق پر شور گردانید و ماغش از بوئے ریاحین گلزار حقایق و معارف معطر و چشم جانش از عالم ملکوت منور گردید بیش ذوق گفت و گوئے غیر ندارد و قلمش از تحریر حروف مجاز بتفسیر آیات حقایق جاریست و درین باب گوید رُباعی

جامی دم گفت و گو فرو بند دگر — دل شیفتۂ خیال مپسند دگر

در شعر مدہ عمر گرانمایہ بباد — انگار سیہ شد ورقے چند دگر

و بندگی مولانا اشعار و قصاید اکابر را در حقایق و معارف اجوبۂ شافیہ بسیار فرمودہ و ایراد این مجموع درین تذکرہ مشکلست۔

بحر اعظم چون نگنجد در غدیر

حالا بندگی مولانا مستغرق بحر معانیست و ہر چند گاہے تصنیفے چون عقد گوہر شاہوار منظوم و منشور از آن بحر لا متناہی بساحل وجود مے رسد و ما جوابے کہ مولانا در قصیدہ بحر الابرار خواجہ خسرو فرمودہ بتمامی بخواہیم آورد و اینست آن قصیدہ :-

کنگر ایوان شہ کز کاخ کیوان برتر است — رخنہا دان کش بدیوار حصار دین در است

چون سلامت باشد از تاراج نقد این حصار — پاسبان در خواب و بر ہر رخنہ دزدے دیگر است

چیست زرناب نگین گشتہ خاکی ز آفتاب — ہر کہ کرد افسر ز زرناب خاکش بر سر است

گر ندارد سیم و زر دانا منہ نامش گدا — در بر ش دل بحر و انش او شہ بحر و بر است

کیسہ خالی باش بہر رفعت یوم الحساب — صفر چون خالیست ز ارقام عدد بالاتر است

زر نہ مردی کن و دست کرم بکشا کہ زر — مرد را بحر کرم زن را برائے زیور است

عاشق ہمیان شدی لاغر میانش کن ز بذل — حسن معشوقان رعنا در میان لاغر است

نیست سرخ از اصل گوهر تنگهٔ زر گو بیا — بهر داغ بخل کیشان گشته رخ از آذر است

مرد کاسب گر مشقت میکند کفر او رشت — بهر ناهمواری نفس و غل سوهان گر است

طامعان از بهر طعمه پیش هر خس سر نهند — قانعان را خنده بر شاه و وزیر و کشور است

ماکیان از بهر دانهٔ بر و سر زیر کاه — قهقهه بر کوه و بر در شیوهٔ کبک تر است

هر کرا خر ساخت شهوت نیم خر دل گو بعقل — خود بفهم خورده بنیان نیم خر دل هم خر است

دست شه بار ایشان در قطع لیتهائی طبع — بی عصا مگذر که در راه تو لیس جیب و جر است

چون کند اهل حسد طوفان طریق حلم گیر — گاه موج آرام کشتی را ز نقل لنگر است

با حسودان لطف خوش باشد ولی نتوان بآب — کشتن آن آتش که اندر سنگ آتش مضمر است

هست مرد تیره دل در صورت اهل صفا — چون زن هندو که از جنس سفید تن چادر است

طعنه از کس خوش نباشد گرچه شیرین گو بود — زخم نی بر دیده سخت است ارچه نیشکر است

نیست از مرد بی عجز دهر را کشتن زبون — زن که فایق گشت بر شوهر بمعنی شوهر است

نکتهای پست کامل هست طالب را بلند — نقطهای پای حیدر تاج فرق قنبر است

چاره در دفع خواطر صحبت پیر است و بس — رخنه یاجوج بستن خاصهٔ اسکندر است

در جوانی سعی کن گر بی خلل خواهی عمل — میوه بی نقصان بود گر از درخت نوبر است

عالم عالی مقام از بهر چه خواهد علوّ — چون علی معنی استعلا و کار او جر است

جامی احسنت این شعرا از باغ رضوان روضه است — کاندر و هر حرف ناظر فی پر شراب کوثر است

لجة الاسرار گر سازم لقب او را سزا است — زانکه از اسرار دین بحر لبالب گوهر است

سال تاریخش اگر فرخ نویسم دور نیست — زانکه سال از دولت تاریخ او فرخ فر است

آن چه از تصنیفات بندگی مولانا حالا از قوت بفعل آمده و محبوب و مطلوب اکابر و افاضل است نفحات الانس است در بیان حالات اولیائے عظام در نثر و جواب چند نسخه منظوم شیخ نظامی مثل مخزن الاسرار و غیرهم و نسخه معما و چند کتاب در تصوف و به عنایت ازلی و هدایت لم یزلی بعد الیوم همواره از امواج این بحر حکمت و معرفت درر و انهار بساحل وجود خواهد ریخت ان شاء الله وحده العزیز :—

ای نیر حقایق دین قرنها بتاب  وی عنصر کمال یقین سالها بمان

## ذکر ملک الامرا و مربی الفضلا امیر الکبیر نظام الدین علی شیر

القاب شریفش زیب و زینت فاتحهٔ این کتاب بلکه دیوان سعادت فصل الخطاب است

تا ذات خیر بخش کند از لامکان ظهور  ایزد یکه روزگار درین روزگار کرد

واهب العطایا روزگار را از چنین مظهری سرافراز گرداند و گردون لیل و نهار چنین سروری
بر سریر عزت نشاند. بیت

سالها باید که تا یک سنگ اصلی ز آفتاب  لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

تعریف نمودن آفتاب بزرگی عقل است و در فضیلت مشک تاب ادله ساختن علامت جهل است
ذکر نمودن مدایح این امیر کبیر در ربع مسکون سیار و طیار است و در بدیه فضیلت و کمال و
علو همتش در اطراف آفاق منتشر و هر چه درین تذکره گفته شود تحصیل حاصل باشد اما بر طریق
معهود این کتاب شمهٔ از فضایل این امیر کبیر و شطری از بیان مقامات شریفش درین تذکره ثبت
نمودن واجب بود و والد بزرگوار این امیر نامدار عالی مقدار از مشاهیر روزگار بود و از جملهٔ صنادید
الوس چغتایی در روزگار دولت سلطان الاعظم ابوالقاسم بابر بهادر مدبر ملک و کافی
دولت و معتمد علیه و مشارٌ الیه گشت و با وجود ترکیت فضایل ترک فضایل نمود و غایت
همت عالیش بر آن مصروف بود که فرزند سعادتمندش بنور فضل متحلی و بانوار هدایت
متجلی گردد. ابیات

خدا ضایع نمی‌گرداند اجر نیک کاران را  درین مزرع نکوکاری بود الحق نکوکاری

سعی آن بزرگوار ضایع نشد و از آن سلف خلفی چنین نادرهٔ روزگار بمسند عز و تمکین قرار یافت
و بروزگار پادشاه مغفور مذکور این امیر کبیر با وجود احتشام و حکومت و ایالت بفضیلت کوشیدی
و با ارباب فضل صحبت داشتی و طبع کریم و ذهن مستقیمش بگفتن اشعار و شنیدن ابیات آثار و اخبار
مولع بودی و در آوان شباب ذو اللسانین شد و در شیوهٔ ترکی صاحب فن گردید و در طریق فارسی
صاحب فضل و مؤلف راست بطریق طمع در حق امیر کبیر

ترکی سین کورو پ قیلو رلا ابرودی نرگٹ تو ہم      کو تیر کی بولسہ لارا برودی لطعی نزک

بادجود فارسی در جنب شعر کا ملش      چیست اشعار ظہیر و کیست بارے انوری

بابر سلطان پادشا ہے بود سخن شناس و ہنرور دایما بر لطف طبع وقاد این امیر کبیر آفرین کردے واحیانا در ترکی و فارسی شعرے از منشآت این امیر کبیر مطالعہ نمودے و در قدرت طبع در شیرینی مستفید و بدعائے خیرش مدد فرمودے ۔

پاکبازان نظر از رہ گذری یافتہ اند      توتیائے بصر از خاک دری یافتہ اند

الیوم این امیر کبیر حامی دین و دولت او پشت و پناہ شرع و ملت است خسرو روزگار از نصائح مفیدش مستفید و اصحاب مناصب و ارباب مراتب از صحبت شریفش مشکور و راضی مجلس منیعش مقصد فضلا است و درگاہ رفیعش مرجع ضعفا و فقرا خوان نعمتش برائے مہجوران نعمت مہیا نہادہ و باب کرمش بر رخ نیازمندان دایما کشادہ ۔

خیرات چنین لطف خدائی باشد      کے از سر شہوت ربانی باشد

صاحب نظرے کہ سیرتش خیر و عطاست      باللہ کہ بدانش عطائی باشد

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ طبع شریف و عنصر لطیف این امیر کبیر باوجود تقرب حضرت سلطان وتکفل مہام مسلمانان و رونق شرع و ملت و تدبیر ملک و دولت دایما بفضل و علم اشتغال دارد و جلیس او جز نیکوی طبع و فاضلے نیست و انیس خاطرش جز اہل دلے مایل نہ گرانان بخششِ سبک سے نماید بلکہ نا اہلان مجلس شریفش در نمی آیند ۔ بیت

ما در بروے مردم نا اہل بستہ ایم      ورنہ ہیچ باب دری با بکار نیست

اشعار ترکی و فارسی خلاصہ طبع شریفش و گفتن و شگافتن معما خاصہ فکر لطیفش و ہر چند بوزے موج دریائے دانشش عقد در منظوم و منثور بر میفشاند و اہل عالم در گوش میگیرند بلکہ زیور گوش اہل ہوش مے کنند ۔

چشم گردون باہزاران دیدہ آخر کور نیست      تا ترا بیند بدست دیگرے ندہد عنان

آنچہ تا امروز از آن طبع لطیف صادر شدہ در ترکی جواب خمسہ شیخ نظامی کہ قبل از این امیر تحیر ہیچکس نگفتہ الحق داد معانی دران داستان دادہ و دو بیت از داستان لیلی مجنون باشتہا

بیاوردیم که در بهاریات و تشبیهات و خیالات بلند درین دو بیت و باقی ابیات دیگر دران کتاب مندرج است:—

هزار او رزه گیارسه برکه جوشن    ششش پر گونه در باشنعه سوسن
لاله ورقین بیربیت صباغه    بغزی قرا و یک اوچار هواغه

طبع لطیف صنایع و بدایع باقی ابیات از این دو بیت معلوم کند در خانه اگر کس است یک حرف بس است و بر سبیل عادت که درین تالیف جاریست از روئے گستاخی از کلام ترکی و فارسی این امیر کبیر چندے خواهیم آورد تا پیش فضلا نموداری باشد و ازان حضرت بعد الیوم یادگارے باشد و در جواب قصیده بحر الابرار خواجه خسرو دهلوی این امیر کبیر را قصیده غرا است و گمان مؤلف چنان است که این جواب بوجوه دیگران فضل دارد۔

آتشین لعلے که تاج خسروان را زیور است    اخگری بهر خیال خام پختن در سر است
شه که یاد مرگ نا روز دست ویرانی ملک    خسرو بے عاقبت خسرو بلاد کشور است
قیادت زینت مستقط فر و شکوه خسرویست    شیر زنجیرے ز شیر بیشه کم صولت تر است
لازم شاهی نباشد خالی از دردسرے    کوس شه خالی و بانگ غلغلش در سر است
بادهان خشک و چشم تر قناعت کن از انک    هر که قانع شد بخشک و تر شه بحر و بر است
تخم رسوائی دهد بر دانه تسبیح زرق    ار می اری دانه جان خویش را بار آور است
رهروان بارکش را سهل دان آشام فقر    در دهان ناقه خار خشک خرمای تر است
گنبد خضرا که خون ریز بیست فعلش و نیست    برگ حنا اخضر آید لیک رنگش احمر است
نیش تر دامن بود هر موے مرد گرم رو    جان بط را هر پری از بال شاهین خنجر است
مرد را حرز نجات امواج خوناب دل است    رند را حرز قدح ارقام و رنا ساغر است
مرد را یک منزل از ملک فنا دان تا بقا    مهر را یک روزه ره از باختر تا خاور است
بیگنه را ساختن آزرده از تیغ زبان    ناتوان کردن رگ بے رنج را از نشتر است
خاکیان در پایه بالاتر ز جباران که مور    بر خدا بر منابر گرچه از شیر اخضر است
ظالم و عادل نه یکسانند در تعمیر ملک    خوک دیگر در شمار ملک دهقان دیگر است

ای لسان [illegible] که از فقر تو [illegible] / چون [illegible] [illegible] است

ره سوی حق بیجدا ما هست اقرب از فقر / بهر آنکه الفقر فخری گفته پیغمبر است

اندرین ره آنکه دارد گام بر گام رسول / عرش پیمای زیست کو همراه و همرهبر است

حامی دین نبی جامی که جام فقر را / داشته بر کف لبالب از شراب کوثر است

روضه‌های منبرش گلشنی و آن کشت زار لطف / قطرهٔ رخسارهٔ هر برگ مهر انور است

عاجز از تعداد اوصاف کمال اوست عقل / انجم گردون شمردن کی طریق اعور است

دین پناها اهل دوزخ را چو امید بهشت / جان خاکی راه وصلت وصل آنجا کی است

ژاله‌سان کاندر درون غنچه افتد تا نظیرست / کار زرتی و در فقرم در دل غم پرور است

زالتفات خاطرت این نکتهٔ شیرین مراست / همچنان کز پرتو خورشید [illegible] اشکر است

تحفة الاذکار اگر سازم لقب اورا رواست / تحفه چون نزد شناسی بحر فکرم این گوهر است

گشته یوم عاشر شهر رجب تاریخ این / طرفه تر کین روز و ماه اتمام آن را مظهر است

طالبان ربع مسکون را ز ظل عالیت / فیض باد آنا مقام مهر چارم منظر است

اگرچه خواجه خسرو مقدم و صاحب فضل است و در بحر الابرار معارف و حقایق و خیالات دقیقه او نزد عارفان کرم و مقرر است اما این امیر کبیر داد معانی داده و در شاعری و سخن پروری و نمودن خیال خاص تقصیرے نکرده۔

این هست خیالے نه کم از گفتهٔ خسرو / یک بین دو سخن خوب تر از یکدگر افتاد

دو دیوان ترکی امیر کبیر زیور مجالس سلاطین و اکابر است و غزلهای از غزلهای عشاق سینه‌ها را براه راست می‌آورد و نغمه الحان از صدای [illegible] بلند و آهنگ خسروانش محبوب سلطان حسینی زهی آوازه که از دیار ترک تا حد حجاز برفت و زهی دبدبه که از نیشاپور تا اصفهان رسید گوشهاست اهالی دیار عجم از این صدا پرست و گوشهای عالم از این بحر پر در [illegible] صبا از این خبر بعراق رسانید و اوراق طوبی را فلک شعبات این نهال گردانید۔

پیر دانش اهل فضل هر مقام / باد باقی ظل جاهش والسلام

واما از دیوانهای این امیر کبیر غزلے بر گزیدیم که در شرب فقر موافق حال این کمینه بود چندانکه

سخنہائے مصنوع یافتم اما جراحت دل این مستمند دردمند را این غزل نمک پاشید بلکہ جگر مجروح را خراشید۔ غزل

یار با اول ای حبیبی اہل فہمغہ نامفہوم قیل ۔۔۔ پیلہ موجوم ایجا سنکا اول ہیی معدوم قیل

بولسہ عشقیم وافصوی کونگلی سے منیدین ساردت ۔۔۔ عشقیم اوپاک اولسہ ناش کونگلی اینک وامو قیل

برچہ نوردین نیم کوزومنی ابلا محروم ایلاونیکا ۔۔۔ برچہ کوزنی اول پرویش یوزی دین محروم قیل

قیل سا ظلم اول ظالم اہل غہ تعلیمین یارب بون ۔۔۔ چون تظلم دورا شیم دائم منی مظلوم قیل

تا کوزدم قوتلوق نوردین اوزکا ساری توشمون ۔۔۔ سرنے کوزکورکی بینک تختم غذا قی شوم قیل

تا بزنک عشق حرفے دورا یحیم واای رفیق ۔۔۔ اولسہ قی ادق فرام تا شی واامرقوم قیل

دیکا کیم یار بولکین مہرم نوائے کونگلی دا ۔۔۔ اندا بین سیین بر تامل ابلہ بن معلوم قیل

یک چندے سخن از کمال وفضل این امیر خیر رفت واکنون از صدقات جاریہ وآثار خیرات اورقمہ بروجہ صواب رود خلاصۂ سخن انکہ مرد پیش بین وزیرک وعاقل در کار دنیا بنظر عبرت نگرد و درین دار عمل از کار دار جز اغافل وذاہل نباشد این تامل دامنگیر ہمت این امیر خیر شدہ وہمگی ہمت وتمامی نہمت ارجمندش بکار آخرت مصروف گشتہ وقاعدہ ہائے صالحان پیش گرفتہ وتوشۂ آخرت را از پیش فرستادہ۔ بیت

کار این جا کن کہ تشویش است در محشر بسے ۔۔۔ آب اینجا خور کہ در دریا بسے شور و شر است

رائے صواب نمایش اقتضا کرد کہ فواضل اموال را صرف خیرات ومبرات نماید ودست تطاول میراث خواران ازان کوتاہ گرداند پس بر فحوائے کلام ملک علام مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ از خالص اموالش کہ در راہ خدا بے غم ریا وہوا درین ممالک بر مدارس ومساجد ورباطات وبقاع خیر ودار الشفا صرف وخرج کردہ واوقافیکہ بر آن بقاع مقرر نمودہ تخمیناً پانصد تومان رائج کپکی باشد۔ بیت

ذکر خیرت میرود در خافقین ۔۔۔ اے علی شیر خدا ذکرت بخیر

اگر بتفصیل ذکر اعداد خیرات ومستحدثات این امیر کبیر رود کار بتطویل واطناب انجامد چندے کہ در دار السلطنہ ہرات وبعضے از مشاہیر منازل ومراحلست مجملاً ذکر خواہد شد اولا عمارات دار السلطنہ

هرات است از مدرسه و مسجد جامع و خانقاه و دار الشفا و حمام جمله در یک محل بر کنارهٔ جوی انجیل
که سلسبیل و انهار جنت از غیرت آن دیده تر دارند و مسافران در تمامی ربع مسکون بدین
نزهت و محل عمارتی نشان نمی دهند دیگر احداث رباط عشقست و ذکر آن سابقا درین
تذکره ثبت شد دیگر عمارت رباط سنگ بست است و ذکر آن نیز بمحل خود مرقوم شد و حالا چند
محل دیگر عمارات عالیه احداث فرمایند مثل عمارت سر روضهٔ حضرت سید عارف قاسم انوار قدس سره
در باط دیرا باد بنواحی نیشاپور که ثانی رباط ایاز خاص است بلکه از آن عالی تر و سنگین تر
بعنایت الٰهی چند وقتست که همت عالی بر خیری گماشته که آب چشمهٔ گل را که از مشاهیر
عیون خراسانست و از متنزهات جهان و در اعلی ولایت طوس واقع است بمشهد مقدسه رضویه
آورد و مجاوران و مقیمان مشهد مقدس را از جور بی آبی خلاص کار درین کار بدو همت اهل الله
شامل حال این امیر کبیر است چه احیا نیست که جباران و سلاطین درین کار عاجز اند و قریب
ده فرسخ شرعی است منبع این آب که مجموع در ناهمواریها و سنگها آب می باید آورد
و این خیر بر جمیع خیرات شریفه اش شرف دارد و مشهد مقدس از این جوی آب رشک
بهشت برین و غیرت نگارخانه چین خواهد شد ان شاء الله تعالی قال النبی ص افضل الاعمال سقی الماء
و باقی عمارات خیرات این امیر را بتفصیل نمی توان آورد چه از شمار عدد افزون است حرس
الله تعالی معالیه و شکر مساعیه و این کمینه مؤلف را بمدح این امیر خیر قصیده ملمع است در ترکی و فارسی
چون سخنوران که درین تذکره گذشته بیاره را یارای آن نیست که در اعدا و فضلا خود را مندرج سازد
اما بتقریب در مداحی این امیر کبیر شروع می نماید و این قصیده بعرض می رساند :—

صبحدم اولدی دین پردهٔ نیلوفری — جلوه بردی چخی نه مینا عروس خاوری
ازالق باشدی ید بیضای موسی آشکار — بوالعجب کاران شب بارفت سحر سامری
بولدی ظاهر نور ایمان کفر ظلمت پیشه دین — شاه خاور دین هزیمت قلدی ظل بربری
آتش خور عود شب را سوخت و جهای صبح — آسمان کوی هیئت کرده شکل مجمری
دهر ظلمت دین اخلاص اولدی زلیخا کوزی تک — هر نظر لطفا الادی یوسف تمانیک ساری
دیو ظلمت شد گریزان از سلیمان سحر — صبح از یاقوت خور نمود تا انگشتری

یوسف مه مهر چاه مصردن اولدی عزیز     هر نظاره آگاه را انکا هزاران مشتری

از طلوع شمس خاور جهان پر نور شد     وز نوالی زهره در گوش آسمانی زیوری

کای جمالونک قبله صاحب نظرلار منظری     عارضینک برگ سمن در برگ گلبرگ طری

تا ملایک پدر روحت سجده‌هائی شکر کرد     عکس رخسارینک چو پنهان گشت پنهان شد پری

ای فراقچی کورلارینک سر قلعه دور قمر     کاکل مشکین لرینک بولدی بلائی پرسری

چون کلامت منطق طوطی ندارد حاصلی     یا لبت شکر تری جیو تو چون شیرین تری

طینتینک یا رب ملایک دین موود کیم بیاد     بولدی ظاهر نسل دین سینک ویک سروری

لمعه گرد خطا افتاد نور عاقبت     بشکند نقاش چینی خامه صورتگری

بو جهان واحسن الله مسلم دور سنکا     کیم فضیلت تاپتی دورینک اوچا اندا هنری

آسمان معرفت خورشید دین بحر شرف     انکه خورده گوشمالش گوش چرخ چنبری

مظهر دولت علی شیر اول کشیر حق ایردی     هر مدارکیا سینک فتح واسعادت شد بری

آن چنان کز مقدم سید شده یثرب عزیز     گشته دار الفضیل عالم از وجود او هری

بحر حکمت دور انینک زیبا ضمیری روشنی     لولوی منظوم اول بحر شرف نینک گوهری

ای همین همت آباد ملکت از عدل وداد     وی پدر دولت کشته قوی دین پروری

بر خصایل هر که حاصل قیلیبونک اول علی التمام     کیم گو یا اراندق مقام وار روح تینک نوی

قیلسنکیز هر نظامی نظامی الوری دیوانی نی     شامل عالم غم دور کامل بو سوز نینک ظاهری

آسمان در کشتی عمرم کند دایم دو کار     وقت شادی بادبانی گاه اندوه لنگری

بیر نظر بر لطف بحر نادلت دین چتقار     نوح دعوت سایر یلی طوفان آچیغیل یاوری

تا بر بن ایوان مینا حلقه سیم هلال     میکند گوش فلک را هر سحر زیوری

بولسه ای حاکم سنکا محکوم دوران فلک     بااقبال وجلالینک سیز نقصان دین بری

حق سبحانه وتعالی ذات شریف این امیر کبیر را سالها بر مفارق شکسته حالان مستدام دارد بالنبی واله۔

~~~~~~
~~~~~~

# ذکر امیر فاضل نظام الدین شیخ احمد سهیلی

و این نامدار عالی مقدار در الوس جغتای خانوادهٔ بزرگ است و اجداد کرام او از زمان دولت صاحبقران
تیموری صاحب جاه و امرا بوده اند و بعهد دولت شاهرخی متکفل معظمات امیر سلطانی و این امیر
نیکو اخلاق از اقران و اکفا ممتاز شده و در قبا از اهل عبا گشته و همواره با درویشان در مقام
خدمت و با علما در مرتبهٔ حرمت زندگانی کرده تا بحد کیمیا خاصیت مردان خدا بدولت دنیا و دین
امروز مشرف و مزین است و نزد سلطان عالم محترم و بنظر همگنان معزز و مکرم. بیت

تو سهیلی تا کجا تابی و کی طالع شوی — عکس تو بر هر که می افتد نشان دولت است

حالا این امیر فاضل صاحب دیوان است نگین خاتمش مزین دیوان ترکی سلطان عجم است و سیکی
قلمش محرر دیوان اشعار که سفینهٔ بحر دقایق و گنجینهٔ رموز حقایق است۔

خاتمش کار جهانی بدمی راست کند — قلمش گنج معانی بدمی افشاند

و من بنده از این امیر فاضل شنیدم که فرمودند که من در عنفوان جوانی ایام شباب بملازمت
شیخ العارف آذری علیه الرحمه رسیدم و از همت آن حضرت دریوزه کردم و طبعم بر گفتن اشعار قادر بود
و تخلصی چنانکه مناسب باشد نیافتم التماس کردم که شیخ مرا بتخلصی مشرف سازد و بندگی شیخ مجلدی
در دست داشتند و فرمودند که این مجلد کتاب را بتفأل بگشاییم شاید لفظی که مناسب باشد بیرون آید
چون برگشادیم بر اول صفحه لفظ سهیل بر آمد بغایت مستحسن شمرده بجهت من سهیلی رقم کرده و بعد الیوم ابواب
معانی بر رخ من گشاده شد و فیض همت مردان بمن رسید لاشک همت مردان بکمتر از طلوع سهیل نیست
که در بدخشان سنگ را لعل و در یمن چرم را ادیم میکند اگر چه تا حال جلد دیوان سهیلی از ادیم سازند و لعل
بدخشانی بر گفتهای رنگین او افشانند هنوز از حق انصاف بیرون نیامده باشد بتخصیص مطلعی که
این فاضل را دست داده و آن مطلع اینست۔

بروز غم بغیر از سایه من نیست یار من — ولی او هم ندارد طاقت شبهای تار من

اما از دیوان ترکی و فارسی این امیر فاضل دو بیت اختیار نموده ثبت افتاد۔

ای مهی جور و جفا بالی و امقدادا بلاکان — اورکالاریرا وقا قصری بیلیبیانه ابلاکان

نیا شد خانہ زرکاری شاہی ہوس مارا  کہ این دیوار محنت خانہ اندوہ بس مارا

گمان مولف آن است کہ اشعار این نامدار درین دو زبان لطیف و مصنوع افتادہ است
و در مطلع اول او را لمعنی خاص بوقوع پیوستہ کہ در دواوین استادان متقدم کم دیدہ ام ہمانا از دار دات
طبع لطیف اوست و انوار و اسرار او شہرت اشعار سہیلی ہمچون نور سہیل از حد و د بدخشان تا ملک یمن
تابان و سیار است حق تعالیٰ فیض انوار ہدایت نصیب روزگار این نامدار کناد و بر عمر و جوانی
و فضیلت و کامرانی او برکت بخشد۔

## ذکر وزیر کامل فاضل افضل الدین محمود عز نصرہ و مرقدہ

بیت :۔

بعہد مملکت تہم گر آصف او بودے  نبود فتادی خاتم بدست اہرمین

فلک تا صدر وزارت بار باب استحقاق مے سپار و دو زمانہ تا مسند عزت بوجود بزرگان میآراید
الحق باستحقاق فضل و کمال و علو ہمت و آثار کفایت مثل این وزیر سے بعصا ظہور نیاوردہ۔

گر جمع کند سپہر اعلیٰ  فضل فضلا و فضل افضل

از ہر ملکے بجائے تسبیح  آواز آید کہ افضل افضل

والد بزرگوار این وزیر نامدار صاحب مغفور خواجہ ضیاء الدین احمد طالب ثراہ از صناد ید کرمان
کرمان بودو آبا عن جد انمنصب متقدمے و پیشوائے ملک کرمان بلکہ وزارت سلاطین آنجا موروثی خاندان
این وزیر باستحقاق است حسب مکتسب نسب شریف این بزرگوار را باوج عیوق رسانید۔

چون حسب با نسب افضل ہنر بار شود  آدمی زین دو صفت افضل احرار شود

منصب وزارت تا بیمن قدم مبارکش آراستہ شد کار مملکت رونقے تمام و حال رعایا
انتظام مالاکلام یافت قلم عطارد القاب او را اکفی الکفاۃ نوشت و نیر اعظم یا اشمس الوزرا خطاب کرد
سخاوت و الطاف این نامدار کرم بزرگان برمک را لاشیٔ کرد و جود بے دریغش سجل سخاوت حاتم را
طے فرمود صاحب رائے اگر از کفایت و کار دانیش رمزے شنیدی بیشک از محاسبان
دفاترش گردیدے۔ بیت

چنان بود انتظامی حکمتش کار خراسان را　　که در گاه سکندر بود ارسطو ملک یونان را

**فایده** ـ خواجه جهان نظام الملک الحسن طوسی تغمده الله بغفرانه بجهت فرزند خود فخر الملک
در نصیحت نامه نوشته که مملکت پادشاه را حکما بمثابه خیمه تصور کرده اند و رعایا بمثل اوتاد خیمه اند که
بے اوتاد قیام خیام محال باشد و امرا بطور طنابهائے خیمه اند که بقوت اوتاد که رعایا اند خیمه را برپائے
دارند و عمله و کارداران بر ہیأت طنابهائے کوچک اند که آن را شرح مے نامند از خیمه که
ملک است قوتے حاصل مے سازند و دست بدامن امرائے که طنابهائے بزرگند زده و حمایت
قوت ایشان در آمده و وزرا بر مثال ستون خیمه اند که بار خیمه و طناب و شرح و مافیها همه بر ستون
است چه وزیر را گویند و وزیر بارکش لاشک بار دل همه ملک و ولایت و لشکر بر دل وزیر خواهد
بود پس ستون خیمه را چهار صفت باید که شائستگی و صلاح ستون بدرگاه ملک او را حاصل باشد
و آن صفت چهارگانه راستی است و رفعت و صفائے ظاهر و باطن و ثبات قدم پس وزیر باید
که با خدا و خلیفه خدا و بندگان خدا راستی ورزد و وجود خود را در خویشتن داری و ناموس ملک
مرتفع دارد و بصفائے ظاهر و باطن آراسته باشد و تحمل و ثبات را شعار و دثار خود سازد و از
خبث باطن و اعوجاج دور باشد که چوب کج شائستگی ستونی نداشته باشد غرض از تحریر این حکایت
آنکه این صفات در ذات این وزیر موجود است و باوجود ملازمت درگاه و ملک و ولایت محنت
تکرار مطالعه بسیار را بر خود آسان کرده لیلاً و نهاراً بکسب فضایل و علم و حکمت مشغول است
و بحل مسایل علمی دایماً مے کوشد و عروس الفاظ را کسوت معانی مے پوشد و اوقات شریفش را با
بنشر علوم و صحبت علما مقتضی است و در شاعری خواجوی کرمانی از گلزار اشعارش نخلبندی تواند
بود و از دیوان او سلمان ساوجی علمدار یست در مدح پادشاه اسلام قصاید محکم و غزا دارد که اگر برکوه
برخوانی لرأیته خاشعاً متصدعاً و خسرو روزگار را در تحسین این وزیر نامدار مبالغتے تمام است
و ما از واردات آن دستور عالی مقام مطلع غزلی خواهیم آورد که در حالت زهد فرموده و بس نازک
و مخیل است و از معنی خاص با نصیب ـ

نگوئی چشم خود بستم برائے دفع آزارش　　خیال روئے آنجا بود پوشیدم ز اغیارش

حق تعالی عین الزوال را از روزگار این وزیر با اقبال دور دارد و ظل ظلیل او را بر رعایا ممتد گر

وانا دو دولت او را امتداد تا یوم التناد و بمحمد و آله الامجاد۔

## ذکر مفخر الصدور العظام و نتیجۃ الاکابر خواجہ شہاب الدین عبد اللہ مروارید

حق سبحانہ و تعالی آنچہ اشراف را باید و بکار آید از علم و فضل و طہارت باطن و لطافت ظاہر و اخلاق حمیدہ و ہنر پسندیدہ بدین ذات ملک صفات ارزانی داشتہ خطش در رعنائی کجناح الطاؤس و انشائش در زیبائی کنشاۃ النفوس است سخنش در متانت ناسخ یاقوت کفایتش دیوان صدارت بقانون ساختہ و قانونش دلہائے عشاق را بے قانون کردہ لاجرم طبع سلطان روزگار کہ معیار فضیلت است تربیت این فاضل مایل شدہ و بزرگان کہ ہنر شناسان روزگار بلکہ خلاصہ لیل و نہار اند ہموارہ خواہان صحبت و جویان مواصلت این معدن فضیلت اند:۔

باش تا این اصل و ہمت را نماید برگ و شاخ  باش تا این طایر دولت کشاید پر و بال

والد این خواجہ فاضل دستور اعظم خواجہ شمس الدین محمد مروارید ادام اللہ تعالی اقبالہ سالہا باستحقاق وزیر سلاطین بودہ و از صنادید اعاظم کرمانست بزرگے نیکو اخلاق و خداترس و صاف اعتقاد بود و درویش نفس است و الیوم از تشویش ملک پائے ہمت بیرون بردہ و باختیار از شغل وزارت استعفا خواستہ ہموارہ بخیرات و مبرات مشغولست و از صحبت شریف اہل حق و علم و فقر محظوظ و با نصیب جزاہ اللہ خیراً و این وزیر زادہ را تقرب درگاہ سلطان گیتی پناہ حاصل است و مناصب عالیہ بدو مفوض و مخصوص است امید کہ پایہ قدرش بذروہ عالی رسد و شام شبابش بصبح الشیب نوری پیوند و انہ علی مایشاء قدیر و چون طبع کریم این بزرگ نامدار بگفتن اشعار مایل است و شعرش در متانت ثانی شعر انوریست و عنصر طبعش دوم عنصری واجب نمود درین تذکرہ مطلعی از اشعار مختارش بایراد رسانیدن و بندگی مولانا نور الملۃ و الدین عبد الرحمن جامی راست:۔

نوبہاران کہ دمد از شاخ گلی از گل من  غنچہ ہا لیش بود آغشتہ بخون دل من

و خواجہ شہاب الدین عبد اللہ در تتبع مولانا این مطلع فرماید۔ بیت

آہ کز ہر کہ وفا بود امید دل من  غیر نومیدی از و ہیچ نشد حاصل من

و مؤلف این تذکره بنا برحکم این بزرگ زاده فاضل این گستاخی نموده جواب این غزل گفته بحکم المامور معذور و این است آن غزل مذکور غزل

دیگری را مکش از غمزه بر غم دل من | هر زمان قصد هلاکم مکن ای قاتل من
می کشی خنجر و خون میخورم از حسرت آن | که شود رنجه دم تیغ تو از بسمل من
قابل دولت غمهای تو آیا دل کیست | نیست مقبول تو باری دل ناقابل من
یار بگذشت و رقیب از اثر او برسید | آه از بخت بد و دولت مستعجل من
سر بنه بر سر آن کوی علائی زان رو | تا دم حشر در انجاست چو سر منزل من

## ذکر وزیرزاده مکرم خواجه آصفی رہ

و این بزرگ زاده نیز از خاندان وزارت است و پدرش دستور اعظم خواجه نعیم الحق والدین نعمت الله کساه الله بلباس الغفران بروزگار خاقان سعید ابوسعید انار الله برهانه وزیری باستقلال و استحقاق بوده و از جمله وزرای روزگار چون او بکار دانی و حساب شناسی و کفایت وزیری نبوده و پدر خواجه نعمت الله خواجه مولانا علاء الحق والدین علی بروزگار حضرت صاحبقرانی کفیل مهمات سلطان بوده و مشرف خزانه عامره مرد خفافی و با مروت و از او آثار اولیا الله دیده اند گویند که عمله و باقی داران را که بر درگاه صاحبقرانی با یذا و عقوبت مبتلا می دید بعضی را که تکلیف مالا یطاق بود براتی از خزانه بدیشان میداد و ایشان را از زجر خلاص میکرد و بدان مردم میگفت که نوبت مروت من گذشت و نوبت مروت شما مانده است نه چنین توفیق که عملداری نیز بایل بندگان خداست بهر صفتی که باشد رضای خدا بهانه می طلبد:-

گر طاعتی چنان نه کنی کان سزای اوست | باری بقدر خویش که رحمت بهانه جوست

و این بزرگ زاده در شاعری مرتبه عالی و در فضیلت درجه وافی دارد و الیوم امرای این روزگار اکرام این بزرگ زاده باقصی الغایة میدارند و حسب شریفش بر نسب منیف اسلاف عظام او شاهد عدل است و ما از سخنان خیال پرور ایهام اندیش او که در صدف معانیست مثل لعلی ثبت خواهیم کرد:-

بسی خود را در آب دیده چون ماهی وطن دیدم | که تا قلاب زلفش را بکام خویشتن دیدم

حق سبحانہٗ ابواب فیض بر طبع کریمش باز وارد و بر کردار اسلاف عظامش در روزگار او را سرافراز گرداند منہ لانبی بعدہ وعترتہ۔

## معذرت در ختم کتاب فی نکات تاریخ مقامات حضرت سلطان حسین بہادر رہ

سرکشی توسن ادہم قلم از حد گذشت خوف تطویل و اطناب بعد ہذا در حساب است اما اصحاب اشغال را بعد از تردد روزے در شبہا استراحتے مفید است و با افسانہ الفتے واجب ہمانا این افسانہا مدوخواب ست۔

آنہا کہ محیط فضل و آداب شدند — در حل دقیقہ شمع اصحاب شدند
رہ زین شب تاریک نبردند بیرون — گفتند فسانہ و در خواب شدند

ای عزیزان حال عالم و عالمیان فسون و فسانہ بیش نیست و دو روزہ مہلت زندگانی ناپایدار مستعار زیادہ نہ از افسانہائے حریفان گذشتہ عبرت باید و از خواب گران فنا اندیشہ باید کرد۔

ای از می فریب چو نرگس بخواب ناز — بگذشت روزگار خوشی چشم باز کن

مریدے گستاخ نزد حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہٗ از کیفیت دنیائے دون سوال کرد شیخ بزرگوار آہے برکشید و این شعر بر مرید خواند۔ شعر

حال دنیا باز پرسیدم من از فرزانہ — گفت یا خواب است یا باد است یا افسانہ
گفتمش ہر کس بہر دل بر و بر بست دل — گفت یا غول است یا دیو است یا دیوانہ

حق تعالیٰ عیون اولوالابصار را بسرمہ توفیق کحل ساز و در راہ تحقیق بہمگنان نماید۔

## ذکر مقامات و حالات پادشاہ اسلام ابوالغازی سلطان حسین بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطانہٗ

ہر چند ذکر این مقامات و شرح این درجات در قدرت بشری و طاقت انسانی در نہ امدہ اگر مثلاً محمد جریر طبری و حمزہ اصفہانی و اصطخری کہ مورخان دانا و حکمائے توانا اند زندہ بودندی از عہدہ عشر عشیری از ذکر مقامات و حالات این خسرو رستم دل سہراب ہیبت بیرون نتوانستے آمد قلم

ضعیف این نحیف چگونه درین شغل خطر جاری گردد فاما از هزاران یکے واز بسیار اندکے نمودن کتاب را بر ذکر مقامات این خسرو عالی منقبت ختم کردن اولی است؛

رسم ترنجست که بر شاخسار  پیش دهد میوه پس آرد بهار

روزگار شریف لطیف حضرت اعلیٰ بهار زندگانی است لابد افعال وکردار و مقامات او شگوفه دریا ریاحین این نوبهار باشد عادت مورخان و مؤلفان تاخیر در تقدیم لایح است پس بر این نسق تتبع اکابر ماضی نموده کتاب را بر حالات حضرت اعلیٰ خاقانی ختم کردیم واز مشاهیر جنگها و مصافها که آن حضرت را دست داده که عقل عقلا دران عاجز است بر سبیل پیشکش یک تعویذ گذرانیدیم بباید دانست که این خسرو نامدار کریم الطرفین است واز احفاد و ذریت صاحبقران است که هیچکس را این شرف و منقبت حاصل نیست واز جانب پدر و مادر این خسرو بزرگوار صاحبقران است وپیوستگی با سلاطین قدیم ماوراء النهر نیز دارد از طرف ام و درین تذکره شرح دادن آن وصلت که صاحب قرانی را با شاهزاده میرزا میرک که پادشاهزاده ماوراء النهر بوده است حاجت نبود چرا که آن قضیه اظهر من الشمس است و در ظفرنامه مذکور و چون این خسرو نامدار بسن شباب رسید آثار جهانداری وانوار فضایل و بختیاری در جبین عالم آرایش واضح ولایح بود وبعد از وفات پدر سلطان در مرو شاه جهان رایت جهانداری برافراشت و در شهور سنه خمس وستین وثمان مایه بر تخت شاه جهان که ام الممالک خراسان است جلوس کرد- بیت

ای در اول کرده از یاری رخی همچو سرو  دعوت دین آشکارا چون ابومسلم ز مرو

وبعد از جلوس وخروج او اول قضیه فتح استرآباد است و کشتن حسین بیگ سعدلو و شطری ازان سمت رقم یافته وآن مصارف را جهانداران اقرار دارند که از سلاطین ماضی هیچ آفریده چنان مصافی نکرده و فتحی نیافته دوم مصاف سلطان محمود میرزا بنواحی استرآباد و فتح آن مملکت در شهور سنه خمس وستین وثمان مایه سلطان ابوسعید ایالت استرآباد بفرزندش سلطان محمود بهادر داد و خود بدفع میرزا جوکی و لرا میرزاده عبداللطیف عزیمت سمرقند وشاهرخیه نمود وامیر شیخ حاجی جاندار را که از امرای شاهرخے و مرد کاردیده ومبارز بود بملازمت شاهزاده سلطان محمود نصب کرد حضرت خلافت پناهی فرصت غنیمت شمرده باندک لشکرے از جانب خوارزم

ودشت قبچاق عنان عزیمت بصوب استرآباد معطوف فرمود سلطان محمد وامرای عظام او جلادت
نموده با لشکر سنگین در مقابله استادند ودر مقامی که آن را جوزولی گویند بقریب استرآباد حربی
عظیم دست داد ودر آخر حضرت اعلی را ظفر روی نمود ومخالفان مقهور ورایت رفیع خسرو عالی
منصور شد وسلطان محمود منهزم گردیده بهرات گریخت وامیر شیخ حاجی بقتل رسید وحضرت
خلافت پناهی بر باقی حشم ولشکر رحم نمود وجمله را در حرم امن امان حمایت داد ومملکت خراسان
بعد از ان حضرت اعلی را میسر شد سوم مصاف ترشیز است وکیفیت چنان بود که بوقتی که سلطان ابو سعید
با استقلال تمام فارغ البال در تخت هرات نشسته بود ودر ان حین حضرت خلافت پناهی
از طرف دشت قبچاق وخوارزم عنان عزیمت بجانب خراسان معطوف فرمود وقطعاً مجابا
نکرده به نیشاپور آمد ومخیم نزول اجلالش گشت سلطان ابو سعید بهم برآمد وخواست تا بنفس نفیس
خود متوجه گردد باز اندیشه کرد که مبادا بی ناموسی است وبهدو دست بر حضرت اعلی خاقانی دیده
بود واکثر امرای نامدار خود را مقدم امیر محمد علی بخشی را بحرب حضرت اعلی بجانب ترشیز ونیشاپور
بایلغار فرستاد ودر شهور ثمان وستین وثمانمایه در نواحی ولایت ترشیز حضرت اعلی را با آن لشکر حرب
واقع شد وبا وجود نود مرد مسلح با حضرت اعلی زیاده نبودند ولشکر خصم ده هزار مرد مسلح ومکمل بیاده بلطف
حضرت اله آورده اندیشه نمود ورستم وار بر ان لشکر بزرگ زده وبار از نهاد آن قوم برآورد وبیکبار بلحظه
آن حشر محشر ظاهر کرد ومحمد علی بخشی بطرف خداوند خود گریخت وحضرت پادشاه اسلام از سر جریمه
باغیان لشکر درگذشت وجمله را عفو فرمود واز ترشیز میخواست تا عزیمت حرب سلطان ابو سعید نماید
امرا وملازمان صواب ندیدند وباز بمقتضای العود احمد بطرف دار الملک خوارزم معاودت نمود چهارم
فتح ملک خراسان وجلوس آن خسرو کامگار بر تخت دار السلطنه هرات واین قضیه در نوروز اودئیل
بود وبماه مبارک رمضان سنه ثلث وسبعین وثمانمایه بیت

خدا میخواست رونق ملک دین وشرع ایمان را
که ارزانی بسلطان داد اقطاع خراسان را

چون واقعه سلطان ابو سعید بر وجهی که شطری از ان بقلم آمده بوقوع پیوست در آذربایجان
ودر آن حین آن خسرو نامدار از طرف دشت قبچاق بعد از نتیجه ملک آذربایجان بسرحد خراسان

آمده بود و کاربدان نزدیک رسیده که خراسان را فتح کند خبر شکست سلطان ابوسعید خود سبب
شوکت این خسرو عالی مقدار شده و در شهر رجب سنه مذکور بدولت و سعادت از حدود ابیورد عزم
مرو شاهجهان نموده امیر کبیر شجاع الدین ولی بیک بهادر را بجهت تسخیر مشهد مقدسه و نیشاپور
و باقی ملک خراسان نامزد فرموده بدین طرف گسیل کرد و بیمن الطاف خداوندی دولت پادشاهی
از دحامی برامیر جمع شده فتح این طرف میسر شد و دران حین شاهزاده سلطان محمود از طرف
آذربایجان منهزم بدیار خراسان رسید و جمعی کثیر از لشکر سلطان ابوسعید در راه بدو ملحق شدند و
آن شاهزاده در نواحی جام با میر ولی بیگ مصاف داد و شکست یافت و چون منهزم بهرات
رسید خبر توجه حضرت اعلی استماع نمود و ثبات نیافت و از اضطرار فرار نموده راه حصار ختلان
پیش گرفت و دران حین چهل دختران و باد غیس مضرب خیام عساکر ظفر پیکر بود و از عنایت الهی
و الطاف نامتناهی سرداران سلطان ابوسعید فوج فوج دولت صفت روی بحضرت
خاقانی آوردند و شرف دست بوس میسر یافتند کما قال الله تعالی یدخلون فی دین الله افواجا
و حضرت اعلی نیز عنایت پادشاهانه شامل حال همگان نموده از ماضی گذشت و همه را بدستور سلطان
ابوسعید مراتب و مناصب مقرر داشت و از کمال عاطفت و اخلاص که ذات این پادشاه را
جبلی فطریست بارها بر زبان مبارک جهت سلطان ابوسعید تاسف جاری ساختی و فرمودی
که آن حضرت مرا بجای پدر و اعمام بود کاشکی این نکبت بدان سلطان عالی قدر
نرسیدی و من از نیل مرام سلطنت محروم بودمی این سخن می گفت و قطرات عبرات بر چهره
مبارکش از فواره عیون جاری می شد زهی شفقت و انصاف و زهی اخلاص و الطاف
لاجرم حق تعالی ملک مکتسب صاحبقرانی را مورو ث این خسرو عالی منقبت نموده سریر
سلاطین مقدم را بنور وجود شریف او آراسته است تمکین این پادشاه فرشته اخلاق درین
سلطنت باستحقاق قرنهای بیشمار باد و فرزندان کامگار و اتباع نامدارش را سلطنت و
خلافت تا قیام قیامت باقی باد پنجم مصاف نوبت اول با امیرزاده یادگار محمد بن سلطان محمد
بایسنغر این مصاف آن بود که چون بتوفیق یزدانی و سعادت آسمانی سلطنت خراسان پادشاه
اسلام را میسر شد و امرای کبار و اعیان دیار جملگی مطیع رای همایون گشتند امیر ابوالنصر حسن بیگ

امیرزاده مذکور را که وارث ملک مذکور بود از زمان ماضی نشو و نما در میان تراکمه یافته بود نامزد ایالت این دیار نموده لشکر جرار و سواران نیزه گذار با او همراه کرده به طرف خراسان فرستاده امرائے نامدار خراسان و سرداران سلطان ابوسعید را در مصاحبت و ملازمت آن شاهزاده بدین صوب فرستاد و امیرزاده یادگار محمد بقوت حسن بیگ و سپاه تراکمه و دلگرمی وارثیت ملک امرائے نامدار را از حدود عراق بجانب خراسان نهضت نمود و اول میل استرآباد کرده آن حدود را بگرفت و امیر شیخ زاده طارمی را که از قبل حضرت پادشاه روزگار حاکم آن دیار بود منهزم گردانید و چون این خبر در تخت هرات بسمع اشرف همایون رسید فی الحال باحضار لشکر ظفر پیکر مثال داد و بر عزیمت حرب یادگار محمد عنان عزیمت بجانب استرآباد معطوف فرمود۔ بیت

زمین چون زمانه درآمد ز جای ۔۔۔ درآمد ز در که غو کرنای

بعضی امرائے نامدار که بایلغار پیشتر از موکب همایون آمده بودند از استیلائے دشمن ستوه گشته ملتجی بکوه شده بودند که بنواحی جبال سیلاق خوارزمے مرغزار که بنواحی در بند شقانست تا بخت مدد کرد و اقبال روئے نمود و در شهر صفر اربع و سبعین و ثمانمایه پادشاه اسلام از طرف مستقر دولت با امرائے نامدار رسید و امرا از بهجت این ابیات می خواندند :-

زهے با مدنت بخت مرحبا کرده ۔۔۔ برے خواب تو دولت نظر صفا کرده

ستاره خیل ترا دیده و ثنا کرده ۔۔۔ فرشته روے ترا دیده و دعا کرده

و روز دیگر که دشمن در کوه شقان نزول نمود خسرو جوان بخت بایئن لشکر و پیکار مشغول گشت و از قله کوه چون لشکر انبوه خصم در نظر آمد سرداران متوهم شدند و بعرض رسانیدند که مصلحت آن است که این جبال مستحکم از دست ندهیم که لشکر خصم انبوه مے نماید پادشاه بانگ بر امرائے نامدار زد و این بیت خواند :-

که گر من ز دشمن هراسان شوم ۔۔۔ همان به که با خاک یکسان شوم

و در دم میمنه و میسره را ترتیب داد۔

روز دیگر کین سپهر لاجورد ۔۔۔ نصب کرد از جرم خود منجوق زرد

پادشاه اسلام بعزم رزم دشمن بر سمند دولت راکب گشت و در نواحی بند شقان حربے

درپیوست که هفت‌خوان درپیش آن تا غایتی بیش نبوده و نبرد اسفندیار بدیار زابل در مرتبه
آن جولانی زیاده. بیت

برات مرگ بیامد بدست قاتل ارواح　　بصد زاری همی ارواح می‌موید بر اشباح

نسیم فتح عاقبت از مهب آمال و امانی این خسرو صاحب اقبال وزیدن گرفت و روح القدس
آیات فتح خواندن بنیاد کرد و لبی برنیامد که رایت خصم معکوس و دولت دشمن مغلوب و منکوس
گشت و امیرزاده یادگار محمد بصد حیله جان بسلامت از آن گرداب بلا بیرون برد و بعضی از
امرای ترکمان و جغتای که در مصاحبت و ملازمت شاهزاده مذکور بودند مقید طناب
مالک الرقاب پادشاهی گشتند و خسرو جمشید دولت نماز عصر آن روز در چناران بدولت
نزول فرموده فتحنامه باطراف ممالک روان ساخت و جهت تقدیم سیاست از امرای
ترکمان و جغتای دو سه تن را طعمه سباع و طیور گردانید و بر باقی اسیران چشم مرحمت نظر
فرمود. بیت

روید ای اسیران سوی خانمان　　بمن تان دعا باد تا جاودان

تمامی اسیران و صنایع و سپاهیان که بر موطن خود نزدیک رسیده بودند فارغ البال دعای
دولت پادشاه اسلام گویان از راه اسفراین متوجه دار السلطنت هرات و بلاد خراسان شدند
و خسرو عالی مقدار منصور و مظفر عازم دار السلطنه هرات گشتند و این فتح در سنه اربع و سبعین و ثمانمایه
بود موافق پارس ئیل ششم قتل امیرزاده یادگار محمد است و فتح دار السلطنه هرات کرت
دوم و درین کار که بدست خسرو نامدار بر آمد عقل عقلا عاجز است و این دست برد از رستم
دستان نشان نداده اند و رزم بهرام گور با خاقان بدین دستور نبوده چه در تاریخ مذکور است
که بهرام گور خاقان را با سیصد نفر بزد و بکشت در حالیکه نود هزار مرد با خاقان بود فاما آن
شبیخون در صحرایی بوده و این کار که این خسرو نامدار نموده در مستقر سریر سلطنت بوده با وجود چندین
در بند و چندین پاسبان و حفظ و حصر جامع القدر و العظمة الله تبارک و تعالی و سبب این قضیه
آن بود که چون آن شاهزاده یادگار محمد شکسته و منکوب شده و بار استعانت با امیر کبیر ابو النصر
حسن بیگ آورده او دیگر بار لشکر گرانمایه جهت او ترتیب نموده و در مصاحبت امیرزاده مذکور

ادجملهٔ قرابتان خود یوسف بیگ را با چند از امرای ترا کمه مقدمهم یعقوب بیگ بود بطرف خراسان
فرستاد و آن لشکر بیادگار محمد ملحق شدند و بصوب خراسان روانه گشتند و ولایت سبزوار و اسفراین
و جوین را مسخر ساختند و چون اعلی حضرت خلافت پناهی خبر قدوم یادگار محمد بدین نواحی استماع
نمود از دار السلطنت هرات عازم حرب ترا کمه و یادگار محمد شد و در حدود جاجرم قراولان هردو
سپاه مابین جاجرم و جوین ملاقات کردند بعد از حرب و کوشش بسیار قراول یادگار محمد
شکست یافت و غنیمت خوارزمی که از مستغنیان روزگار و بهادران لشکر یادگار محمد بود با چند نفر
از خاصان امیرزاده مذکور گرفتار شدند و حضرت اعلی آن جماعت را با اکثری از گناهکار سیاست فرموده
بیاسا رسانید و یادگار محمد و لشکر ترا کمه ازین معنی متوهم شده شب از قصبهٔ جاجرم فرار نمودند و حضرت اعلی
مظفر و منصور مراجعت فرموده حسن شیخ تیمور را بایالت استرآباد تفویض فرمود و بنفس مبارک
در النگ رادگان قرار گرفت و احشام ترا کمه خراسان گرد کرده بخود جمع نمود و یادگار محمد بعد از انهزام
باز استقرار کرده از جماعتی که از اعمال بسطام است آمد شد با حسن شیخ تیمور در میان آورد و آن روباه
بازگرگین صفت یادگار محمد میرزا را با خود خواند و در ظاهر گرگان بار و پیوست و آن زمان حضرت اعلی را
از میان برداشت و باز شیخ علی پرناک که از اعاظم امرای ترا کمه و قرابت حسن بیگ بود بدو
پیوست رونقی و شوکتی تازه روی بیادگار محمد آورده عزیمت خراسان درست کرد و در شهور
ذوالقعده من شهور سنه اربع و سبعین و ثمان مایه با اهل فتح از فیروزکوه عازم خراسان شد حضرت
صاحبقرانی نیز حرب را اکمل و مستعد شده از رادکان میخواست تا پذیرا شود لشکریان و جوانان و بعضی
امیرزادگان نافرمان بادیده شوخ چشمی این خسرو فیروزبخت بنیاد روگردانی و بدغابازی مشغول شدند
خاطر مبارک اعلی ازین معنی متاثر شده روی به تخت هرات آورد و هر روز از معسکر ظفر پیکر فوج
فوج روگردان شده بخصم می پیوستند حضرت اعلی معاینه می دید که این نادان تبر بر پای خود
میزنند و این شوربختان خطا از صواب نمی دانند اما با اراده عوام کالانعام جز قدرت ذوالجلال
والاکرام هیچکس بر نمی آید رای رزین خسرو نیکو سرانجام چاره جز آن ندید که یک چندی تخت را
بگذارد تا بخت بر سر مدد گاری آید بدین عزم از دار السلطنت هرات آورد و احمال خاصان
و یکجهتان را همراه داشته متوجه قیصار و میمنه و صوب بلخ شد و یادگار محمد با جمعی ترا کمه بشهر هرات در آمد

ودست بظلم ناشایست بدر آوردند و بندگان خدا بظلم و دست انداز لشکر بیگانه و بی فهمی پادشاه گرفتار شدند و ترکمانان جلف بدزبان به بیداد دست بر آوردند و فسوق و فجور آشکار کردند و آن مظلوم کج فهم بداد هیچکس نمی رسید بلکه یارای پرسش نداشت عجزه و رعایا فریاد بر آوردند که اغثنا یا غیاث المستغیثین و چون این خبر بسمع شریف حضرت اعلی رسید غیرت و حمیت اسلام دامنگیر پادشاه ایام شد و با امرای دولت فرجام گفت روا باشد که جائی که من زنده باشم در دیار اسلام این بیداوی رود حضار مجلس باتفاق هزار جان با فدای پادشاه اسلام باد این را با جهاد اکبر برابر میدانیم فی الحال از میمنه قلب و جناح لشکر ترتیب داده به عزم دار السلطنه هرات با هزار مرد کار دیده ذو اسپه بر نشست -

شد روان از میمنه سلطان فرخ روزگار فتح و نصرت بر یمین و بخت و دولت بر یسار

القصه سه شب و سه روز راه و بی راه می پیمودند نماز دیگر روز چهارشنبه ماه مذکور در نواحی بادغیس در باغی از لشکر یاغی معدودی چند یافتند تفتیش احوال و تفحص قضایا نمودند آن مردم گفتند یادگار محمد مسرور و فارغ البال بعشرت مشغول است و امرا همچنین هر یکی با شاهدی خفته و هر کس با حریفی نهفته حضرت اعلی چون خبر مخالفان برین نهج استماع نمود مسرور گشت و گفت

ای دل و دلدار چو نشت یافتم

فی الحال مردان کار را دلداری می نمود و جیا خانه عالی را بر جوانان قسمت فرمود و هر یکی را از امرای عظام بگرفتن یکی از سرداران شهر تعین کرد و به تعجیل از کوه کیون فرود آمده نیم شب به نواحی تربت عنبر سرشت مقرب باری عبد الله الانصاری علیه الرحمه رسید و از روح پر فتوح خواجه دریوزه همت کرده صبح کاذب بخیابان هرات در آمد و به تعجیل بدر باغ زاغان دوانید و بعضی دربانان و مستحفظان کوشش نمودند بجائی نرسید بضرب تبرزین قفل دروازه را در هم شکسته حضرت اعلی بفتح و فیروزی بباغ در آمد قضا را آن شب یادگار محمد مست و در بر محبوبه خفته بود آواز غریده بگوشش رسیده سراسیمه بر جست و آن شب را روز قیامت دیدا شتافته وا میخواست تا خود را بگوشه باغ متواری سازد و جمعی خاصان حضرت اعلی او را گریبان گرفته پیش سلطان آوردند شاهزاده قالب از روح تهی شده از روی سراسیمگی در زمین می نگریست پادشاه روزگار روی بوی

کرده گفت ای بی حمیت از ما عارت آمد و شرم نکردی تراکمه که همیشه مطیع و فرمان بردار آبا و اجداد ما بوده اند که بگماشتگی تراکمه بر تخت شاهرخ سلطان جلوس می نمائی و جمیع ظلمه را بر رعایای ملک موروث ما بظلم و بیداد مسلط میسازی

ای سیه روز زرد گردی روی سرخ آل را

وفی الحال اشارت کرد تا سیافان بسیاست آن شاهزاده را بگذشتگان قبیله ملحق گردانیدند و کان ذالک فی لیلة الاربعا سابع عشرین صفر سنه خمس واربعین وثمان مایه علی الصباح لشکر تراکمه که فزون از قیاس بودند فوج فوج فرار می نمودند و پوست بر اعضای ایشان از حیث هیبت و سطوت پادشاهی خشک شده بود و امرای عظام هرجا که نامزد شده بودند مخالفان را بدرگاه عالم پناه می آوردند و حضرت اعلی امیر علی جلایر را از روی سیاست بیاساق رسانید و ذیل عفو بر جرایم جمیع مجرمان پوشیده و بمقتضای ارحم ترحم و بهجت و سروری که از عنایت حق سبحانه و تعالی واصل بروزگار این خسرو نامدار شده بود زیور عفو بر صفحات اعمال همگان مرتسم گردانید – لمؤلفه

کیست از شاهان که داده جز دخل فاریاب ... ره نورد خویش را از چشمه مرغاب آب

تا ختن آورده تا تخت هری وقت سحر ... همچو خورشید او فرو شسته ز چشم خصم خواب

اینچنین دولت کرا گردد میسر در جهان ... وین چنین کامی که یابد غیر شاه کامیاب

یا رب از لطف و کرم این دولت جاوید را ... دور داری دایما از انتقال و انقلاب

هفتم فتح اندخود است و مصاف شاهزاده سلطان محمود و حقیقت این قضیه آن است که شاهزاده مذکور شکست از جانب هرات بطرف حصار و ان ملک را از ورا تاک فرصت حشمت و شوکت یافت و هتهای ملک گیری لشکری آراسته جمع نموده بلخ را مسخر کرد حضرت اعلی درین حین بتلافی خرابی که لشکر تراکمه در خراسان نموده بودند مشغول بودند چون خبر استیلای شاهزاده مشار الیه بشرف اعلی رسید همگی همت بر دفع شاهزاده مصروف فرمود و از صدر جهان و مازندران تا نواحی مرغاب لشکر و سپاه بحضور گروهی بمقدار جمع شدند آغاز کار بنصایح مکاتیب بشاهزاده فرستاد مضمون آنکه ای قرة العین سلطنت و ای ثمره شجره خلافت خلاف مکن و انصاف پیش آر و آزرم گوش کن امروز

پشت لشکر و روے دولت منم و بمقام برادری و بمرتبه فرزندے قناعت نمائے و لیقین بدانکه دشمنان قدیم در کمین اند و مدعیان دولت گوشه نشین اما آن نصائح مفیده پیادشاهزاده سلطان محمود بمدعاے ملک از راه انصاف تجاوز نموده استدعاء حرب و قتال کرده حضرت اعلی چون از نصائح نا امید شد شمشیر کین از قراب غیرت مکشوف ساخت ؏

بران باش تا جنگ باز افگنی  اگر خود بدانی که مے بشکنی
ور آید که چاره نباشد ز جنگ  جگر باید انجاد لختے درنگ

پادشاه اسلام لشکر و احشام را از روے احتشام جمع نموده در نواحی اند خود بموضعے که آن را چکمن سراے خوانند صفهاے مصاف راست کردند ؏

گهے افتید و گه جوشید و گه تا بید گه رخشید  سر هر دو رگ خون و سر سرخ و تن خنجر

و خسرو صف شکن تهمتن صفت بر سمند کوه پیکر سوار شده پیلان و مبارزان را بر حرب تحریض مے کرد و دل میداد من بنده مؤلف دران مصاف در رکاب ظفر مآب بودم بعینه احساس کردم آواز تکبیرے که دران روز آن تکبیر نه مردم لشکر مے گفتند یقینم شد که رجال الله الغیب اند گمان مؤلف آن است که بعضے آن روز دران مصاف حاضر بوده اند این حال را مشاهده کرده اند ۔ بیت

آن را که عون عصمت ایزد مدد بود  اجرام جمله عدت و او را و لشکر است

القصه بیک لحظه نسیم فتح وزیدن گرفت و رایت سلطان مسعود و لشکر خصم مغلوب گشت و این مصاف را مبارزان روزگار از مصافهاے نادر مے شمارند بلکه صعب ترین جنگها می دانند و جلدوے این مصاف را حضرت خاقانی هیچکس از امراے نامدار و مبارزان روزگار نداد که این کار من بنفس خود کرده ام و امرا و پهلوانان درین صورت سلطان را مسلم داشتند و این بیت بر خواندند ۔ للمخلص

ای منزل ماه علمت اوج ثریا  رشیه ظفر از آئینه رشے تو پیدا

و حضرت پادشاه کامگار بعد از ان فتح نامدار بلخ و مضافات را بحوزه ضبط آورده احمد مشتاق که از سرداران عراق بود بایالت بلخ مقرر کرده خود بدار السلطنه هرات معاودت فرمود و کان ذلک فی محرم سنه ست و سبعین و ثمانمایه هجریه محاصره بلخ و فتح آن جا است و این قضیه از غرایب و عجایب

حالا تست بباید دانست که بلخ شهر قدیم و بنائے اوّل است در دنیا بزعم اکثر ارباب تاریخ و بعضے
گفته اند و باو بنا اقدم هست و بعضے بابل را قدیم گفته اند بعضے مے گویند بنائے بلخ بلاخ بن اخنوخ
نهاده و بعضے بر آنند که کیومرث بانی بلخ است که گشنده هوشنگ را دران مقام بکشت و شادی
حاصل کرد بنا سے شهر آنجا نهاد و بالجمله در عظمت و شوکت ملک بلخ هیچکس را سخن نیست حکما بلخ را
ام البلاد نام نهاده اند و قبلة الاسلام و جنة الارض و خیر التراب گفته اند چنانکه حکیم الدین انوری
مے فرماید - بیت

آسمان گر طفل بودی بلخ کردی دایگیش　　　زانکه واند کرد معمور این جهان را مادری

و این قلعه و شهر بنا که اکنون معمور است آن حصار را هندوان نام است و بعد از تخریب شهر قدیم
بلخ بدست احنف ابن قیس و قتیبه بن مسلم الباهلی نصر بن سیار که بروزگار هشام بن عبد الملک مروان
امیر خراسان بود فرمود که این قلعه را غلامان هندوی او عمارت کرده بودند و حمزه اصفهانی از محمد جریر
طبری روایت کند که نصر را غلام هندوی زر خرید بود و خمس غنیمت او دوازده هزار بود القصه
فتح بلخ امرے متعذر است چرا که خندق این حصار آب خیز وار دو نقب بر نمیرود و پادشاه اسلام
بلخ را مسخر کرده ایالت آن دیار و کو توالی حصار را با احمد بن مشتاق مقرر داشت و بعد از اندک مدتے
آن ترکمان طبع دون با پادشاه روزگار غدر ظاهر کرد و با ولی نعمت کفران نمود بطرف اولاد عظام
سلطان ابو سعید میل نمود و دم عصیان زد و این صورت بر خاطر خطیر آرای منبر پادشاه کیهان ستان آمد
در رکاب همایون را بمحاصره بلخ سبک گردانید لشکر گران بدر بلخ کشید و چند وقت بمحاصره مشغول گشت
و فتح میسر نشد و قتال و جنگهائے پیوسته روے مے نمود و مبارزان عساکر ظفر آثار مجروح میشدند
بعضے از امرائے اکابر بعرض پادشاه رسانیدند که فتح بلخ کاسے بزرگ است و روزگار ضائع
کردن بدین امرے فایده اگر خسرو روی زمین از تسخیر این ویرانه در گذرد همانا که صلاح دولت ابد
پیوندش این است - بیت

بشادی در خیابان جام مے گیر　　　تو بلخ کهنه را مانند رے گیر

حضرت پادشاه اسلام جمشید ایام
بداد ار دوارنده سوگند خورد　　　بروز سفید و شب لاجورد

که این باره با خاک پست آورم    و این دون نسب را بدست آورم

مثال واجب الامتثال باطراف مملکت فرستاد که تا استادان منجنیق ساز چرخ انداز بعراده و منجنیق و کشکنجیر و مار از نهاد سکان بلخ آرند و دیگهائے عالی ساختند و خرقها و سایر نقب زنان از ممالک روی بصوب بلخ نهادند چون آن جمعیت و اهوال با حمد مشتاق رسید در بلخ از تلخی زندگانی مشتاق اجل موعود گردید و چاره جز آن ندید که استغفار نماید و در قلعه برویے آن خسرو کامگار بکشاید شفاعت با امرائے دولت و اخوان حضرت آورد تا جریمه اورا از خسرو کامیاب در خواستند و پادشاه اسلام بطریق معهود و شیوهٔ معروف که در جبلت این مظهر الطاف عفو و احسان عزیز است از جرأت و جرایم آن حرام نمک در گذشت و شهر بلخ کرت ثانی داخل قلمرو معمور گردید و کان ذلک فی شهور سنه ثمان و سبعین و ثمان مایه نهم مصاف و فتح امیرزاده ابابکر است پسر سلطان ابوسعید و واقعه شاهزاده مذکور با جمعی از امرائے ترکمه و این قضیه چنان بود که والده شاهزاده ابابکر از نژاد پادشاهان بدخشان است و سلطان ابوسعید بزندگانی خود این شاهزاده را در طفولیت سلطنت بدخشان مفوض ساخته بود بعد از واقعه پدر حشمت و شوکت و شهرت یافت و اسحق شهزاده بود زیبا منظر و شجاع و پر تهور و عالی قدر بملک بدخشان قناعت نمود و علی الدوام دم از تسخیر ممالک زدی و این شعر از شاهزاده است:-

چو سنجد در نگین من بدخشان    ز جیحون تا بدخشان در نگین باد
بکوهستان سمندم را چو جولان    مرا میدان همه روئے زمین باد

شاهزاده که طبع لطیفش دری بدین منوال مے سفت و سخن را بدین سلیقه مے گفت منظرش آفتاب درخشان و منشائش کان بدخشان بهائے این جوهر که داند و سخن گفتن در فضیلت او که توانا، القصه شاهزاده مذکور را بکرات با اخوان عظام محاربت و مصالحت افتاد و آخر بر شاهزاده محمود مسلط شد و حصار شادمان و مضافات را مسخر کرد و بعد از مدتے دیگر از سلطان محمود منهزم شد و رجوع بپایه سریر همایون آورد و پادشاه اسلام مقدم اورا باعزاز و اکرام تلقی نمود و انواع مرحمت و شفقت بدو نمود و منصب امارتش مشرف ساخت و آن شاهزاده مدتے در دولت صفت ملازمت رکاب ظفر انتساب همایون بود اما مفسدان اورا از راه بدر برده بدگمان ساختند تا فکر غلط نموده از

آستان ملک آشیان پادشاه روزگار فرار بر قرار اختیار کرده بهانه امیر سپاهی یدارغون را بیگناه بقتل
رسانید و بر نسبت سیادت و خدمت دیرینه آن سید مظلوم نه بخشید و از نواحی ترمذ بقصد ملک خراسان
و عزیمت مرو نمود پادشاه اسلام فوجی از امرای عظام و سرداران کرام را بقرب فرستاده در مرو با
پادشاهزاده ابابکر مصاف داده و شاهزاده بکر شکست یافته منهزم شده بعزیمت بدخشان
رفته نمود و ثباتی انجا هم نیافته بطرف کابل و هند رکاب گرانمایه را سبک ساخته از حدود
آب سند گذشته و کنار هیل کرمان کرد و در ان حال ولی پیر علی لشکر ترکمان بدو ملحق شده شاهزاده
تحریص مملکت عراق کرد و لشکر امیر کبیر یعقوب بیگ که امروز والی عراقین و آذربایجان و دیار بکر
و فارس و مضافات است و خلف صدق امیر کبیر ابو النصر حسن بیگ است قصد شاهزاده مذکور نمودند
در گرمسیر کرمان از لشکر ترکمان منهزم شده باز قصد خراسان نمود چون منهیان این خبر بپادشاه اسلام
رسانیدند که شاهزاده مشار الیه از سیستان عزیمت خراسان دارد پادشاه روزگار بدولت و ایلغار
در پی شاهزاده افتاد و شاهزاده از فراه سیستان براه بیابان عزیمت ترشیز و سبزوار نموده پادشاه
اسلام نیز بهمراه وی راند هر کس که او سوار میشد همه عساکر سلطان همراه گشت تا از حدود ولایت
فراه تا چهار فرسخی استرآباد پادشاه اسلام در عقب شاهزاده بایلغار راند چنانچه جمعی که در ان سفر ملازم رکاب
خداوندی سلطنت شعار بودند نمودند که در هزار اسب مخالفان پادشاه اسلام را ساقط و ضایع
و مجروح و مانده شده از قضا بحکم حق تعالی مخالفان روزی در کنار آب جرجان بنواحی استرآباد
فرود آمده بودند و بی خبر نشسته که ناگاه صولت رایت همایون خسروی زینت سپاهی لشکر ظفر پیکر
پیدا گشت مخالفان روز فزع اکبر معاینه دیده بسر اسپان سوار شده کر و فری میکردند
و حرکت مذبوحی می نمودند سرانجام پای ثبات زیر سنگ نکبت و دست تعدی بسته
ریسمان محنت گشت. بیت

گر بود خصم تو کوهیده برابر باشد        مثل گنجشک و هما پشه و صرصر باشد

آخر چون دریای امواج عساکر پادشاه اسلام بر گرد ایشان محیط شد راه گریز نیافتند
بالضرورة خود را در آب جرجان انداختند چندی در آن آب تلف گردیده اکثری از ان سپاه
مخذول بکمند دشمن خسروی [illegible] گرفتار گشتند همچو پیر علی و ... برادر او و آن دو ترکمان را

خسرو صاحب قران بحضور شریف طلب داشت و خطاب کرد که ای برگشته دولتان بدبخت چه میخواستید از این کودک خودپسند نادان که او را نیز همچون خود بدین بار روز گردید آخر شما معلوم دارید که اقبال از شما رخ بر گردانست و ظلم چندین ساله را مکافات در میان۔ مصرع

یک روز بخر آنچه فروشی یک سال

و فی الحال بحکم سلطان نفاذ یافت که آن مخاذیل را با جمیع مفسدان از شهر بند حیات بدروازه ممات بیرون فرستادند۔ بیت

رخنه گر ملک سر افگنده به　　لشکر بدعهد پراگنده به

و شاهزاده بهزیمت از جنگ گاه بیرون رفت تا شب بیگاه در صحاری می رفت و شب اسب و لباس را بدل کرده بجانب خراسان نمود بخت روگردان و اقبال دول کنان از تنهائی و ضجرت فریاد کنان بجانب نشان رسید و راه خراسان سراغ کرد آن ضعفا راه بدو نمودند تا بحد فیروزغند رسید و از جمعی مردم چشم طعام میخواست جوانی بفراست از صفای ظاهر و باطنش دریافت و دانست که این شاهزاده ابابکر است برابر شاهزاده روان شد و بدو رسید که ای شاهزاده معلوم کرده ام که شمایل تو گوهر کان سلطنت است بدان آمده ام که معین و دلیل شوم و ترا از این ورطه خونخوار بساحل امان رسانم شاهزاده گفت ای مرد اگر بقول خود وفا نمائی از جمله سرداران گردانمت آن شخص چند قدمی با پادشاهزاده برفت و آخر از این قصد برگردید شاهزاده را بدست مردم احتشام باز داد و آن مردم نیارستند چنان گنجی را پنهان کردن و چنین گوهر مستور داشتن۔ بیت

در مرتبه عالیه حقا که نگنجد　　شهباز سلاطین بنهان خانه عصفور

و چون رایت نصرت شعار بعد از فتح دیار و قتل اشرار بحد فیروزغند رسیده بود آن مردم خبر شاهزاده مذکور را بسلطان رسانیدند فی الحال حضرت سلطان باحضار شاهزاده ابابکر مثال داد و آن قرة العین سلطنت را بحضرت حاضر کردند سلطان کامیاب پادشاهزاده را خطاب کرد که ای تو باده چمن سروری هنوز بوی شیر از شکرت می آید در خون بیگناهان خصوصاً کسیکه او را بخاندان طیبین و طاهرین نسبتی باشد چرا خصومت میکنی و تقریب دادن ترکمانان جلف

نمی دانی که سبب زوال دولت او خسرو فیروز طبع این بیت بر شاهزاده خواند:-

عاقبت سر رشتهٔ کارش بویرانی رسد　　هر که از نیکان بریده با بدان همسایه شد

وگفت دریغا که بر قول تو اعتمادی نیست و این همه که من با تو نیکی کردم جز از تو بدی ندیدم

این سخنان بر زبان پادشاه اسلام می گذشت و از عیون مبارکش سیلابه سرشک بسیاری

می گشت رو با امرای ارکان دولت کرد که میخواهم که بدین نهال روضه اقبال آسیبی

نرسانم که دلم از مهر او بیقرار است وجانم در سلسله رحم او استوار امرا یکبار فریاد برآوردند

که ای سلطان عالم - بیت

ترا ایزد چو بر دشمن ظفر داد　　بکام دوستانش سر جدا کن

وگر خواهی صواب نیکمردان　　طمع از جان برادر را رها کن

خسرو صاحب قرآن دانست که بقای او سبب فنای دولت است باکراه واجبا

بقتل شاهزاده ابابکر رضا داد-

ملک آرزم بر نمی تابد　　خواه بیگانه گیر و خواه خویش

قضای خدای نهال عمر آن نوجوان را از بیخ برکند و روضه امید دوستان را چون بخت

تیره دشمنان ساخت صاحبقران مظفر و منصور از نواحی فیروز غند براه مشهد مقدس منور متوجه دار السلطنه

هرات گشت وکان ذلک فی شهر صفر سنه خمس وثمانین وثمانمایه که روز دولت این پادشاه جم

اقتدار را هر سال فتحی و هر ماه فتوحی و خواهد بود-

هر فتح کاسمان زندش نشها کار　　چون بنگری همه فتح دیگر است

لاجرم ازین قبیل کارها مهابت و صولت پادشاه اسلام در دل مبارزان قرار یافته و ملوک

اطراف و سلاطین اکناف پیوسته درین درگاه گردون اشتباه توصل میجویند و با پادشاه در مقام

اخلاص و طاعت زندگانی می کنند و فقرا و رعایای خراسان در ظل حمایت و کنف رعایت

این حضرت مرفه و آسوده و ذات ملک صفات خسرو نامدار همواره برا علای اعلام دین و

رواج شریعت مایل است و کار علمای اسلام بر در دولت او بر رونق و معاش غربا و فقرا

مراتب مفسدان و ظالمان و قطاع الطریق در دولت او مخذول و بدبینان و بداندیشان بکلی

متاصل اند خراسان وخراسانیان را حق سبحانه بنظر لطف برداشته که بحمایت عدل ورافت این خسرو شریعت پناه بفراغت اند در مراحل ومنازل که همواره دزدان وقطاع الطریق بودند حالا مستحفظان ونگاهبانان در رابطه وبقاع در خدمت اهل سلوک ومسافران مشغول اند قنواتی که از عهد هجوم چنگیز خان چون بآب گرم بخیلان مسدود ومدروس بود واکنون سفره کریمان جاریست ورباطی که از عهد محمود غازی ویران بود اکنون چون روزگار اهل دولت معمور شده دهقنت وزراعت بمرتبه رسیده که کیوان برترنشین فلک هفتمین بر جمع دهاقین روی حاسد است وبانبار خرمن سنبله از رشک این مزارع کاسد۔

هرجا که بی عنایت ولطف تو در جهان | تابوت دار بود کنون تخت ومنبر است
دار الامان تخت هری با وجود تو | رشک بهشت وشمع اقالیم وکشور است

حق سبحانه وتعالی اقبال این خسرو خجسته آمال را که واسطه امن وامان وپناه اهل ایمان است برسالهای ممدود ومخلد دارد وشاهزادگان عالی مقام را که هرکدام شمع شبستان دولت وسرو حشمت اند در پناه ظل این خسرو دولت پناه قرنهای پاینده ومستدام داراد وتا قیام قیامت سلطنت وخلافت در خاندان این خسرو صاحبقران ثابت ومقرر باد وهر روز فتحی تازه ودولتی بی اندازه نصیب این خسرو خجسته لقا باد

از آن پیشتر کاوری در ضمیر | ولایت ستان باش وآفاق گیر

---

خادم تالیف وتحریر هذه التذکره اقل عباد الله دولتشاه بن علاء الدوله بختیشاه الغازی السمرقندی اصلح الله شانه فی ثامن عشرین شوال سنه اثنی وتسعین وثمانمایه الهجریة النبویة المصطفویة الخاتمیه۔

اللهم اغفر لمولفه ولکاتبه ولقاریه ولسامعه ولمن قال آمینا